# روحانی خزائن

تصنیفات

## حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

۷

# روحانی خزائن

مجموعہ کتب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

# Ruhaani Khazaa'in

Collection of the books of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad Qadiani (1835-1908). The Promised Messiah and Mahdi, Peace be on him.

**Volumes. 1-23**

Reprinted in UK in 1984

Reprinted in India in 2008

Reprinted in UK in 2009

Present Revised Edition published in 2017

© Islam International Publications Limited

Published by:

Islam International Publications Limited Islamabad

Sheephatch Lane

Tilford, Surrey GU10 2AQ

United Kingdom

Printed in UK at:

William Clowes

ISBN: 978-1-84880-102-8 (Set Vol. 1-23)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب
کے مطالعہ کے متعلق

## حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس
## ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

## کا

## احباب جماعت کے نام

# پیغام

روحانی خزائن کے کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن ۲۰۰۸ء
کی اشاعت کے موقع پر

وَاجْعَلْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا
اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا
امام جماعت احمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وعلیٰ عبدہِ المسیح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھوالنّاصــــر

لندن
10-8-2008

# پیغام

**وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے　　اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار**

اللہ تعالیٰ نے وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانے کے امام اور مہدی کے طور پر مبعوث فرمایا کہ تا اس کی توحید کا دنیا میں بول بالا ہو اور ہمارے پیارے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور قرآن کریم کی صداقت دنیا پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔

قرآن کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہی وہ زمانہ تھا کہ جب اسلام کی اشاعت اور تبلیغ ساری دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے سامان اس خدائے قادر مطلق نے پہلے سے مقرر کر رکھے تھے۔ اسی لئے اس زمانے میں سائنسی ایجادات اتنی تیزی اور کثرت سے ہوئی ہیں کہ انسانی عقل وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَھَا کے مصداق حیران ہو جاتی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس کے بارے میں وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کی پیشگوئی فرما کر یہ بتلا دیا کہ اس زمانے میں ایسی ایسی ایجادات ہوں گی کہ کتابوں اور رسالوں کی نشر و اشاعت عام ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اور نشر صحف سے اس کے وسائل یعنی پریس وغیرہ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ نے ایسی قوم کو پیدا کیا جس نے آلات طبع ایجاد کئے۔ دیکھو کس قدر

پریس ہیں جو ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے تا وہ ہمارے کام میں ہماری مدد کرے اور ہمارے دین اور ہماری کتابوں کو پھیلائے اور ہمارے معارف کو ہر قوم تک پہنچائے تا وہ ان کی طرف کان دھریں اور ہدایت پائیں"۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد۵ صفحہ ۴۷۳)

ایک اور کتاب میں آپؑ فرماتے ہیں:

"کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادیٔ دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی اور یہ اس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتا بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے...... ایسا ہی آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو مِنْھُمْ کا لفظ ہے وہ ظاہر کر رہا تھا کہ **ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لئے موزوں ہے مبعوث ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہوگا**...... اس لئے خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور برّی اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں۔ اور کثرت مطابع نے تالیفات کو ایک شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے۔ سو اس وقت حسب منطوق آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ اور حسب منطوق آیت قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعث کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور اگن بوٹ اور

مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہوگئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل وجان سرگرم ہیں۔آپ تشریف لایئے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافہ ناس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجّت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔مگر میں ملک ہند میں آؤں گا۔کیونکہ جوش مذاہب واجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع ملل ونحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے"۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد ۱۷صفحہ ۲۶۰-۲۶۳)

سواس زمانے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ساری دنیا تک پہنچانے اور اسلام کی سچائی کو ساری دنیا پر ثابت کرنے اور خدائے واحد و یگانہ کی توحید کا پرچار کرنے کے لئے اسلام کا یہ بطل جلیل، جری اللہ، سیف کا کام قلم سے لیتے ہوئے قلمی اسلحہ پہن کر سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اترا اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا ایسا کرشمہ دکھایا کہ ہر مخالف کے پرخچے اڑا دیے اور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا پرچم پھر سے ایسا بلند کیا کہ آج بھی اس کے پھریرے آسمان کی رفعتوں پر بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں اور ساری دنیا پر اسلام کا یہ پیغام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے ذریعہ پھیل رہا ہے اور پھیلتا رہے گا۔ مسیح محمدی کی زندگی بخش تحریرات کی ہی یہ برکت ہے کہ ایک جہان روحانی اور جسمانی احیاء کی نوید سے مستفیض ہو رہا ہے اور صدیوں کے مردے ایک دفعہ پھر زندہ ہو رہے ہیں اور ایسا کیوں

نہ ہوتا کہ اسلام کی گزشتہ تیرہ صدیوں میں صرف آپ کا ہی کلام ایسا تھا جسے کبھی خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ''مضمون بالا رہا'' کی سند نصیب ہوئی تو کبھی الہاماً یہ نوید عطا ہوئی کہ:

''در کلامِ تو چیزے است کہ شعراء را دراں دخلے نیست۔ کَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَّبٍّ کَرِیْمٍ''۔ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۶۲۔ تذکرہ صفحہ ۵۰۸)

ترجمہ: ''تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۶)

چنانچہ ایسی ہی عظیم الٰہی تائیدات سے طاقت پا کر آپ فرماتے ہیں:

''میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے''۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:

''میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے''۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۴)

پس یہ آپ کی دلی خواہش تھی کہ وہ آبِ حیات جو آپ کے مبارک قلم سے آپ کی کتابوں کی شکل میں دنیا کی روحانی اور علمی پیاس بجھانے کے لئے نکلا ہے اس سے سارا عالم فیضیاب ہو۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا''۔ (ازالہ اوہام ، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰۴)

عزیزو! یہی وہ چشمۂ رواں ہے کہ جو اس سے پیئے گا وہ ہمیشہ کی زندگی پائے گا اور ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی **یفیض المال حتی لا یقبلہ احد** (ابن ماجہ) کے مطابق یہی وہ مہدی ہے جس نے حقائق و معارف کے ایسے خزانے لٹائے ہیں کہ انہیں پانے والا کبھی ناداری اور بے کسی کا منہ نہ دیکھے گا۔ یہی وہ روحانی خزائن ہیں جن کی بدولت خدا جیسے قیمتی خزانے پر اطلاع ملتی ہے اور اس کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ ہر قسم کی علمی اور اخلاقی، روحانی اور جسمانی شفا اور ترقی کا زینہ آپ کی یہی تحریرات ہیں۔ اس خزانے سے منہ موڑنے والا دین و دنیا، دونوں جہانوں سے محروم اٹھنے والا قرار پاتا ہے اور خدا کی بارگاہ میں متکبر شمار کیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا۔ اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے''۔

(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ ۳۶۵)

اسی طرح آپؑ نے فرمایا کہ:

''وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے

نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ"۔

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۳)

پھر آپ نے ایک جگہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ:

"سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے"۔

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۶۱)

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدی اور مسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تا کہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہو جائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کافور ہو جائیں گی۔ اللہ کرے کہ ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیاں ان بابرکت تحریرات کے ذریعہ سنوار سکیں اور اپنے دلوں اور اپنے گھروں اور اپنے معاشرہ میں امن و سلامتی کے دیئے جلانے والے بن سکیں اور خدا اور اس کے رسول کی محبت اس طرح ہمارے دلوں میں موجزن ہو کہ اس کے طفیل ہم کل عالم میں بنی نوع انسان کی محبت اور ہمدردی کی شمعیں فروزاں کرتے چلے جائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# عرضِ ناشر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایات اور راہنمائی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ تصانیف کا سیٹ ’’روحانی خزائن‘‘ پہلی بار کمپیوٹرائزڈ شکل میں پیش کیا جارہا ہے۔ اس سیٹ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاکیدی ارشاد کی تعمیل میں ہر کتاب فسٹ ایڈیشن کے عین مطابق رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایک سے زائد ایڈیشن چھپے ہیں تو آخری ایڈیشن کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

۲۔ پورے سیٹ میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ صفحہ کی سائیڈ پر ایڈیشن اوّل کا صفحہ نمبر دیا گیا ہے۔

۳۔ ایڈیشن اوّل میں اگر سہو کتابت واقع ہوا ہے تو متن میں اس لفظ کو اسی طرح کمپوز کیا گیا ہے۔ البتہ حاشیہ میں یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ متن میں سہو کتابت معلوم ہوتا ہے اور غالباً صحیح لفظ یوں ہے۔

۴۔ یہ ایڈیشن روحانی خزائن کے سابقہ ایڈیشن کے صفحات کے عین مطابق ہے تاکہ جماعتی لٹریچر میں گزشتہ نصف صدی سے آنے والے حوالہ جات کی تلاش میں سہولت رہے۔

۵۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اس سیٹ میں مندرجہ ذیل اضافے کئے گئے ہیں۔

(ا) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مضمون جو آپ نے منشی گردیال صاحب مدرس مڈل اسکول چنیوٹ کے استفسار کے جواب میں تحریر فرمایا تھا اور روحانی خزائن میں شامل نہیں ہو سکا تھا۔ اسے روحانی خزائن کے نئے ایڈیشن میں جلد نمبر ۲ میں شامل اشاعت کر دیا گیا ہے۔

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اہم مضمون **’’ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات‘‘** جو پہلے ’’تصدیق النبی‘‘ کے نام سے سلسلہ کے لٹریچر میں موجود ہے اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے آخر میں شامل اشاعت کر لیا گیا ہے۔

(ج) روحانی خزائن جلد ۴ میں الحق مباحثہ دہلی کے عنوان سے ایک کتاب شامل ہے۔ اس کے صفحہ ۲۲۱ پر مراسلت نمبر ۱ مابین مولوی محمد بشیر صاحب اور مولوی سید محمد احسن صاحب ہے۔ اس کے بعد مراسلت نمبر ۲ مابین منشی بوبہ صاحب و منشی محمد اسحاق و مولوی سید محمد احسن صاحب کسی وجہ سے روحانی خزائن میں شامل

ہونے سے رہ گئی ہے۔اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے نئے ایڈیشن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(د) روحانی خزائن جلد نمبر ۵ آئینہ کمالات اسلام کے آخر میں ''التبلیغ'' کے نام سے جو عربی خط شامل ہے اس کے آخر میں عربی قصیدہ درج ہے۔ایڈیشن اوّل میں اس قصیدہ کے بعد ایک عربی نظم شائع شدہ ہے جو کسی وجہ سے روحانی خزائن جلد ۵ میں شامل نہیں ہو سکی تھی۔نئے ایڈیشن میں یہ نظم شامل کر دی گئی ہے۔

(ہ) جلسہ اعظم مذاہب ۱۸۹۶ء کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحریر فرمودہ بے مثال مضمون جو ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے نام سے اردو اور دوسری زبانوں میں چھپ چکا ہے اس کے اصل مسودہ کے کچھ صفحات کسی وجہ سے شامل اشاعت نہیں ہو سکے تھے انہیں اصل مسودہ سے
ہے نقل کر کے جلد نمبر ۱۰ میں شامل کیا گیا ہے۔

(و) ریویو آف ریلیجنز اردو کا پہلا شمارہ ۹؍جنوری ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا۔اس میں صفحہ ۹ تا ۳۴ پر مشتمل ''گناہ کی غلامی سے رہائی پانے کی تدابیر کیا ہیں؟'' کے عنوان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بصیرت افروز مضمون شائع ہوا تھا۔اس مضمون کو روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ کے آخر میں کتاب نزول المسیح کے بعد شامل کیا جا رہا ہے۔

(ز) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک سے لکھا ہوا ''عصمت انبیاء'' کے عنوان سے ایک اور مضمون بھی ریویو آف ریلیجنز اردو مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۷۵ تا ۲۰۹ میں شائع ہوا تھا۔یہ مضمون اب تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہوا۔اسے بھی روحانی خزائن جلد ۱۸ کے آخر میں شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

اکتوبر ۲۰۰۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# عرض ناشر

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جملہ تصانیف منیفہ روحانی خزائن کے نام سے 23 جلدوں میں شائع شدہ ہیں۔ اس کے کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن میں بعض مقامات پر کتابت کے سہو اور اغلاط کی نشاندہی ہوئی تھی۔

امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کے نئے ایڈیشن کی تیاری کا ارشاد فرماتے ہوئے بعض ہدایات سے نوازا۔

''حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی صحت کو قائم اور برقرار رکھنے کے لیے لازم ہے کہ ان کو اوّل ایڈیشن کے عین مطابق اور اسی حال میں برقرار رکھا جائے۔ اگر اوّل ایڈیشن میں کہیں سہو کتابت ہے تو اس کو بعینہٖ قائم رکھا جائے۔ البتہ واضح سہو اور غلطی کی ناشر کی طرف سے حاشیہ میں وضاحت دی جائے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں اس کے ایک سے زیادہ ایڈیشنز شائع ہوئے تھے تو آپ کی زندگی میں مطبوعہ آخری ایڈیشن کو پیش نظر رکھا جائے۔

غرضیکہ اوّل ایڈیشن سے تقابل کر کے اگر مابعد کسی سہو یا کتابت کی غلطی کی درستگی کی گئی ہے تو اسے نظرانداز کر کے اوّل ایڈیشن کے بالکل مطابق کر دیا جائے اور متن میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔''

اوّل ایڈیشن کے وقت اس زمانہ کی طرز کتابت کے مطابق ''ے'' اور ''ی'' کو اکثر و بیشتر ''ی'' لکھا گیا ہے۔ پہلے قارئین خود سمجھ جاتے تھے کہ فقرہ کی ترکیب کے لحاظ سے یہاں یائے معروف ہے یا یائے مجہول۔ لیکن اب اس تفریق کو سمجھنے میں قاری کو دقت اور مشکل درپیش ہوتی ہے۔ اس لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے کہ

فقرہ کی مناسبت سے یائے معروف اور یائے مجہول کو ظاہر کر دیا جائے۔

حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ ’’روحانی خزائن کے پہلے ایڈیشن کے مطابق صفحات نمبر اور عبارات رکھی جائیں۔‘‘ چنانچہ اس ہدایت کی پابندی کی گئی ہے اس لئے ناشر کی طرف سے اگر کوئی وضاحت ضروری سمجھی گئی تو اس کو بارڈر سے باہر رکھا گیا ہے۔

ایسے انگریزی الفاظ، اسماء وغیرہ جو اردو رسم الخط میں تحریر شدہ ہیں اور جن کو صحیح تلفظ سے پڑھنا مشکل ہے سہولت کی غرض سے ان کو انگریزی طرز میں بھی حاشیہ میں دے دیا گیا ہے۔

الحق مباحثہ دہلی کا ایک حصہ ’’مراسلت نمبر۲‘‘ جو روحانی خزائن کی تدوین کے وقت دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے شامل نہ ہوسکا۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن کے وقت یہ مراسلت مل گئی اور اسے جلد۴ کے آخر پر صفحہ ۴۸۳ پر دے دیا گیا۔ اس ایڈیشن میں حضور انور کے ارشاد پر اسے الحق مباحثہ دہلی کے آخر پر مراسلت نمبر۱ کے بعد شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

محمود کی آمین تو جلد۱۲ میں آچکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی آمین بھی لکھی۔ یہ نظم ۱۹۰۱ء میں شائع ہوئی جو روحانی خزائن کی کسی جلد میں شامل نہیں۔ اب روحانی خزائن کی نظر ثانی کے دوران حضور انور کے ارشاد پر اسے اپنے زمانی اعتبار سے روحانی خزائن جلد ۱۷ میں شامل کیا گیا ہے مگر جلد کے آخر پر تا کہ صفحات کی ترتیب میں فرق نہ آئے۔

جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

# ترتیب

روحانی خزائن جلد ۷

تحفۂ بغداد ............................ ۱
کرامات الصادقین ................. ۴۱
حمامۃ البشریٰ ....................... ۱۶۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

# تعارف

## (از حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس)

روحانی خزائن کی یہ جلد ہفتم ہے جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی تالیفات تحفہ بغداد کرامات الصادقین اور حمامۃ البشریٰ پر مشتمل ہے۔

## حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا عربی اعجازی کلام

مذکورہ بالا تینوں کتابیں چونکہ عربی زبان میں ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عربی کلام سے متعلق ایک مختصر نوٹ لکھ دیا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی کالج یا مشہور و معروف مدرسہ میں یا کسی مشہور اُستاد سے دینی یا عربی علمِ ادب کی تعلیم حاصل نہیں کی تھی بلکہ بعض غیر معروف اساتذہ سے عربی کی چند کتب پڑھی تھیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی تعلیم سے متعلق اپنی تصنیف ''کتاب البریّہ''[1] میں فرماتے ہیں کہ آپ چھ سال کے تھے جب آپ کے والد ماجد نے آپ کی تعلیم کے لئے ایک فارسی خوان معلم نوکر رکھا جن کا نام فضل الٰہی تھا۔ اُن سے آپ نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں پڑھیں اور جب آپ کی عمر قریباً دس سال کی ہوئی تو ایک اَور استاد جن کا نام مولوی فضل احمدؒ تھا آپ نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو پڑھے۔ جب آپ سترہ یا اٹھارہ سال کے ہوئے تو آپ کی تعلیم کے لئے مولوی سیّد گل علی شاہ صاحب بٹالوی کو قادیان بُلایا گیا۔ اُن سے آپ نے علمِ نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علومِ مروجہ کی چند کُتب پڑھیں مولوی سید گل علی شاہ صاحب کچھ عرصہ قادیان رہے۔ پھر بعض مجبوریوں کی وجہ سے واپس بٹالہ چلے گئے۔ اس لئے

[1] کتاب البریّہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۸۰

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی کچھ عرصہ کے لئے ان کے پاس بٹالہ رہنا پڑا۔اس عرصہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی بھی آپ کے رفیقِ تعلیم بن گئے جس کا ذکر مولوی صاحب مذکور نے اپنے رسالہ اشاعۃ السّنۃ جلد ۷ میں بایں الفاظ کیا ہے:۔

''مؤلف براہین احمدیہ کے حالات وخیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین میں سے ایسے واقف کم نکلیں گے۔مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں۔ بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملّا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب تھے۔اُس زمانہ سے آج تک ہم میں اور ان میں خط و کتابت و ملاقات و مراسلت برابر جاری ہے۔''

معلوم ہوتا ہے کہ اِسی زمانہ کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو مخاطب کرتے ہوئے اشارہ فرمایا ہے ۔

قَطَعۡتَ وَدَادًا قَدۡ غَرَسۡنٰهُ فِی الصَّبَا

وَ لَیۡسَ فُؤَادِیۡ فِی الۡوَدَادِ یُقَصِّرُ''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔روحانی خزائن جلد۲۱ صفحہ ۳۳۵)

تُو نے اُس دوستی کو کاٹ دیا جس کا درخت ہم نے ایام کودکی میں لگایا تھا۔مگر میرے دل نے دوستی میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔

اُس زمانہ میں سب سے بڑا مرکز علومِ شرقیہ کے حاصل کرنے کا دہلی تھا جہاں اور بہت سے معروف ومشہور اکابر علماء کے علاوہ شیخ الکل مولوی نذیر حسین صاحب سکونت پذیر تھے جن کی شاگردی کا فخر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو حاصل تھا۔لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مذکورہ بالا تین غیر معروف اساتذہ سے مروجہ علوم کی چند کتابیں اور اپنے والد ماجد سے چند کتابیں علمِ طب کی پڑھنے کے علاوہ اور کہیں تعلیم نہ پائی تھی۔اس لئے کسی شخص کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ آ سکتی تھی کہ آپ معمولی عربی زبان میں کوئی کتاب یا رسالہ تالیف کر سکتے ہیں چہ جائیکہ فصیح و بلیغ عربی میں پُر از معارف وحقائق ضخیم کتب لکھ سکیں۔یہی وجہ تھی کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور دیگر مولویوں نے آپ سے متعلق یہ مشہور کر دیا کہ آپ علومِ عربیّہ سے جاہل ہیں اور حقیقت یہی تھی کہ آپ کا اکتسابی علم ایسا نہ تھا کہ آپ فصیح و بلیغ عربی میں کوئی

مضمون یا رسالہ یا کتاب تحریر فرما سکیں۔ مگر عربی زبان کا علم آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا اور اعجازی رنگ میں ہوا تھا۔ اِس لئے آپ نے نہایت فصیح و بلیغ عربی میں بیس سے زیادہ رسالے اور کتابیں لکھیں اور مخالفین علماء کو ہزار ہا روپیہ کے انعامات مقرر کر کے مقابلہ کے لئے بلایا۔ لیکن کسی کو بالمقابل کتاب یا رسالہ لکھنے کی جرات نہ ہوئی۔

## عربی زبان کا علم وہبی تھا

عربی زبان کا علم آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا تھا۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب ''انجام آتھم'' میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''وان کمالی فی اللسان العربی مع قلّة جهدی و قصور طلبی اٰية واضحة من ربّی ليظهر علی الناس علمی و ادبی...... وانّی مع ذٰلک علمت **اربعين الفا** من اللغات العربية . واعطيت بسطة کاملة فی العلوم الادبية .'' (انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۴)

یعنی عربی زبان میں باوجود میری کمی کوشش اور کوتاہی جستجو کے جو مجھے کمال حاصل ہے وہ میرے ربّ کی طرف سے ایک کھلا نشان ہے تا وہ لوگوں پر میرے علم اور میرے ادب کو ظاہر کرے۔ پس کیا مخالفوں کے گروہوں میں سے کوئی ہے جو میرے مقابلہ پر آوے؟ اور اس کے ساتھ مجھے یہ فخر بھی حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے چالیس ہزار مادہ عربی زبان کا سکھایا گیا ہے۔ اور مجھے ادبی علوم پر پوری وسعت عطا کی گئی ہے۔

اور ''ضرورت الامام'' میں فرماتے ہیں:۔

''مَیں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔'' (ضرورۃ الامام۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۴۹۶)

اور '' لُجّةُ النور ''میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''کلما قلت من کمال بلاغتی فی البیان فهو بعد کتاب الله القراٰن.''

(لُجّة النور۔ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۴۶۴)

یعنی جو کچھ مَیں نے اپنی کمال بلاغتِ بیانی سے کہا ہے تو وہ کتاب قرآن مجید سے دوسرے درجہ پر ہے۔

پھر انشاپردازی کے وقت تائید الٰہی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ مَیں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب مَیں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو مَیں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے اور ہمیشہ میری تحریر گو عربی ہو یا اردو یا فارسی دو حصّہ پر منقسم ہوتی ہے۔

(۱) ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سِلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آ جاتا ہے اور مَیں اُس کو لکھتا جاتا ہوں اور گو اس تحریر میں مجھے کوئی مشقت اٹھانی نہیں پڑتی مگر دراصل وہ سِلسلہ میری دماغی طاقت سے کچھ زیادہ نہیں ہوتا یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اس کے فضل کے ساتھ ممکن تھا کہ اس کی معمولی تائید کی برکت سے جو لازمۂ فطرت خواص انسانی ہے کسی قدر مشقت اٹھا کر اور بہت سا وقت لے کر اُن مضامین کو مَیں لکھ سکتا۔ واللّٰہ اعلم۔

(۲) دوسرا حصہ میری تحریر کا محض خارق عادت کے طور پر ہے اور وہ یہ ہے کہ جب مَیں مثلاً ایک عربی عبارت لکھتا ہوں اور سلسلہ عبارت میں بعض ایسے الفاظ کی حاجت پڑتی ہے کہ وہ مجھے معلوم نہیں ہیں تب اُن کی نسبت خدا تعالیٰ کی وحی رہنمائی کرتی ہے اور وہ لفظ وحی متلو کی طرح رُوح القدس میرے دل میں ڈالتا ہے اور زبان پر جاری کرتا ہے اور اُس وقت مَیں حِس سے غائب ہوتا ہوں مثلاً عربی عبارت کے سِلسلۂ تحریر میں مجھے ایک لفظ کی ضرورت پڑی جو ٹھیک ٹھیک **بسیاریٔ عیال** کا ترجمہ ہے اور وہ مجھے معلوم نہیں اور سِلسلۂ عبارت اس کا محتاج ہے تو فی الفور دل میں وحی متلو کی طرح لفظ **ضفف** ڈالا گیا جس کے معنے ہیں بسیاریٔ عیال۔ یا مثلاً سِلسلۂ تحریر میں مجھے ایسے لفظ کی ضرورت ہے جس کے معنے ہیں غم وغصہ سے چُپ ہو جانا اور مجھے وہ لفظ معلوم نہیں تو فی الفور دل پر وحی ہوئی کہ ''وجوم'' ایسا ہی عربی فقرات کا حال ہے۔ عربی تحریروں کے

وقت میں صد ہا بنے بنائے فقرات وحی متلو کی طرح دل پر وارد ہوتے ہیں اور یا یہ کہ کوئی
فرشتہ ایک کاغذ پر لکھے ہوئے وہ فقرات دکھا دیتا ہے اور بعض فقرات آیاتِ قرآنی
ہوتے ہیں یا اُن کے مشابہ کچھ تھوڑے تصرّف سے۔''

(نزول المسیح ۔روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۴،۴۳۵)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فصیح و بلیغ عربی میں کتابیں لکھنا تائیدالٰہی سے تھا آپ کے اکتسابی علم کا نتیجہ نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مخالفین علماء نے آپ کے اس چیلنج کو کہ وہ بھی آپ کے مقابلہ میں آپ جیسے رسائل و کتب لکھیں قبول کرنے کی بجائے ویسے ہی اعتراضات کئے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین نے قرآنی چیلنج کے جواب میں کئے تھے کیونکہ وہ بھی جانتے تھے کہ ایسا فصیح و بلیغ اور پُر از حقائق و دقائق کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے امّی شخص کا کام نہیں ہوسکتا۔ اِس لئے ایک طرف تو انہوں نے کہا ''انّما یعلّمه بشر'' کہ اسے کوئی اور بشر سکھاتا ہے۔''واعانه علیه قوم اٰخرون'' یعنی دوسرے اَور لوگ ہیں جو قرآن کی تالیف میں آپ کی اعانت کررہے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ کہا کہ ''لونشاء لقلنا مثل ھٰذا. ان ھٰذا الاّ اساطیر الاوّلین'' یعنی اگر ہم چاہیں تو ہم ایسا کلام کہہ سکتے ہیں لیکن ہم اس لئے اس طرف توجہ نہیں دیتے کہ اِس میں پہلوں کے قصّوں اور سٹوریوں کے سوا رکھا ہی کیا ہے۔ اور بعد میں آنے والے مخالف عیسائیوں نے یہ بھی لکھنا شروع کیا کہ قرآن مجید تو فصیح و بلیغ بھی نہیں اور اس میں نحوی و صرفی بہت سی غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر عیسائیوں کی ایک مصر میں بزبان عربی طبع شدہ کتاب سے چند اغلاط کا ذکر کرتا ہوں۔

(۱) قرآن مجید میں ایسا کلام موجود ہے جو نہ فصیح ہے نہ بلیغ جیسے الم اعھد الیکم کیونکہ اِس میں تنافر پایا جاتا ہے۔ غریب الفاظ کی مثال جیسے کوثر کہ اس کے معنے صحابہؓ کو معلوم نہ تھے۔ اور قیاس کے مخالف جیسے انبتکم من الارض نباتا کیونکہ قیاس اِنبَاتًا چاہتا ہے۔ پھر جو سُننے میں اچھا نہ لگے جیسے ضِیزٰی جو جَرشٰی کی طرح ہے۔

(۲) نحوی لحاظ سے آیت والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصّٰبرین میں الصابرون اور آیت وامرأته حمالةَ الحطب میں حمالة منصوب کی بجائے مرفوع اور ان الذین اٰمنوا والذین ھادوا والصابئون (المائدہ) میں اِنّ کا اسم ہونے کی وجہ سے والصابئین ہونا چاہئے۔ اِسی طرح آیت ولٰکن البرّ من اٰمن میں ان تؤمنوا. اور آیت قطعنا ھم اثنتی عشرة اسباطاً امَمًا میں عام نحوی

قاعدہ کے مطابق کہ عدد مذکر اور معدود مفرد ہو۔ قطعنا هم اثنی عشر سبطاً اور آیت والمطلقات یَتَرَبَّصْنَ بانفسهن ثلاثة قروءٍ میں اقرءٍ یا اقراءٍ جمع قلّت کا صیغہ استعمال ہونا چاہئے تھا۔ اِسی طرح ایامًا معدودات کی بجائے ایامًا معدودة.

(۳) ضمائر کی غلطیاں جیسے آیت هٰذان خصمان اختصموا میں اختصما . اوراسروا النجوى الذين ظلموا میں اَسَرَّ. اور آیت وان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا میں اقتتلا اور آیت ان لكم في الانعام لعبرة نسقيكم مما في بطونه میں بطونها ہونا چاہئے۔

(۴) پھر بعض آیتیں پہلوں کے اقوال سے ماخوذ ہیں۔ مثلاً آیت فاذا انشقت السماء فكانت وردة كالدهان عنترؔ کے شعر۔

وان ام الارض صارت وردة مثل الدهان

سے اور آیت خلق الانسان من صلصال كالفخار. امیہ بن الصلت کے شعر۔

كيف الجحود و انما خلق الفتى من طين صلصال له فخار

سے ماخوذ ہے۔[1]

الغرض عیسائیوں نے قرآن مجید کو غیر فصیح اور نحوی وصرفی غلطیوں سے غیر مبّرا قرار دے کر اس کے کلامِ الٰہی ہونے سے انکار کیا ہے۔ ہمارے نزدیک ان کے یہ سب اعتراضات لغو اور باطل ہیں اور اصح اور افصح اور ابلغ عربی زبان وہی ہے جو قرآن مجید کی زبان ہے۔ اور عربی زبان سے متعلق اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو تحریر فرمایا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"بعض نادانوں نے قرآن شریف پر بھی اپنی مصنوعی نحو کو پیش نظر رکھ کر اعتراض کئے ہیں مگر یہ تمام اعتراض بے ہودہ ہیں۔ زبان کا علمِ وسیع خدا کو ہے نہ کسی اور کو۔ اور زبان جیسا کہ تغیّر مکانی سے کسی قدر بدلتی ہے۔ ایسا ہی تغیر زمانی سے بھی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ آج کل کی عربی زبان کا اگر محاورہ دیکھا جائے جو مصر اور مکّہ اور مدینہ اور دیارِ شام وغیرہ میں بولی جاتی ہے تو گویا وہ محاورہ صرف ونحو کے تمام قواعد کی بیخ کنی کر رہا ہے اور ممکن ہے کہ اس قسم کا محاورہ کسی زمانہ میں پہلے بھی گذر چکا ہو............

[1] کتاب جمہرۃ اشعار العرب لابی زید القرشی

لُغتِ عرب جوصرف ونحو کی اصل کُنجی ہے وہ ایک ایسا ناپیدا کنار دریا ہے جو اُس کی نسبت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے کہ **لایعلمہ الاّنبیّ** یعنی اس زبان کو اور اس کے انواع اقسام کے محاورات کو بجز نبی کے اَور کوئی شخص کامل طور پر معلوم ہی نہیں کرسکتا۔ اس قول سے بھی ثابت ہوا کہ اس زبان پر ہر یک پہلو سے قدرت حاصل کرنا ہر ایک کا کام نہیں بلکہ اس پر پورا احاطہ کرنا **معجزاتِ انبیاء** علیہم السّلام سے ہے ۔" (نزول المسیح ۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۶، ۴۳۷)

اِسی طرح جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مخالف علماء کو جو آپؑ کو جاہل اور خود کو عالم خیال کرتے تھے مقابلہ کے لئے دعوت پر دعوت دی اور چیلنج پر چیلنج کیا تو اُن کا جواب بھی وہی تھا جو مخالفینِ قرآن مجید نے دیا تھا۔

## مخالف علماء کا جواب

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عربی کلام کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"حقیقت شناس اس عبارت سے اس کا جاہل ہونا اور کوچۂ عربیت سے اس کا نابلد ہونا اور دعویٰ الہام میں کاذب ہونا نکالتے ہیں اور وہ خوب سمجھتے ہیں کہ یہ عبارت عرب کی عربی نہیں اور اس کی فقرہ بندی محض بے معنی تُک بندی ہے۔ اِس میں بہت سے محاورات والفاظ کادیانی نے از خود گھڑ لئے ہیں۔ عرب عرباء سے وہ منقول نہیں اور جو اس کے عربی الفاظ وفقرات ہیں اُن میں اکثر صرف ونحو وادب کے اصول وقواعد کی رُو سے اس قدر غلطیاں ہیں کہ ان اغلاط کی نظر سے اُن کو مسخ شدہ عربی کہنا بے جا نہیں۔ اوران کے راقم کو عربی سے جاہل اور الہام وکلامِ الٰہی سے مشرف ومخاطب ہونے سے عاطل کہنا زیبا ہے۔"

**(اشاعۃ السنّۃ۔ جلد ۱۵ نمبر ۱۳ صفحہ ۳۱۶ نیز دیکھو اشاعۃ السنّۃ۔ جلد ۱۵ نمبر ۸ صفحہ ۱۹۱)**

# واعانه علیه قوم اٰخرون کا اعتراض

پھر مخالفین نے آپؑ پر یہ اعتراض بھی کیا کہ جو کتابیں عربی زبان میں آپ تصنیف فرماتے ہیں۔ وہ دوسروں سے لکھواتے ہیں اور ایک شامی عرب اپنے پاس رکھا ہے جو آپ کو لکھ کر دیتا ہے اور آپ اپنے نام پر شائع کر دیتے ہیں۔ اور یہ اعتراض جس بے ہودہ رنگ میں انہوں نے کیا یقیناً مخالفینِ اسلام نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس رنگ میں نہیں کیا ہوگا۔ جھوٹ بولنا آسان ہوتا ہے لیکن اُس جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے کئی اور جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔

مَیں اس جگہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے اصل الفاظ نقل کر دیتا ہوں تا آئندہ آنے والے لوگ آپ کے مخالفین کی اِن مذبوحی حرکات اور اِن افتراؤں کا اندازہ لگا سکیں جو وہ مقابلہ سے بچنے اور عوام الناس کو آپ سے دُور رکھنے کے لئے تراشا کرتے تھے۔ نیز اُن کے پاس اِس اعتراض کا جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی متعدد کُتب میں کیا ہے۔ ایک ثبوت ہو جائے۔ شیخ بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:۔

> ’’امرتسر کے گلی کوچہ میں یہ خبر مشہور تھی کہ اس قصیدۂ ہمزیہ[1] کے صِلہ میں کادیانی نے شامی صاحب کو دوسو روپے دیئے ہیں۔ مَیں نے شامی صاحب سے اس خبر کی حقیقت دریافت کی تو انہوں نے اِس سے انکار کیا اور ان کے بیان سے یہ معلوم ہوا کہ اس مدح وتائید کے صلہ میں کادیانی نے کسی خوبصورت عورت سے نکاح کرا دینے کا ان کو وعدہ دیا تھا وہ اس وعدہ کے بھروسہ پر قادیان میں چار مہینے کے قریب رہے۔ اس عرصہ میں کادیانی نے اُن سے عربی نظم ونثر میں بہت کچھ لکھوایا اور گو دودھ بالائی آم مرغ کھلانے سے اُن کی اچھی مدارات کی مگر اُن کے اصل مطلوب نکاح سے اُن کو محروم رکھا اور وہ وعدہ پورا نہ کیا۔ ایک عورت فاحشہ سے اُن کا نکاح کرانا چاہا مگر اُس کے فاحشہ ہونے کا اُن کو علم ہو گیا اِس لئے اُس کے نکاح سے انہوں نے انکار کیا اور دو تین عورتیں اور اُن کو دکھائیں مگر وہ خوبصورت نہ ہونے کی وجہ سے اُن کو پسند نہ آئیں آخر وہ قادیان سے سخت ناراض ہو کر چلے گئے جاتے ہوئے خاکسار کو ملے تو کادیانی

[1] یہ قصیدہ جلد ہٰذا کے صفحہ ۱۵۳۔۱۵۴ پر درج ہے۔ شمس

پر بہت ناراضگی ظاہر کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ اب میں ایک رسالہ موسومہ بکراماتِ کادیانی لکھوں گا۔ اس میں کادیانی کی مکّاری کا خوب اظہار کروں گا اور انہوں نے مجھ سے اس امر کی درخواست کی کہ مَیں اُن کی یہ سرگذشت و پرحسرت کیفیت مشتہر کردوں اور اِس پر کادیانی کی اس بے وفائی اور وعدہ خلافی پر افسوس ظاہر کروں۔ اس درخواست کی وجہ سے یہ چند سطور لکھے گئے ہیں اور نیز اس سے عامہ خلائق کی ہدایت وصیانت مقصود مدّنظر ہے تا کہ عام لوگ کادیانی کے دامِ فریب سے واقف ہوجائیں اور اس دام سے اپنے آپ کو بچائیں۔

’’اِس مضمون کے لکھے جانے کے بعد ہم نے سُنا ہے کہ کادیانی کے درپردہ پیرومرشد و بحسبِ ظاہر مرید حکیم نورالدین صاحب بھیروی نے شامی کا نکاح کہیں کرادیا ہے اور اس خبر کے سُننے سے ہم کو خوشی ہوئی اور افسوس۔ نیز خوشی اس لئے کہ مظلوم شامی کی حق رسی ہوئی۔ افسوس اس لئے کہ اب شامی صاحب کی طرف سے رسالہ ’’کراماتِ کادیانی‘‘ کی اشاعت چندے ملتوی رہے گی۔ شامی صاحب کے نکاح کی یہ تجویز خاکسار کہیں کرا دیتا تو اُن سے جس قدر چاہتا کادیانی کے ردّ و مذمت میں نظم ونثر (جیسی اُن کو آتی ہے) لکھوالیتا ولیکن یہ پیشہ دلالی کادیانی صاحب کا ہی خاصہ ہے جس کے ذریعہ سے انہوں نے کئی نامی مریدوں کو دامِ مریدی میں پھنسایا ہوا ہے جس کے نام نامی اور القابِ گرامی مولوی حکیم وغیرہ وغیرہ سے اکثر سکنائے پنجاب واقف ہیں اور ایسے باطل اور ناجائز ذرائع سے کام نکالنا ہی ان کا شیوہ معجزہ ہے۔ لہٰذا یہ جرأت مجھ سے نہ ہوسکی اور مَیں نے اُن کو اس طرح کی اُمید نہ دلائی۔[1]‘‘

یاد رہے کہ جس شامی عرب سے متعلق بٹالوی صاحب نے مذکورہ بالا بے ہودہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ وہ شخص ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عربی تالیف ’’التبلیغ‘‘ کو پڑھ کر بے ساختہ کہا ’’واللہ ایسی عبارت عرب بھی نہیں لکھ سکتا‘‘ اور جب اس کے آخر میں شائع شدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں مدحیہ قصیدہ دیکھا تو وہ پڑھ کر بے اختیار رونے لگے۔ اور کہا ’’خدا کی قسم! مَیں نے اس زمانہ کے عربوں کے اشعار کو کبھی پسند نہیں کیا...... مگر اِن اشعار کو حفظ کروں گا‘‘ [2] اور اتنے

[1] اشاعة السنة جلد۱۵ نمبر۱۰ حاشیہ صفحہ ۲۵۸۔۲۶۱ [2،3] سچائی کا اظہار۔ روحانی خزائن جلد۶ صفحہ ۷۵، ۷۶

متاثر ہوئے کہ آخر کار قادیان آ کر آپ کی بیعت کر لی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۷ء میں ’’ضمیمہ انجام آتھم‘‘ مطبوعہ ۱۸۹۷ء میں اپنے مخلص ۳۱۳ صحابہؓ کی فہرست میں نمبر ۵۵ پر اُن کا نام لکھا ہے۔[1] غور کرو۔ اگر بٹالوی صاحب کا مذکورہ بالا بیان درست ہے تو کیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں رہ سکتے تھے؟ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے شخص کو عربی ممالک کے لئے بطور مبلغ تجویز فرما سکتے تھے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے متعلق فرماتے ہیں کہ مَیں نے اُسے

’’اس نور اور الہام کے ساتھ دیکھا جو مجھ کو عطا کیا گیا ہے۔ سو مَیں نے مشاہدہ کیا کہ وہ حقیقت میں نیک ہے اور متانت عقلی اس کو حاصل ہے اور آدمی نیک بخت ہے جس نے جذباتِ نفس پر لات ماری اور اُن کو الگ کر دیا ہے اور ریاضت کش انسان ہے۔ پھر خدا نے اُس کو کچھ حصّہ میری شناخت کا عطا کیا سو وہ بیعت کرنے والوں میں داخل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے ہماری معرفت کی باتوں سے ایک عجیب دروازہ اُس پر کھول دیا اور اُس نے ایک کتاب تالیف کی جس کا نام ایقاظ الناس رکھا اور وہ کتاب اُس کی وسعتِ معلومات پر دلیل واضح ہے اور اس کی رائے صائب پر ایک روشن حجّت ہے اور وہ کتاب ہر ایک مباحث کے لئے ہر ایک میدان میں کفایت کرتی ہے۔‘‘

(نور الحق حصہ اول۔ روحانی خزائن جلد ۸، صفحہ ۲۲۔ ترجمہ از عربی عبارت)

اِسی طرح اعتراض کا ذکر کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’پھر ان علماء کے اعتراضات اور شبہات میں سے جو انہوں نے جاہلوں میں پھیلا رکھے ہیں ایک یہ ہے ’’**ان ھٰذا الرجل لایعلم شیئًا من العربیۃ**‘‘ کہ یہ شخص عربی کا ذرہ علم نہیں رکھتا بلکہ وہ تو فارسی زبان سے بھی کوئی حصہ نہیں دیا گیا اور اپنے متعلق کہتے ہیں کہ ہم متجر علماء ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے جو عمدہ، رنگین، دلکش عبارات اور اچھوتے قصائد عربی زبان میں لکھے ہیں وہ اس کے اپنے نہیں ’’**بل الفھا رجل من الشامیین و أخذ علیہ کثیر من المال کاالمستأجرین فلیکتب الأن بعدذھابہ ان کان من الصادقین**‘‘ بلکہ ایک شامی عرب نے تالیف کئے ہیں اور بہت سا مال اس کے عوض میں اُجرت کے طور پر لیا ہے۔ پس اگر

[1] ضمیمہ انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۲۶

وہ صادق ہے تو اُس کے چلے جانے کے بعد اب لکھ کر دکھائے۔‘‘

(انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۱۔ ترجمہ از عربی عبارت)

آپ نے ’’انجام آتھم‘‘ کے عربی حصّہ کے مقابلہ میں لکھنے کے لئے بھی علماء کو بُلایا اور اس پر انعام مقرر کیا لیکن کسی کو مقابل پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

# غلطیوں کے اعتراض کا جواب

غلطیوں کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

’’جو شخص عربی یا فارسی میں مبسوط کتابیں تالیف کرے گا ممکن ہے کہ حسب مقولہ قلّما سَلِمَ مِکثارٌ کوئی صرفی یا نحوی غلطی اُس سے ہو جائے اور بباعث خطاء نظر کے اس غلطی کی اصلاح نہ ہو سکے اور یہ بھی ممکن ہے کہ سہو کاتب سے کوئی غلطی چھپ جائے اور بباعث ذہول بشریت مؤلف کی اُس پر نظر نہ پڑے۔‘‘

(کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۴۷)

مولوی بٹالوی کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’ان کتبی مُبَرَّأَ ةٌ مما زعمت و منزهة عَمَّا ظننت اِلاّسهو الكاتبين او زيغ القلم بتغافل منى لا كجهل الجاهلين. فان قدرت ان تثبت فيها عثارا فخذمنّى بحذاء كل لفظ غلط دينارا واجمع صريفاً و نضارًا و كن من المتمولين.‘‘

(انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۱،۲۴۲)

یعنی میری کتابیں ایسی غلطیوں سے جیسا کہ تیرا خیال ہے مبّرا اور منزہ ہیں۔ ہاں سہو کاتب کی غلطیاں یا لغزش قلم سے جو بے خبری میں ایک مؤلف سے بعض وقت صادر ہو جاتی ہیں ان میں پائی جا سکتی ہیں۔ لیکن وہ ایسی غلطیاں نہیں جو ایک جاہل زبان سے صادر ہوتی ہیں۔ اگر تم کوئی ایسی غلطی بتا سکو تو مَیں ہر لفظی غلطی پر ایک دینار دوں گا اِس طرح تم سونا چاندی جمع کر کے مال دار بھی بن سکتے ہو۔

اِسی طرح حضور علیہ السلام مخالفین کے ان اعتراضوں کا ذکر کر کے کہ ان کتابوں کی عربی زبان فصیح نہیں اور یہ کہ وہ عرب اور دوسرے ادیبوں کی لکھی ہوئی ہیں اور ایک عرب گھر میں پوشیدہ رکھا ہوا ہے وہی عرب صبح شام لکھ کر دیتا ہے فرماتے ہیں:۔ ؎

انظر الٰی اقوالھم و تناقض　　سلب العناد اصابۃ الاٰرءٖ

طورا الی عرب عزوہ و تارۃ　　قالوا کلام فاسد الاملاءٖ

ھٰذا من الرحمٰن یاحزب العداء　　لافعل شامی ولا رفقائی

(انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۷۵)

یعنی ان باتوں کو دیکھو اور ان کے تناقض پر غور کرو۔ عناد سے سچی اور اصابت رائے اِن سے سلب ہوگئی ہے۔ کبھی تو میرے کلام کو عرب کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ یہ کلام اچھا نہیں اور غیر فصیح اور غلطیوں سے پُر ہے۔ سوائے گروہ دشمنان! سنو!! یہ رحمٰن خدا کی توفیق و تائید سے لکھا گیا ہے۔ نہ یہ کسی شامی عرب کا کام ہے اور نہ میرے رفیقوں کا۔

## سرقہ کے اعتراض کا جواب

پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور مولوی محمد حسنؔ صاحب فیضیؔ وغیرہ نے یہ اعتراض بھی کیا کہ آپ نے مقاماتؔ حریری اور مقاماتؔ ہمدانی وغیرہ کتب سے فقرے سرقہ کر کے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں:۔

ہمارا تو یہ دعویٰ ہے کہ معجزہ کے طور خدا تعالیٰ کی تائید سے اِس انشا پردازی کی ہمیں طاقت ملی ہے تا معارف وحقائقِ قرآنی کو اِس پیرایہ میں بھی دنیا پر ظاہر کریں۔ اور وہ بلاغت جو ایک بے ہودہ اور لغو طور پر اسلام میں رائج ہوگئی تھی اُس کو کلامِ الٰہی کا خادم بنایا جائے اور جبکہ ایسا دعویٰ ہے تو محض انکار سے کیا ہوسکتا ہے جب تک کہ اس کی مثل پیش نہ کریں۔...... یوں تو بعض شریر اور بدذات انسانوں نے قرآن شریف پر بھی یہ الزام لگایا ہے کہ اس کے مضامین توریت اور انجیل میں سے مسروقہ ہیں اور اس کی امثلہ قدیم عرب کی امثلہ ہیں جو بالفاظہا سرقہ کے طور پر قرآن شریف میں داخل کی

گئی ہیں۔(اس مضمون پر انگریزی اور عربی اور اردو زبان میں پادریوں کی طرف سے کئی کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔ناقل) ایسا ہی یہودی بھی کہتے ہیں کہ انجیل کی عبارتیں طالمود میں سے لفظ بلفظ چُرائی گئی ہیں۔ چنانچہ ایک یہودی نے حال میں ایک کتاب بنائی ہے جو اِس وقت میرے پاس موجود ہے اور بہت سی عبارتیں طالمود کی پیش کی ہیں جو بجنسہٖ بغیر کسی تغیّر تبدّل کے انجیل میں موجود ہیں اور یہ عبارتیں صرف ایک دو فقرے نہیں ہیں بلکہ ایک بڑا حصّہ انجیل کا ہے اور وہی فقرات اور وہی عبارتیں ہیں جو انجیل میں موجود ہیں ..................اِن دنوں میں ایک اَور شخص نے تالیف کی ہے جس سے وہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ توریت کی کتابِ پیدائش جو گویا توریت کے فلسفہ کی ایک جڑھ مانی گئی ہے ایک اَور کتاب میں سے چُرائی گئی ہے جو موسیٰؑ کے وقت میں موجود تھی گویا ان لوگوں کے خیال میں موسیٰؑ اور عیسیٰؑ سب چور ہی تھے۔ یہ تو انبیاء علیہم السلام پر شک کئے گئے ہیں مگر دوسرے ادیبوں اور شاعروں پر نہایت قابلِ شرم الزام لگائے گئے ہیں۔ **متنبّی** جو ایک مشہور شاعر ہے اُس کے **دیوان** کے ہر شعر کی نسبت ایک شخص نے ثابت کیا ہے کہ وہ دوسرے شاعروں کے شعروں کا سرقہ ہے۔غرض سرقہ کے الزام سے کوئی بچا نہیں۔نہ خدا کی کتابیں اور نہ انسانوں کی کتابیں۔

اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ کیا درحقیقت ان لوگوں کے الزامات صحیح ہیں؟ اس کا جواب یہی ہے کہ خدا کے ملہموں اور وحی پابوں کی نسبت ایسے شبہات دل میں لانا تو بدیہی طور پر بے ایمانی ہے اور لعنتیوں کا کام کیونکہ خدائے تعالیٰ کے لئے کوئی عار کی جگہ نہیں کہ بعض کتابوں کی بعض عبارتیں یا بعض فقرات اپنے ملہموں کے دل پر نازل کرے بلکہ ہمیشہ سے سنت اللہ اس پر جاری ہے۔

رہی یہ بات کہ دوسرے شاعروں اور ادیبوں کی کتابوں پر بھی یہی اعتراض آتا ہے کہ بعض کی عبارتیں یا اشعار بلفظہا یا بتغیّر ما بعض کی تحریرات میں پائے جاتے ہیں تو اِس کا جواب جو ایک کامل تجربہ کی روشنی سے ملتا ہے یہی ہے کہ ایسی صورتوں کو بجز توارد کے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔کیونکہ جن لوگوں نے ہزارہا جزیں اپنی بلیغ عبارت کی پیش کر

دیں ان کی نسبت یہ ظلم ہوگا کہ اگر پانچ سات یا دس بیس فقرات اُن کی کتابوں میں ایسے پائے جائیں کہ وہ یا اُن کے مشابہ کسی دوسری کتاب میں بھی ملتے ہیں تو ان کی ثابت شدہ لیاقتوں سے انکار کر دیا جائے۔ اِسی طرح ان لوگوں کو انصاف سے دیکھنا چاہئے کہ اب تک ہماری طرف سے بائیس[۲۲] کتابیں عربی فصیح بلیغ میں بطلب مقابلہ تصنیف وشائع ہو چکی ہیں اور عربی کے اشتہارات اِس کے علاوہ ہیں (کتابوں کے نام لکھ کر فرماتے ہیں) اِس قدر تصانیف عربیہ جو مضامینِ دقیقہ علمیہ حکمیہ پر مشتمل ہیں بغیر ایک کامل علمی وسعت کے کیونکر انسان ان کو انجام دے سکتا ہے۔ کیا یہ تمام علمی کتابیں حریری یا ہمدانی کے سرقہ سے تیار ہو گئیں اور ہزار ہا معارف اور حقائق دینی و قرآنی جو ان کتابوں میں لکھے گئے ہیں وہ حریری اور ہمدانی میں کہاں ہیں۔ اِس قدر بے شرمی سے منہ کھولنا کیا انسانیت ہے؟ یہ لوگ اگر کچھ شرم رکھتے ہوں تو اس شرمندگی سے جیتے ہی مر جائیں کہ جس شخص کو جاہل اور علمِ عربی سے قطعاً بے خبر کہتے تھے اُس نے تو اِس قدر کتابیں فصیح بلیغ عربی میں تالیف کر دیں۔ مگر خود ان کی استعداد اور لیاقت کا یہ حال ہے کہ قریباً دس برس ہونے لگے برابر اُن سے مطالبہ ہو رہا ہے کہ ایک کتاب ہی بالمقابل اِن کتابوں کے تالیف کر کے دکھلائیں مگر کچھ نہیں کر سکے صرف ملّہ کے کفّار کی طرح یہی کہتے رہے کہ لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا............

اگر علمی اور دینی کتابیں جو ہزار ہا معارف اور حقائق پر مندرج ہوتی ہیں صرف فرضی انسانوں کی عبارتوں کے سرقہ سے تالیف ہو سکتی ہیں تو اس وقت تک کس نے آپ لوگوں کا منہ بند کر رکھا ہے۔ کیا ایسی کتابیں بازاروں میں ملتی نہیں ہیں جن سے سرقہ کر سکو؟ ان لعنتوں کو کیوں آپ لوگوں نے ہضم کیا جو در حالت سکوت ہماری طرف سے آپ کے نذر ہوئیں اور کیوں ایک سورہ کی بھی تفسیر عربی بلیغ فصیح میں تالیف کر کے شائع نہ کر سکے تا دنیا دیکھتی کہ کس قدر آپ عربی دان ہیں۔ اگر آپ کی نیت بخیر

ہوتی تو میرے تفسیر لکھنے کے لئے ایک مجلس میں بیٹھ جاتے تا دروغ گو بے حیا کا منہ ایک ہی ساعت میں سیاہ ہو جاتا۔ خیر تمام دنیا اندھی نہیں ہے۔ آخر سوچنے والے بھی موجود ہیں۔ ہم نے کئی مرتبہ یہ بھی اشتہار دیا کہ تم ہمارے مقابلہ پر کوئی عربی رسالہ لکھو۔ پھر عربی زبان جاننے والے اس کے منصف ٹھہرائے جائیں گے پھر اگر تمہارا رسالہ فصیح بلیغ ثابت ہوا تو میرا تمام دعویٰ باطل ہو جائے گا اور مَیں اب بھی اقرار کرتا ہوں کہ بالمقابل تفسیر لکھنے کے بعد اگر تمہاری تفسیر لفظاً و معناً اعلیٰ ثابت ہوئی تو اس وقت اگر تم میری تفسیر کی غلطیاں نکالو تو فی غلطی پانچ روپیہ انعام دوں گا۔ غرض بے ہودہ نکتہ چینی سے پہلے یہ ضروری ہے کہ بذریعہ تفسیر عربی اپنی عربی دانی ثابت کرو۔ کیونکہ جس فن میں کوئی شخص دخل نہیں رکھتا اس فن میں اس کی نکتہ چینی قبول کے لائق نہیں ہوتی ............ **ادیب جانتے ہیں کہ ہزارہا فقرات میں سے اگر دو چار فقرات** بطور اقتباس ہوں تو اُن سے **بلاغت** کی طاقت میں **کچھ فرق** نہیں آتا۔ بلکہ اس طرح کے تصرفات بھی ایک **طاقت** ہے۔ دیکھو سبع معلّقہ کے دو شاعروں کا ایک مصرع پر توارد ہے اور وہ یہ ہے

ایک شاعر کہتا ہے ع **یقولون لا تھلک اسیً وتجمّلِ**

اور دوسرا شاعر کہتا ہے ع **یقولون لا تھلک اسیً وتجلّدِ**

اب بتلاؤ کہ ان دونوں میں سے چور کون قرار دیا جائے۔ نادان انسان کو اگر یہ بھی اجازت دی جاوے کہ وہ چرا کر ہی کچھ لکھے تب بھی وہ لکھنے پر قادر نہیں ہو سکتا کیونکہ **اصلی طاقت** اس کے اندر نہیں مگر وہ شخص جو مسلسل اور بے روک آمد پر قادر ہے اُس کا تو بہرحال یہ **معجزہ** ہے کہ امور علمیہ اور حکمیہ اور معارف حقائق کو **بِلا توقف** رنگین اور بلیغ فصیح عبارتوں میں بیان کر دے۔''

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۷۔۴۴۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ تجویز کہ ''میرے مخالف میرے مقابل پر تفسیر لکھنے کے

لئے ایک مجلس میں بیٹھ جاتے تا دروغ گو بے حیا کا منہ ایک ہی ساعت میں سیاہ ہو جاتا‘‘ ایسی تجویز ہے جس سے معترضین کے تمام اعتراضات لغو اور باطل ہو جاتے ہیں۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فی الواقع عربی زبان کا علم نہ رکھتے اور دوسروں سے لکھواتے اور اپنے نام پر شائع کرتے تھے تو آپ مجلس میں بیٹھ کر فصیح و بلیغ عربی زبان میں نئے حقائق و معارف پر مشتمل تفسیر ہرگز نہ لکھ سکتے۔ اور اس طرح مخالف علماء کے اعتراضوں کی صداقت بآسانی لوگوں پر واضح ہو جاتی لیکن اُن کے اِس طرف رُخ نہ کرنے اور ہر دفعہ عذر اور بہانے بنا کر دعوتِ مقابلہ کو قبول نہ کرنے سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اُن کے تمام اعتراضات لغو اور باطل تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے عربی زبان کا علم عطا فرمایا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ مخالفین کو آپ کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

# تحفۂ بغداد

یہ رسالہ آپ نے محرم ۱۳۱۱ھ مطابق جولائی ۱۸۹۳ء میں تالیف فرمایا۔ وجہ تصنیف یہ ہوئی کہ ایک شخص سید عبدالرزاق قادری بغدادی نے حیدرآباد دکن سے ایک اشتہار اور ایک خط عربی زبان میں آپ کو بھیجا جس میں اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کو خلافِ شریعت اور ایسے مدعی کو واجب القتل اور ’’التبلیغ‘‘ کو معارضِ قرآن قرار دیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کے اشتہار اور خط کو نیک نیتی پر محمول کر کے محبت آمیز طریقہ سے جواب دیا اور اپنے دعویٰ ماموریت اور وفات مسیح ناصریؑ کا ثبوت اور اُمّت محمدیہ میں مکالماتِ الٰہیہ اور سِلسلۂ مجددین کے جاری رہنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس مکتوب کے لکھنے سے غرض یہ ہے کہ آپ اپنے خیالات کی اصلاح کریں اور اگر کسی بات کی حقیقت آپ پر ظاہر نہ ہو تو اس کے متعلق مجھ سے دریافت کریں۔ نیز لکھا کہ مولویوں کے فتاویٰ تکفیر سے دھوکا نہ کھائیں بلکہ میرے پاس آئیں اور بچشمِ خود حالات دیکھیں تا حقیقت کو پاسکیں اور اگر آپ لمبے سفر کی تکلیف برداشت نہ کرسکیں تو اللہ تعالیٰ سے میرے بارہ میں ایک ہفتہ تک استخارہ کریں۔ استخارہ کا طریق بتا کر فرمایا کہ استخارہ شروع کرنے کے وقت سے مجھے بھی اطلاع دیں تا مَیں بھی اس وقت دُعا کروں اور رسالہ کے آخر میں دو قصیدے بھی تحریر فرمائے۔

# کرامات الصادقین

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ایک مضمون کا جوانہوں نے ۹؍جنوری ۱۸۹۳ء کولکھ کر اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ جلد ۱۵ نمبر ۱ بابت ماہ جنوری ۱۸۹۳ء میں شائع کیا تھا۔ ۳۰؍مارچ ۱۸۹۳ء کو جواب دیتے ہوئے حضور علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ

’’میاں محمد حسین کو اس پر سخت اصرار ہے کہ یہ عاجز عربی علوم سے بالکل بے بہرہ اور کودن اور نادان اور جاہل ہے۔ اور علمِ قرآن سے بالکل بے خبر ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے مدد پانے کے تو لائق ہی نہیں کیونکہ کذّاب اور دجّال ہے اور ساتھ اسکے ان کو اپنے کمالِ علم اور فضل کا بھی دعویٰ ہے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۰۳)

اِس اشتہار میں آپ نے صدق وکذب جانچنے کے لئے یہ تجویز تحریر فرمائی کہ ایک مجلس میں بطور قرعہ اندازی ایک سورۃ نکال کر اس کی فصیح زبان عربی اور مقفّٰی عبارت میں تفسیر لکھی جائے اور اس تفسیر میں ایسے حقائق اور معارف لکھے جائیں جو دوسری کتابوں میں نہ پائے جاتے ہوں۔ نیز اس کے آخر میں سَو اشعر بلیغ اور فصیح عربی میں در نعت و مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطور قصیدہ درج ہوں۔ اور فریقین کو اس کام کے لئے چالیس دن کی مہلت دی جائے۔ پھر جلسۂ عام میں فریقین اپنی اپنی تفسیر اور اپنے اشعار سُنا دیں۔ اگر شیخ محمد حسین اس مقابلہ میں غالب رہے یا اس عاجز کے برابر رہے تو اُسی وقت یہ عاجز اپنی خطا کا اقرار کرے گا اور اپنی کتابیں جلا دے گا۔ لیکن اگر یہ عاجز غالب ہوا تو پھر میاں محمد حسین اُسی مجلس میں کھڑے ہو کر اِن الفاظ سے توبہ کرے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ ’’شیخ بٹالوی کو اختیار ہوگا کہ میاں شیخ الکل اور دوسرے تمام متکبّر ملّاؤں کو ساتھ ملا لے‘‘۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۰۳)

’’اگر اس کا جواب یکم اپریل سے دو ہفتہ کے اندر نہ آیا تو آپ کی گریز سمجھی جائے گی۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۰۴۔ حاشیہ)

اِس کے جواب میں بٹالوی صاحب نے اشاعۃ السنۃ جلد ۱۵ نمبر ۸ صفحہ ۱۹۰۔ ۱۹۱ میں یہ لکھ کر کہ عربی

زبان میں بالمقابل تفسیر نویسی کے لئے ’’مَیں حاضر ہوں۔ حاضر ہوں۔ حاضر ہوں‘‘ لکھ کر مقابلہ سے اپنی جان بچانے کے لئے وہ رکیک شرطیں لگائیں جن کا ذکر حضورؑ نے روحانی خزائن جلد ہذا کے صفحہ ۶۴۔۶۵ پر کیا ہے۔ جن سے دانشمند سمجھ گئے کہ بٹالوی صاحب میدانِ مقابلہ سے گریز کر رہے ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ مجھے اُن کے اس قسم کے تعصّبات کو دیکھ کر پہلے تو دل میں یہ خیال آیا کہ اب ہمیشہ کے لئے ان سے اعراض کیا جائے لیکن عوام کا یہ غلط خیال دُور کرنے کے لئے کہ گویا میاں محمد حسین بطالوی یا دوسرے مخالف مولوی جو اس بزرگ کے ہم مشرب ہیں علمِ ادب اور حقائق تفسیر کلام الٰہی میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں قرین مصلحت سمجھا گیا کہ اب آخری دفعہ **اتمامِ حجت** کے طور پر بطالوی صاحب اور ان کے ہم مشرب دوسرے علماء کی عربی دانی اور حقائق شناسی کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے یہ رسالہ (کرامات الصادقین۔ناقل) شائع کیا جائے۔ (کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۴۷، ۴۸)

یہ رسالہ چار قصائد اور تفسیر سورۂ فاتحہ پر مشتمل ہے اور یہ قصائد صرف ایک ہفتہ کے اندر حضورؑ نے لکھے اور وہ بھی اُس وقت جب آپ آتھم کے ساتھ مباحثہ سے فارغ ہو کر امرتسر میں مقیم تھے۔ مگر آپ نے بٹالوی صاحب اور اُن کے ہم مشرب مخالفوں کے لئے محض اتمامِ حجّت کی غرض سے پورے ایک ماہ کی مہلت دی اور فرمایا:۔

’’اور اگر اس رسالہ کے مقابل پر میاں بطالوی یا کسی اور اُن کے ہم مشرب نے سیدھی نیّت سے اپنی طرف سے قصائد اور تفسیر سورۂ فاتحہ تالیف کر کے بصورت رسالہ شائع کر دی تو مَیں سچے دل سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر ثالثوں کی شہادت سے یہ ثابت ہو جاوے کہ اُن کے قصائد اور اُن کی تفسیر جو سورۂ فاتحہ کے دقائق اور حقائق کے متعلق ہوگی میرے قصائد اور میری تفسیر سے جو اس سورۂ مبارکہ کے اسرارِ لطیفہ کے بارہ میں ہے ہر پہلو سے بڑھ کر ہے تو مَیں ہزار روپیہ نقد ان میں سے ایسے شخص کو دوں گا جو روز اشاعت سے ایک ماہ کے اندر ایسے قصائد اور ایسی تفسیر بصورت رسالہ شائع کرے اور نیز یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ بعد بالمقابل قصائد اور تفسیر شائع کرنے کے اگر اُن کے قصائد اور اُن کی تفسیر نحوی و صرفی اور علم بلاغت کی غلطیوں سے مبرّا نکلے اور میرے قصائد اور تفسیر سے بڑھ کر نکلے تو پھر باوصف اپنے اس کمال کے اگر میرے قصائد اور

تفسیر بالمقابل کے کوئی غلطی نکالیں گے تو فی غلطی پانچ روپیہ انعام بھی دوں گا۔......
......تفسیر لکھنے کے وقت یہ یاد رہے کہ کسی دوسرے شخص کی تفسیر کی نقل منظور نہیں ہوگی بلکہ وہی تفسیر لائق منظوری ہوگی جس میں حقائق و معارفِ جدیدہ ہوں۔ بشرطیکہ کتاب اللہ اور فرمودۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالف نہ ہوں۔''

(کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۴۹)

اس مقابلہ کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ''کرامات الصادقین'' میں ہی یہ بھی تحریر فرمایا:۔

''ہم فراستِ ایمانیہ کے طور پر یہ پیشگوئی کر سکتے ہیں کہ شیخ صاحب اِس طریق مقابلہ کو بھی ہرگز قبول نہیں کریں گے اور اپنی پُرانی عادت کے موافق ٹالنے کے لئے کوشش کریں گے۔..........مگر اب شیخ صاحب کے لئے طریق آسان نکل آیا ہے کیونکہ اس رسالہ میں صرف شیخ صاحب ہی مخاطب نہیں بلکہ وہ تمام مکفر مولوی بھی مخاطب ہیں جو اِس عاجز متبع اللہ اور رسولؐ کو دائرۂ اسلام سے خارج خیال کرتے ہیں۔ سو لازم ہے کہ شیخ صاحب نیازمندی کے ساتھ اُن کی خدمت میں جائیں اور اُن کے آگے ہاتھ جوڑیں اور روویں اور اُن کے قدموں پر گریں ............لیکن مشکل یہ ہے کہ اس عاجز کو شیخ جی اور ہر یک مکفّر بد اندیش کی نسبت الہام ہو چکا ہے کہ **انّی مھین من اراد اھانتک** اس لئے یہ کوششیں شیخ جی کی ساری عبث ہوں گی اور اگر کوئی مولوی شوخی اور چالاکی کی راہ سے شیخ صاحب کی حمایت کے لئے اٹھے گا تو منہ کے بل گرایا جائے گا۔ خدا تعالیٰ اِن متکبر مولویوں کا تکبّر توڑے گا اور انہیں دکھلائے گا کہ وہ کیونکر غریبوں کی حمایت کرتا ہے۔''

(کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۶۶، ۶۷)

اور ایسا ہی ہوا۔ نہ شیخ محمد حسین بٹالوی کو ہمت ہوئی اور نہ ہی دوسرے مکفرین کو کہ وہ اس رسالہ کے مقابلہ پر رسالہ لکھ کر اپنی عربی اور قرآن دانی کا ثبوت دیتے۔

# حمامۃ البشریٰ

ایک عرب صاحبِ علم وفضل محمد بن احمد مکّی شعب عامر مکّہ معظّمہ کے رہنے والے تھے وہ ہندوستان کی سیاحت کر رہے تھے جب انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی خبر پہنچی وہ قادیان تشریف لائے اور حضورؑ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور کچھ عرصہ قادیان میں آپ کی صحبت میں رہ کر مکّہ معظّمہ واپس پہنچے تو آپ نے ۲۰؍محرم ۱۳۱۱ھ مطابق ۴؍اگست ۱۸۹۳ء حضورؑ کی طرف ایک خط لکھا۔ جس میں اپنے بخیریت مکہ معظّمہ پہنچنے اور مختلف لوگوں سے حضورؑ کا ذکر کرنے اوران کے مختلف تاثرات کے ذکر کے بعد یہ خوشخبری لکھی کہ مَیں نے اپنے دوست علی طائع کو جو شعبِ عامر کے رئیس اور تاجر ہیں حضورؑ کے دعویٰ سے مفصّل خبر دی تو وہ بہت خوش ہوئے اور انہوں نے کہا کہ میں حضورؑ کی خدمت میں عرض کروں کہ حضورؑ اپنی کتابیں اُن کے پتہ پر بھیجیں اور وہ انہیں شرفاء اور علماء مکّہ مکرمہ میں تقسیم کریں گے۔ اِس خط کے ملنے پر حضورؑ نے تبلیغ حق کا ایک غیبی سامان سمجھتے ہوئے رسالہ ’’حمامۃ البشریٰ‘‘ عربی زبان میں تصنیف فرمایا یہ رسالہ حضورؑ نے ۱۸۹۳ء میں رقم فرمایا۔ لیکن اس کی اشاعت فروری ۱۸۹۴ء میں ہوئی۔ اِس رسالہ میں آپ نے اپنے دعویٰ مسیحیت اور اس کے دلائل خوب وضاحت سے لکھے اور خروجِ دجّال اور وفاتِ مسیحؑ اور نزولِ مسیح اوران سے متعلقہ امور پر سیر کن بحث کی اور مکفرین علماء کی طرف سے آپ کے عقائد اور آپ کے دعویٰ پر جو اعتراضات کئے جاتے تھے ان کے تفصیلی جوابات دیئے۔ الغرض یہ کتاب عربی ممالک کے لئے ایک نہایت مفید کتاب ثابت ہوئی۔

خاکسار

جلال الدین شمسؔ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

ٹائیٹل باراوّل

رسالہ

# تحفۂ بغداد

ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مؤمنا وما کان اللہ
لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ
من یشاء فاٰمنوا باللہ ورسلہ وان تؤمنوا
وتتقوا فلکم اجر عظیم

سنہ ۱۳۱۱ ہجری
فی شہر المحرم الحرام

طبع فی مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ
باہتمام المنشی غلام قادر الفصیح
مالک المطبع

﴿۲﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ و السلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی، وبعد:

فإنی رأیت فی ھذہ الأیام اشتھارا و مکتوبًا أرسل إلیَّ السید عبدالرزاق القادری البغدادی من حیدر آباد دکن. فلما قرأت الاشتھار إذا ھو من أخ مؤمن یخوّفنی کما یخوّف الملِکُ المقتدرُ المرتدَّ الکافرَ الفجّارَ ویسل لقتلی السیف البتّار وقد صال علیَّ کرجل یھجم علی رجل فزفر زفرة القیظ و کاد یتمیّز من الغیظ ونظر إلیَّ کالمحملقین.

ورأیت أنہ ما مسَّ وسائل العرفان وما دنا أواصر تحقیق البیان و کفّرنی وسبّنی وحسبنی من الذین کفروا أو ارتدوا فأراد أن یکون أوّلَ اللاعنین والقاتلین. وإنہ قد فتن قلوب بعض الناس وأدناھم من شر الوسواس فسنح لی أن أکتب فی ھذہ الرسالة ما ینفعہ وینفع عرب الحرمَین ویسرّ الناظرین. فالآن نکتب أوّلًا اشتھارہ ومکتوبہ ثم نکتب جوابہ ونھذّب أسلوبہ.

فأیھا القارئ! انظُرْ فیہ بنظر الوداد زادک اللّٰہ فی الصلاح والسداد وھُنِّیتَ بما أُوتیتَ ومُلِّیتَ بما أُولِیتَ وما توفیقی إلا باللّٰہ النصیر المعین.

## الاشتھار من السیّد البغدادی رحمہ اللّٰہ وھداہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وحدہ ، والصلاة والسلام علی من لا نبی بعدہ ، وعلی

آلـه وصـحبـه وحزبه وبعد: فمما لا يخفى على أساطين الدين المتين وعلماء أئـمة الـمسـلـميـن مـا ظهـر ظهـور الشمس وما بان بيان الأمس من خرافات وكفريات المرزا غلام أحمد القاديانى الپنجابى وما ادّعاه من أنه المسيح بن مـريـم وأنـه يُـلقَى إليه الإلهامات من حضرة الحق سبحانه وتعالٰى ويُوحِى إليه ويُـكلّمه كفاحًا ويُخَاطبه شفاهًا وأن اللّٰه أرسله لكسر الصليب وقتل الخـنـزير وإقـامة الـحـدود الشـرعية والـلّٰـه تعالى يُخاطبه ويُناجيه بقوله: يا عيسى بن مـريم إنى أرسلتک للناس كافّةً فاصدَعْ بما تؤمر وأعرِضْ عن الجاهلين وأن بيـعته حق وأن عيسى توفّاه اللّٰه وليس بحيّ وأنه هو عيسى بذاته وغير ذلک مـمـا تـرتـجّ منه الأضالع وتستکّ منه المسامع كما رأيته مسطورا فى كتابه المسمى **بمرآة كمالات الإسلام** الذى عارض به القرآنَ وهتَک به شريعة سيّـدِ وُلْدِ عدنان علاوة عـلـى مـا ذكـره فـى كتبه السابقة من أساطيره الكاذبة. ﴿۳﴾

وهـذا مـمـا لا يـطيـق الـصبـر عليه إلا مَن طمس اللّٰه بصره وطبع على بصيرته. والـعـجـب الـعجاب أن فى ديار الهند عامّةً وفى رياسة حيدر آباد خاصّة مِن فـحـول الـعلماء وأشبال الفضلاء ما يضيق عن كثرتهم نطاق الحصر هذا مع كـونهـم عـلـموا واطّلعوا على شقاشق ذلک الدّجال المضلّ الضالّ البطّال الـذى لا يُـطهّـره فى الدنيا إلا السيف البتّار ولا فى الآخرة إلا النّار فلم أر مَن شـمّـر عـن سـاعـدِ جِدّه وأَرُوى فى مجال ميدان الحق فِرَنْدَه وكفَحه بصارمِ هـمّتـه وبيـانـه وطـعَـنه بسنان قلمه وتبيانه وردَّ أقواله وأوقفَه على شؤم أفعاله وأنقذ عباد اللّٰه المؤمنين من شر فتنته ونصر دين رسول اللّٰه صلعم وشريعته.

فـوا أسـفاه! ووا أسـفاه! ثـم وا أسـفـاه عـلـى أهـل هـمّة البـطون إنّا للّٰـه وإنّا

إليه راجعون .وحيث إنى اطلعت على كل صفحات كتاب ذلک الضال الممسوخ الدجّال وما هتَک به شريعة سيّد الأنام وما تعدّى بالازدرآء على سيدنا عيسٰى عليه السلام ووقفتُ على تمام عباراته التى لا يتفوّه بها إلا كل مخذول أو زنديقًا شاكًّا فى رسالة الرسول مع تناقُض أقواله عن بعضها بعض التزمت وباللّٰه أستعين إذ هو الناصر والمعين أن أرُدّ كتابه حرفًا بحرفٍ وصفًّا بصفٍّ بكتاب أسمّيه ”كشف الضلال والظلام عن مرآة كمالات الإسلام“ ردًّا يسرّ إن شاء اللّٰه نظر الناظر ويشرح بفضل اللّٰه القلب والخاطر . ثم عزمت أن أرسل كتاب المَردود عليه إلى العراق وبغداد ليحكمون العلماء الأعلام على ﴿۴﴾
مُصنفه كونَه من أهل الزيغ والإلحاد فأكون إن شاء اللّٰه السبب الأقوى لحسم مادّة هذا الفساد وجلاء تلک الغُمّة المدلهمّة عن سائر العباد خدمةً منى للشريعة الأحمدية وغيرةً على ناموس الْمِلّة المحمدية. وأؤمل والأمل باللّٰه قوى أن يكون إكمال هذا الردّ على المردود بظرف ثلاثة أشهر فوجب أوّلًا شهرُ الحال بوجه الاشتهار لكافّة مَن وقف عليه أن يعلموا علمًا يقينًا لا مِرية فيه مِن أن هذا الممسوخ وأمثاله يُطلَق عليهم قول النبى صلى اللّٰه عليه وسلم دجّالون كذّابون يأتونكم بالأحاديث بما لم تسمعوا أنتم ولا آباؤكم فإياكم وإياهم لا يُضلّونكم ولا يفتنونكم. هذا واللّٰه الهادى إلى سواء السبيل فهو حسبنا ونعم الوكيل فقط.

المشتهر السيد عبد الرزاق القادرى النقشبندى الرفاعى البغدادى وارد حال بلدة حيدر آباد.

# مکتوب السّید البغدادی رحمه اللّٰه وهداه

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم

الحمد للّٰه والصّلاة والسلام علی رسول اللّٰه وآله وصحبه ومن والاه. الوصیّة لی ولإخوانی بتقوی اللّٰه من العبد المُفتقر إلی رحمة الملِک الحنّان المدعو بالسید عبد الرزاق القادری النقشبندی البغدادی أناله اللّٰه شفاعة نبیه الهادی وحفِظه من کید الشیاطین والأعادی إلی خدمة الأجلّ والمطاع المبجّل العالم الفاضل والمجتهد الکامل حلّالُ رموز المشکلات بألطف المعانی وأظرف الترصیف والمبانی المولوی مرزا غلام أحمد القادیانی حفظه اللّٰه من زلة القدم وعثرة اللسان والقلم بحُرمة النبی الأکرم صلی اللّٰه علیه وسلم آمین. أما بعد فالسلام علیکم ورحمة اللّٰه وبرکاته. لا یخفی أنه قد اطلعتُ علی کتابکم المسمی بمرآة کمالات الإسلام وعلِمت بما فیه وأحطت فهمًا بمعانیه وفحاویه ونکاته ومبانیه والجواب ما نری لا ما تسمع ولو لم تقسمون علی من اطّلع علی ذلک الکتاب بأن یردّ خطأه ویوضِّح لفظه لما صرفنا عِنانَ القلم إلی ردّه. وقد جرت سُنّة أهل العلم من قدیم الزمان ﴿۵﴾ وحادثه فی الردّ علی الباطل وبالتزییف علی العاطل. ولعل ورَدکم الاشتهار فی هذا الباب فلا تکونوا بالوجل وارفعوا عنکم نقاب الخجل. فلعل أن لا یتیسر طبع کتابنا لقرب سفرنا إلی الوطن لکن أرجو أن تتحفونی بنسخة من مرآتکم فإن النسخة التی هی عندی عاریة بشرط أن تُسرعون بإرسالها فی البرید والسلام خیر الختام.

ملتمسه السیّد عبد الرزاق القادری النقشبندی البغدادی غفر اللّٰه له

مؤرخة ۲۸ ذی الحجة سنة ۱۳۱۰ھ

# جواب الاشتهار والمكتوب

## بسم اللّٰه الرحمن الرحيم

الحمد للّٰه ربّ العالمين والصلاة والسّلام على رسوله محمد سيّد النبيّين وخاتم المرسلين وفخر الأولين والاٰخرين ومنبع كل فهم وحزم ونور وهدى وسراج منير للسالكين المتّبعين وعلى آله الهادين وأصحابه الذين شادوا الدّين وعلى كل من تبعه من الأولياء والشهداء والصلحاء أجمعين.

السّلام عليكم أيها الصلحاء المعزَّرون الموقَّرون المعظَّمون مِن إخوانكم المحقَّرين المكفَّرين المطرودين المهجورين.

**وبعد** فإنه قد بلغني مكتوبك واشتهارك يا أخي بقريتي ”قاديان“ فأشكرك وأدعو لك فإنك ذكرتني وذاكرتني سُبُلًا تحسبها مستقيمة ولُمْتَني غيرةً على دين اللّٰه ورسوله كالمغضبين فجزاك اللّٰه أحسن الجزاء وأحسن إليك وهو خير المحسنين. وأرى أنّك رجل صالح طيّب فإنك ما صبرت على ما حاك في صدرك ولم تألُ نُصحًا ولم تداهن قولا وكذلك سِيَرُ الصالحين . ولكن أيها الخِلُّ الودود والحِبُّ المودود عفا اللّٰه عنك قد استعجلتَ وحسبت أخاك المؤمن باللّٰه ورسوله وكتابه مرتدًّا ومن الكافرين. ولوّمتني ورمَيتني بالسِّهام قبل أن تُفتِّش حقيقة الأمر وتفهم سرّ الكلام أو تستفسر مني كدأب المحققين. والعجب منك ومن مثلك رجل صالح تقيّ نقيّ حليم كريم أنك تكتب في اشتهارك أن جزاء هذا الرجل المرتد أن ﴿۶﴾ يُقتَل بالسّيف البتّار أو يُلقى في النار كما هو جزاء المرتدين.

أيها الأخ الصالح أسرّك اللّٰه ورعاك وحفظك وحماك وفتح

عینک وھداک لا تخوّفنی من سیفٍ بتّارٍ ولا رُمح ولا نار وقد قُتلنا قبل سیفک بسیفٍ لا تعلمه وذُقنا طعم نارٍ لا تعرفها وإنّا إن شاء اللّٰه بعد ذلک من المنعمین. أیها العزیز إن الذین أخلصوا قلوبهم للّٰه وأسلموا وجوههم للّٰه وشربوا کأسًا من حُبّ اللّٰه فلا یضیّعهم اللّٰه ربّهم ولا یترکهم مولاهم ولو عاداهم کلّ ورق الأشجار وکل قطرة البحارِ وکل ذرة الأحجار وکلّ ما فی العالمین. بل الذین یطیعونه ولا یبتغون إلا مرضاته هم قوم لا یحزنهم إلا فراقه وإذا وجدوا ما ابتغوا فلا یبقی لهم همٌّ ولا غمٌّ بعد ذلک ولو قُتلوا وأُحرقوا ولا یضرّهم سبُّ قوم ولا لعنُ فرقة ویجعل اللّٰه کلَّ لعنةٍ برکةً علیهم وکلَّ سبٍّ رحمةً فی حقهم. ألا یعلم ربنا ما فی صدورنا؟ أأنت أعلم منه؟ فلا تکن من المستعجلین.

یا أخِی ما ترکتُ السبیل وما عاصیتُ الرب الجلیل. ولیس کتابنا إلا الفرقان الکریم ولیس نبیّنا ومحبوبنا إلا المصطفی الرحیم ولعنة اللّٰه علی الذین یخرجون عن دینه مثقال ذرّة فهم یدخلون جهنم ملعونین. ولکن یا أخی إن فی کتاب اللّٰه نِکاتًا ومعارف لا یزاحمها عقیدة ولا یناقضها حکمٌ ولا یُلقّاها من الأمم إلا الذی وجد وقت ظهورها وکان من المنقطعین المبعوثین. وللّٰه أسرارٌ وأسرارٌ وراء أسرارٍ لا تطلع نجومها إلا فی وقتها فلا تجادل اللّٰه فی أسراره. أتجترء علی ربک وتقول لما فعلت کذا ولم ما فعلت کذا؟ یا أخِی فوِّضْ غیب اللّٰه إلی اللّٰه ولا تدخل فی غیوبه ولا تزِغّ دقائق المعارف التی دقّ مأخذها فی ظواهر الشرع ولا تَقْفُ ما لیس لک به علم وثبِّتْ نفسک علی سبیل المتقین.

ما کان إیمان الأخیار من الصحابة والتابعین بنُزول المسیح ﴿۷﴾

عليه السلام إلا إجماليا وكانوا يؤمنون بالنُزول مجملا ويفوّضون تفاصيلها إلى اللّٰه خالق السماوات والأرضين. وكيف يجوز نزول المسيح عليه السلام على المعنى الحقيقى واللّٰهُ قد أخبر فى كتابه العزيز أنه تُوفِّى ومات؟

وقال: يٰعِيْسٰٓى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ [1]

وقال: فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ [2]

وقال: فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ [3]

وقال: وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ [4]

وقال: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ [5]

يعنى ماتوا كلهم كما استدل به الصِّدّيق الأكبر عند وفاة النبى صلى اللّٰه عليه وسلم فما بقى شك بعد ذٰلك فى وفاة المسيح وامتناع رجوعه إن كنتم باللّٰه وآياته مؤمنين.

وقد ختم اللّٰه برسولنا النبيين وقد انقطع وحى النبوة فكيف يجىء المسيح ولا نبى بعد رسولنا؟ أيجىء معطّلا من النبوة كالمعزولين؟ وقد بشّرنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أن المسيح الآتى يظهر من أمته وهو أحدٌ من المسلمين. وفى الصحاح أحاديث صحيحة مرفوعة متصلة شاهدة على وفاة عيسى عليه السلام خصوصًا فى البخارى بيان مصرح فى هذا الأمر. فالعجب كل العجب على فهم رجل يشكّ فى وفاته بعد كتاب اللّٰه ورسوله

[1] ال عمران:۵۶ [2] المائدة:۱۱۸ [3] الزمر:۴۳ [4] الانبياء:۹۶ [5] ال عمران:۱۴۵

ويتذبذب كالمرتابين. وبأيِّ حديث بعد اللّٰه وآياته نترك متواترات القرآن؟ أنُؤْثِر الشكّ على اليقين؟

والقوم لا يتفق على صعود المسيح حيًّا إلى السماء بل لهم آراءٌ شتّى بعضهم يقول بالوفاة وبعضهم بالحياة. ولن تجد من النصوص الفرقانية والأحاديث النبوية دليلا على حياته بل تسمع من الأخبار والآثار ومن كل جهة نعىَ الموت. وقد تُوفّى رسولنا صلى اللّٰه عليه وسلم أهو خيرٌ منه أم هو ليس من الفانين؟ ورآه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى ليلة المعراج فى الموتى من الأنبياء عليهم السلام أفتظن أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أخطأ فى رؤيته أو قال ما يُخالف الحق؟ حاشا بل إنه أصدق الصادقين. ﴿۸﴾

فهذا هو السبب الذى ألجأنا إلى اعتراف وفاة المسيح وشهد عليه إلهامى المتواتر المتتابع من اللّٰه تعالى. وما نرى فى هذه العقيدة مخالفة بقول رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ولا بعقيدة الصحابة ولا التابعين. والصحابة كلهم كانوا يؤمنون بوفاة المسيح وكذلك الذين جاؤوا بعدهم من عباد اللّٰه المتبصّرين. ألا تنظر صحيح البخارى كيف فسّر فيه عبد اللّٰه بن عباس رضى اللّٰه عنه آية يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ فقال: متوفّيک: مميتُک. وأشار الإمام البخارى إلى صحّة هذا القول بإيراده آية إِنِّى مُتَوَفِّيكَ فى غير محلّه وهذه عادة البخارى عند الاجتهاد وإظهار مذهبه كما لا يخفى على الماهرين.

أيها الأخ الصالح! انظُرْ كيف أشار البخارى رحمه اللّٰه إلى مذهبه بجمع الآيتين فى غير المحلّ وإراءة تظاهُرهما. واعترف بأن المسيح

قـد مـات فتـدبَّـرْ فإن اللّٰه يحب المتدبّرين. وما كان لى منفعةٌ وراحةٌ فى ترک كتـاب الـلّٰـه وسُـنـن رسـولـه وحملِ أوزار خسران الدنيا والآخرة وسماع لعن الـلاعـنـين. أيها الأخ الكريم! لَـلـحـقُّ أحـقُّ أن يُتّبـع والصدق حقيق بأن يُقبَل ويُستـمَـع ويـد الـحـق تصدع رداء الشک والحق هو الجوهر الذى يظهر عند السبک ويتـلألأ فـى وقتـه الـذى قدّر اللّٰه له ولكل نبأٍ مستقرٌّ ولكل نجمٍ مَطلعٌ ولا تُـعـرف الأسـرار إلا بعد وقوعها. فطوبٰى لمن فهم هذا السر وأدرک الأمر كـالـعـاقلين. وإنّى أتيقّن أن مثلک مع كمال فضلک وتقواک لو كان مُطّلعًا عـلـى مـعـارف اطّـلـعـتُ عـليها لكفَّ لسانه من لعنى وطعنى ولَقَبِلَ ما قلتُ من مـعـارف الملّة والدّين ولكنى أظنّک ما فهمتَ حقيقة مقالى وما علمتَ صورة مـحـالـى ومـا ظـنـى فيک إلا الخير وأسأل اللّٰه لک فضله ورحمته وهو أرحم الرّاحمين.

يا قُرّة أرضٍ مباركةٍ وسُلالةَ أهلها! أنت بحمد اللّٰه تقىّ ونقىّ وزكىّ وإنى أحبّک وأصافيک كا لـمـخـلصين. وأُوتيکَ مُوثقًا من اللّٰه على أنى أُوافقک ﴿۹﴾
وأقبل قولک إن تُرِنى آياتِ الفرقان على صحة زعمک وتأتِنى بسُلطان مبين. وما أبتغى إلا الحق وقد شققتُ عصا الشِقاق وارتضعتُ أفاويق الوفاق فجادِلْنى بـالـحكمة وآيات كتاب اللّٰه السبّاق وستجدنى إن شاء اللّٰه من المنصفين. وإن كـنـت أن تشتهى أن تسبّنى أو تلعننى أو تكذّبنى أو تقتلنى بسيف بتّار أو تلقينى فـى نـارٍ فـاصـنـع ما شئت وما أرُدّ عليک إلا دعاء الخير والعافية. يا أهل البيت يرحمكم اللّٰه فى الدنيا والآخرة وآواكم فى المرحومين.

أیھا الشیخ! دعِ النـــزاع وما ینبغی النـزاع فاتّق اللّٰہ وأدرِکْ فرصۃ لا تُضاع وارتحلْ إلیّ رحلۃ الصادق المُعِدّ وسِرْ نحوی سیر المُجِدّ وتفضَّلْ وتجشَّمْ إلی بیتی وکُلْ إلی شھرین من قرصی وزیتی سیُریک اللّٰہ حالاً لا ینکشف عن ید غیری من أھل البلدان وجَوّابتھا ولا من تألیفاتٍ محدودۃ البیان فتعرفنی بعین الیقین. وإن تقصدنی مُخلِصًا فأدعولک فی آناء اللیل وأطراف النھار وأرجو أن یطمئن قلبک وأری آثار الاستجابۃ وتنجاب غشاوۃ الاسترابۃ واللّٰہ قدیر ونصیر ومُعین.

أیھا الأخ الشریف الصالح! لا تنظُرْ إلی تکفیر العلماء وتکذیبھم فإنی أعلم من اللّٰہ ما لا یعلمون وقد علمتُ حقیقۃ الأمر من ربّی وھم من الغافلین. ولا تنظر إلی ذلّتی وھوانی وحقارتی فی أعین إخوانی فإن لی من اللّٰہ تعالی فی کل یوم نظرۃً. أُقلبُ نحو الشمال ونحو الیمین وأتقلّبُ فی الحالَین بؤس ورَخاء وأنقل مع الریحَین زعزع ورُخاء والعاقبۃ خیر لی إن شاء اللّٰہ وإنی من المبشَّرین. الیوم یحقّرون ویکذّبون ویکفّرون وأراھم علیَّ حریصین لو کانوا قادرین وسیأتی زمان یظھر صدقی فیہ ویُرِی اللّٰہُ عبادَہ آیات فضلہ علیَّ فیجتلون أنوار عنایاتہ ومطارف تفضّلاتہ فیأتوننی مُنکسرین. فطوبیٰ لعین ﴿۱۰﴾
رأتنی قبل وقتی وطوبیٰ لسعید جاءنی کالمخلصین.

أیھا الشیخ ! الوقت قد دنیٰ ومعظم العمر قد فنی فأْتنی علی شریطۃ الصبر والتوقّف وقبول الھُدیٰ وعُدْ إلی الحق ودعِ العداء ولا تنس حقک فی العُقبی ولا تُبارز المولی وسارِعْ إلیَّ مُرتدعًا لیغفر لک اللّٰہ ما سلف وما مضی وطاوِعِ الحق وکن من المطاوعین.

وإن كنت لا تقدر على هذا السفر البعيد فلك طريق أُخرى. فإن كنت فاعِلَها فأخرِجْ أوّلًا مِن صدرك كلَّ ما دخل فيه من سوء الظن ثم قُمْ وتوضّأْ وصلِّ ركعتين وصلِّ وسلِّمْ واستغفرْ استغفار التائبين ثم اضطجعْ مستقبلا على مُصلاك وتَخَلَّ بمُناجاة مولاك واسأل الله لاستكشاف حالى وحقيقة مقالى ثم نَمْ قائلًا: يا خبير أخبِرْنى فى أمر أحمد بن غُلام مرتضى القاديانى أهو مردودٌ عندك أو مقبول؟ أهو ملعون عندك أو مقرون؟ إنك تعلم ما فى قلوب عبادك ولا تُخطى عينك وأنت خير الشاهدين. ربنا آتنا من لدنك علمًا جاذبًا إلى الحق ونظرًا حافظًا من نقل الخطوات إلى خطط الخطيّات وأدخِلْنا فى الموفَّقين. ما كان لنا أن نُقدّم بين يديك أو نتصرّف فى سرائر عبادك ربنا اغفرلنا ذنوبنا وإسرافنا فى أمرنا وافتح عيوننا ولا تجعلنا من الذين يُعادون أولياءك أو يحبّون المفسدين. آمين ثم آمين.

واستخِرْ يا أخى من جمعة إلى جمعةٍ أُخرى وعقِّبْ تهجُّدَك بهذه الركعتين وأخبِرْنى إذا أردت أن تشرع فى هذا لأُرافقك فى دُعائك وأدعو لك فى ابتغائك وأرجو أن يسمع ربى ندائى ويقبل دُعائى إنه كان بى حفيًّا وإنه نور عينى وقوة أعضائى والله إنى لمن المقبّلين.

أيها العزيز! أراك فتًى صالحًا فأرجو أن تقبل ما قُلتُ لك وأرجو أن تُدرككَ رِقّةٌ على دين سيّدى وسيّدك وجدّك صلى الله عليه وسلم وتسلُكَ مسلك العارفين.

تذكّرْ يا أخى يوم التنادى ... وتُبْ قبل الرحيل إلى المعادِ ﴿۱۱﴾

فأخرِجْ كلَّ حقدك مِن جَنانٍ وزَكِّ النفس من سمّ العنادِ
وخَفْ قهر المهيمنِ عند ذنبٍ وقِفْ ثم انتهِجْ سُبُل الرشادِ
وأُقسِم أنني يا ابن الكرامِ لقد أُرسِلتُ من رب العبادِ
وقد أُعطيتُ علمًا بعد علمٍ وكأسًا بعد كأس مِن جوادى
وحِبِّى كل حين يجتبينى ويُدنينى ويعطينى مرادى
فما أُشقٰى بلعن اللاعنينا وصدقى سوف يذكر فى البلادِ
وكأسٍ قد شربنا فى وِهادٍ وأُخرٰى نشربَنْ فوق المصادِ
ولست أخاف من موتى وقتلى إذا ما كان موتى فى الجهادِ
وآثرْنا الحبيب على حياة وقمنا للشهادة بالعَتادِ
وما الخسران فى موتٍ بتقوى وخسرُ المرء فى سبل الفسادِ
وإنى قد خرجت إلى ذُكاءٍ ففارت عينُ نورٍ من فؤادى
بحمد الله إن الحِبّ معنا وما يرمى متاعى بالكسادِ
ويدنينى بحضرته بلطفٍ ويسقينى مدام الاتّحادِ
وإنّ هداية الفرقان دينى وأدعوكم إلى نهج السَّدادِ
فقُمْ إن شئت كالأحباب طوعًا وإما شئت فاجلِسْ فى الأعادى
وقد بارا العدو بعزمِ حربٍ وبارزْنا فيا قومى بدادِ
وكان نصيحة للّٰه فرضى فقد بلّغتُ فرضى بالودادِ

أيها الأخ العزيز! ما جئتُ كطارق ليل أو غثاء سيل إن جئتُ إلا فى وقت الضرورة وعلى رأس المائة وجعلنى اللّٰه لهذه المائة مجدِّدًا لأجدّد الدين وقد جاء فى الأخبار الصحيحة أن اللّٰه يبعث لهذه الأمّة على رأس كل مائة من يجدد دينها فتحسَّسْ مَن مجدّد

هذه المائة؟ وتفكَّرْ فإن اللّٰه يؤيّد المتفكّرين.

وقد جاء فی أخبار أُخرٰی أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لما تُوفی صاحت الأرض فقالت: یا رب بقیت خالیة إلی یوم القیامة من أقدام الأنبیاء صلاة اللّٰه علیهم أجمعین. فأوحی اللّٰه تعالی إلیها وقال: إنی أخلق علیک أُناسًا قلوبهم کقلوب الأنبیاء منهم الأقطاب ومنهم الأبدال ومنهم الغوث ومنهم ﴿۱۲﴾ دون ذلک وکل من المکلَّمین الملهَمین ومنهم من یکون قلبه کقلب نوح وإبراهیم وموسی ومنهم الذی کان قلبه کقلب عیسٰی ویجیئون علی أقدام النبیین.

فانظر یا أخی آثارَ رحمة اللّٰه کیف أکرم هذه الأمّة وجعلهم بأنبیاء بنی إسرائیل مُشابهین. وإن تعجَب فعجبٌ قول الذین یقولون: کیف جاء مثیل المسیح وإنْ هذه إلا کلمة الکفر؟ ولا ینظرون إلی ما قال اللّٰه ورسوله ولا یتفکرون فی الآیات والآثار ویعیشون کالنائمین.

یا أخی انظر فی البخاری وغیره من الصحاح کیف بشّر نبیّنا ورسولنا صلی اللّٰه علیه وسلم وقال: إنه سیکون فی أمّته قوم یکلَّمون مِن غیر أن یکونوا أنبیاء ویُسمَّون محدَّثین. وقال اللّٰه جلّ شأنه ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ. وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ[1] وحثَّ عباده علی دعاء: اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ[2] فما معنی الدعاء لو کُنّا من المحرومین؟ وأنت تعلم أن الذین أنعم اللّٰه علیهم أوّلاهم الأنبیاء والرسل وما کان الإنعام مِن قسمِ درهم ودینار بل من قسم علوم و

[1] الواقعة: ۴۰، ۴۱ [2] الفاتحة: ۶، ۷

معارف ونزول بركاتٍ وأنوار كما تَقرّرَ عند العارفين.

وإذا أُمرنا بهذه الدعاءِ فى كل صلاة فما أمَرَنا ربُّنا إلا ليُستجاب دعاؤنا ونُعطَى ما أُعطِىَ من الإنعامات للمرسلين. وقد بشّرنا عزّ اسمه بعطاء إنعاماتٍ أنعم على الأنبياء والرُّسُل من قبلنا وجعلنا لهم وارثين. فكيف نكفر بهذه الإنعامات ونكون كقوم عمين؟ وكيف يمكن أن يُخلِف اللّٰه مواعيده بعد توكيدها ويجعلنا من المخيَّبين؟

أنت تعلم يا أخِى أن سراة الْمُنعَمين عليهم هم الأنبياء والرسل وقد بشّرنا اللّٰه بعطاء هُداهم وبصيرتهم الكاملة التى لا تحصل إلا بعد مكالمة اللّٰه تعالى أو رؤية آياته. عفا اللّٰه عنک كيف زعمت أن أولياء اللّٰه محرومون من مُكالمة اللّٰه ومخاطباته وليسوا من المكلَّمين؟ ﴿۱۳﴾

يا أخى أنت تعلم أن كتب القوم مملوّة من ذكر مكالمات اللّٰه بأوليائه ومخاطبات حضرة الحق بعباده المقرّبين وهو الكريم الذى يُلقى الروح على من يشاء من عباده ويزيد من يشاء فى الإيمان واليقين. أما قرأت فى ”فتوح الغيب“ الذى لسيدى الشيخ عبد القادر الجيلانیؓ كيف ذكر حقيقة المكالمات؟ وقال: إن اللّٰه تعالى يكلّم أولياء ه بكلام بليغ لذيذ وينبئهم من أسرار ويخبرهم من أخبار ويعطيهم عِلم الأنبياء ونور الأنبياء وبصيرة الأنبياء ومعجزات الأنبياء ولكن وراثةً لا أصالة ويجعلهم متصرّفين فى الأرض والسماوات وفى جميع ملكوت اللّٰه. فانظُرُ إلى مراتبهم ولا تتعجب فإن اللّٰه فيّاضٌ يعطى عباده ما يشاء وليس بضنين. واللّٰهُ قصّ علينا قصص الملهَمين فى كتابه العزيز وأنبأنا أنه كلَّم أُمَّ موسى عليه السلام وكلَّم ذا القرنين

وكلّم الحواريّين. وما كان أحدٌ منهم نبيًّا ولا رسولًا ولكن كانوا من عباده المحبوبين. أليس من أعجب العجائب أن يكلّم اللّٰه نساء بنى إسرائيل ويعطى لهُنّ عِزّةَ مكالماته وشرف مخاطباته وما يعطى لرجال هذه الأمّة نصيبا منها وهى أمّة خير المرسلين؟ وقد سمّاها خير الأمم وختَم بها الأمم كلها وقال: ثُلَّةٌ مِّنَ الآخِرِينَ يعنى فيها كثير من المكمّلات والمكمّلين.

وأنت ترى يا أخى عافاك اللّٰه فى الدارين كيف اشتدت الحاجة فى هذه الأيام إلى ظهور مجدّد يؤيّد الدين ويقيم البراهين ويرجم الشياطين. ألا ترى أن الضلالة قد غلبت وغارات الكافرين عمّت وأحاطت وكم من أمم تبّت وهلكت؟ ألا تنظر هذه المفاسد؟ ألست من المتألّمين على مصائب الإسلام؟ ألم تأتك أخبارها أو أنت من الغافلين؟ أما تكاثرت فتن الكفّار؟ أما جاء وقت ظهور الآثار؟ أما عمّت الفتن فى البرارى والبلاد والديار؟ أما جاء وقت رحمة ﴿۱۴﴾ أرحم الراحمين؟ أما عَنَّ لنا فى زمننا هذا قبل الذياب فى ليلة فتيّة الشباب غُدافيّة الإهاب وصرنا كالمحصورين؟

أُنظُرُ يا أخى كيف أحاط بالناس ظلام وظلم ومظلمة وخُوّفنا من كلّ طرف بأنواع النباح وارتفعت الأصوات بالأرنان والنياح وضُربت علينا المسكنة بالاكتساح وصال الكُفار كالحَيْن المجتاح وعفَتْ آثار التقوى والصلاح وصُبَّت علينا مصائب لو صُبّت على الجبال لدكّتها وكسّرتها كالرداح وامتلأت الأرض شِركًا وكذبا وزورًا ومن الأفعال القِباح وتراءت صفوف الطالحين.

وكنت أبكى بكاء الماخض على ضعف الإسلام فى تلك الأيام وأرى مسالك الهُلْك وأنظر إلى عون الله العلام فإذا العناية تراء ت وهبّتْ نسيم ألطاف الله القسّام وبُشِّرتُ بأعلى مراتب الإلهام وأصفى كأس المُدام كما تُبشَّرُ الحامل عند مخاضها بالغلام فصرت من المسرورين. فأُمِرتُ أن أُفرِّق خيرى على رِفقتى وكان على الله ثقتى فكفّرونى ولعنوا وسبّوا وأَضْرَوا بى الخطوبَ وألّبوا وأُوذيت من ألسنة القاطنين والمتغرّبين.

ورأيت أكثر العلماء أسارى فى أيدى أنفسهم وأهوائهم ورأيتهم كغلام عليه سملٌ وفى مشيه قزلٌ وفى آذانه وقرٌ وعلى عينه غشاوة وفى قلبه مرض وهو كَلٌّ على مولاه وليس فيه خير يسرّ المشترين. يُظهرون على الإخوان شَباءةَ اعتدائهم وينسون صولة أعدائهم وأرى قلوبهم مائلة إلى الصِّلات لا إلى الصَّلاة ويستعجلون للاستهداء لا للاستهداء ويُؤْثِرون ثوب الخيلاء على ثواب مواساة الأخلّاء ويأبرون إخوانهم كالعقارب ولو كانوا من الأقارب لا يخافون رب الأرباب ولا يتّقونه فى أساليب الاكتساب ويسعون إلى باب الأمراء وينسون حضرة الكبرياء ثم يكفّرون إخوانهم ويحسبون أنهم من المحسنين. والذين يؤثرون الله على نفوسهم وأعراضهم وأموالهم لا يضرّهم إكفار المكفرين ولا تكذيب المكذبين. أليس الله بكاف عبده؟ ومن يُصافى مثله بالمصافين؟ سبقت رحمته حسنات العاملين ولا يضيع فضله سعى المجاهدين. ﴿۱۵﴾

أيها الأخ المكرّم! ارفقْ فإن الرفق رأس الخيرات ومن علامات الصالحين. وعليك أن تَعرِض علىّ شُبهاتك لكى أعطيك ما فاتك وستجدنى إن شاء الله صديقًا صادقا ورفيق الطريق كالخادمين. وقد أعطانى الله

من لدنه قوة فأَدرَأُ بها عن قلوب الناس شبهة وفتح عليَّ أبواب تعليم الخلق وإتمام الحجّة وإراءة الحق وإنى من فضله لمن المؤيَّدين. ولكن الذين لا يبتغون الحق فهم لا يعرفوننى وقد رأوا آياتٍ من اللّٰه تعالى ثم هم من المنكرين. يصُولون ويسُبّون ويُحَمْلِقون وكادوا يتميَّزون من الغيظ ولا يفكّرون كالمسترشدين. واللّٰه إنى صادق ولست من المفترين. واللّٰه إنى لست خاطِبَ الدنيا الدنيّة وجيفتِها فيا حسرة على الظّانين ظنّ السوء ويا حسرة على المسرفين!

إنما مثلى كمثل رجل آثَرَ حِبًّا على كل شيء وتبتّلَ إليه وسعى فى ميادين الاقتراب واقتعد للقائه غارب الاغتراب وترك تراب الوطن وصحبة الأتراب وقصد مدينة حبيبه وذهب وترَك لِحِبِّه البيتَ والفضة والذهب وترَك النفس لمحبوبه حتى صار كالفانين. وبعزّة اللّٰه وجلاله إنى آثرت وجه ربّى علٰى كل وجه وبابه على كل باب ورضاءه على كل رضاء. وبعزّته إنه معى فى كل وقتى وأنا معه فى كل حين. وآثرت دولة الدين وهى تكفينى ولو لم يكن حبّةٌ لتجهيزى وتكفينى. وإنى منعم مع يد الإملاق وفارغٌ من الأنفس والآفاق وشغَفنى ربى حُبًّا وأُشرِبَ فى قلبى وجهه وأنا منه بمنزلة لا يعلمها أحد من العالمين. أيها العزيز! كان بعض الأسرار فى أوائل الزمان مستورًا وكذلك كان قدرا مقدورًا ثم فى زماننا تبيّنَ القضاء وبَرِح الخفاء وظهر خطأ العاسفين. ﴿۱۶﴾

وكذلك فعل ربنا ليقُمّ المتكبرين من علماء السوء وليُظهر قدرته على رغم أنف المتعصّبين. وإن مثل نزول المسيح كمثل نزول إيليا قد وعد اللّٰه لنزوله ثم جاء يحيى مقامه إنّ فى ذلك لهُدًى للمتفكرين.

وإن كنت لا تعلم فاسأل اليهود والنصارى وقد تواترت هذه القصة عندهم وما اختلف فيها اثنان ففتِّشْ ولا تكن من المتقاعسين.

أيها الأخ العزيز! إن قصة إيليا من المتواترات القطعية اليقينية فى أهل الكتاب وكشف اللّٰه تلك الحقيقة على أنبيائهم فبهداهم اقْتَدِهْ ولا تكن من المبدعين. ثم اعلم أننا قد اعتصمنا وتمسّكنا بمثال قد انجلى من قبل ولا مثال لكم فأى فريق أحقّ بالأمن؟ فلا تجترء وا على المحدَثات واسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون سنن اللّٰه إن كنتم من الطالبين. وإنَّا أريناكم سنّة اللّٰه فى الذين خلوا من قبلكم وما بيَّنتم مِن سنّة على دعواكم ولن تجدوا لسُنن اللّٰه تبديلا فلا تُخالفوا كالمجترئين.

وأنتم تعلمون أن اللّٰه قد ردّ على أقوالكم فى كتابه وذكر موت المسيح بلفظ التوفّى كما ذكر موتَ نبيّنا بذلك اللفظ فأنتم تؤوّلون ذلك اللفظ فى المسيح وأما فى سيدنا فلا تؤوّلونه فتلك إذًا قسمة ضيزى وخيانة فى دين اللّٰه ولكنكم لا تتّقونه ولا تجيبون تدبّرًا بل تذرِقون كطائر فى وقت طيرانه ولا تنزلون لتصفيةٍ ولا تخافون حَبْطَ قياس الصادقين. وإن كنتم على حق مبين فلم لا تأتوننى بآية شاهدة على حياة المسيح ونزوله وعلى سُنّةٍ خلت من قبل؟ وكيف نقبل بِدْعاتكم التى تُخالف كتاب اللّٰه وسُنن رسوله وسُنن الصادقين الذين خلوا من قبل؟ أنقبل قولكم ونذَر قول أصدق المعلمين؟

فأيها الشيخ الصالح ! لا تكذّبوا آيات اللّٰه ولا تغمِطوا نِعَمَه بعد نزولها ولا تزدهوا المأمورين. وإن الذين يُنوَّرون من نور ربهم لَا يخافون ﴿۱۷﴾

أحـدًا إلا الـلّـه فـلا تُسـمِّ أحدًا منهم وجـلًا ولا خجِـلًا ولا تبارز اللّٰه ولا تجترءْ عـلـى رب السماوات والأرض ولا تقفُ ظنونًا لا تعلم حقيتها وإن الظن لا يغنى مـن الـحـق شيـئا فيظهر الحق وتكون من المتندّمين. إنْ أَكُ كاذبًا فعلىَّ وبال كذبى وإن أكُ صادقا فاللّٰه يعيننى وينصرنى ويُرِى الخَلْق صدقى ونورى واللّٰه لا يضيع عباده الصادقين.

وقـد كُـفِّـر مثلـى كثير من الأولياء والأقطاب والأئمة فبـعـضهم صُلبوا وقتلـوا وبـعـضهم أُخرجوا من أوطانهم وديارهم وأُوذوا حتى جاء هم نصر اللّٰه فـمـا أُضيـعـوا ومـا خُيِّـبـوا وزادهم اللّٰه بركةً وعزّة وجعل كثيرا من أفئدةٍ تهوى إليهم وبلّغ آثار بركاتهم إلى قرن آخرين وكذلک بشّرنى ربّى وقال:

"إنـى سأُوتيکَ ☆ بَـرَكةً وأُجـلّـى أَنـوارَهـا حتـى يتبرک بثيابک المُلوکُ والسلاطينُ." وقال: "إنى مُهينٌ مَن أراد إهانتَک وإنّا كفيناک الـمستهـزئيـن. يـا أحـمدُ باركَ اللّٰهُ فيک ما رميتَ إذ رميتَ ولكن الـلّـه رمٰـى لتُنذِرَ قومًا ما أُنذِرَ آباؤهم ولِتستبينَ سبيل المجرمين. قُلْ إنـى أُمِـرتُ وأنا أوّلُ المؤمنين. قُلْ جاء الحق وزهق الباطل إن الباطل كـان زهـوقـا. كـلُّ بـركة مِـن مـحـمـد صلـى الـلّـه عليـه وسلم ﴿۱۸﴾

☆ (الحاشية) مـن كـان يـؤمن باللّٰه وآياته فقد وجب عليه أن يؤمن بأن اللّٰه ﴿۱۷﴾ يـوحـى إلـى من يشاء من عباده رسولاً كان أو غير رسول ويكلّم من يشاء نبيًّـا كـان أو مـن الـمـحـدَّثين. ألا ترى أن اللّٰه تعالى قد أخبر فى كتابه أنه كـلَّم أُمَّ موسى وقال: لَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ

فتبارَکَ مَن علَّم وتعلَّمَ. وقل إنِ افتريتُه فعلیّ إجرامی ويمكُرون ﴿۱۹﴾
ويمكُر اللّٰه واللّٰه خير الماكرين. هو الذی أرسل رسوله بالهدی
ودين الحق ليُظهِره علی الدين كله. لا مبدِّلَ لكلمات اللّٰه. إنی
معک فكُنْ معی أينما كنتُ. كُنْ مع اللّٰه حيثما كنتَ. أينما تُولّوا فثَمَّ
وجهُ اللّٰه. كنتم خيرَ أُمّة أُخرجتْ للناس وفخرًا للمؤمنين. ولا تيأَسْ
مِن رَوح اللّٰه. ألا إن روح اللّٰه قريب. ألا إن نصر اللّٰه قريب. يأتيک ﴿۲۰﴾
مِن كلّ فَجٍّ عميقٍ. ينصرک اللّٰه مِن عنده. ينصرک رجالٌ نوحی
إليهم من السماء. لا مبدِّلَ لكلمات اللّٰه وإنک اليوم لدينا مَكينٌ
أمين. وقالوا إنْ هذا إلا اختلاق. قُل اللّٰه ثم ذَرْهم فی

(بقية الحاشية) مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ[۱] وكذلک أوحی إلی الحواريين وكلّم ذا القرنين وأخبَرنا به فی كتابه ثم بشّر لنا وقال: ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ. وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ[۲] وفی هذه الآية أشار إلی أن هذه الأمّة يُكلَّم كما كُلِّمت الأمم من قبل فمن كان له صدق رغبة فی الا تّعاظ بالقرآن فلا يتردد بعد بيان كتاب اللّٰه ولا يكون من المرتابين. ومن لم يبال امتثالَ أوامره وانتهاء نواهيه فما آمن به وما كان من المؤمنين. وقد اتفق الأولياء كلّهم علی أن للّٰه تعالی مخاطباتٍ ومكالماتٍ بالمحدَّثين كما قال سيدی وحبيبی الشيخ عبد القادر الجيلانی رضی اللّٰه عنه فی كتابه "الفتوح" تعليما للسالكين. ومن ملخصات كلامه أنه قال: إن لأهل
اللّٰه علاماتٍ يُعرَفون بها فمنها الخوارق والكشوف ومكالمات اللّٰه تعالی ﴿۱۸﴾

[۱] القصص: ۸ [۲] الواقعة: ۴۰، ۴۱

خوضهم يلعبون. ومَن أظلم ممن افترى على اللّٰه كذبا. وإنّ عليك
رحمتى فى الدنيا والدين وإنك لمن المنصورين. بُشرٰى لك
ياأحمدى أنت مرادى ومعى غرَستُ كرامتك بيدى. أكان للناس ﴿۲۱﴾
عجبًا قُلْ هو اللّٰه عجيب. يجتبى من يشاء من عباده لا يُسأل عما
يفعل وهم يُسألون. وتلك الأيام نداولها بين الناس. وإذا نصر اللّٰه
المؤمنَ جعَل له الحاسدين. تَلطَّفْ بالناس وتَرحَّمْ عليهم أنت فيهم
بمنزلة موسى فاصبر على جور الجائرين. أحسِب الناس أن يُترَكوا
أن يقولوا آمنّا وهم لا يُفتَنون. الفتنة هنا فاصبر كما صبر أولوا ﴿۲۲﴾
العزم. ألا إنها فتنة من اللّٰه ليحبّ حبًّا جَمًّا. وفى اللّٰه

(بقية الحاشية) وخوف اللّٰه وخشيته وإيثاره على غيره وكلما يجب للمتقين.
وقال: إذا مِتَّ عن الخَلق قيل لك: رحمك اللّٰه وأَمَاتَك عن إرادتك
ومُناك وإذا مِتَّ عن الإرادة ومُناك قيل لك: رحمك اللّٰه وأَحْيَاك فكنت
من المرحومين. فحينئذ تُحيٰى حياة لا موت بعدها وتُغنَى غناءً لا فَقْرَ بعده
وتُعطَى عطاءً لا منع بعده وتُراحُ براحةٍ لا شقاء بعدها وتنعم بنعيم لا بؤس بعده
وتُعلَّم علمًا لا جهل بعده وتُؤَمَّن أمنًا لا تخاف بعده وتسعد فلا تشقى وتُعزّ فلا
تُذلّ وتُقرَّب فلا تُبعَد وتُرفَع فلا تُوضَع وتُعظَّم فلا تُحقَّر وتُطهَّر فلا تُدنَّس
ونجّاك اللّٰه وطهّرك من أدناس طرق الفاسقين. فيتحقق فيك الأمانى
وتصدُق فيك الأقاويل فتكون كِبْريتًا أحمرَ فلا تكاد تُرى وعزيزًا فلا تُماثَل
وفريدًا فلا تُشارَك ووحيدًا فلا تُجانَس وتكون عند ربك من أهل

أجـرک ويـرضـى عنک ربک ويتم اسمک. وإن يتخذونک
إلا هُزوًا قل: إنى من الصادقين فانتظِروا آياتى حتى حين. الحمد
لـلّٰـه الـذى جعَـلک الـمسيـحَ ابن مريم. قل هذا فضل ربى وإنى
أجـرّد نـفسـى مـن ضـروب الـخـطـاب وإنى أحد من المسلمين.
يـريدون أن يطفئوا نور الله بأفواههم واللّٰهُ يُتمّ نوره ويحيى الدين.
نـريـد أن نُـنـــزِّل عـليک آيـات من السماء ونمزّق الأعداء كل
مـمزَّق. حُكم اللّٰهِ الرحمن لخليفة اللّٰه السلطان. فتوكّل على اللّٰه
واصـنَـعِ الـفُلْکَ بأعيننا ووحينا إن الذين يبايعونک إنما يبايعون
الـلّٰـه يـدُ الـلّٰـه فـوق أيـديهـم وأممٌ حَقَّ عليهم العذاب. ويمكرون

(بقية الحاشية) السماء لا من أهل الأرضين. فردُ الفردِ وترُ الوتر غيب الغيب
سـرّ السرّ فحينئذٍ تكون وارث كل رسول ونبىّ وصِدّيق فتُعطَى كلَّ ما أُعْطُوا
مـن الأنـوار والأسرار والبركات والمخاطبات والوحى والمكالمات وغيرها
مـن آيـات رب الـعالمين. وبِکَ تُختَم الولاية وإليک تصدُر الأبدال وبک
تـنـكشف الـكـروب وبک تُسقَى الغيوث وبک تنبت الزروع وبک تُدفَع
البـلايـا والـمـحـن مـن الخاص والعام وأهل الثغور والراعى والرعايا والأئمة
والأُمّة وسـائـر البـرايـا فتـكـون شِحْنةَ البلاد والعباد ومن المأمورين. فينطلق ﴿۱۹﴾
إليک الأرجـلُ بـالسـعـى والترحال والأيدى بالبذل والعطاء والخدمة بإذن
خـالـقِ الأشيـاء فى سائر الأحوال والألسنُ بالذكر الطيّب والحمد والثناء فى
جـمـيـع الـمـحـال ولا يـخـتـلـف إليک اثـنـان من أهل الإيمان وتهوى إليک

والله خير الماكرين. قُلْ عندى شهادة من الله فهل أنتم مؤمنون. قل عندى شهادة من الله فهل أنتم مسلمون. إن معى ربى سيهدين. رب أَرِنى كيف تحيى الموتٰى. رب اغفر وارحم من السماء. رب لا تذَرْنى فردًا وأنت خير الوارثين. رب أَصْلِحْ أمّة محمد. ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وأنت خير الفاتحين. ويخوّفونك مِن دونه إنك بأعيننا. سمّيتُك المتوكّل. يحمدك اللّٰه مِن عرشه. نحمدك ونصلّى. يا أحمد يتمّ اسمك ولا يتمّ اسمى. كن فى الدنيا كأنك غريب أو عابرُ سبيل وكن من الصالحين الصدّيقين. أنا اخترتُك وألقيت عليك محبّة منى. خذوا التوحيدَ ﴿۲۳﴾

(بقية الحاشية) أفئدة من العُلماء والأُمّيّين ويدعوك لسانُ الأزل ويُعلّمك ربُّ المُلك ويكسوك أنوارًا منه والحُلل ويُنزِلك منازلَ مَن سلَف من أولى العلم الأُوَل من الأنبياء والصدّيقين. فحينئذٍ يُضاف إليك التكوين وخرق العادات فيُرَى ذلك منك فى ظاهر العقل والحكم وهو فعل اللّٰه وإرادته حقًّا فى العلم فتدخل حينئذٍ فى قومٍ مُوجَعٍ وفى زمرة المنكسرين الذين انكسرت قلوبهم وكُسرت إراداتهم البشرية وأُزيلت شهواتهم الطبيعية فاستُؤنفتْ لهم إرادة ربّانية وشهوات وظيفية وكانوا من المبدَّلين. ويُكشَف للأولياء والأبدال من أفعال الله ما يبهر العقول ويخرِق العادات والرسوم ويكلّمهم اللّٰه تعالى بالكلام اللذيذ والحديث الأنيس والبشارة بالمواهب الجِسام والمنازل العالية والقُرب منه مما

التوحيدَ يا أبناء الفارس. وبَشِّرِ الذين آمنوا أن لهم قدمَ صدقٍ عند ربهم. ولا تصعِّرْ لخَلْقِ اللّٰه ولا تسأَمْ من الناس واخفِضْ جناحک للمسلمين. أصحاب الصفّةِ وما أدراک ما أصحاب الصفّة؟ ترى أعينَهم تفيض من الدمع يصلّون عليک ربنا إننا سمعنا مناديًا ينادى للإيمان ربنا آمنا فاكتبنا مع الشاهدين. شأنک عجيب وأجرک قريب ومعک جند السماوات والأرضين. أنت منى بمنزلة توحيدى وتفريدى فحان أن تُعانَ وتُعرَف بين الناس. بورکت يا أحمد وكان ما بارک اللّٰه فيک حقًّا فيک. أنت وجيهٌ فى حضرتى. اخترتُک لنفسى وأنت منى بمنزلة لا يعلمها الخلق. وما كان

(**بقية الحاشية**) سيؤول أمرُهم إليه وجفَّ به القلمُ من أقسامهم فى سابق الدهور فضلًا منه ورحمة وإثباتًا منه لهم فى الدنيا إلى بلوغ الأجل وهو الوقت المقدَّر لهم من أرحم الراحمين. وقال اللّٰه تعالى فى بعض كتبه: يابن آدم أنا اللّٰه لا إله إلا أنا. أقول لشىء : كُن فيكون. أَطِعْنى أجعَلْک تقول للشّىء : كُنْ فيكون. قد جعل اللّٰه أولياء ہ أوتادَ الأرض وجعل الدنيا ﴿۲۰﴾
لهم جنّةَ المأوى فلهم جنّتان: الدنيا والآخرة. وهم كالجبل الذى رسا تفرّدوا فى الصدق والوفاء والتقوى فتَنَحَّ عن طريقهم ولا تُزاحِمْ يا مسكين. الرجال الذين ما قيّدهم أحد عن قصد الحق من الآباء والأمهات والبنات والبنين فهم خيرُ مَن خلَق ربّى وبَثَّ فى الأرض وذرَأ فعليهم سلام اللّٰه وتحياته وبركاته أجمعين. أيها السالک! إذا قوِى علمک و

اللّٰه ليتركك حتى يميز الخبيث من الطيّب. انظُرْ إلى يوسف وإقباله واللّٰهُ غالب على أمره ولكن أكثر الناس لا يعلمون. أردتُ أن أَستخلِفَ فخلقتُ آدمَ ليقيم الشريعة ويحيى الدين. كتاب الوليِّ ذوالفقار على ولو كان الإيمان معلقا بالثريا لناله رجل من أبناء الفارس. يكاد زيته يضىء ولو لم تمسسْه نار. جَرِيُّ اللّٰهِ فى حُلل المرسلين. قل إن كنتم تحبّون اللّٰه فاتبعونى يحببكم اللّٰه. وصلِّ على محمد وآل محمد سيِّدِ وُلْدِ آدم وخاتَمِ النبيين. يرحمک ربک ويعصمک من عنده وإن لم يعصمک الناس. يعصمک اللّٰه مِن عنده وإنْ لم يعصمک أحد من أهل الأرضين. تبّتْ يدا أبى لهب ﴿۲۴﴾

(بقية الحاشية) يقينک وشرح صدرک وقوى نور قلبک وزاد قربُک من مولاک ومكانُک لديه وأمانتُک عنده وأهليّتُک لحفظ الأسرار فعُلِّمتَ من لدنه ويأتيک قِسْمُک قبل حين. وتلک كرامةٌ لک وإجلالٌ لحرمتک فضلًا منه ومنّةً وموهبةً ثم يَرِدُ عليک التكوين فتُكَون بالإذن الصريح الذى لا غُبار عليه والدلالات اللائحة كالشمس المنيرة وبكلامٍ لذيذ ألذّ من كل لذيذٍ وإلهامٍ صدقٍ مِن غير تلبُّسٍ مُصفًّى من هواجس النفس ووساوس الشيطان اللعين. تمَّ كلام السيّد الجليل قُطب الوقت إمام الزمان رضى اللّٰه عنه وقد كتبناه بتلخيصٍ منّا فارجع إلى كتابه: ”فتوح الغيب“ إن كنتَ من المرتابين. وقد ظهر من كلام الإمام الموصوف أن الوحى كما ينزل على الأنبياء كذلک ينزل على الأولياء

وتبّ ما كان له أن يدخل فيها إلا خائفا. وما أصابک فمن الله

واعلم أن العاقبة للمتقين. وأَنذِرْ عشيرتک الأقربين إنا سنُريهم

آية من آياتنا فی الثيّبة ونردّها إليک أمرٌ من لدنا إنا كنا فاعلين.

إنهم كانوا يكذّبون بآياتی وكانوا بی من المستهزئين. فبشرى

لک فی النكاح الحقُّ من ربک فلا تكوننّ من الممترين. إنا

زوّجُناكَها لا مبدِّلَ لكلمات الله وإنا رادُّوها إليک إن ربک فعّالٌ

لما يريد فضلٌ من لدنا ليكون آية للناظرين. شاتانِ تُذبَحان وكل

من عليها فان. ونريهم آياتنا فی الآفاق وفی أنفسهم ونريهم جزاء

الفاسقين. إذا جاء نصر الله والفتح وانتهى أمر الزمان

﴿۲۱﴾ (بقية الحاشية) ولا فرُق فی نزول الوحی بين أن يكون إلى نبیٍّ أو ولیٍّ ولكلٍّ حظٌّ من مكالمات الله تعالى ومخاطباته على حسب المدارج. نعم لوحی الأنبياء شأنٌ أتمّ وأكمل. وأقوى أقسامِ الوحی وحیُ رسولنا خاتم النبيين.

وقال المجدّد الإمام السرهندی الشيخ أحمد رضی الله عنه فی مكتوب يكتب فيه بعض الوصايا إلى مريده محمد صدّيق: اعلم أيها الصديق أن كلامه سبحانه مع البشر قد يكون شفاهًا وذلک الأفراد من الأنبياء وقد يكون ذلک لبعض الكُمَّلِ مِن متابعيهم وإذا كثُر هذا القسم من الكلام مع واحد منهم يُسمّى مُحدَّثًا وهذا غير الإلهام وغير الإلقاء فی الروع وغير الكلام الذی مع المَلَک إنما يُخاطَب بهذا الكلام الإنسانُ الكامل والله يختص برحمته من يشاء.

تمَّ كلامه فارجعْ إلى كلامه إن كنت من المنكرين. واذكُرْ قصة من قال:

إلينا أليس هذا بالحق بل الذين كفروا فى ضلال مبين. كنتُ كنزًا مخفيًّا فأحببتُ أن أُعرَف. إن السماوات والأرض كانتا رَتْقًا ففتَقْنا هما. قل إنما أنا بشرٌ يوحٰى إلىّ أنما إلهكم إلهٌ واحدٌ والخير كله فى القرآن لا يمسّه إلا المطهَّرون. ولقد لبثتُ فيكم عمرًا مِن قبله أفلا تعقلون. قل إن هدى اللّٰه هو الهدى وإن معى ربى سيهدين. رب اغفر وارحم من السماء. رب إنى مغلوب فانتصِرْ. إيلى إيلى لما سبقتانى. يا عبد القادر إنى معك أسمع وأرى. غرستُ لك بيدى رحمتى وقدرتى وإنك اليوم لدينا مَكينٌ أمين. أنا بُدُّك اللازم أنا محييك نفختُ فيك من لدنى روحَ الصّدق.

(بقية الحاشية) مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ[1] وما كان من المرسلين.

واذكُرْ ما قال اللّٰه تعالٰى:

فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا. قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا. قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا[2]

فانظُرْ كيف كلَّم مَلَكُ اللّٰه مريمَ و ما كانت نبيّةً فاتّقِ اللّٰه ولا تكن من المعتدين.

وقد جاء فى الحديث الصحيح عن عمرو بن الحارث قال: بينما عمرُ يخطب يوم الجمعة إذا ترك الخُطبة ونادى يا ساريةُ الجبل مرتين أو ثلاثا ثم أقبلَ على خطبته. فقال نَاسٌ من أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إنه لمجنون ترَك خطبة ونادى ﴿۲۲﴾

[1] الكهف: ۸۳ [2] مريم: ۱۸ تا ۲۰

وألقيت عليک محبة منى ولتُصنَع على عينى كزرعٍ أخرجَ
شَطْأَه فآزَرَه فاستغلظ فاستوى على سوقه. إنا فتحنا لک فتحا
مبينا ليغفر لک اللّٰه ما تقدَّمَ من ذنبک وما تأخر فكنْ من
الشاكرين. أليس اللّٰه بكاف عبده. أليس اللّٰه عليمًا بالشاكرين.
فقبِل اللّٰه عبدَه وبرّأه مما قالوا وكان عند اللّٰه وجيها. فلما تجلّى
ربه للجبل جعله دَكًّا واللّٰه مُوهِنُ كيد الكافرين. ولنجعله آية
للناس ورحمة منا ولنعطيه مَجْدًا من لدنا كذلک نجزى
المحسنين. أنت معى وأنا معک. سرُّک سرّى. لا تحاط ﴿۲۵﴾
أسرار الأولياء إنک على حق مبين. وجيهًا فى الدنيا والآخرة
ومن المقربين. لا يصدِّق السفيه إلا ضربة الإهلاک. عدوٌّ لى
وعدو لک عجلٌ جسدٌ له خُوار. قل أتى أمر اللّٰه فلا تكن من

(بقية الحاشية) ”يا سارية الجبل“. فدخل عليه عبد الرحمن بن عوف وكان ينبسط عليه فقال: يا أمير المؤمنين! تجعل للناس عليک مقالا؟ بينما أنت فى خطبتک إذ ناديتَ: ”يا ساريةُ الجبلَ“. أىُّ شىء هذا؟ قال: واللّٰه ما ملكتُ ذٰلک حين رأيتُ ساريةَ وأصحابه يقاتلون عند جبل ويُؤتَون مِن بين أيديهم ومن خلفهم فلم أملِکْ أن قلتُ: ”يا ساريةُ الجبلَ“ ليلحقوا بالجبل. فلم تمض الأيام حتى جاء رسولُ سارية بكتابه أن القوم لقُونا يوم الجمعة فقاتلناهم مِن حين صلّينا الصبح إلى أن حضرت الجمعةُ فسمعنا صوتَ منادٍ يُنادى: الجبلَ مرتين فلحقنا بالجبل فلم نزل لعدوّنا قاهرين حتى هزمهم اللّٰه تعالى وتراءى فتح مبين۔ ۱۲ المؤلف

المستعجلين. يأتيك قمرُ الأنبياء وأمرُك يتأتّى
وكان حقا علينا نصر المؤمنين. يوم يجيء الحق وينكشف الصدق
۳۰ / جولائی ۱۸۹۳ء
ويخسر الخاسرون. وترى الغافلين يخرّون على المساجد ربنا
اغفر لنا إنا كنا خاطئين. لا تثريب عليكم اليوم يغفر اللّٰه لكم وهو
أرحم الراحمين. تموت وأنا راضٍ منك. سلام عليكم طِبتم
فادخلوها آمنين.“

وأمّا عقائدنا التى ثبّتنا اللّٰه عليها فاعلم يا أخى أنّا آمنّا باللّٰه ربًّا وبمحمدٍ صلى اللّٰه عليه وسلم نبيًّا وآمنّا بأنه خاتم النبيين. وآمنّا بالفرقان أنه من اللّٰه الرحمن ولا نقبل كل ما يُعارض الفرقان ويُخالف بيّناته ومُحكماته وقصصه ولو كان أمرًا عقليًّا أو كان من الآثار التى سمّاها أهلُ الحديثِ حديثًا أو كان من أقوال الصحابة أو التابعين؛ لأن الفرقان الكريم كتابٌ قد ثبت تواترُه لفظًا لفظًا وهو وَحيٌ مَتلُوٌّ قطعيّ يقينيّ ومَن شكّ فى قطعيته فهو كافر مردود عندنا ومن الفاسقين. والقرآن مخصوص بالقطعية التامّة وله مرتبة فوق مرتبة كل كتاب وكل وحى ما مسّه أيدى الناس وأما غيره من الكتب والآثار فلا يبلغ هذا المقام ومَن آثرَ غيره عليه فقد آثرَ الشك على اليقين.

وكم مِن فِرق الإسلام يُخالف بعضهم بعضا فى أخذ بعض الأحاديث أو تركها فالأحاديث التى يقبلها الشافعية لا يقبل أكثرها الحنفيةُ والتى يقبلها الحنفية لا يقبلها الشافعية وكذلك حال فِرق أُخرى من المسلمين. وكم من حديث ذكّره الإمام البخارى فى ﴿۲۶﴾ صحيحه. وهو أصحُّ الكتب عند أهل الحديث بعد كتاب اللّٰه ولكن

لا يقبل الفرقة الحنفية أكثر أحاديثه كحديث قراء ة الفاتحة خلف الإمام والتأمينِ بالجَهر وغيره ولا يكونون إلى تلك الأحاديث من الملتفتين. ولكن ما كان لأحد أن يسمّيهم كافرين أو يحسبهم من الذين أضاعوا الصلاة ومن المبتدعين.

فالحق أن الأحاديث أكثرها آحادٌ ولو كانت فی البخاری أو فی غيره ولا يجب قبولها إلا بعدَ التحقيق والتنقيد وشهادةِ كتاب اللّٰه بأن لا يُخالفها فی بيّناته ومُحكماته وبعدَ النظرِ إلى تعامُل القوم وعِدّة العاملين. فإذا كان الأمر كذلک فكيف يُكفَّرُ أحدٌ لترک حديثٍ يعارِض القرآنَ أو لأجل تأويلٍ يجعل الحديث مطابقًا بالقرآن ويُنجّی المسلمين من أيدی المعترضين؟ وكيف تكفِّرون المؤمن باللّٰه ورسوله وكتابه لأجل حديث من الآحاد الذی يُحتمل فيه شائبة كذب الكاذبين؟

فانظر مثلا إلى مسألة وفاة المسيح عليه السلام فإنها قد ثبت ببيّنات كتاب اللّٰه المتواتر الصحيح وتشهد على وفاته قريبًا من ثلاثين آية بالتصريح قد كتبناها فی كتابنا: ''إزالة الأوهام'' إفادةً للطالبين. فإن تذكرتَ بعد ذلک حديثًا دمشقيًّا الذی ذُكر فی ''مسلم'' فاعلم أنه فُسّر على ظاهره ولا شک أنه يُعارض الفرقان على تفسيره الظاهر ويُخالف بيّناته ويخالف أحاديث أُخرى قد ذكرناها فی ''الإزالة'' ولا يرضى مسلم أن يترک القرآن اليقينی القطعی بحديث واحد لا يبلغ إلى مرتبة اليقين. ولو فعلنا كذلک وآثرنا الآحاد على كتاب اللّٰه لفسد الدين وبطلت الملة ورُفع الأمان وتزلزل الإيمان واشتد علينا صولة الكافرين. نعم نؤمن بالقدر المشترک الذی لا يُخالف القرآن وهو أنه يجیء

المسيح الموعود مجدّدًا على رأس المائة عند غلبة النصارى على ظهر
الأرض ويخرج فى أرض أفسدوها وجعلوا مسلمى أهلها متنصّرين فيكسر ﴿۲۷﴾
صليبهم ويقتل خنازيرهم ويُدخل السعادة فى الباقين. وإن حاکَ فى صدرک
شیء من لفظ نزولٍ عند منارة دمشق فقد أثبتنا أن النزول من السماء محال
باطل لا يصدّقه الفرقان بل يكذّبه بقول مبين.

فإن كنت تؤمن بالفرقان وتؤثره على غيره فآمِنْ بوفاة المسيح وعدم
نزوله من السماء كما تقرأ فى كلام رب العالمين. والعجب أن لفظ النزول
من السماء لا يوجد فى حديثٍ وإن هو إلا فِرْية المفترين. والأحاديث كلها قد
اتفقت على أن المسيح الموعود من هذه الأمة فإن النبوة قد خُتِمَت وإن
رسولنا خاتم النبيين.

والنزول فى الحديث بمعنى نزول المسافر من مكان إلى مكان فإن
النَزيل هو المسافر فلو سلم صحة الحديث فيثبت أن المسيح الموعود أو أحدٌ
من خلفائه يسافر من أرض وينزل بدمشق فى وقتٍ من الأوقات فلم يبكون
الناس على لفظ دمشق؟ بل يثبت من لفظ النزول عند منارة دمشق أن وطن
المسيح الموعود الذى يخرج فيه هو مُلكٌ آخر وإنما ينزل بدمشق بطريق
المسافرين. هذا إذا سلّمنا الحديث بألفاظه وفيه كلام لأن الأحاديث من
الظنيات إلا الحصة التى ثبتت من تعامل المؤمنين.

ولو كانت الآثار المدونة فى البخارى وغيره من اليقينيات
كالقرآن الكريم للزم مِن إنكارها الكفرُ كلزوم الكفر من إنكار آيات القرآن
كما لا يخفى على الماهرين فى الشرع المتين. فحينئذٍ يلزم أن يكون
المسلمون كلهم كافرين ويلزم أن لا ينجو من ورطة الكفر أحد من أكابر
المسلمين وأصاغرهم بل من الأئمة السابقين المتقدمين؛ لأن ترک

بعض الأحاديث وإنكار بعضها بلاءٌ عام أحاطت الفقهاء والأئمة والمحدثين أجمعين.

ومع ذلك. إذا كان نبيّنا صلى اللّٰه عليه وسلم خاتم الأنبياء فلا شك ﴿۲۸﴾
أنه مَن آمنَ بنزول المسيح الذى هو نبى من بنى إسرائيل فقد كفَر بخاتم النبيين. فيا حسرة على قومٍ يقولون إن المسيح عيسى بن مريم نازلٌ بعد وفاة رسول اللّٰه ويقولون إنه يجىء وينسخ من بعض أحكام الفرقان ويزيد عليها وينزل عليه الوحى أربعين سنة وهو خاتم المرسلين. وقد قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: "لا نبى بعدى" وسمّاه اللّٰه تعالى خاتم الأنبياء فمِن أين يظهر نبى بعده؟ ألا تتفكرون يا معشر المسلمين؟ تتبعون الأوهام ظلما وزورًا وتتخذون القرآن مهجورًا وصرتم من البطّالين.

وإنَّا نؤمن بملائكة اللّٰه ومقاماتهم وصفوفهم ونؤمن أن نزولهم كنزول الأنوار لا كترحُّل الإنسان من الديار إلى الديار لا يبرحون مقاماتهم ومع ذلك كانوا نازلين وصاعدين. وهم جند اللّٰه وجِيرةُ السماوات وخلطاؤها لا يُفارقون مقاماتهم وإنْ منهم إلا له مقام معلوم يفعلون ما يؤمرون ولا يشغلهم شأن عن شأن ويؤدّون طاعة رب العالمين.

ولو كان مدار انصرام مهماتهم تباعُدَهم من مقاماتهم لما جاز أن تُتوفَّى الأنفس فى آنٍ واحد بل وجب أن لا يموت ميّت فى المشرق فى الآن الذى قدّر اللّٰه له قبل أن يفرغ مَلَكُ الموت مِن قبض نفس رجلٍ فى المغرب الذى هو شريك بالمائت الأوّل فى الآن المذكور وقبل أن يرحل إلى المشرق وإنْ هذا إلا كذب مبين. إنما أمرهم

إذا أرادوا شيئا بِحُكْمِ اللّٰه أن يقولوا له كن فيكون وما كان لهم أن ينـزلوا بشِقّ الأنفس وصرف الوقت ونقل الخطوات وتركِ مكان كسكّان الأرضين.

ونؤمن بأن حشر الأجساد حق والجنة حق والنار حق وكل ما جاء فى القرآن حق وكلّ ما علّمَنا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم حق وهو خير الأنبياء وختم المرسلين. ومن عزا إلينا ما يُخالف الشرع والفرقان مثقال ذرة فقد افترى علينا وأتى ببهتان صريح كالمفترين. ألا إنّا بريئون من كل أمرٍ يُنافى قول رسولنا صلى اللّٰه عليه وسلم وإنّا مؤمنون بجميع أمورٍ أخبر بها سيّدنا ونبيُّنا وإن لم نعلم حقيقتها أو نُودَع معارفها بإلهام مبين. ﴿۲۹﴾

وإنّا بريئون من كل حقيقة لا يشهدها الشرع واعتصمنا بحبل اللّٰه بجميع قلبنا وجميع قوتنا وجميع فهمنا وأسلمنا الوجهَ لک ربّنا فاجعلْنا من المحسنين. ربنا أفرِغْ علينا صبرًا على ما نُؤذَى وتوفَّنا مسلمين. وما أُفَضِّلُ روحى على أرواح إخوانى ولكن اللّٰه قد منَّ علىَّ وجعلنى من المنعمين. فمن آلائه أنه أنعم علىَّ بالمكالمات والمخاطبات وعلّمنى من أسرارٍ ما كنت أن أعلمها لو لا أن يعلّمنى اللّٰه وجعلنى للأنبياء من الوارثين.

ومِن آلائه علىَّ أنه وجد قوم النصارى يفسدون فى الأرض ويتّخذون العبد إلهًا بغير الحق ويُضلّون عباد اللّٰه فبعثنى لأكسر صليبهم وأمزّق بعيدهم وقريبهم وأَجُذّ هامَ المجرمين.

ومن آلائه أنه آتانى آياتٍ من السماء وأتمّ الحجّة على الأعداء وخجَّل كل بخيل وضنين. فوعِزّتِه وجلالِه إنى على حق مبين. وترى كالوابل آياتِ صدقى إن تصاحبنى كالطالبين. وواللّٰه ثم تاللّٰه إن جاء نى أحد على قدم الصدق والطلب لرأى شيئا من آيات ربى إلى أربعين. وأكفَرَنى

الحسداء قبل أن يبارونى للنضال و يتوازنوا فى الكمال ويتحاذوا فى الفعال وعيّرونى طاغين. ولما رأوا الآيات قالوا إنْ هذا إلا سحرٌ مبين أو جَفْرٌ ونجومٌ فمشوا خبطَ عشواءَ وكانوا قومًا عمين. أشرقت الشمس وما كان معها غيمٌ ولكن لا ينفع العُمْىَ نورٌ ولا ضوء واستخلصهم الشيطان لنفسه فهو لهم قرين.

يآ أخى تحسبنى كافرًا وإنى مؤمنٌ موحِّدٌ أتبع رسولى وسيدى صلى اللّٰه ﴿۳۰﴾
عليه وسلم وجعلنى اللّٰه وارثًا لعلومه وباعِه وبَعاعِه وأرجو أن يشيّع نعشى فى اتّباعه ومع ذلك أخضع لك بالكلام وأستنزل منك رفق الكرام فلا تغلُظْ علىَّ ولا تُشمِتْ بى الكُفّارَ ولا تُرِنى النارَ ولا تسلُلْ سيفك البتّارَ والمؤمن هَيِّنٌ لَيِّنٌ والصالحون يحملون أوزار إخوانهم ويسارعون إلى تسلية قلوبهم وتسرية كروبهم ولا يريدون أن يقتلوهم تقتيلاً وأن يجعلوهم عضين.

والاختلاف فى فِرق الإسلام كثيرة ولكن لا تنهضُ فرقة لقتل فرقة وقد قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم : إن اختلاف أمّتى رحمة. فأَطْفِءْ يا أخى نارَك وأَغْمِدْ بتّارَك واقتدِ بسنن الصالحين. لِمَ تؤذى من يحبُّ خير الورى؟ أَتَسُرُّ به روحَ المصطفٰى؟ أو تُرضى به ربَّنا الأعلى؟ فاعلم أن اللّٰه ورسوله بريّانِ من الذين يُعادون أولياء هما فإن كنت ترجو شفاعة رسولنا فلا تؤذ المحبّين المصافين واتق اللّٰه ثم اتق اللّٰه ثم اتق اللّٰه ليغفر ذنوبك ويُحِلَّك مقعد المنعَمين. أيها الإنسان الضعيف المحتاج إنّ مَقْتَ اللّٰه أكبر من مقتك فخَفْ فأسه وكن من المرتعشين.

هَـــذاک اللّٰــه هَــل قَتْلی یُباحُ وهَـــل مِثْـلی یُــدمَّرُ أو یُجـاحُ
وهـل فـی مـذهـب الإسلام أنـی أری خـــزیًا ولـم یَثبُــتْ جُناحُ
وصــــــدقی بَیّنٌ لـلـنـاظـرینا کتـــابُ اللّٰـه یشهــدُ والصِّحاحُ
ومـا کــان الأذی خُـلـقَ الـکـرامِ ولـکـــن هکـذا هبّــتْ ریاحُ
وإنّ الـحُــــرَّ یفهم قولَ حُـــرٍّ وتشـفـی صدرَه الکَلِمُ الفِصَاحُ
ولا أخشـی الـعـدا فـی سُبل ربـی وأرض اللّٰـه واسـعـة بَــدَاحُ
لـنـا عند الـمـصـائب یا حبیـبی رضاءٌ ثــم ذوقٌ وارتیـــاحُ
فـلا تـقفُ الهوی وانظُـرُ مآلی وربّـــی إنّــه نُــصـحٌ قَـــراحُ ﴿۳۱﴾
ومِـن عـجـب أُشـرّفـکم وأدعـو ومنک الـمَشْـرفیّـةُ والرِّماحُ
وبَـلْـدتُـکـم حدیقةُ کـلّ خـیـرٍ فـمـنکم سیّـدی یُـرجی الصلاحُ
کـمثلک سیّـدٌ یؤذینِ عجبٌ! وفـی بـغـدادَ خــیـراتٌ کِفـاحُ
أری یـا حِـبِّ تــذکُرنـی بسبٍّ فـمـا هــذا؟ وسِیرتکم سماحُ
أخـذُنا کلَّ مـا أعـطیتَ تـحفًا وصـــافینا وزاد الانشـــراحُ
فـخُـذْ مـنـی جـوابـی کـالهدایا ولـکـــن کان منـک الِا فـتتاحُ
إذا اعتـلـقَتْ أظـافـیری بـخصمٍ فـمـرجِـــعهُ نَـکالٌ أو طُـلاحُ
وإنْ وافیـــتـنــی حبًّـــا وسلمًا فلِلـزُّوّارِ بُشری والـــنجاحُ
وإن لــــم تـقـرَبَنْ أنهـارَ مـــاءٍ فـــلا تـعطیک مِن مـاءٍ ریاحُ
ورشـحُ الـصـلـد سهـلٌ عند جهدٍ ویـوبـقـکم قُعودٌ وانسطـاحُ
ومـــا نـألـوک نـصـحًا یا حَبیبِی وجـــاهَـدْنا لیـرتبــط النَصاحُ
ونُـصحی خـالـص لا نوعَ هزلٍ وجِـدٌّ لا یـخـالِطُه الــمُـزاحُ
فیـا حِـــبّی تَفکَّرْ فـی کـلامی فإن الـفکر لـلتـقوی وِشـاحُ

ولــی وجدٌ لـقـومــی فوق وجدٍ    وما وجدُ الشـواكل والنِّياحُ
إليـكـم يــا أولی مـجدٍ إليـكمُ    وإن لم تـنتهـوا فـالــوقت لاحُ
ولــی قـــدرٌ عظيم عـند ربّـی    وسُـــؤلی لا يُـــرَدُّ ولا يُـــزاحُ
ومثلــی حــين يبكی فی دعـاءٍ    فــيسعی نــحوه فضلٌ مُتاحُ
وكـادت تـلـمَعَنْ أنوارُ شـمسی    فيَتُـــبَعها الورى إلا الـــوَقاحُ
وَ يـــأتـی يـومُ ربّـی مِثلَ بَـرْقٍ    فلا تبـقـی الـكِـلا بُ ولا النُـبـاحُ ﴿۳۲﴾
ولــی مِــن لُطف ربی كـل يـومٍ    مــراتبُ لـلـعـدا فيهـا افتضاحُ
ونـــورٌ كـامـل كـالبـدر تـــامٌّ    ووجــهٌ يــستنير ولا يُــلاحُ
ونـحـن اليـوم نُسقَـی مِن غَبوقٍ    وبعد الليــل عيـدٌ واصـطباحُ
وأعـــطانی الـمهيمن كل نورٍ    ولـی مِـــن فـضلـه رَوحٌ وراحُ
أتـقتـلنی بـــغير ثبوت جـرمٍ    فـقُــلْ ما يـصـدُرَنْ منّی جُناحُ؟
قتـلنـا الـكـافرين بسيف حُججٍ    فــلا يُــرجی لـــقاتِلنا فلاحُ
ولـيــس لـنـا سوى البارى ملاذٌ    ولا تُرُسٌ يـصـون ولا السِّـلاحُ
أ تـعـلـم كيف يَسفَعُ بـالـنواصی    مـليـكٌ لا ينـاوحـه الـطِّـماحُ
يَهُـدُّ الـــربّ ذروةَ كـلّ طَـودٍ    وتتبَعــه الأسنّـة والـصِّـــفاحُ
أ تـقـتلنی بسيف يا خـصيمی؟    وقتـــلی عنـدكم أمـرٌ مُباحُ
وقــد مِتُنـا بسيف من حبيبٍ    عـلـی ذرّاتـــنا تسـفی الـرِّياحُ
وأَيُن سيـوفـكـم يـا شيخَ قـومٍ    وحـلَّ بـقـاعكم حزبٌ شِحاحُ
وصـال الحزب واختلسوا كذئبٍ    ولـم يكُ أمـــرهم إلا اكتساحُ
وقــد صُبّـتْ عـليكـم كـلُّ رُزْءٍ    فـمـــا فی بيتـكم إلا الـرَّداحُ
وكـم مِـن مسـلـمٍ ذَابُـوا بـجـوعٍ    وعـاشـوا جـائعيـن وما استراحوا

وبحر العلم یعرِف موج بحری ولکن عندکم ماءٌ وَجاحُ
نظمت قصیدتی من ارتجالٍ وأین الفضل لولا الاِقتراحُ
فخُذ منی بعفوٍ کالکرامِ ودونک ما هو الحقّ الصُّراحُ
وإن بارزتنی من بعد نُصحی ﴿۳۳﴾
فتعلم أننی بطلٌ شَناحُ

یا أخی حفظک اللّٰه! إنی قد کتبت هذا المکتوب ترحّمًا علی حالک وإصلاحًا لخیالک فاستشِفَّ لآلِیَه وَالْمَحِ السرّ المودَع فیه وقد أسمع أن أخلاقک تُحَبُّ وبِعَقُوَتِک یُلَبُّ وأنت باذلٌ خِرُقٌ ذو سماحةٍ وفتوّة من المحسنین. فلا أظن فیک أن تَرِدَ موردَ مأثمة وتَقِفَ موقفَ مندمة وتتَّبِعَ سبلَ تبعةٍ ومعتبةٍ بل أظن أن تمیل إلی معذرةٍ عن بادرة. وظنی فیک جلیل فحَقِّقْ حسن ظنی واتق اللّٰه إنی أراک مِن وُلْدِ الصالحین.

وإن کنت فی شک مما کتبنا فی کُتُبِنا فأیُّ حرج علیک من أن تسألنی کل ما لا تعرف حقیقته ولا تفهم ماهیته وعسی أن تحسب کلمةً من الکفر وهو من معارف کتاب اللّٰه وحقائق الدین. والعاقل یتأهّب دائما لمزایلة مرکزه عند وجدان الحق المبین. فقُمْ وأَفْعِم لک سَجْلًا من مائنا المَعین. وآخر دعوانا أن الحمد للّٰه رب العالمین.

ٹائیٹل باراوّل

هذه رسالة مباركة المسمّاة

# كرامات الصادقين

ولمن يأت برسالة مثلها فله انعام

الفٍ من الورق غير مقلدٍ

كان او من المقلدين

وانثها

قد طبعت بفضل الله ورحمته في پنجاب پریس سیالکوٹ

باهتمام المنشی غلام قادر الفصیح مالك المطبع فالحمد لله رب العالمین

# التنبيه

أيها المكفِّرون الذين أصرّوا على تكذيبى وهمّوا بتمزيق جلابيبى اعلموا هداكم اللّٰه أن هذه الرسالة معيارٌ لتنقيد أمرى وأمركم فإن كنتم لا تتناهون عن سبّكم ولا تخافون قهر ربّكم وتظنون أنكم أعلام الشريعة وأشياخ الطريقة وعلماء الملة وفضلاء الأمة فأْتوا برسالة من مثله إن كنتم صادقين. وإن لم تفعلوا وواللّٰه لن تفعلوا فاتقوا اللّٰه الذى تُرجَعون إليه واتقوا نارا تأكل أحشاء المجرمين. وواللّٰه إنى ما ألّفت هذه الرسالة إلا لكسر نخوتكم وإطفاء شعلة رعونتكم وكنت أطيق على رؤية ذلّتى ومساغ غصّتى ولكنى أردت أن أُظهر كيفية علمكم على المنصِفين. فنثلتُ كنانتى وقضيت من دُرر البيان لُبانتى فإن ناوحتم وأتيتم بكلام من مثله فلكم الألف بل أزِيدُ عليه عشرين درهما للغالبين. وواللّٰه إنى ما أرى فيكم إلا إجبال القرايح وإكداء الماتح والمائح وما أرى عندكم من ماءٍ مَعين. وأعجبنى أنكم مع كونكم خاوى الوفاض من المعارف الدينيّة تستكبرون ولا تستحيون ولا تنتهجون محجة المتقين. فوالذى بعثنى لإلزامكم وإفحامكم لقد سألتُ اللّٰه أن يحكم بينى وبينكم ويوهن كيد الكاذبين. وما عرضت عليكم درهمًا وديناراً إلا اختبارًا فإن ناضلتمونى تفسيرا ونظما فهو لكم حتمًا. واعلموا أن اللّٰه يُخزيكم ويُرِى الخَلْقَ جهلكم ويريكم ما كنتم تكذبون وتستعلون مستكبرين. وقد نظمت هذه القصائد بارتجال من غير انتحال فى بلدة "عَنبَرُسَر وكان ثَمَّ مُشاهِدِى حزبٌ من المسلمين. ولكنى أمهلكم إلى شهرين من وقت إشاعة هذه الرسالة وأرقب ما تجيبون أتُولّون الدُّبر أو تكونون من المناضلين؟ إن شيخ "البطالة "دعانى غضبانَ فنهضت إليه عجلانَ وقلت :قُمْ قُمْ إنى أتيت الآن ودانَيتُه بالمصباح المتّقد ولكنى أعلم أنه من قوم عمين. وهذه رسالة قد أُودِعتُ دقائقَ القرآن وضُمّخت بطيب العرفان وسيق إليه شِربٌ من تسنيم الجِنان وسفرت عن مرأى وسيمٍ وأَرَجٍ نسيمٍ وتراءتْ بوجهٍ حَسِين. لمعاتُها أَزْرأتْ بالجُمان وصَلِيَت القلوب بالنيران وهيّجت البلابل فى صدور المعاندين. وكتبتُها لِئَلّا يبقى للجدال مطرح ولا للمِراء مسرح وليتبين الحق وليستبين سبيل المجرمين. وآخر دعوانا أن الحمد للّٰه رب العالمين۔

---

# ہزار روپیہ انعام کے وعدہ پر رسالہ ﴿۱﴾

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذی لا تدرکه الأبصار وھو یُدرک الأبصار وتتباعد الأفکار عن فھم کُنْھِه تباعُدَ اللیل من النھار الذی دَعَا الناسَ بالقرآن ورسوله المصطفی إلی مأدبة الجَفَلَی من أھل الحضارة والفلا والصلاۃ والسلام علی حبیبه محمد خاتم النبیین وفخر المرسلین الذی جاء بالحجج والبراھین وأسعفَ الناسَ بحاجاتھم ویَمَّمَ إصلاحَ العالمین. فکم مِن مُحلِّقٍ إلی الھوی دخَل فی الرُّوحانیّین وکم من ذی لسان سلیط وغیظ مستشیط صار من المھذَّبین المطھَّرین. اللّٰھم فصَلِّ علی ھذا الرسول النبیّ الأُمّیّ الذی فاق الرسلَ کلھم فی کمالاته وحاز کل فضیلة فی سِیره وصفاته وألّف بین قلوب أمم کانوا یُداجون ولا یُخلِصون وأصلح قومًا کانوا یشرکون ولا یوحّدون وطھّر أُناسًا کانوا یفجُرون ولا یتّقون ویُنیخون مطایا نفوسھم ولا یسیرون فی سبل اللّٰہ ولا یتیقّظون. وکان (صلی اللّٰہ علیه ﴿۲﴾ وسلم) أُمِّیًّا لم یقرأ شیئا من علوم الدنیا والدین وبلغ أشدہ

فـى قوم أمّيّين وعمين. ولم ير (صلى اللّٰه عليه وسلم) وجـهَ العالِمين العارِفين. بـل لـم يـرُمْ عـن وِجـاره ولا ظـعَـن عـن إلـفـه وجاره ومع ذلک سبق العالِمين والـعـالَـمـيـن فـى عـقـله وعلومه وبركاته وفيوضه وأنواره حتى غمرت مواهبُ هـدايتـه المشارقَ والمغارب والأجانب والأقارب وأطال كلٌّ ذى ذيلٍ ذيلَه إلى بـركـاتـه وامتـدت أيـدى الـناس إلى إفاداته وخيراته. فأرى الناسَ سُبل السلام ونـجّـاهـم مـن الـمسـالک الشـاغـرة وطرق الظلام وطهّرهم من شُعب النّفاق والشـقـاق والـنــزاع والـمشاجرة وسِيَرِ الليام. وبصَّر العيونَ وأحسن الظنون ونـجَّـى المسجون. حتى ألقى فى روع الناس الاستسلامَ وثبّط جذباتِ كُفرهم وثبّـت الأقـدامَ ونشّـطهـم إلـى الثبـات والاستـقامة وأقام فأبصروا ورأوا سبلهم ومـنازلهم وتـخيَّروا المناخ ووَرَدُوا الوِردَ النُّقاخَ وزُكُّوا ومُحِّصُوا وطُهِّروا حتى سُـمُّـوا خيـارَ الـنـاس وخُـلِّـصـوا من كل نوع النعاس وكُمِّلوا فى العِلم الباطنى والـخبـر الـروحانى إلى أن أُترعوا بالمعارف الأكياس وحصحص فيهم نورٌ ينير الناس وبُدّلت شِيمهم وقرائحهم ونُوِّرَت نفوسهم ونُشرت مدايحهم. واعتلقوا بالنبى الكريم اعتلاقَ الأثمار بالأعواد ولَوَوا أعنّتَهم من طرق الفساد إلى مناهج السـداد حتـى وصـلـوا مـنــازل الـقـرب والـمـحبة والوداد وبلغوا وانتهوا إلى كمالات قدّرها اللّٰه للعباد.

فـالـحـمـد للّٰه الذى هدى عباده بهذا الرسول النبى الأمى المبارک وأحيا به العالمين.

اما بعد واضح ہو کہ موافق اس سنت غیر متبدلہ کے کہ ہر یک غلبہ تاریکی کے وقت خدا تعالیٰ ﴿۳﴾
اس امت مرحومہ کی تائید کے لئے توجہ فرماتا ہے اور مصلحت عامہ کے لئے کسی اپنے بندہ کو خاص
کر کے تجدید دین متین کے لئے مامور فرما دیتا ہے یہ عاجز بھی اس صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی
طرف سے مجدد کا خطاب پا کر مبعوث ہوا اور جس نوع اور قسم کے فتنے دنیا میں پھیل رہے تھے ان
کے رفع اور دفع اور قلع قمع کے لئے وہ علوم اور وسائل اس عاجز کو عطا کئے گئے کہ جب تک خاص
عنایت الٰہی ان کو عطا نہ کرے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتے مگر افسوس کہ جیسا قدیم سے ناتمام اور
ناقص الفہم علماء کی عادت ہے کہ بعض اسرار اپنے فہم سے بالاتر پا کر منبع اسرار کو کافر ٹھہراتے رہے
ہیں اسی راہ پر اس زمانہ کے بعض مولوی صاحبوں نے بھی قدم مارا اور ہر چند نصوص قرآنیہ و
حدیثیہ سے سمجھایا گیا۔ مگر ایک ذرہ بھی صدق کی روشنی ان کے دلوں پر نہ پڑی بلکہ برعکس اس کے
تکفیر اور تکذیب کے بارہ میں وہ جوش دکھلایا کہ نہ صرف کافر کہنے پر کفایت کی بلکہ اکفر نام رکھا
اور ایک مومن اہل قبلہ کے خلود جہنم پر فتوے لکھے۔ اس عاجز نے بار بار خداوند کریم کی قسمیں
کھا کر بلکہ مسجد میں جو خانۂ خدا ہے بیٹھ کر ان پر ظاہر کیا کہ میں مسلمان ہوں اور اللہ جلّ شانہٗ
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ پر ایمان لاتا ہوں مگر ان بزرگوں نے قبول نہ کیا اور کہا
کہ یہ منافقانہ اقرار ہے۔ خاص کر ان میں سے جو میاں محمد حسین بتالوی ہیں انہوں نے تو اپنی ضد
کو کمال تک پہنچا دیا اور کہا کہ اگر میں بچشم خود نشان بھی دیکھوں تو میں ہرگز مسلمان نہ سمجھوں گا اور
ہمیشہ کافر کہتا رہوں گا۔ چنانچہ بعض نشان بھی ظاہر ہوئے مگر حضرت بطالوی صاحب نے ان کا
نام استدراج یا نجوم رکھا اور ہر ایک طور سے لوگوں کو دھوکے دیئے۔ چنانچہ منجملہ ان دھوکوں کے
ایک یہ بھی ہے کہ یہ شخص بالکل جاہل اور علوم عربیہ سے بالکل بے بہرہ ہے اور مع ذالک دجال اور
مفتری جو خدا تعالیٰ سے بھی کچھ مدد نہیں پا سکتا اور اپنی عربی دانی کو بہت کروفر سے بیان کیا تا اس
وجہ سے اس کی عظمت دلوں میں جم جاوے اور اس عاجز کو ایک جاہل اور اُمّی اور علوم عربیہ سے

﴿۴﴾ بیگانہ اور ملعون اور مفتری قرار دے کر یہ چاہا کہ عوام پر تمام راہیں نیک ظنی کی بند ہو جائیں لیکن عجیب قدرت خداوند تعالیٰ ہے کہ اس امر میں بھی اس نے نہ چاہا کہ بطالوی صاحب اور ان کے ہم مشرب علماء کی کچھ عزت اور راستی ظاہر ہو۔ سو اگرچہ میں درحقیقت امیوں کی طرح ہوں لیکن محض اس نے اپنے فضل سے علم ادب و دقائق وحقائق قرآن کریم میں میری وہ مدد کی کہ میرے پاس ایسے الفاظ نہیں ہیں کہ میں اس خداوند کا شکر ادا کر سکوں اور مجھ کو بشارت دی کہ اگر میاں بطالوی یا کوئی دوسرا اس کا ہم مشرب مقابلہ پر آئے تو شکست فاش اٹھا کر سخت ذلیل ہوگا۔ اسی بنا پر میں نے **اشتہار دیا** کہ میاں بطالوی پر واجب ہے کہ میرے مقابل پر قرآن کریم کی ایک سورت کی تفسیر عربی فصیح بلیغ میں لکھے جو دس۱۰ جزو سے کم نہ ہو اور نیز ایک **قصیدہ** نعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کرے جو سو۱۰۰ شعر ہو اور ایسا ہی میرے پر واجب ہوگا کہ میں بھی اسی سورۃ کی تفسیر عربی فصیح بلیغ میں لکھوں اور نیز سو۱۰۰ شعر کا قصیدہ بھی نعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تیار کروں اور پھر اگر عند المقابلہ والموازنہ میاں بٹالوی صاحب کی تفسیر اور ان کا قصیدہ میری تفسیر اور قصیدہ سے افصح اور ابلغ اور اتم اور اکمل ثابت ہوا تو میں اپنے دعوے سے توبہ کروں گا اور سمجھ لوں گا کہ خدا تعالیٰ نے بٹالوی صاحب کی تائید کی اور اپنی کتابیں جلا دوں گا۔ اور اگر میں غالب ہوا تو بٹالوی صاحب کو اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ اپنے ان بیانات میں سراسر کاذب اور دروغ گو تھے کہ یہ شخص مفتری اور دجال اور کافر اور ملعون ہے اور نیز علوم عربیہ سے ایسا جاہل کہ ایک صیغہ بھی درست طور پر نہیں آتا اور ساتھ اس کے میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ اگر کوئی شخص ہم میں سے اس مقابلہ سے منہ پھیرے یا بیجا حجتوں اور حیلوں سے اس طریق آزمائش کو ٹال دیوے تو اس پر خدا تعالیٰ کی دس۱۰ **لعنتیں** ہوں۔ مگر افسوس کہ بٹالوی صاحب نے ان لعنتوں کی کچھ بھی پروا نہیں کی۔ اور کئی عہد اور وعدے توڑ کر آخر حیلہ جوئی کے طور پر یہ جواب دیا کہ اول ہم آپ کی عربی تالیفوں کو آزمائش کی نظر سے

دیکھیں گے کہ وہ سہو اور نسیان سے مبرّا ہیں یا نہیں اور کوئی غلطی صَرف اور نحو کی رو سے ان میں ﴿۵﴾
پائی جاتی ہے یا نہیں اگر نہیں پائی جائیگی تو پھر بالمقابل تفسیر لکھنے اور سنوا شعر کا قصیدہ بنانے میں
کچھ عذر نہ ہوگا۔ مگر دانشمندوں نے سمجھ لیا کہ بٹالوی صاحب نے اپنی جان بچانے کیلئے یہ
حیلہ نکالا ہے کیونکہ ان کو خوب معلوم ہے کہ عربی یا فارسی کی کوئی مبسوط تالیف سہو اور غلطی سے
خالی نہیں ہوسکتی اور حیلہ جو کیلئے کوئی نہ کوئی لفظ گو سہو کاتب ہی سہی حجت پیش کرنے کیلئے ایک
سہارا ہوسکتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بہت ہاتھ پیر مار کر اور مثل مشہور مرتا کیا نہ کرتا
پر عمل کر کے یہ شرمناک عذر پیش کر دیا اور اپنے دل کو اس بازاری چال بازی سے خوش کر لیا کہ
کسی ایک سہو کاتب یا فرض کرو اتفاقاً کسی غلطی کے نکلنے سے یہ حجت ہاتھ آ جائے گی کہ اب
غلطی تمہاری کسی کتاب میں نکل آئی اسلئے اب بحث کی ضرورت نہیں رہی لیکن افسوس کہ بٹالوی
صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے اور کسی نہ☆ انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا
دعویٰ ہے۔ جو شخص عربی یا فارسی میں مبسوط کتابیں تالیف کرے گا ممکن ہے کہ حسب مقولہ مشہورہ
**قلّماسلم مکثار** کے کوئی صرفی یا نحوی غلطی اُس سے ہو جائے اور بباعث خطاءِ نظر کے اُس غلطی
کی اصلاح نہ ہو سکے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ سہو کاتب سے کوئی غلطی چھپ جائے اور بباعث
ذہول بشریت مؤلف کی اس پر نظر نہ پڑے پھر اس یکطرفہ نکتہ چینی میں دونوں فریق کی علمی
طاقتوں کا موازنہ کیونکر ہو۔ غرض بٹالوی صاحب کے ایسے بیہودہ جوابات سے یقینی طور پر معلوم
ہو گیا کہ علم تفسیر اور علم ادب میں قسام حقیقی نے ان کو کچھ بھی حصہ نہیں دیا اور بجز لعن وطعن اور
چال بازی کی مشق کے اور کچھ بھی اُن کے دل اور دماغ اور زبان کو لوازم انسانیت نہیں ملی اسی
وجہ سے اوّل مجھے اُن کے اِس قسم کے تعصّبات کو دیکھ کر دل میں یہ خیال آیا تھا کہ اب ہمیشہ
کے لئے ان سے اعراض کیا جائے لیکن عوام کا یہ غلط خیال دور کرنے کے لئے کہ گویا میاں محمد
حسین بٹالوی یا دوسرے مخالف مولوی جو اِس بزرگ کے ہم مشرب ہیں علم ادب اور حقائق تفسیر

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے ’’ نہ کسی ‘‘ ہونا چاہیے۔ (ناشر)

﴿۶﴾ کلام الٰہی میں ید طولیٰ رکھتے ہیں قرین مصلحت سمجھا گیا کہ اب آخری دفعہ **اتمام حجّت** کے طور پر بٹالوی صاحب اوران کے ہم مشرب دوسرے علماء کی عربی دانی اور حقائق شناسی کی حقیقت ظاہر کرنے کے لیے یہ رسالہ شائع کیا جائے اور واضح رہے کہ اس رسالہ میں **چار قصائد** اور ایک تفسیر **سورۃ فاتحہ** کی ہے اور اگر چہ یہ قصائد صرف ایک ہفتہ کے اندر بنائے گئے ہیں بلکہ حق یہ ہے کہ **چند ساعت** میں لیکن بٹالوی صاحب اور ان کے ہم مشرب مخالفوں کے لیے محض اتمام حجت کی غرض سے پوری ایک ماہ کی مہلت دیکر یہ اقرار شرعی قانونی شائع کیا جاتا ہے کہ اگر وہ اس رسالہ کی اشاعت سے ایک ماہ کے عرصہ تک اسکے مقابل پر اپنا فصیح بلیغ رسالہ شائع کر دیں جس میں اسی تعداد کے موافق اشعار عربیہ ہوں جو ہمارے اس رسالہ میں ہیں اور ایسے ہی حقایق اور معارف اور بلاغت کے التزام سے سورہ فاتحہ کی تفسیر ہو جو اس رسالہ میں لکھی گئی ہے تو اُن کو **ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا** ورنہ آئندہ اُن کو یہ دم مارنے کی گنجائش نہیں ہوگی کہ وہ ادیب اور عربی دان ہیں یا قرآن کریم کی حقایق شناسی میں کچھ بھی اُن کو مس ہے۔ اور مَیں نے سنا ہے کہ یہ گروہ علماء کا اپنے اپنے مکانوں میں بیٹھ کر اِس عاجز کو ایک طرف تو کاذب اور دجّال اور کافر ٹھہراتے ہیں اور ایک طرف یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شخص سراسر جاہل ہے اور علم عربی سے بکلی بیخبر۔ سو اس مقابلہ سے بتمام تر صفائی ظاہر اور ثابت ہو جائے گا کہ اِس بیان میں یہ لوگ کاذب ہیں یا صادق۔ اور چونکہ اِن لوگوں کے دِلوں میں دیانت اور خدا ترسی نہیں اِس لئے اَب مَیں نہیں چاہتا کہ بار بار اُن کی طرف توجہ کروں۔ اور اگر چہ مَیں ایک صریح کشف کے رُو سے ایسے متعصب اور کج دل لوگوں کے ساتھ مباحثات کرنے سے روکا گیا ہوں جس کا ذکر میری کتاب **آئینہ کمالات اسلام** میں چھپ چکا ہے لیکن یہ مقابلہ نشان نمائی کے طور پر ہے اور بلحاظ تورّع وتقویٰ آئندہ یہ عہد بھی کرتا ہوں کہ اگر اب میاں محمد حسین بٹالوی یا کسی دوسرے مولوی نے

بغیر کسی حیلہ وحجت کے میرے اِن قصائد اور تفسیر کے مقابل پر عرصہ ایک ماہ تک اپنے قصائد ﴿۷﴾
اور تفسیر شائع نہ کی تو پھر ہمیشہ کے لئے اس قوم سے اعراض کرونگا۔ اور اگر اس رسالہ کے
مقابل پر میاں بطالوی یا کسی اور اُنکے ہم مشرب نے سیدھی نیت سے اپنی طرف سے قصائد اور
تفسیر سورہ فاتحہ تالیف کر کے بصورت رسالہ شائع کر دی تو مَیں سچے دل سے وعدہ کرتا ہوں کہ
اگر ثالثوں کی شہادت سے یہ ثابت ہو جاوے کہ اِن کے قصائد اور انکی تفسیر جو سورہ فاتحہ کے
دقائق اور حقائق کے متعلق ہوگی میرے قصائد اور میری تفسیر سے جو اسی سورہ مبارکہ کے
اسرار لطیفہ کے بارہ میں ہے ہر پہلو سے بڑھ کر ہے تو میں **ہزار روپیہ** نقد اُن میں سے ایسے شخص
کو دُوں گا جو روزِ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر ایسے قصائد اور ایسی تفسیر بصورت رسالہ شائع
کرے اور نیز یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ بعد بالمقابل قصائد اور تفسیر شائع کرنے کے اگر اِن کے
قصائد اور اِن کی تفسیر نحوی وصَرفی اور علم بلاغت کی غلطیوں سے مُبرّا نکلے اور میرے قصائد اور
تفسیر سے بڑھ کر نکلے تو پھر باوصف اپنے اِس کمال کے اگر میرے قصائد اور تفسیر بالمقابل کے
کوئی غلطی نکالیں گے تو فی غلطی **پانچ روپیہ** انعام بھی دوں گا۔ مگر یاد رہے کہ نکتہ چینی آسان
ہے ایک جاہل بھی کر سکتا ہے مگر نکتہ نمائی مشکل۔ تفسیر لکھنے کے وقت یہ یاد رہے کہ کسی دوسرے
شخص کی تفسیر کی نقل منظور نہیں ہوگی بلکہ وہی تفسیر لائق منظوری ہوگی جِس میں حقائق و معارف
جدیدہ ہوں بشرطیکہ کتاب اللہ اور فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالف نہ ہوں۔ اللہ
جلّ شانہٗ قرآن کریم کی تعریف میں صاف فرماتا ہے کہ اس میں ہر یک چیز کی تفصیل ہے پھر
معارف اور حقائق کا کوئی حصہ کیونکر اُس سے باہر رہ سکتا ہے۔ ماسوا اِس کے خدا تعالیٰ کا قانون
قدرت بھی یہی شہادت دے رہا ہے کہ جو کچھ اُس سے صادر ہوا ہے خواہ ایک مکھی ہو وہ بے انتہا
عجائبات اپنے اندر رکھتا ہے پھر کیا ایک ایماندار یہ رائے ظاہر کر سکتا ہے کہ ایک مکھی یا مچھر کی
بناوٹ تو ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے کہ اگر قیامت تک تمام فلاسفر اُسکے خواص عجیبہ کے دریافت

﴿۸﴾ کرنے کے بارہ میں سوچتے چلے جائیں تب بھی ان کو یہ دعویٰ نہیں پہنچتا کہ جس قدر اُن میں خواص تھے انہوں نے معلوم کر لیے ہیں۔ لیکن قرآن کریم کی عبارتیں صرف سطحی خیالات تک محدود ہیں جو ایک جاہل مُلّا اُنپر سرسری نظر ڈال کر دعویٰ کر سکتا ہے کہ جو کچھ قرآن میں تھا مَیں نے معلوم کرلیا۔ خدا تعالیٰ کا قانون قدرت ہرگز بدل نہیں سکتا اور اسکی مخلوقات میں سے ایک پتّہ بھی ایسا نہیں جسکو چند معلومہ خواص میں محدود کہہ سکیں بلکہ اسکی ہر یک مخلوق خواص غیر محدودہ اپنے اندر رکھتی ہے اور اسی وجہ سے ہر یک مخلوق میں صفت بے نظیری پائی جاتی ہے اور اگر تمام دنیا اُسکی نظیر بنانا چاہے تو ہرگز اُن کے لیے میسر نہ ہو جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپ فرما دیا ہے کہ مکھی بنانے پر بھی کوئی قادر نہیں ہوسکتا۔ کیوں قادر نہیں ہوسکتا اِسکی یہی تو وجہ ہے کہ مکھی میں بھی اِس قدر عجائبات صنعت صانع ہیں کہ انسانی طاقتوں بلکہ تمام مخلوق کی قوتوں سے بڑھ کر ہیں پھر خدا تعالیٰ کا کلام کیوں ایسا گرا ہوا اور ادنیٰ درجہ کا سمجھا جاوے کہ جو اپنے خواص اور حقائق کے رُو سے مکھی کے درجہ پر نہیں ۔ کیا یہ وہی کلام نہیں جسکے حق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا[1] یعنی اگر جن واِنس اس بات پر اتفاق کرلیں کہ اِس قرآن کی نظیر بنا دیں تو ہرگز بنا نہیں سکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔ بعض نادان مُلّا اخزاھم اللّٰہ کہا کرتے ہیں کہ یہ بے نظیری صرف بلاغت کے متعلق ہے لیکن ایسے لوگ سخت جاہل اور دِلوں کے اندھے ہیں اِس میں کیا کلام ہے کہ قرآن کریم اپنی بلاغت اور فصاحت کے رُو سے بھی بے نظیر ہے۔ لیکن قرآن کریم کا یہ منشاء نہیں ہے کہ اُس کی بے نظیری صِرف اسی وجہ سے ہے بلکہ اُس پاک کلام کا یہ منشاء ہے کہ جن جن صفات سے وہ متصف کیا گیا ہے اُن تمام

[1] بنی اسرائیل:۸۹

صفات کے رُو سے وہ بےنظیر ہے مگر یہ حاجت نہیں کہ وہ تمام صفات جمع ہو کر بےنظیری ﴿۹﴾
پیدا ہو بلکہ ہر یک صفت جُداگانہ بےنظیری کی حد تک پہنچی ہوئی ہے اب ضروری سمجھ کر
قرآن کریم کی وہ صفات کاملہ جو اس پاک کلام میں مندرج ہیں جن کی رُو سے
قرآن کریم بےنظیر کہلاتا ہے بطور نمونہ کسی قدر ذیل میں لکھی جاتی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ [1]۔ يَهْدِىٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ [2]۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ [3]۔ مَا فَرَّطْنَا فِى الْكِتٰبِ مِنْ شَىْءٍ [4]۔ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ [5]۔ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ. وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ. اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِىْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ. لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ [6]۔ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِى السَّمَآءِ۔ تُؤْتِىٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ [7]۔ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ [8]۔ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ [9]۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ [10]۔ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ [11]۔ وَمُهَيْمِنًا [12]۔ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ [13]۔ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ [14]۔ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ [15]۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ [16]۔ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ يَّهْدِىْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ [17]۔ هُوَ الَّذِىٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ [18]۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا [19]۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا [20]۔ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِىَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ [21]۔ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِىْ لِلْحَقِّ [22]۔ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ [23]

[1] یونس:۲ [2] الاحقاف:۳۱ [3] التکویر:۲۸، ۲۹ [4] الانعام:۳۹ [5] الجاثیۃ:۲۱ [6] الواقعۃ:۷۶تا۸۰ [7] ابراھیم:۲۵ [8] بنی اسرائیل:۱۰
[9] الطارق:۱۴ [10] البقرۃ:۳ [11] القمر:۶ [12] المائدۃ:۴۹ [13] البقرۃ:۱۸۶ [14] الحاقۃ:۴۹ [15] الحاقۃ:۵۲ [16] التکویر:۲۵ [17] المائدۃ:۱۶، ۱۷
[18] الصف:۱۰ [19] النسآء:۱۷۵ [20] المائدۃ:۴ [21] الزمر:۲۴ [22] یونس:۳۶ [23] الشوریٰ:۱۸

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا [۱] ۔ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا ﴿۱۰﴾
لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ [۲] ۔ هُوَ الَّذِىْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ
لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ [۳] ۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ
مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ [۴] ۔ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا
اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ [۵] ۔ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا [۶] ۔ وَكُلَّ شَىْءٍ فَصَّلْنٰهُ
تَفْصِيْلًا [۷] ۔ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ [۸] ۔ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ لَّا
يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ [۹] ۔ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِىْ بِهٖ مَنْ
نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا [۱۰] ۔ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَىْءٍ [۱۱] ۔ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا [۱۲] ۔ بِلِسَانٍ عَرَبِىٍّ
مُّبِيْنٍ [۱۳] ۔ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ [۱۴] ۔ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى
اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ
ظَهِيْرًا [۱۵] ۔

**خلاصہ ترجمہ** ان تمام آیات کا یہ ہے کہ قرآن حکیم ہے یعنی حکمت سے بھرا ہوا ہے۔ راہ راست کی تمام منازل طے کرا دیتا ہے اور ذکر للعالمین ہے یعنی ہر ایک قسم کی فطرت کو اُسکے کمالات مطلوبہ یاد دلاتا ہے اور ہر یک رتبہ کا آدمی اُس سے فائدہ اُٹھاتا ہے جیسے ایک عامی ویسا ہی ایک فلسفی۔ یہ اُس شخص کیلئے اُترا ہے جو انسانی استقامت کو اپنے اندر حاصل کرنا چاہتا ہے یعنی انسانی درخت کی جس قدر شاخیں ہیں یہ کلام اُن سب شاخوں کا پرورش کرنیوالا اور حدّ اعتدال پر لانے والا ہے۔ اور انسانی قویٰ کے ہر یک پہلو پر اپنی تربیت کا اثر ڈالتا ہے۔ کوئی صداقت اس سے باہر نہیں۔ اس کی تعلیمیں بصیرت بخشتی ہیں اور ایمان لانیوالوں کو وہ راہ دکھاتی ہیں جس سے ایمان قوی ہوتا ہے اور رحمانیت اور رحیمیت الٰہی اُن کے شامل حال ہو جاتی ہے۔ جس سے وہ ایمان سے عرفان کے درجہ تک پہنچتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں مواقع النجوم کی قسم کھاتا ہوں اور یہ بڑی قسم ہے اگر تمہیں علم ہو۔ اور قسم اِس بات پر ہے کہ یہ قرآن عظیم الشان کتاب ہے اور اسکی تعلیمات سنت اللہ کے مخالف نہیں۔

[۱] الرعد:۱۸ [۲] النحل:۶۵ [۳] الحدید:۱۰ [۴] یونس:۵۸ [۵] صٓ:۳۰ [۶] مریم:۹۸ [۷] بنی اسرائیل:۱۳ [۸] بنی اسرائیل:۱۰۶
[۹] حٰمٓ السجدۃ:۴۲۔۴۳ [۱۰] الشوریٰ:۵۳ [۱۱] النحل:۹۰ [۱۲] الشوریٰ:۵۳ [۱۳] الشعراء:۹۶ [۱۴] البینۃ:۴ [۱۵] بنی اسرائیل:۸۹

بلکہ اسکی تمام تعلیمات کتاب مکنون یعنی صحیفہ فطرت میں لکھی ہوئی ہیں اور اسکے دقائق کو وہی لوگ ﴿۱۱﴾
معلوم کرتے ہیں جو پاک کئے گئے ہیں (اس جگہ اللہ جلّ شانہٗ نے مواقع النجوم کی قسم کھا کر
اِس طرف اشارہ کیا کہ جیسے ستارے نہایت بلندی کی وجہ سے نقطوں کی طرح نظر آتے ہیں مگر وہ
اصل میں نقطوں کی طرح نہیں بلکہ بہت بڑے ہیں ایسا ہی قرآن کریم اپنی نہایت بلندی اور علو
شان کی وجہ سے کم نظروں کے آنکھوں سے مخفی ہے اور جن کی غبار دور ہو جاوے وہ اُن کو دیکھتے
ہیں اور اِس آیت میں اللہ جلّ شانہٗ نے قرآن کریم کے دقائق عالیہ کیطرف بھی اشارہ فرمایا
ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں سے مخصوص ہیں جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے پاک کرتا ہے
اور یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ اگر علم قرآن مخصوص بندوں سے خاص کیا گیا ہے تو دوسروں سے
نافرمانی کی حالت میں کیونکر مواخذہ ہوگا کیونکہ قرآن کریم کی وہ تعلیم جو مدار ایمان ہے وہ عام فہم
ہے جس کو ایک کافر بھی سمجھ سکتا ہے اور ایسی نہیں ہے کہ کسی پڑھنے والے سے مخفی رہ سکے اور اگر
وہ عام فہم نہ ہوتی تو کارخانہ تبلیغ ناقص رہ جاتا۔ مگر حقائق معارف چونکہ مدار ایمان نہیں صرف
زیادت عرفان کے موجب ہیں اِس لئے صرف خواص کو اُس کوچہ میں راہ دیا کیونکہ وہ دراصل
مواہب اور رُوحانی نعمتیں ہیں جو ایمان کے بعد کامل الایمان لوگوں کو ملا کرتی ہیں۔) پھر بعد
اس کے فرمایا کہ کلمات قرآن کے اس درخت کی مانند ہیں جس کی جڑھ ثابت ہو اور شاخیں
اُس کی آسمان میں ہوں۔ اور وہ ہمیشہ اپنے وقت پر اپنا پھل دیتا ہے یعنی انسان کی سلیم فطرت
اُس کو قبول کرتی ہے اور آسمان میں شاخوں کے ہونے سے یہ مراد ہے کہ بڑے بڑے معارف
پر مشتمل ہے جو قانون قدرت کے موافق ہیں اور ہمیشہ پھل دینے سے یہ مراد ہے کہ دائمی طور پر
روحانی تاثیرات اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ یہ قرآن اُس سیدھی راہ کی ہدایت دیتا
ہے جس میں ذرا کجی نہیں اور انسانی سرشت سے بالکل مطابقت رکھتی ہے اور درحقیقت قرآن
کی خوبیوں میں سے یہ ایک بڑی خوبی ہے کہ وہ ایک کامل دائرہ کی طرح بنی آدم کی تمام قویٰ

﴿۱۲﴾ پُر محیط ہو رہا ہے اور آیت موصوفہ میں سیدھی راہ سے وہی راہ مراد ہے کہ جو راہ انسان کی فطرت سے نہایت نزدیک ہے یعنی جن کمالات کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے اُن تمام کمالات کی راہ اُس کو دکھلا دینا اور وہ راہیں اُسکے لئے میسر اور آسان کر دینا جن کے حصول کیلئے اُسکی فطرت میں استعداد رکھی گئی ہے اور لفظ **اقوم** سے آیت یَهۡدِیۡ لِلَّتِیۡ هِیَ اَقۡوَمُ [1] میں یہی راستی مراد ہے۔ پھر بعد اِسکے فرمایا کہ قرآن کریم تمام جھگڑوں کا فیصلہ کرتا ہے۔ اور یہ قول بھی اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس میں تمام اقسام حکمت الٰہی کے موجود ہیں۔ کیونکہ جو کتاب خود ناقص اور بعض معارف سے خالی ہو وہ عام طور پر الٰہیات کے مخطیوں اور مصیبوں کیلئے قاضی اور حَکم نہیں ٹھہر سکتی بلکہ اُسی وقت حَکم ٹھہرے گی کہ جب جامع جمیع علوم حکمیہ ہوگی۔ اور پھر فرمایا کہ یہ قرآن تمام شکوک سے پاک ہے اور اسکی تعلیمات میں شک اور شبہ کو راہ نہیں یعنی علوم یقینیہ سے پُر ہے۔ اور پھر فرمایا کہ یہ قرآن وہ حکمت ہے جو اپنے کمال کو پہنچی ہوئی ہے اور تمام الٰہی کتابوں پر حاوی ہے اور تمام معارف دینیہ کا اُس میں بیان موجود ہے وہ ہدایت کرتا ہے اور ہدایت پر دلائل لاتا ہے اور پھر حق کو باطل سے جُدا کر کے دکھلا دیتا ہے اور وہ پرہیزگاروں کو اُنکی نیک استعدادیں جو اُن میں موجود ہیں یاد دلا دیتا ہے اور اُسکی تعلیم یقین کے مرتبہ پر ہے اور وہ غیب گوئی میں بخیل نہیں ہے یعنی اُسمیں امور غیبیہ بہت بھرے ہوئے ہیں اور پھر صرف اتنا نہیں کہ اپنے اندر ہی امور غیبیہ رکھتا ہے بلکہ اس کا سچا پیرو بھی منجانب اللہ الہام پا کر امور غیبیہ کو پا سکتا ہے اور یہ فیض اسی پاک کتاب کا ہے جو بخیل نہیں ہے۔ اور دُوسری کتابیں اگرچہ منجانب اللہ بھی ہوں مگر اب وہ بخیل کا ہی حکم رکھتی ہیں جیسے انجیل اور توریت کہ اب ان کی پَیروی کرنے والا کوئی نور حاصل نہیں کر سکتا بلکہ انجیل تو عیسائیوں سے ایک ٹھٹھا کر رہی ہے کیونکہ جو عیسائی ایمانداروں کی علامتیں انجیل نے ٹھہرائی ہیں کہ وہ ناقابل علاج بیماروں یعنی مادرزاد اندھوں اور مجذوموں اور لنگڑوں اور بہروں کو اچھا کریں گے اور پہاڑوں کو حرکت دے دینگے اور زہر کھانے سے نہیں مرینگے یہ علامتیں

[1] بنی اسرائیل:۱۰

عیسائیوں میں نہیں پائی جاتیں بلکہ حضرت عیسیٰ نے یہ بات کہہ کر کہ اگر رائی کے دانہ کے ﴿۱۳﴾
برابر بھی تم میں ایمان ہوتو یہ تمام کام جو مَیں کرتا ہوں تم کرو گے بلکہ مجھ سے زیادہ کرو گے
اِس بات پر مہر لگا دی کہ تمام عیسائی بے ایمان ہیں اور جب بے ایمان ہوئے تو اُن کو یہ
حق بھی نہیں پہنچتا کہ کسی سے سچائی دین کے بارے میں بحث کریں جب تک پہلے اپنی
ایمانداری ثابت نہ کرلیں کیونکہ ان کی حالت یہ گواہی دے رہی ہے کہ بوجہ نہ پائے
جانے قرارداد ہ علامتوں کے یا تو وہ بے ایمان ہیں اور یا وہ شخص کاذب ہے جس نے ایسی
علامتیں اِن کے لئے قرار دیں جو انمیں پائی نہیں جاتیں اور دونوں طور کے احتمال کی رُو
سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائی لوگ سچائی سے بکلّی دور و مہجور و بے نصیب ہیں مگر قرآن کریم
نے اپنے پَیروؤں کے لئے جو علامتیں قرار دی ہیں وہ صدہا مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں
جس سے ثابت ہوگیا کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کا برحق کلام ہے لیکن اگر عیسائیوں کو
ایماندار مان لیا جاوے تو ساتھ ہی ماننا پڑیگا کہ انجیل موجودہ کسی ایسے شخص کا کلام ہے کہ جو
جھوٹی پیشگوئیوں کے سہارے سے اپنے گروہ کو قائم رکھنا چاہتا ہے مگر یاد رہے کہ اِس تقریر
سے حضرت مسیح علیہ السلام پر ہمارا کوئی حملہ نہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اگر یہ باتیں
حضرت مسیح کی طرف سے ہیں تو انہوں نے ایمانداروں کی یہ نشانیاں لِکھ دیں۔ پھر اگر
کوئی ایمانداری کو چھوڑ دے تو حضرت مسیح کا کیا قصور۔ بلکہ حضرت مسیح نے اِن علامات
کے لباس میں عیسائیوں کے بے ایمان ہو جانے کے زمانہ کی ایک پیشگوئی کر دی ہے یعنی
یہ کہہ دیا ہے کہ جب اے عیسائیو تمہارے پر ایسا زمانہ آوے کہ تم میں یہ علامتیں نہ پائی
جاویں تو سمجھو کہ تم بے ایمان ہو گئے اور ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی تم میں ایمان نہ
رہا۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے عیسائیوں کے بعض
خواص افراد میں یہ علامتیں پائی جاتی تھیں اور خوارق اُن سے ظہور میں آتے تھے لیکن آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت میں جب وہ لوگ بہ باعث نہ قبول کرنے اُس آفتاب

صدؔاقت کے بے ایمان ہو گئے اور ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہ رہا۔ تب عموماً ﴿۱۴﴾
بے ایمانی کی علامتیں اُن میں ظاہر ہو گئیں۔ مسلمانوں کو لازم ہے کہ جب تک عیسائی
**اقاموا التوراۃ والانجیل** کا اپنے تئیں مصداق ثابت نہ کریں یعنی ایمانداری کی علامتیں نہ
دکھلائیں تب تک بار بار اُن سے یہی مواخذہ کریں کہ وہ اُن علامات قرار دادہ انجیل کے رُو
سے اپنا ایماندار ہونا ہمیں دکھلا دیں اُن سے یہ پوچھنا چاہئے کہ تم کس دین کی طرف بلاتے
ہو۔ آیا اِس انجیلی دین کی طرف جس کے قبول کرنیوالوں کی یہ یہ علامتیں لکھی ہیں کہ
رُوح القدس اُن کو ملتی ہے اور ایسے ایسے خوارق وہ دکھاتے ہیں اگر وہی دین ہے تو بہت
خوب وہ علامتیں دکھلاؤ۔ اور اول اپنے تئیں ایک ایماندار عیسائی ثابت کرو اور پھر اُس روشن
اور مُدلّل ایمان کی طرف دوسروں کو بلاؤ اور جبکہ اُس ایمان کی علامتیں ہی موجود نہیں تو
نجات جس کا ملنا اسی ایمان پر مبنی ہے اسی طرح باطل ہوگی جیسا کہ تمہارا ایمان باطل ہے۔
اور جھوٹے ایمان کا ثمرہ سچی نجات نہیں ہو سکتی بلکہ جھوٹی نجات ثمرہ ہوگی جو جہنم سے بچا نہیں
سکتی۔ غرض کوئی عیسائی بحیثیت عیسائی ہونے کے بحث کرنے کا حق نہیں رکھتا جب تک انجیلی
نشانیوں کے ساتھ اپنی تئیں سچا عیسائی ثابت نہ کرے۔ **وانّٰی لھم ذالک۔**

پھر ہم بقیہ آیات کا ترجمہ کر کے لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ قرآن اور
رسول ایک نور ہے جو تمہاری طرف آیا یہ کتاب ہر یک حقیقت کو بیان کرنیوالی ہے خدا
اِسکے ساتھ اُن لوگوں کو سلامتی کی راہ دکھلاتا ہے جو خدا تعالیٰ کی مرضی کی پیروی کرتے
ہیں اور وہ اُن کو ظلمات سے نور کی طرف نکالتا ہے اور سیدھی راہ جو اُس تک پہنچتی ہے
اُن کو دکھلاتا ہے۔ وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول کو اس ہدایت اور دین حق کے
ساتھ بھیجا ہے تا اِس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اے لوگو! قرآن ایک بُرہان
ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے تم کو ملی ہے اور ایک کھلا کھلا نور ہے جو تمہاری طرف اُتارا
گیا ہے۔ آج تمہارے لئے دین کامل کیا گیا اور تم پر سب نعمتیں پُوری کی گئیں۔

اور میری رضامندی اِسمیں محدود ہوگئی کہ تم دین اسلام پر قائم ہو جاؤ۔ خدا نے نہایت کامل اور ﴿۱۵﴾
پسندیدہ کلام تمہاری طرف اُتارا اِس کتاب میں یہ خاصیت ہے کہ یہ کتاب متشابہ ہے یعنی اسکی
تعلیمات نہ باہم اختلاف رکھتی ہیں اور نہ خدا تعالیٰ کے قانون قدرت سے منافی ہیں بلکہ جو
کمال انسان کے لئے اسکی فطرت اور اُس کے قویٰ کے لحاظ سے ضروری ہے اسی کمال کے
مناسب حال اِس کتاب کی تعلیم ہے اور یہ صفت توریت اور انجیل کی تعلیم میں نہیں پائی جاتی۔
توریت میں حد سے زیادہ سختی اور انتقام پر زور ڈالا گیا ہے اور وہ سختی مطیع اور نافرمان اور دوست
اور دشمن دونوں کے حق میں ایسے طور سے تجویز کی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ توریت کی
تعلیم کو خاص قوم اور خاص زمانہ کے لحاظ سے یہ مجبوری پیش آگئی تھی کہ سیدھے اور عام قانون
قدرت کے موافق توریت کے احکام اُن قوموں کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے تھے۔ اِسی لحاظ
سے توریت نے اندرونی طور پر یعنی اپنی قوم کے ساتھ یہ سختی کی کہ انتقامی احکام پر زور ڈال دیا
اور عفو اور درگذر گویا یہودیوں کے لئے حرام کی طرح ہو گئے اور دانت کے عوض اپنے بھائی کا
دانت نکال ڈالنا داخل ثواب سمجھا گیا اور حقوق اللہ میں بھی بہت سخت اور گویا فوق الطاقت
تکلیفیں جن سے معیشت اور تمدن میں حرج ہو رکھی گئیں۔ ایسا ہی بیرونی احکام توریت کے
بھی زیادہ سخت تھے جن کی رُو سے مخالفوں اور نافرمانوں کے دیہات اور شہر پُھونکے گئے اور
کئی لاکھ بچے قتل کئے گئے اور بڈھوں اور اندھوں اور لنگڑوں اور ضعیف عورتوں کو بھی تہ تیغ کیا
گیا۔ اور انجیل کی تعلیم میں حد سے زیادہ نرمی اور رحم اور درگذر فرض کی طرح ٹھہرائے گئے۔
چنانچہ بیرونی طور پر اگر دشمن دین حملہ کریں تو انجیل کی رُو سے مقابلہ کرنا حرام ہے گو وہ اُن کے
رُوبرو اُن کے قوم کے غریبوں اور ضعیفوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اور اُنکے بچوں کو قتل کر ڈالیں
اور اُن کی عورتوں کو پکڑ کر لیجائیں اور ہر طرح سے بے حرمتی کریں اور اُن کے معابد کو پُھونک
دیں اور اُنکی کتابوں کو جلا دیں غرض کیسے ہی اُنکی قوم کو تہ وبالا کر دیں مگر دشمن مذہب کے

﴿۱۶﴾ ساتھ لڑائی کا حکم نہیں۔ ایسا ہی اندرونی طور پر بھی انجیل میں قوم کی باہمی حفظ حقوق کیلئے یا مجرم کو پاداش جرم کے لئے کوئی سزا اور قانون نہیں۔ اور صرف رحم اور عفو اور درگذر کے پہلو پر اگرچہ جَین مَت سے بہت کم مگر تاہم اِس قدر زور ڈال دیا گیا ہے کہ دوسرے پہلوؤں کا گویا خیال ہی نہیں۔ اگرچہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دُوسری بھی پھیر دینا ایک نادان کی نظر میں بڑی عمدہ تعلیم معلوم ہوگی مگر افسوس کہ ایسے لوگ نہیں سمجھتے کہ کیا کسی زمانہ کے لوگوں نے اِس پر عمل بھی کیا اور اگر بفرض محال عمل کیا تو کیا یہی آبادی رہی اور لوگوں کی جان و مال اور امن میں کچھ خلل نہ ہوا۔ کیا یہ تعلیم دنیا کے پیدا کرنے والے کے اُس قانون قدرت کے مطابق ہے جس کی طرف انسانوں کی طبائع مختلفہ محتاج ہیں۔ کیا نہیں دیکھتے کہ تمام طبائع جرائم کی سزا دینے کی طرف بالطبع جھک گئیں اور ہریک سلطنت نے انسداد جرائم کے لئے یہی قانون مرتب کئے جو مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے اور کسی ملک کا انتظام بجز قوانین سزا کے مجرد رحم سے چل نہ سکا۔ آخر عیسائی مذہب نے بھی اس رحم اور درگذر کی تعلیم سے بیزار ہو کر وہ خونریزیاں دکھلائیں کہ شاید اُن کی دنیا میں نظیر نہیں ہوگی اور جیسے ایک پُل ٹوٹ کر ارد گرد کو تہ آب کر دیتا ہے ایسا ہی عیسائی قوم نے درگذر کی تعلیم کو چھوڑ کر کام دکھلائے۔ سو اِن دونوں کتابوں کا ناتمام اور ناقص ہونا ظاہر ہے لیکن قرآن کریم اخلاقی تعلیم میں قانون قدرت کے قدم بہ قدم چلا ہے۔ رحم کی جگہ جہاں تک قانون قدرت اجازت دیتا ہے رحم ہے اور قہر اور سزا کی جگہ اسی اصول کے لحاظ سے قہر اور سزا اور اپنی اندرونی اور بیرونی تعلیم میں ہریک پہلو سے کامل ہے اور اس کی تعلیمات نہایت درجہ کے اعتدال پر واقعہ ہیں جو انسانیت کے سارے درخت کی آبپاشی کرتی ہیں نہ کسی ایک شاخ کی۔ اور تمام قویٰ کی مُربّی ہیں نہ کسی ایک قوت کی۔ اور درحقیقت اسی اعتدال اور موزونیت کی طرف اشارہ ہے جو فرمایا ہے۔ کِتٰبًا مُّتَشَابِهًا [1]۔ پھر بعد اس کے **مَثَانِیَ** کے لفظ میں اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن کریم کی آیات معقولی اور

[1] الزمر: ۲۴

رُوحانی دونوں طور کی روشنی اپنے اندر رکھتی ہیں۔ پھر بعد اس کے فرمایا کہ قرآن میں اِس قدر عظمت حق کی بھری ہوئی ہے کہ خدا تعالیٰ کی آیتوں کے سُننے سے اُن کے دِلوں پر قشعریرہ پڑ جاتا ہے اور پھر اُن کی جلدیں اور اُن کے دل یادِ الٰہی کے لئے بہ نکلتے ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ یہ کتاب حق ہے اور نیز میزان حق یعنی یہ حق بھی ہے اور اِس کے ذریعہ سے حق شناخت بھی ہو سکتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے آسمان پر سے پانی اُتارا۔ پس اپنے اپنے قدر پر ہر یک وادی بہ نکلی یعنی جس قدر دنیا میں طبائع انسانی ہیں قرآن کریم اُنکے ہر یک مرتبہ فہم اور عقل اور ادراک کی تربیت کرنیوالا ہے اور یہ امر مستلزم کمال تام ہے کیونکہ اِس آیت میں اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن کریم اِس قدر وسیع دریائے معارف ہے کہ محبت الٰہی کے تمام پیاسے اور معارف حقہ کے تمام تشنہ لب اسی سے پانی پیتے ہیں۔ اور پھر فرمایا کہ ہم نے قرآن کریم کو اِس لئے اُتارا ہے کہ تا جو پہلی قوموں میں اختلاف ہو گئے ہیں اُن کا اظہار کیا جائے۔ اور پھر فرمایا کہ یہ قرآن ظلمت سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ اور اُس میں تمام بیماریوں کی شفا ہے اور طرح طرح کی برکتیں یعنی معارف اور انسانوں کو فائدہ پہنچانے والے اُمور اس میں بھرے ہوئے ہیں اور اس لائق ہے کہ اِس کو تدبّر سے دیکھا جائے اور عقلمند اس میں غور کریں اور سخت جھگڑالو اِس سے ملزم ہوتے ہیں اور ہر یک شے کی تفصیل اِس میں موجود ہے اور یہ ضرورت حقہ کے وقت نازل کیا گیا ہے۔ اور ضرورت حقہ کے ساتھ اُترا ہے اور یہ کتاب عزیز ہے باطل کو اِس کے آگے پیچھے راہ نہیں اور یہ نور ہے جس کے ذریعہ سے ہدایت دی جاتی ہے اِس میں ہر یک شے کا بیان موجود ہے اور یہ روح ہے اور یہ کتاب عربی فصیح بلیغ میں ہے اور تمام صداقتیں غیر متبدل اِس میں موجود ہیں ان کو کہہ دے کہ اگر جن وانس اس کی نظیر بنانا چاہیں یعنی وہ صفات کاملہ جو اس کی بیان کی گئی ہیں اگر کوئی ان کی مثل بنی آدم اور جنات میں سے بنانا چاہیں تو یہ اُن کے لئے ممکن نہ ہوگا اگرچہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔ ﴿۱۷﴾

﴿۱۸﴾ اب اس مقام میں ثابت ہوا کہ قرآن کریم صرف اپنی بلاغت وفصاحت ہی کے رو سے بینظیر نہیں بلکہ اپنی ان تمام خوبیوں کی رُو سے بینظیر ہے جن خوبیوں کا جامع وہ خود اپنے تئیں قرار دیتا ہے اور یہی صحیح بات بھی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ صادر ہے اُس کی صرف ایک خوبی ہی بے مثل نہیں ہونی چاہیے بلکہ ہر یک خوبی بے مثل ہوگی۔ بلا شبہ جو لوگ قرآن کریم کو غیر محدود حقایق اور معارف کا جامع نہیں سمجھتے وہ ماقدروا القراٰن حق قدرہ میں داخل ہیں۔ خدا تعالیٰ کی پاک اور سچی کلام کو شناخت کرنے کی یہ ایک ضروری نشانی ہے کہ وہ اپنی جمیع صفات میں بے مثل ہو کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جو چیز خدا تعالیٰ سے صادر ہوئی ہے اگر مثلاً ایک جَو کا دانہ ہے وہ بھی بینظیر ہے اور انسانی طاقتیں اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور بے مثل ہونا غیر محدود ہونے کو مستلزم ہے یعنی ہر یک چیز اُسی حالت میں بے نظیر ٹھہر سکتی ہے جبکہ اُس کی عجائبات اور خواص کی کوئی حد اور کنارہ نظر نہ آوے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہی خاصیت خدا تعالیٰ کی ہر یک مخلوق میں پائی جاتی ہے مثلاً اگر ایک درخت کے پتے کی عجائبات کی ہزار برس تک بھی تحقیقات کی جائے تو وہ ہزار برس ختم ہو جائے گا مگر اس پتے کے عجائبات ختم نہیں ہونگے اور اس میں سر یہ ہے کہ جو چیز غیر محدود قدرت سے وجود پذیر ہوئی ہے اس میں غیر محدود عجائبات اور خواص کا پَیدا ہونا ایک لازمی اور ضروری امر ہے اور یہ آیت کہ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا [1]۔ اپنے ایک معنے کی رو سے اسی امر کی مؤید ہے کیونکہ مخلوقات اپنے مجازی معنوں کی رُو سے تمام کلمات اللہ ہی ہیں اور اسی کی بناء پر یہ آیت ہے کہ كَلِمَتُهٗۤ اَلْقٰهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ [2]۔ کیونکہ ابن مریم میں دوسری مخلوقات میں سے کوئی امر زیادہ نہیں اگر وہ کلمۃ اللہ ہے تو آدم بھی کلمۃ اللہ ہے اور اس کی اولاد بھی کیونکہ ہر یک چیز کن فیکون کے کلمہ سے پَیدا ہوئی ہے اِسی طرح مخلوقات کی صفات اور خواص بھی کلمات ربی ہیں یعنی مجازی معنوں کی رو سے کیونکہ وہ تمام کلمہ کن فیکون سے نکلے ہیں۔

[1] الکہف:۱۱۰ [2] النساء:۱۷۲

سو اِن معنوں کے رو سے اس آیت کا یہی مطلب ہوا کہ خواص مخلوقات بے حد اور بے نہایت ﴿۱۹﴾
ہیں اور جبکہ ہر یک چیز اور ہر یک مخلوق کے خواص بے حد اور بے نہایت ہیں اور ہر یک چیز
غیر محدود عجائبات پر مشتمل ہے تو پھر کیونکر قرآن کریم جو خدا تعالیٰ کا پاک کلام ہے صرف
اِن چند معانی میں محدود ہوگا کہ جو چالیس پچاس یا مثلاً ہزار جزو کی کسی تفسیر میں لکھے ہوں یا
جس قدر ہمارے سیّد و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زمانہ محدود میں بیان کئے ہوں۔
نہیں بلکہ ایسا کلمہ منہ پر لانا میرے نزدیک قریب قریب کفر کے ہے۔ اگر عمداً اُس پر اصرار
کیا جائے تو اندیشہ کفر ہے۔ یہ سچ ہے کہ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے معنے
بیان فرمائے ہیں وہی صحیح اور حق ہیں مگر یہ ہرگز سچ نہیں کہ جو کچھ قرآن کریم کے معارف
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے اُن سے زیادہ قرآن کریم میں کچھ بھی نہیں۔
یہ اقوال ہمارے مخالفوں کے صاف دلالت کر رہے ہیں کہ وہ قرآن کریم کی غیر محدودہ
عظمتوں اور خوبیوں پر ایمان نہیں لاتے اور ان کا یہ کہنا کہ قرآن کریم ایسوں کے لئے اُترا
ہے جو اُمی تھے اور بھی اِس امر کو ثابت کرتا ہے کہ وہ قرآن شناسی کی بصیرت سے بکلّی
بے بہرہ ہیں۔ وہ نہیں سمجھتے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم محض اُمیوں کے لئے نہیں بھیجے گئے
بلکہ ہر یک رُتبہ اور طبقہ کے انسان اُن کی اُمت میں داخل ہیں اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے قُلْ
يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا [1] پس اس آیت سے ثابت ہے کہ قرآن کریم
ہر یک استعداد کی تکمیل کے لئے نازل ہوا ہے اور درحقیقت آیت وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ
وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ [2] میں بھی اِسی کی طرف اشارہ ہے۔ پس یہ خیال کہ گویا جو کچھ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے بارہ میں بیان فرمایا اُس سے بڑھ کر ممکن نہیں
بدیہی البطلان ہے۔ ہم نہایت قطعی اور یقینی دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی کلام
کے لئے ضروری ہے کہ اس کے عجائبات غیر محدود اور نیز بے مثل ہوں۔ اور اگر یہ اعتراض ہو کہ

[1] الاعراف:۱۵۹ [2] الاحزاب:۴۱

﴿۲۰﴾ اگر قرآن کریم میں ایسے عجائبات اور خواص مخفیہ تھے تو پہلوں کا کیا گناہ تھا کہ اُن کو اِن اسرار سے محروم رکھا گیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بکلی اسرار قرآنی سے محروم تو نہیں رہے بلکہ جس قدر معلومات عرفانیہ خدا تعالیٰ کے ارادہ میں ان کے لئے بہتر تھے وہ اُن کو عطا کئے گئے اور جس قدر اس زمانہ کی ضرورتوں کے موافق اِس زمانہ میں اسرار ظاہر ہونے ضروری تھے وہ اس زمانہ میں ظاہر کئے گئے۔ مگر وہ باتیں جو مدار ایمان ہیں اور جن کے قبول کرنے اور جاننے سے ایک شخص مسلمان کہلا سکتا ہے وہ ہر زمانہ میں برابر طور پر شائع ہوتی رہیں۔ میں متعجب ہوں کہ اِن ناقص الفہم مولویوں نے کہاں سے اور کس سے سُن لیا کہ خدا تعالیٰ پر یہ حق واجب ہے کہ جو کچھ آئندہ زمانہ میں بعض آلاء و نعماء حضرت باری عزّ اسمہٗ ظاہر ہوں پہلے زمانہ میں بھی ان کا ظہور ثابت ہو بلکہ اس بات کے ماننے کے بغیر کسی صحیح الحواس کو کچھ بن نہیں پڑتا کہ بعض نعماء الٰہی پچھلے زمانہ میں ایسے ظاہر ہوتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں ان کا اثر اور وجود پایا نہیں جاتا۔ دیکھو جس قدر صدہا نباتات جدیدہ کے خواص اب دریافت ہوئے ہیں یا جس قدر انسانوں کے آرام کے لئے طرح طرح کے صناعات اور سواریاں اور سہولت معیشت کی باتیں اب نکلی ہیں پہلے اُن کا کہاں وجود تھا۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ ایسے حقائق دقائق قرآنی کا نمونہ کہاں ہے جو پہلے دریافت نہیں کئے گئے تو اِسکا جواب یہ ہے کہ اِس رسالہ کے آخر میں جو سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے اِسکے پڑھنے سے تمہیں معلوم ہوگا کہ اِس قسم کے حقائق اور معارف مخفیہ قرآن کریم میں موجود ہیں جو ہر یک زمانہ میں اُس زمانہ کی ضرورتوں کے موافق ہیں۔

بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قصائد اور یہ تفسیر کسی غرض خودنمائی اور خودستائی سے نہیں لکھی گئی بلکہ محض اس غرض سے کہ تا میاں بطالوی اور اُن کے ہم خیال لوگوں کی نسبت منصف لوگوں پر یہ ظاہر ہو کہ وہ اپنے اِس اصرار میں کہ یہ عاجز مفتری اور دجال اور ساتھ اِس کے بالکل علم ادب سے بے بہرہ اور قرآن کریم کے حقائق و معارف سے بے نصیب ہے

اور وہ لوگ بڑے اعلیٰ درجے کے عالم فاضل ہیں کس قدر کاذب اور دروغگو اور دین اور ﴿۲۱﴾
دیانت سے دور ہیں اگر میاں بطالوی اپنے ان بیانات اور ہذیانات میں جو اُس نے اِس
عاجز کے نادان اور جاہل اور مفتری ہونے کے بارہ میں اپنے **اشاعة السنة** میں شائع کئے
ہیں دیانتدار اور راست گو ہے تو کچھ شک نہیں کہ اب بلا حجت وحیلہ اِن قصائد اور تفسیر کے
مقابلہ پر اپنی طرف سے اسی قدر اور تعداد اشعار کے لحاظ سے چار قصیدے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی تعریف میں اور نیز سورۃ فاتحہ کی تفسیر بھی شائع کرے گا۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ
دروغش باشد۔ اور ایسا ہی وہ تمام مولوی جن کے سر میں تکبر کا کیڑا ہے اور جو اِس عاجز کو
باوجود بار بار اظہار ایمان کے کافر اور مرتد خیال کرتے ہیں اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھتے
ہیں اِس مقابلہ کے لئے مدعو ہیں چاہے وہ دہلی میں رہتے ہوں جیسا کہ میاں شیخ الکل اور یا
لکھوکے میں جیسا کہ میاں محی الدین بن مولوی محمد صاحب اور یا لاہور میں یا کسی اور شہر میں
رہتے ہوں اور اب ان کی شرم اور حیا کا تقاضا یہی ہے کہ مقابلہ کریں اور ہزار روپیہ لیویں ان
کو اختیار ہے کہ بالمقابل جو ہر علمی دکھلانے کے وقت ہماری غلطیاں نکالیں ہماری صرف ونحو
کی آزمائش کریں اور ایسا ہی اپنی بھی آزمائش کرادیں لیکن یہ بات بے حیائی میں داخل ہے کہ
بغیر اِس کے جو ہمارے مقابل پر اپنا بھی جوہر دکھلاویں یک طرفہ طور پر اُستاد بن بیٹھیں۔

اِس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ شیخ بطالوی نے جس قدر اس عاجز کی بعض عربی عبارات
سے غلطیاں نکالی ہیں اگر ان سے کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی کہ اب اس شیخ کی خیر گی
اور بے حیائی اس درجہ تک پہنچ گئی ہے کہ صحیح اس کی نظر میں غلط اور فصیح اس کی نظر میں
غیر فصیح دکھائی دیتا ہے۔ اور معلوم نہیں کہ یہ نادان شیخ کہاں تک اپنی پردہ دری کرانا چاہتا
ہے اور کیا کیا ذلتیں اِس کے نصیب ہیں۔ بعض اہل علم ادیب اِس کی یہ باتیں سن کر
اور اس کی اس قسم کی نکتہ چینیوں پر اطلاع پا کر اس پر روتے ہیں کہ یہ شخص کیوں اس قدر جہل
مرکب کے دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ مَیں نے پہلے بھی لکھ دیا ہے اور اب پھر ناظرین کی ﴿۲۲﴾

اطلاع کے لئے لکھتا ہوں کہ اگر میاں بطالوی نے میرے ان قصائد اربعہ اور تفسیر سورہ فاتحہ کا مقابلہ کر دکھلایا اور منصفوں کی رائے میں وہ قصائد اور وہ تفسیر اُن کی صرفی نحوی اور بلاغت کی غلطیوں سے مُبرّا نکلی تو میں ہر یک غلطی کی نسبت جو ان قصائد اور تفسیر میں پائی جائے یا میری کسی پہلی عربی تالیف میں پائی گئی ہو پانچ روپیہ فی غلطی شیخ بطالوی کی نذر کرونگا اور میں ناظرین کو یقین دلاتا ہوں کہ شیخ بطالوی علم عربیت سے بکلی بے نصیب ہے غلطیوں کا نکالنا ان لوگوں کا کام ہوتا ہے جو کلام جدید اور قدیم عرب پر نظر محیط رکھتے ہوں اور محاورہ اور عدم محاورہ پر انکو اطلاع ہو۔ اور ہزار ہا اشعار عرب کے ان کی نگاہ کے سامنے ہوں اور تتبع اور استقراء کا ملکہ ان کو حاصل ہو مگر یہ بے چارہ شیخ جس نے اُردو نویسی میں ریش سفید کی ہے علم ادب اور بلاغت فصاحت کو کیا جانے۔ کبھی کسی نے دیکھا یا سنا کہ کوئی دو چار سو شعر عربی میں اس بزرگ نے نظم کر کے شائع کئے ہوں اور مجھے تو ہرگز ہرگز اس قدر بھی امید نہیں کہ ایک شعر بلیغ و فصیح بھی بنا سکتا ہو یا ایک سطر لوازم بلاغت و فصاحت کے ساتھ عربی میں لکھ سکتا ہو ہاں اُردو خوان ضرور ہے۔ ناظرین غور سے دیکھیں کہ اس بزرگ کی عربیت کی حقیقت کھولنے کیلئے اِس عاجز نے پہلے اس سے اپنے اشتہار میں لکھا تھا کہ شیخ مذکور میرے مقابل پر ایک تفسیر کسی سورۃ قرآن کریم کی بلیغ و فصیح عبارت میں لکھے اور نیز سَو شعر کا ایک قصیدہ بھی میرے مقابل پر بیٹھ کر تحریر کرے۔ اگر شیخ مذکور کو عربیت میں کچھ بھی دخل ہوتا تو وہ بڑی خوشی سے میرے مقابلہ میں آتا اور پہلو بہ پہلو بیٹھ کر اپنی عربی دانی کی لیاقت دکھلاتا لیکن اس کے **اشاعۃ السنہ** نمبر ۸ جلد ۱۵ کو صفحہ ۱۹۰ سے ۱۹۲ تک بغور پڑھنا چاہیے کہ کیونکر اس نے رکیک شرطوں سے اپنا پیچھا چھوڑایا ہے۔ چنانچہ ان صفحات میں لکھا ہے کہ اس مقابلہ سے پہلے کتاب دافع الوساوس کی عربی عبارت کی غلطیاں ثابت کریں گے اور نیز کتاب فتح اسلام اور توضیح مرام کے کلمات کفر و الحاد ﴿۲۳﴾

پیش کریں گے اور نیز ان پچاسی ۸۵ سوالات کا جواب طلب کریں گے جو مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی موت کی نسبت مراسلت نمبر ۲۰ مورخہ ۹ جنوری ۱۸۹۳ء میں ہم لکھ چکے ہیں اور یہ بھی سوال کرینگے کہ کیا تم نجوم نہیں جانتے اور کیا تم رمل اور جفر اور مسمریزم سے واقف نہیں ہو۔ اور پھر جوابات کے جواب الجوابات کا جواب پوچھا جائے گا اور اسی طرح سلسلہ وار جواب الجواب ہوتے جائیں گے اور پھر یہ پوچھا جائے گا کہ بالمقابل عربی میں تفسیر لکھنے کو اپنے ملہم اور مؤید ہونے پر دلیل بتلاویں یعنی عربی دانی سے ملہم ہونا کیونکر ثابت ہوگا اور پھر کوئی دلیل اپنے الہامی اور مؤیّد من اللہ ہونے کی پیش کریں۔ پھر جب ان سوالات سے عہدہ برا ہو گئے تو پھر تفسیر عربی اور نیز قصیدہ نعتیہ میں مقابلہ کیا جائے گا ورنہ نہیں۔

اب اے ناظرین للّٰہ خود ان تینوں صفحوں ۱۹۰۔ اور ۱۹۱۔ اور ۱۹۲ اشاعۃ السنۃ مذکور کو غور سے پڑھو اور دیکھو کہ کیا یہ جواب اور ایسے طرز کی حیلہ سازیاں ایسے شخص کی طرف سے ہوسکتی ہیں جو حقیقت میں اپنے تئیں عربی دان اور ایک فاضل آدمی خیال کرتا ہو اور اپنے فریق مقابل کو ایسا جاہل یقین رکھتا ہو کہ بقول اس کے ایک صیغہ عربی کا بھی اُس کو نہیں آتا۔ اور پھر خدا تعالیٰ سے بھی مدد نہیں پا سکتا۔ ہماری اس درخواست کی بنا تو صرف یہ بات تھی کہ اس شیخ چالباز نے جابجا جلسوں اور وعظوں اور تحریروں اور تقریروں میں یہ کہنا شروع کیا تھا کہ یہ شخص یعنی یہ عاجز ایک طرف تو اپنے دعویٰ الہام میں مفتری اور دجال اور کاذب ہے اور دوسری طرف اس قدر علوم عربیت اور علم ادب اور علم تفسیر سے جاہل اور بے خبر ہے کہ ایک صیغہ بھی صحیح طور سے اِس کے منہ سے نکل نہیں سکتا اور جن آسمانی نشانوں کو دیکھا تھا اِن کا تو پہلے انکار کر چکا تھا اور ان کو رمل اور جفر قرار دے چکا تھا اِس لئے خدا تعالیٰ نے اِس طور سے بھی اِس شخص کو ذلیل اور رسوا کرنا چاہا۔ صاف ظاہر ہے کہ اگر یہ شخص اہل علم اور اہل ادب میں سے ہوتا تو اِن ۱ دونوں ۲ شرائط اور ﴿۲۴﴾

حیلوں کی اس جگہ ضرورت ہی کیا تھی۔ تنقیح طلب تو صرف اس قدر امر تھا کہ شیخ مذکور اپنے ان بیانات میں جو جابجا شائع کر چکا ہے صادق ہے یا کاذب اور یہ عاجز بالمقابل عربی بلیغ اور تفسیر لکھنے میں شیخ سے کم رہتا ہے یا زیادہ۔ کم رہنے کی حالت میں مَیں نے اقرار کر دیا تھا کہ مَیں اپنی کتابیں جلا دوں گا اور توبہ کروں گا اور شیخ مذکور کی رعایت کے لئے اِس مقابلہ کے بارے میں دِن بھی چالیس۴۰ مقرر کر دئے تھے جن کے معنی شیخ نے خباثت کی راہ سے یہ کئے کہ گویا میرا چالیس دن کے مقرر کرنے سے یہ منشاء ہے کہ شیخ مذکور چالیس دن تک مر جائے گا۔ حالانکہ صاف لکھا تھا کہ چالیس دن تک یہ مقابلہ ہو نہ کہ یہ کہ چالیس دن کے بعد شیخ اِس جہان سے انتقال کر جائے گا۔ اب چونکہ شیخ جی نے اس طور پر مقابلہ کرنا نہ چاہا اور بیہودہ طور پر بات کو ٹال دیا اِس لئے ہمیں اب اِس مقابلہ کیلئے دوسرا پہلو بدلنا پڑا۔ اور ہم فراست ایمانیہ کے طور پر یہ پیشگوئی کر سکتے ہیں کہ شیخ صاحب اِس طریق مقابلہ کو بھی ہرگز قبول نہیں کرینگے اور اپنی پرانی عادت کے موافق ٹالنے کیلئے کوشش کرینگے۔ بات یہ ہے کہ شیخ صاحب علم ادب اور تفسیر سے سراسر عاری اور کسی نامعلوم وجہ سے مولوی کے نام سے مشہور ہو گئے ہیں مگر اب شیخ صاحب کے لئے طریق آسان نکل آیا ہے کیونکہ اس رسالہ میں صرف شیخ صاحب ہی مخاطب نہیں بلکہ وہ تمام مکفر مولوی بھی مخاطب ہیں جو اس عاجز متبع اللہ اور رسولؐ کو دائرہ اسلام سے خارج خیال کرتے ہیں۔ سو لازم ہے کہ شیخ صاحب نیازمندی کے ساتھ اُن کی خدمت میں جائیں اور اُن کے آگے ہاتھ جوڑیں اور روویں اور اُن کے قدموں پر گریں تا یہ لوگ اس نازک وقت میں اُن کی عربی دانی کی پردہ دری سے ان کو بچالیں کچھ تعجب نہیں کہ کسی کو اُن پر رحم آجاوے۔ ہاں اس قدر ضرور ہے کہ اگر حنفی مولوی کے پاس جائیں تو اُس کو کہہ دیں کہ اب میں حنفی ہوں اور اگر شیعہ کی خدمت میں جائیں تو کہہ دیں کہ اب میں شیعیان اہل بیت میں سے ہوں چنانچہ یہی وتیرہ آجکل شیخ جی کا سنا بھی جاتا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ اس عاجز کو شیخ جی اور ہر یک مکفر بداندیش کی نسبت الہام ہو چکا ہے

کہ انّی مھین من اراد اھانتک اس لئے یہ کوششیں شیخ جی کی ساری عبث ہوں گی ﴿۲۵﴾
اور اگر کوئی مولوی شوخی اور چالاکی کی راہ سے شیخ صاحب کی حمایت کے لئے اُٹھے گا تو منہ کے بل گرایا جائے گا۔ خدا تعالیٰ ان متکبر مولویوں کا تکبر توڑے گا اور اُنہیں دکھلائے گا کہ وہ کیونکر غریبوں کی حمایت کرتا ہے اور شریروں کو جلتی ہوئی آگ میں ڈالتا ہے۔ شریر انسان کہتا ہے کہ میں اپنے مکروں اور چالاکیوں سے غالب آجاؤں گا اور میں راستی کو اپنے منصوبوں سے مٹا دوں گا اور خدا تعالیٰ کی قدرت اور طاقت اسے کہتی ہے کہ اے شریر میرے سامنے اور میرے مقابل پر منصوبہ باندھنا تجھے کس نے سکھایا۔ کیا تو وہی نہیں جو ایک ذلیل قطرہ رحم میں تھا۔ کیا تجھے اختیار ہے جو میری باتوں کو ٹال دے۔

بالآخر پھر میں عامہ ناس پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے اللہ جلّ شانہٗ کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں **لا الٰہ اِلّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رسُول اللّٰہ** میرا عقیدہ ہے اور لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ [1] پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے مَیں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں۔ اور جو کوئی ایسا خیال کرتا ہے خود اُس کی غلط فہمی ہے اور جو شخص مجھے اب بھی کافر سمجھتا ہے اور تکفیر سے باز نہیں آتا وہ یقیناً یاد رکھے کہ مرنے کے بعد اُس کو پوچھا جائے گا میں اللہ جلّ شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور **میرا ایمان** دوسرے پلہ میں تو **بفضلہٖ تعالیٰ یہی پلہ بھاری ہوگا۔**

---

[1] الاحزاب:۴۱

﴿۲۶﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

واعلموا يا معشر المسلمين أن هذا الشيخ قد كذّبنى وأكفرنى بغير علم وهُدى واعتدى فى الإكفار وطفق يسبّنى ويحسبنى من الذين يدخلون جهنم خالدين فيها وليسوا منها بخارجين. فقلتُ ويحک أيها الشيخ الضّال أَقَفَوتَ ما ليس لک به علمٌ والله يعلم أنى من المؤمنين. وقد ربّانى ربّى وحبيبى وأدّبنى فأحسن تأديبى ورحمنى وأحسن مثواى وإنّى من المُنعمين. ولم يزل ينتابنى فيضانه ويتواتر علىَّ إحسانه حتى خرجتُ من البيضة البشرية وأُدخِلتُ فى الرُّوحانيين. ومن بعد أنزلَنى ربّى لإصلاح الضالين لأنصر الدين وأرجم الشياطين. وإن كنتَ فى شک من أمرى فسوف يُريک ربى آياته فكن من الصابرين الذين يتقون الله ولا تكن من المستعجلين. فأبٰى واستكبر وأراد أن يكون أول الْمُكَفرين. وما اقتصر على التكفير بل سبّنى ولعننى وحسبنى من الملعونين. واللّٰهُ يعلم قلبى وقلبه وهو خير المحاسبين. ثم دعوتُه للمباهلة ليحكم الله بيننا وهو خير الحاكمين. فلم يُباهل وفرّ وعلى الفرار أصرّ ولم يكن فراره بنية الصلاح بل لتَوَقِّى الافتضاح والافتضاحُ ملاقيه وإن كان من الهاربين. وكان قد ادّعى أنه عالم أديب وأنا من الجاهلين. فدعوته للنضال فى كلام عربى مبين وقلت تعال أُناضلک فى النظم العربى ونثره

وأقول ما تقول وفى كلّ وادٍ معک أجول وإنى إن شاء اللّٰه من الغالبين. فأشاع ﴿۲۷﴾
فى شياطينه أنه قرن مجالى وقرين جدالى فلزقتُ به كالداء العُضال ليبارزنى
للنضال إن كان من الصادقين. فخاف وأبى ونحت الحِيَلَ وتولّٰى ولا يُفلح
الكاذب حيث أتٰى ۔ فألهمنى ربى طريقا آخر ليَهلک من كان من الهالكين
وهو أننى نظمت فى هذه الأيام قصائد وثقفتها فى ثلاثة أيام أو أقل منها واللّٰه
عليه شاهد وهو خير الشاهدين. وزيّنتُها بالنِّكات المهذَّبة والاستعارات
المستعذَبة ملتزما جدّ القول و جزله و أيّدنى ربى و علّمنى سبلها و إن كنت من
الأُمّيّين. فالآن وجب على الشيخ المذكور أن يُناضلنى فى ذلک وينظم قصيدة
فى تلک الأمور بعِدّةِ أبيات هذه القصائد وأساليب بلاغتها فإن أتم شرطى فله
ألف من الدراهم المروَّجة إنعامًا منى عليه ولكل من ناضلنى من العلماء
المكفِّرين. ومع ذلک أوتيهم موثقا من اللّٰه لأكتب لهم بعد غلبهم كتابا فيه أُقرّ
بأنهم العالمون الأدباء وإنى من الجاهلين الكاذبين المفترين. ولكن لا يجب
علىَّ إيفاء هذا الشرط وأداء هذا الإنعام إلا بعد شهادة فرسان الصناعة وأرباب
البراعة وتصديق من كان جِهْبِذ تنقيدِ الكلام من الأدباء الماهرين. وإن لم
يفعلوا ولن يفعلوا فاعلموا أنّهم من الكاذبين الجاهلين المفندين. وهذا آخر
الحِيَل لسَبْرِ قُليب ذلک الشيخ المضل فإنه أهلک خَلقًا كثيرا بغوائله فظلوا
عُميًا وعُورًا وكانوا على علمه متكئين. وأرجو بعد ذلک أن يُنجيهم اللّٰه من
شره وهو خير المنجين. والآن أكتب قصيدتى وما توفيقى إلا باللّٰه الذى هو
ربى وناصرى ومعلّمى فى كل حين.

﴿۲۸﴾

# القَصيدة الأُولٰى
# فِي
# نَعتِ الرّسول صلى اللّٰه عليه وسلم

| | | | |
|---|---|---|---|
| يا قلبي اذكر أحمدا | عينَ الهدى مُفني العدا | برًّا كريما مُحسنا | بحر العطايا والجَدا |
| بدر منير زاهرٌ | في كل وصفٍ حُمِّدا | إحسانه يصبي القلوب | وحسنه يروي الصدي |
| الظالمون بظلمهم | قد كذّبوه تمردًا | والحق لا يسَعُ الورى | إنكاره لما بدا |
| اطلُبْ نظيرَ كماله | فستند مَنّ مُلَدَّدا | ما إن رأينا مثله | للنائمين مُسهّدا |
| نور من الله الّذي | أحي العلومَ تجدُّدا | المصطفٰى والمجتبٰى | والمقتدٰى والمجتدٰى |
| جُمِعتْ مرابيع الهدى | في وَبْله حين الندى | نَسِيَ الزمان رِهامَه | مِن جَوْد هذا المقتدٰى |
| اليوم يسعى النِكْسُ أن | يُطفي هداه ويُخمِدا | واللّٰهُ يبدي نوره | يومًا و إن طال المَدى |
| يا قطرَ ساريةٍ وغا | دٍ قد عُصمتَ من الردَا | ربّيت أشجار الأَسِرةِ | بالفيوض وقَرْدَدا |
| إنا وجدناك الملاذ | فبعد كهفٍ قد بدا | لا نتّقي قوسَ الخُطو | ب ولا نبالي مُرجِدا |
| لا نتّقي نوب الزمان | ولا نخاف تهدّدا | ونمُدُّ في أوقات آفاتٍ | إلى المولى يدا |
| كم من منازعة جرتْ | بيني و أقوام العِدا | حتى انثنيتُ مظفَّرا | وموقَّرا ومؤيَّدا |
| يا أيها الناس اتقوا | يوما يشيّبُ ثَوْهَدا | آلامُه ما تنقضي | وأسيره ما يُفتدَى |
| واللّٰهِ إني ما ضللْتُ | وما عدلتُ عن الهدى | لكنني مُذْ لم أزل | ممن إذا هُدِىَ اهتدٰى |

﴿۲۹﴾

| | | | |
|---|---|---|---|
| لله حـمـدُ ثم حمد | قد عـرفنا المقتدىٰ | كـادت تُـعفِّيـنى ضلا | لاتٌ فأدركَنى الهدىٰ |
| يـا صاحِ إن الله قـد | أعـطى لنا هذا جَدا | هـو لـيلة القدر التى | تُعطى نعيمًا مُخلَدا |
| أتجول فى حَوْمات نفسك | تـاركـا سنن الـهدىٰ | هلا انتهجتَ محجةَ الا | حيـاءِ يـا صيدَ الردا |
| يـا مَن غدا للمؤمنى | ن أشدَّ بغضا كالعدا | اخـترتَ لـذّةَ هـذه | ونسيتَ ما يُعطى غدا |
| يا خاطِبَ الدنيا الدنيّة | قـد هـلكتَ تـجَلُّدا | عاديتَ أهلَ ولاية | وقـفـوتَ آثارَ العـدا |
| الـيوم تُكفِرنى وتحسبنى | شـقـيًّا مـلحِدا | وتـرى بـوقـت بعده | فى زىّ احمد احمدا |
| يـا مَن تَظنّى الماءَ مِن | حـمقٍ سرابا واعتدىٰ | السَّبرُ سهلٌ هيّنٌ | إن كـان فهمٌ أو صدا |
| واللّٰهِ لو كُشِفَ الغطا | ءُ وجدتَنى عينَ الهدىٰ | ونُظِمتَ فى سلكِ الرفا | ق وجئتَنى مسترشدا |

# القصيدة الثانية

أيا محسنى أُثنى عليك وأشكرُ فدًى لك روحى أنت تُرسى ومأزَرُ

بفضلك إنا قد غلبنا على العِدا بنصرك قد كُسِرَ الصليب المبطِّرُ

فتحتَ لنا فتحا مبينا تفضُّلا بفوجٍ إذا جاءُوا فزَهق التنصُّرُ

قتلتَ خنازير النصارى بصارمٍ وأردى عِدانا فضلُك المتكَثِّرُ

بوجهك ما أنسى عطاياك بعده وفى كل نادٍ نبأُ فضلِك أذكُرُ

تلبّيك روحى دائما كلَّ ساعة وإنك مهما تَحْشُرِ القلبَ يَحْضُرُ

وتعصمنى فى كل حرب تَرَحُّمًا فدًى لك روحى أنتَ دِرعى ومِغْفَرُ

﴿۳۰﴾ یـنـوّر ضـوء الشـمـس وجـهَ خلایقٍ ولکن جنانی من سناک یُنوَّرُ
تحیط بکُنْهِ الکائنات وسِرِّها وتعلم ما هو مستبانٌ ومُضمَرُ
ونحن عبادک یا إلٰهی وملجأی نخِرُّ أمامک خشیةً ونکبِّرُ
نَصَرتَ لإفحام النصاری قریحتی وهدَّمتَ ما یُعلی الخصیمُ ویعمُرُ
وأخذتَهم وکسرتَ دَأْیًا مُنَضَّدًا وأتممتَ وعدکَ فی صلیب یُکَسَّرُ
فسبحان مَن بارا لنصرة دینه وأخزی النصاری فضلُه المتکَثِّرُ
سقانی من الأسرار کأسًا رَوِیَّةً وإن کنتُ مِن قبل الهدی لا أعثُرُ
غیورٌ یبید المجرمین بسخطه غفورٌ ینجّی التائبین ویغفرُ
وحید فرید لا شریک لذاته قویٌّ علیٌّ مستعان مُقدِّرُ
له الملک والملکوت والمجد کله وکلٌّ له ما بان فینا ویظهَرُ
ودودٌ یحبّ الطائعین ترحّمًا ملیکٌ فیُزعِج ذا شِقاق ویحصِرُ
یحیط بکید الکائدین بعلمه فیهلک من هو فاسق ومزوِّرُ
ولم یتخذ ولدًا ولا کفوٌ لهُ وحید فرید ما دناه التکَثُّرُ
ومن قال إن له إلٰـهًا قادرا سواه فقد نادی الرّدی ویُدمَّرُ
وبشّرنی قبل الجدال بلُطفهٖ فقال لک البشری وأنت المظفَّرُ
ففاضتْ دموع العین منی تذللا وقصدتُ "عَنبُرسَر "وقَطُریَ یَمطُرُ
فجئتُ النصاری فی مقام جلوسهم فتخیَّروا منهم خصیما وأنظُرُ
وظلَّ النصاری ینصرون وکیلَهم وکُلٌّ تسلَّحَ صائلًا لو یقدِرُ
رأیتُ مُبارزهم کذئب بظُلمه یصول علی سُبُل الهدی ویزوِّرُ

فخاصمَ ظلما فی ابن مریم واجترٰی    علی اللّٰه فیما کان یهذی ویهجُرُ ﴿۳۱﴾
وقال له ولدٌ مسیحُ ابن مریم    فسبحان ربّ العرش عمّا تصوروا
وقال بأن اللّٰه اسم ثلاثة    أبٌ وابنه حقًّا ورُوحٌ مطهَّرُ
فقلتُ له اخسَأْ لیس عیسٰی بخالق    وخالقُنا الرب الوحید الأکبرُ
أتُثبتُ فی مُلک له مِن بریَّةٍ    من الأرض أو هو فی السماء مُدبِّرُ
وإن علی معبودک الموتَ قد أتٰی    وإلٰهنا حيّ ویبقٰی ویَعْمَرُ
ولیس لمستغنٍ إلی الابن حاجةٌ    وحاشاه ما الأولاد شیئًا یوقِّرُ
أعیسی الذی لا یعلم الغیب ذرة    إلٰه وتعلَم أنه لا یَقْدِرُ
فأثنی علی إبلیس بالعلم والهدی    وقال هو الشیخ الذی لا یُنکَّرُ
ویؤمن بالابن الوحید تیقُّنًا    ومذهبه مثل النصاری تنَصُّرُ
فقلتُ له یا أیها الضال مِن هویٰ    أتُثنی علی غولٍ یُضِلّ ویُدخِرُ
وما کان حامِدَه بصیرٌ قبلکم    ولکنکم عُمْیٌ فکیف التبصُّرُ
فما تاب من هذیانه وضلالِهِ    وکان کدجّال یُداجی ویمکُرُ
وکم من خرافات وکم من مَفاسدٍ    تقوَّلَ خبثًا ذلک المتنصّرُ
وقال لی إن اللّٰه خَلْقٌ وخالقٌ    ومسیحُنا عبدٌ وربٌّ أکبرُ
فقلتُ له یا تارک العقل والنهٰی    إلٰه وعبدٌ ذاک شیءٌ منکَرُ
إذا قلّ دین المرء قلّ قیاسه    ومن یؤمنَنْ یُرشده عقلٌ مطهَّرُ
وإنی أری فی خبطِ عشویٰ عقولَکم    تقولون ما لا یفهم المتفکِّرُ
وإنی أراکم فی ظلام دائم    وما فی یدیکم من دلیل یُنوِّرُ

﴿۳۲﴾ وإن هو إلّا بدعة غير ثابت — و إثباته مستنكرٌ متعذِّرُ
أتعرف فى الصحف القديمة مثله — وقد جاء هدىً بعد هدىً ومنذِرُ
أناجيل عيسى قد عفتْ آثارها — وحرّفها قوم خبيث مُعَيِّرُ
نبذتم هدايته وراء ظهوركم — وهذا من الشيطانِ هدىً آخرُ
أقمتم جلال اللّٰه فى رُوحِ عاجزٍ — وهيهات لا واللّٰه بل هو أحقَرُ
فقير ضعيف كالعبادِ وميّتٌ — نعَمْ من عبادِ اللّٰه عبدٌ مُعزَّرُ
وإن شاء رَبّى يُبْدِ ألفًا نظيرَهُ — وأرسلنى رَبّى مثيلًا فتنظُرُ
وقد اصطفانى مثل عيسى ابن مريم — فطوبٰى لمن يَأتينِ صدقًا و يُبْصرُ
أنبيُّنا مَيْتٌ وعيسٰى لم يَمُت — أَجَزْتم حدودًا يا بنى الغول فاحذروا
تُوفِّى عيسٰى هٰكذا قال ربّنا — فلا تهلكوا متجلدين وفكّروا
أتتخذ العبد الضعيف مهيمنًا — أتعبد ميتًا أيها المتنصّرُ
ألا إنّه عبد ضعيف كمثلنا — فلا تَتَّبِعْ يا صاحِ قومًا خُسِّروا
وواللّٰه يأتى وقت تصديق كلمتى — ويبدى لك الرحمن ما كنت تُضمِرُ
فلا تسمعَنْ مِن بعد ذيبًا وعقربًا — يصول بوثبٍ أو تدِبّ وتأبِرُ
مقامى رفيع فوق فكرِ مفكّر — وقولى عميق لا يليه المُصَغِّرُ
إذا قلّ علم المرء قلّ اعتقاده — وما يمدَحَنْ حُسْنًا ضريرٌ معذَّرُ
ألا رُبَّ مجد قد يُرى مثل ذلّة — إذا ما تعالٰى شأنه المُتَسَتِّرُ
ألم تعلمَنْ أَنِّى جَرِىٌّ مبارزٌ — وإن كنت فى شكٍ فبارِزْ فنحضُرُ
وبارزتُ أحزاب النصارى كضيغم — بأيدى وفى اليمنى حُسامٌ مشهَّرُ

﴿۳۳﴾

وما زلتُ أرميهم برُمحٍ مُذَرَّبٍ إلى أن أبان الحقُ والحقُ أظهَرُ
وإنا إذا قمنا لصيدِ أوابدٍ فلا الظبى متروک ولا العَيرُ يُنظَرُ
وقتل خنازير البرارى وخَرُشُهم أَشاشٌ لقلبى بل مرام أكبرُ
وفى مُهجتى جيشٌ وأزعم أنه يكافئ جيشَ القِدْرِ أو هو أكثرُ
إذا ما تَكلّمنا وبارَى مخاصمى ولاحت براهينى كنارٍ تزهَرُ
فاوجس مبهوتا وأيقنتُ أنّنى نُصرتُ وأيّدنى قديرٌ مظفِّرُ
وأدركتُه فى حمئةٍ فدعوتُه إلى مشربٍ صافٍ وماء يُطهِّرُ
فردَّ علىّ بباطلات من الهوى ووالله كان كذى ضلال يزوِّرُ
وقال لعيسٰى حصّةٌ فى التألُّهِ وفى هذه سِرٌّ على العقل يعسُرُ
وإن ابن مريم مَظهرٌ لأب له فنحسبه ربًّا كما هو يُظهِرُ
فقلتُ له هذا اختلاق و فِريةٌ وما جاء فى الإنجيل ما أنت تذكرُ
وإن إلٰهک مات والله سرمدٌ قديم فلا يفنى ولا يتغيرُ
وما لا يُحَدُّ فكيف حُدِّد كالورى ووجه المهيمن مِن مَجالى مُطهَّرُ
وليس تُقاس صفاته بصفاتنا ولا يدركه بصر ولا مَن يُبصِرُ
تعالتْ شؤون الله عن مبلغ النهٰى فكيف يصوِّر كُنهَه متفكِّرُ
وإن عقيدتكم خيال باطل وما فى يديكم مِن دليل يوفَّرُ
وللخَلق خلّاقٌ فتدَعون ذكرَه وتَدعون مخلوقا ولم تتفكروا
ومن ذاق من طعم المنايا بقولكم فكيف كَحَيٍّ سرمدٍ يُتصوَّرُ
وقد نوَّر الفرقانُ خَلقا بنوره ولٰكنّكم عُمى فكيف أُبَصِّرُ

ألآ إنّـه قد جـاء عـنـد مـفـاسدٍ إذا ما انتهى الليلاء فالصبح يجشرُ ﴿۳۴﴾
ترٰى صورةُ الرحمن فى خِدْرِ سُوْرِه فهل من بـصير بـالتدبر يـنظُرُ
تراء ى لنا الحق المبين بـقوله وآيـاتـه دُرَرٌ ومِسكٌ أَذْفَـرُ
قُـلِ الآن هـل فـى كتبـكم مثل نوره وفـكِّرْ ولا تـعجل ونـحن نُـذكِّرُ
وإن كـنـتَ تـزعـم أن فيهـا دلائلا فـجهـلك جهلٌ بيّـن ليـس يُستَرُ
وإن قـلتَ آمـنّا بـما لا نـعقل فهٰذا الهـدٰى عـنـد الـنهى مستنكَرُ
وسَـلِ اليهـودَ وسَـلْ أكـابر قومهم أَسُلِّمَ فيهم ابنُك الـمتخَيَّرُ
ومهـمـا يكن فى كُتُبكم ذِكْرُ عجزه وإنْ خِـلتَـه يـخفى على الناس يظهَرُ
جِـعـارُك خيـطٌ فاتّقِ البئرَ والردى ألـلـمـوت يا صيدَ الـردى تتـجَعَّرُ
أقلبك قـلبٌ أو صَلايَةُ حَـرَّةٍ أجهـلُك جهـل أو دخـان مُـغبَّـرُ
أكـلـتَ خُشـارةَ كل قوم مُبْطلٍ فتـأكل مـا أكـلوا ولا تتـخَـفَّرُ
أبـاريتَ يا مسكين ذا الرمح بالعصا وأنَّـى أَجـارِدُنـا وأنّـى مِـحْـمَرُ
أتـرغـب عن دين قـويم مـنوّر وتتبَع ديـنًـا قد دَفـاه التـكدُّرُ
وإن لم تداور جُشْرَةَ البخل والهوى فتَهْوِ نحيفًا فى الهُلاس وتخطُرُ
وإنى كـماءٍ عـند سِلْمٍ وخُلَّة وفى الـحـرب نارٌ جَعْظَرِيٌّ مُثعُجرُ
إذا مـا نـصبنـا فى مـواطنَ خيمةً فـلا نـرجـعَنْ عند الـوغا ونُـجَمِّرُ
ولـو ابهترتَ☆ وقـلـت إنى ضيـغم فـفى أعيـنـى مـا أنـت إلّا جَوْذَرُ
ألا أيهـا الـصيد الركيك الأعورُ إلامَ تُـحـامـى عـنك سهـمى وتَأفِرُ
أعيسـى الـذى قـد مات ربٌّ وخالق أهـذا هُـدى الإنـجيـل أو تستـأثـرُ

☆ يظهر ان هذا اللفظ ''ابتهرت''۔(شمس)

أَ عیسیٰ إلٰـهٌ أیها العمیُ من هوًی … وأین ثبوت بل حدیث یُؤثَرُ ﴿۳۵﴾
ظننتم فأنتم تعبدون ظنونکم … کشخصٍ مِئَرٍّ عاشق لا یصبرُ
ترکتم طریق الحق شُحًّا وخِسَّةً … وسیعلَمُنْ کُلٌّ إذا ما بُعثروا
عسٰی أن یزیل اللّٰہ شُحَّ نفوسکم … ولکنه بَغُرٌ شدیدٌ مُدمِّرُ
ومن کان ذا حِجرٍ فیدری حقیقةً … ومن کان محجوبًا فیهذی و یهجُرُ
ستغلب یا یَحْمورَ قومٍ مُحقَّرٍ … ومِحْضِیرُنا یعدو ولا یتحسّرُ
قد استخمر الشیطان نفسک کلها … فأنتَ لغُول النفسِ عبدٌ مُسخّرُ
ألا إنّ ربّی قد رأی ما صنعتَهُ … فنفسک سوف تُحَجَّرَنْ وتُحَوَّرُ
أ تُطفئ نورًا قد أُرِیدَ ظهورُها … لک البُهرُ فی الدارین والنورُ یُبهرُ
وإنّی أریٰ قد بارَ کیدک کُلّه … ویهتِک ربی کلَّ ما هو تَسْتُرُ
أتترک أعنابا وتنقِف حنظلا … وهذا وبال أنت فیه متبَّرُ
تَیاهیرُ قَفْرٍ فی عیونک مَرْبَعٌ … وأسرَّکم سِقْطُ اللویٰ وحَبَوْکَرُ
عقیدتکم قد صار للناس ضُحکةً … ویضحک جمهورٌ علیه ویُنکِرُ
رأی الناسُ بالتحقیق ما فی بیوتکم … وإجّارُ بیتٍ مِن بعید یظهرُ
ولا یُظهِرَنْ إنجیلکم نهجَ الهُدٰی … وهداه جَمْجَمَةٌ وقولٌ مُکوَّرُ
ومَن تبعه ما وجد ریح تیقُّنٍ … ولکن إلی الإلحاد والشّکِّ یُدحَرُ
وما فیه إلا ما یُضلّ قلوبکم … ویهُدُّ ببیت نجاتکم ویدمِّرُ
ومن أین طفل للذی هو أطهرُ … أَلِلّٰهِ زوجٌ أیها المتمَذِّرُ
ولکننا لا نعرف اللّٰهَ هٰکذا … وحیدٌ فریدٌ قادرٌ متکبِّرُ

﴿۳۶﴾ وذلک للدين القويم كرامة إذا ما تبعتَ هُداه فاللّٰه يؤثِرُ
ويَشغِفک اللّٰه العزيز محبةً ويأخذ قلبَک حُبُّ حِبٍّ ويأطِرُ
فطوبى لمن صافا صراطَ محمد وكمثل هذا النور ما بانَ نَيِّرُ
وصلنا إلى المولٰى بهدى نبيّنا فدَعْ ما يقول الكافر المتنصّرُ
وفى كل أقوامٍ ظلامٌ مدمِّرٌ وإنّ رسول اللّٰه بدرٌ منوّرُ
وإن رسول اللّٰه مُهجةُ مُهجتى ومِن ذكره الأحلٰى كأنّى مُتَمِرُ
فدَعْ كلَّ ملفوظ بقولِ محمد وقَلِّدْ رسولَ اللّٰه تَنجُ وتُغفَرُ
وليس طريق الهدى إلا اتّباعَهٗ ومَن قال قولا غيره فيُتبَّرُ
ومَن ردَّ مِن قِلِّ الحياء كلامَه فقد رُدَّ ملعونا وسوف يُمَذَّرُ
ومن يَرَ تقوًى غيرَ هدى رسولنا فذلكم الشيطان يعتُو ويُشْغَرُ
وما نحن إلّا حزب ربٍّ غالبٍ ألا إنّ حزب اللّٰهِ يعلو ويُنصَرُ
وواللّٰهِ إنّ كتابنا بحرُ الهُدٰى وتاللّٰهِ إنّ نبيّنا مُتَبَقِّرُ
ويبقٰى إلى يوم القيامة دينُه له ملّةٌ بيضاءُ لا تتغيرُ
ونؤثِر فى الدارَينِ سننَ رسولنا وسُنّةُ خيرِ الرسل خيرٌ وأزهَرُ
فلما عرفتَ الحق دَعْ ذكرَ باطلٍ ولو للصداقة مثلَ بَكرٍ تُنهَرُ
ألا أيها الشرثار خَفْ قهرَ قاهر ويعلم ربى ما تُسِرُّ وتَخْمِرُ
فلا تقْفُ ما لا تعرفَنَّ وُجوهَه وثابِرْ على الحق الذى هو أظهرُ
وواللّٰهِ ما كان ابن مريم خالقا فلا تهلكوا بغيًا وتوبوا واحذروا
ولا تعجَبَنْ مِن أنه ليس من أبٍ وكمثل هٰذا الخَلْقِ فى الدُود تنظُرُ

بـلِ الدود أعجبُ خِلقةً من مسيحكم ... ويـخلق رَبّى مـا يشـاء ويـقدرُ ﴿۳۷﴾
ألا رُبَّ دُود قـد تـرى فـى مـربعٍ ... تـكَوَّنُ فى ليل وتـنمو وتـكثرُ
وليستْ لهـا أُمٌّ بـأرض ولا أبٌ ... فـفكِّرْ هداک اللّٰه هادٍ أكبرُ
وإن كـنـتَ لا تَـدَعُ الجدال وتُنكرُ ... فبـارِزْ لنا إنا إلى الـحـرب نَعْكِرُ
وإن لـنـا الـمولٰى ولا مـولٰى لـكم ... فتـنـظر أنَّـا نـغلِبَنّ ونُـنـصَرُ
وواللّٰه إنى أَكسِرَنَّ صـليبكم ... ولـو مُـزِّقتْ ذرّاتُ جسمى وأُكسَرُ
وواللّٰـه يـأتى وقتُ فتحى ونصرتى ... وواللّٰه إنى فـائز ومُـعزَّرُ
وواللّٰه يُثنَى فى البلاد إمـامُنا ... **إمامُ الأنام الـمصطفى الـمتخيَّرُ**
ومـا فـى يديک بغير قولٍ مـدلَّسٍ ... تَكَدُّ وتستقرى المحالَ وتَفْجُرُ
وكتبک قَـفْرٌ حشْوُها الكفرُ والردٰى ... مـحرَّفةٌ فى كل عـامٍ تُـغيَّرُ
فتـلک بـراهينٌ على سَخُفِ دينكم ... وقـد قـلـتُ تـحقيقًا ولو أنت تَبْسُرُ
لـقـد زيَّـن الشيطان أقـوالـه لـكم ... يـوسـوسـكـم فـى كل حين ويمكُرُ
وقـد ذكَّـر الأخيـارُ مـن قبلُ قومَكم ... ولأُخـرياتِ الـناس نـحن نـذكِّرُ
وكيف يسـاوى ديـنُ عيسٰـى لـديننا ... ولا يستوى دخـنٌ ونـجـمٌ أزهَـرُ
وقـد جـاء يوم اللّٰه فـاليومَ ربُّنا ... يـدقّق أجزاء الـصليب ويـكْسِرُ
وقـلـتُ لـه لا تـحسَـبِ العبدَ خالقًا ... وكـلّ امـرء عن قـولـه يُستفسَـرُ
وقـلـتُ لـه لا تسترِ الـحق عـامدًا ... سَيُبـدى المهيمنُ كلّ ما كنتَ تَسترُ
وقلتُ له لـمّا أبٰى إن شـأننا ... بلاغٌ فبـلَّـغْـنـا وإنک مُـنذَرُ
وإن كـنـتَ لم تسمع فزِدْ فى تجاسُرٍ ... لتُسْـعِرَ نـار اللّٰـه ثم تُـدمَّرُ

﴿۳۸﴾ فـزِدْ فـى جَـراء اتٍ وزِدْ فى تقاعُس وزِدْ فى عـمـايات فتـفـنٰى وتُبتَرُ
وليـس عـذاب الـلّٰـه عَذْبًا كما ترى سيُـحـرَق فـى نـار الّـلظى مَن يفجُرُ
غيور فيـأخذ مشـركًـا بـذنوبه وليـس لـه أحدٌ شـفيـعًا ومَـأْزَرُ
رفيـعٌ علـىٌّ كيفَ يُدرَک كـنهُهُ إذا مـا تـرقَّتْ عيـنُنا تتـحيرُ
أتـعـصـون بـغيًـا مَن به الخَلْقُ آمنوا أتـنسـون يـومـا مـا بـه الناس أُنذِروا
وكيف يـكـون الـعبد كـابْنٍ لـربّـه فسبـحـان ربِّ العرش عما تصوروا
وقـد مـات عيسـى ليس حيًّا وإنّـنا نـردّ عـلـى مـن قـال حىٌّ ونَـحْـجُرُ
وأخبـرَنـى ربـى بموت مسيـحكم وكــان هـو الأولٰـى وأكـفى وأجدرُ
وكـم مـن دوابّ الأرض يحيى مدّة عـلٰـى ظهرها فَاعْجَبْ لهٰذا وفكِّروا
وإن جـنـود الأنبيـاء وحــزبهم ألـوفٌ فهـل ترَيَنَّ كـابنک آخَرُ
فـإن كـان لـلـرحـمٰن ولدٌ كقولكم فشـجرة نسـل اللّٰه تـنمو وتـكثرُ
أبُـدِّلَ سُنّةُ ربّـنـا بـعد مـدّة أيـمكن فى سنن الـقديم تـغيُّرُ
وقـانـون سـنـن الـلّٰـه فى بعث رسله مبيــن فهــل أبـصـرتَ أو لا تُبـصـرُ
وإن لـم تر اليوم الهدى فترٰى غدًا ظـلامًا مهيبًـا فيـه تهوى وتُـندَرُ
أتـخـلـع جهلًا رِبْقَةَ العقل والـنهٰى لأقـوالِ قـوم قد أضـلّوا و دُمِّـروا
أتترک ما جاء ت به الرسل من هدى ألا تَتْبَـعَنْ قـومـا هُـدوا وتبـقَّروا
عـلـيـكـم بسبـل الـلّٰـه من قبل ساعةٍ تُـريـكـم لـظـى النار التى هى تُسعَرُ
عذاب أليم لا انتهـاءَ لـحـرقهٖ وإن يـنـضَـجَـنْ جِـلـدٌ فيُخلَق آخَرُ
يـنبِّئک العلام ما كنتَ تُـضمِرُ ويـبـدى لک النورَ الذى اليوم تُنكِرُ

| | |
|---|---|
| ألَا أيها الناس اتقوا اللّٰه ربكم | وإن عذاب اللّٰه أدهى وأكبرُ ﴿۳۹﴾ |
| ألم يأتكم نُذُرٌ وآياتُ ربكم | نرى بَغْيَكم ودموعُنا تتحدرُ |
| ولكلّ نبأٍ مستقرٌّ ومَظْهَرُ | ولكلّ ما يأتيك وقت مُقدّرُ |
| ويَحكُم ربُّ العرش بيني وبينكم | وها أنا قبل عذاب ربّي أُخبِرُ |
| وقوم مضوا من قبل ضالين مِن هوًى | فأنتم قبِلتم كلَّ ما هُمُ زَوَّروا |
| أخذتم طريق الشرك والفسق والردى | وثَرَّتْ خطاياكم فلم تستغفروا |
| فأرسلَني ربي إليكم لتهتدوا | ولتقبَلوا ما قال رَبّي وتُغْفَرْ☆ |
| فإن شئتَ ماء اللّٰه فاقصِدْ مَناهلي | فيُعْطِك مِن عينٍ وعينٍ تُنوَّرُ |
| وأغلَظُ حجبٍ ما تُراك على الهدٰى | تعالَ على قدم الضلال فتُزهَرُ |
| وفيك فساد لو علمتَ اجْتنبتَه | وذالكم الشيطان يُغوى ويَحصُرُ |
| ذببتُ عن الدين الحنيفِيْ شكوكَكم | وأزعجتُ أصلَ أصولِكم ثم تُنكِرُ |
| وقلتم لنا دين بعيد من النهى | وهذا فساد ظاهر ليس يُستَرُ |
| وكلُّ امرء بالعقل يفهم أمره | كما بالعيون يشاهِدَنَّ ويُبصِرُ |
| وعقلُ الفتى نصف ونصفٌ حواسُّه | وكصَفْقِ أيدٍ منهما العلمُ يَظهَرُ |
| تصديتَ في نصر الضلال تعمُّدا | فبارِزْ لحرب اللّٰه إنْ كُنت تقدِرُ |
| وما أنت إلا عابِد الحرص والهوى | تشمِّرُ ذيلَك للحُطام وتهجُرُ |
| رأيتُ لك الرؤيا وإنك مَيِّتٌ | وإنّ كلام اللّٰه لا تتغيَّرُ |
| وعِدَّةُ وعدِ اللّٰه عشرٌ وخمسةٌ | إذا ما انقضتْ فاعلَمْ بأنك مُحضَرُ |
| وتعمى وتحضر عند ذى العرش مجرمًا | وتُسأل عما كنتَ تهذى وتكفُرُ |
| ومَا قلتُ مِن تلقاء نفسى تجاسُرا | بل الآن نبّأني العليم المقدِّرُ ﴿۴۰﴾ |

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے ” تُغْفَرُوْا “ ہونا چاہیے۔ (شمس)

فبلّغتُ تبليغا وآليتُ حِلْفَةً … علٰى صدقِ ما أظهرتُ فانظُرْ وننظُرُ

فإنْ أكُ صدّيقًا فربّى يعزّنى … وإن أكُ كذّابًا فسوف أُحَقَّرُ

وأعلم أن مهيمنى لا يضيعنى … وأعلم أن مؤيِّدى سوف يَنصُرُ

فتوقَّدَ السفهاء مِن أهل الهوى … وكل امرء عند التخاصم يُسبَرُ

ذووا فطنةٍ يدرُون بحثى وبحثه … وما فى السماء فسوف يبدو ويظهَرُ

وإن يُسلِمَنْ يَسلَمْ وإلّا فميّتٌ … وهذان منا آيتان ونشكُرُ

ووالـلّٰـه هـذا مِن إلٰهى ومَن يعِشْ … إلى أشهر مذكورة فسينظرُ

وتحت رداء اللّٰه روحى ومُهُجتى … وما يعرفنى أحد وربّى يُبصِرُ

ولستُ بربّى كاذبا تاركَ الهدى … ولستُ بربى كالذى هو يهذَرُ

وهنّأنى ربّى بنهجِ محبة … على ما تضوَّعَ مِسْكُ فتحى وعنبَرُ

وذٰلك من بركات روحِ رسولنا … نبىٌّ له نور منير وأزهَرُ

رؤوفٌ رحيمٌ آمرٌ مانعٌ مَعًا … بشيرٌ نذيرٌ فى الكروب مبشِّرُ

له درجات لا شريكَ له بها … له فيضُ خيرٍ لا تضاهيه أبحُرُ

تخيَّرَه الرحمن مِن بين خَلقه … ذُكاءٌ بجلوته وبدرٌ منوّرُ

وكان جلالٌ فى عَرانينِ وَبْلِه … خَفَى الفأرَ مِن أنفاقهن الممطِرُ

رؤوفٌ رحيمٌ كهفُ أممٍ جميعها … شفيعُ الورى سَلَّى إذا ما أُضْجِروا

ألا ما هَرَفْنا فى ثناء رسولنا … له رتبةٌ فيه المدائحُ تُحصَرُ

وإن أمان اللّٰه فى سبل هديه … فطوبى لشخص يقتفى ما يؤمَرُ

سقى فَيُهَجَ العرفانِ كلَّ مصاحب … فبنشوة الصهباء سُرُّوا وأَبْشَروا ﴿۴۱﴾

وقد راح والمخلوقُ فی ظلماته وجهلاته مثل الأوابد ينفِرُ
فأكملَهم قولًا و فعلًا و مِيسمًا وأيقظَهم فاستيقظوا وتطهَّروا
رسولٌ كريمٌ ضعَّف اللّٰهُ شأنه وبدرٌ منيرٌ لا يضاهيه نيِّرُ
وكافَحَ أَمْرَ المسلمين بنفسه وعلَّمهم سننَ الهدى فتبصَّروا
بأُمّته أحفَى من الأب بابنه شفيعٌ كريمٌ مشفِقٌ ومُحذِّرُ
فمن جاء ه طوعًا وصدقًا فقد نجا ومَن أعرض عن أحكامه فيُدمَّرُ
ولم يتقدم مثلُه فی كماله وأخلاقِه العليا ولا يتأخّرُ
فدَعْ ذكرَ موسٰى واترُكَنْ ابنَ مريمٍ ودَعِ العصا لما تراء ى المفقّرُ
له رتبةٌ فی الأنبياء رفيعة فطوبٰى لقوم طاوعوه وخَيَّروا
وعسكرُه فی كلّ حرب مبارِزٌ إذا ما التقى الجمعان فانظُرْ وننظُرُ
وجاء بقرآن مجيد مكمَّلٍ منيرٍ فنَوَّرَ عالَمًا وينوِّرُ
كتاب كريم حازَ كلّ فضيلة ويسقى كؤوسَ معارفٍ ويوفِّرُ
وفيه رأينا بيناتٍ من الهدىٰ وفيه وجدنا ما يقى ويبصِّرُ
كعينٍ كَحيلٍ زُيِّنت صفحاته بناظرةٍ مِن عِيْنِ خُلدٍ يَنْظُرُ
طريٌّ طلاوتُه ولم تعفُ نقطةٌ لِما صانَه اللّٰهُ القدير الموقِّرُ
فيا عجبًا مِن حسنه وجماله أرى أنه دُرٌّ ومِسكٌ وعنبرُ
وإن سروری فی إدارة كأسه فهل فی الندامى حاضرٌ مَن يُكرِّرُ
وريّاه قد فاق الحدائق كلها نسيم الصبا من شأنه تتحيَّرُ
إذَآ ما تلا من آية طالبُ الهدٰى يرى نوره يجرى كعين ويمطُرُ ﴿۴۲﴾

وفيــه من اللّٰه الـلطيف عـجـائبٌ أشــاهـدهـا فى كل وقـت وأنـظرُ
أيـعـجـب مِن هذا سـفيـهٌ مشرَّدٌ وألهــاه عـن نـور ظـلام مـكـدَّرُ
إلى قـوله يرنو الـحكيم تلذذا ويُعرِض عنه الـجاهل الـمتكبرُ
كتاب جـليل قد تـعـالى شـأنـه يدافى رؤوسَ الـمنكرين ويَكسِرُ
هـو السيف فـى أيدى رجالِ مَواطنٍ فـلـن يَـعـصِـمَ دِرعٌ منه فوجًا ومِغفَرُ
كلام يفُلُّ الـمـرهفاتِ بحدّه يبشّـرنـا فى كل أمر ويـنذِرُ
يُدَيَّةُ قومٍ مُـنـكِـرٍ مغـلولةٌ وهُـدَّت هـراواهم وسُرُّوا وكُسِّروا
يبـاهون مِـرِّيُحِينَ جهلا ونـخوةً وسوف تـراهم مـدبِـريـن فتُبشِرُ
فدًى لكَ روحى يا حبيبى وسيدى فـدًى لكَ روحـى أنت وِردٌ مُنضَّرُ
ومـا أنـت إلا نـائـب اللّٰه فى الورى وأعـطاكَ ربّكَ هذه ثم كـوثَرُ
ويـعجز عن تحميد حسنكَ مؤمنٌ فـكيف مُـحـمِّـدُكَ الذى هو يُكفِرُ
يـكـفّـرنـى شيـخ وتتـلـوه أُمّةٌ ومـا إنْ أراه كـعــاقل يتـدبّـرُ
يُـرى ظهـره عـند النضال كثعلبٍ وكالذئب يعوى حين يهذى ويهجُرُ
غبـىٌّ عَتِىٌّ أضرمَ الـجهلُ غَيْظَه كـجُـلـمـودِ صخرٍ جهلُـه لا يُـغيَّرُ
وكـفّرنى بـالحقد مِن غير مرّة فـقـلتُ لكَ الويلات إنّكَ أكفَرُ
ويسـعـى لإيـذائـى ويسعٰى بزوره عـلـىّ حـريـص كـالعدا لو يـقدرُ
عـجبتُ لـه ما يـتـقى اللّٰـهَ ذرّةً أَشِـقْـوةُ هـذا الـمرء أمرٌ مـقدَّرُ
فـطورًا يـردّ البيـنـات وتــارةً يحرّف قول الـمصطفٰى ويغيِّرُ
قـصدتُ هداه تـرحُّـمًا فـتـمـايَلا عـلى الرجس والبلوى فكيف أطَهِّرُ

وقال يمين اللّٰه ما لک ناصر فآليتُ إنّ اللّٰه معنا فنظفَرُ
ولما أُريدُ علاجه مِن نصيحة يسبُّ ويُبدى كلَّ ما كان يُضمِرُ
وجاهدتُ للّٰهِ الكريمِ لهديه فما قلَّ مِن أوهامه بل تكثُرُ
عجبتُ لختم اللّٰه كيف أضلَّه يردّ النصوصَ كأنه لا يُبصِرُ
خيالاته كالنائمين ضعيفة نَؤُومٌ فيُبغِضُ كلَّ من هو يُسهِرُ
وإنا نسهِّده ودادًا وشفقةً فيهجُونِ مِن جهل ولا يَتَخفَّرُ
له كتب السبُّ والشتمُ حَشْوُها شريرٌ فيستقرى الشرور ويفخَرُ
يغوص كدلوٍ عند خوض فيرجعَنْ بحَمْإٍ وما يسقيه ماءًا تفكُّرُ
بعيد من التقوى فتسمع أنه كباقورة الأضحى بعيدٍ يُنحَرُ
لقد زيّن الشيطان أقواله له يوسوسه وقتًا ووقتًا يكوِّرُ
و أكفرَنى بخلًا وجهلًا و دَنَأَةً ووافقَه خَلقٌ ضرير مُدَعْثَرُ
يقولون إنا قادرون على الأذٰى فقلنا اخسؤوا إن المهيمن أقدَرُ
فيا علماء السوء ما العذرُ فى غدٍ؟ أيُلعن مثلى مسلمٌ ويُكفَّرُ؟
وما غيظكم إلا لعيسى واسمه أيدعٰى بهذا الاسم شخص محقَّرُ
وما تعلمون شؤون ربى وفضله ويعلم ربى كل نفس وينظُرُ
أنعمةُ ربّى فى يديكم محاطة؟ ويفعل ربى ما يشاء ويُظهِرُ
أنحن نفرّ من النّبى وَ بَابه خَفِ اللّٰهَ يا صيدَ الردٰى كيف تجسُرُ
أنترک قرآنا كريمًا و دُررَه فما لک لا تدرى صلاحا وتَفجُرُ
أآخترتَ رجسا بعد خمسين حجّة؟ وقد كنتَ تشهد أن أحمَدَ أطهرُ ﴿۴۴﴾

وتعلم أنی حِذْرَيانٌ ومتقِی — وتعلَم زَأْرِ وبعدهُ تَتنمَّرُ
تبصَّرْ خصیمی هل تری من دلائلٍ — علٰی ما تقول وفكِّرَنْ كيف تَكفُرُ
أنحن تركنا قبلةَ اللّٰه شقوةً؟ — أنَنبِذُ صحفَ اللّٰه كفرًا ونهجُرُ؟
أ نرغب عن دين النبی المصطفٰی؟ — ودينًا مخالفَ دينه نتخيَّرُ
سيُخزی المهيمن كاذبا تاركَ الهدی — كِلانا أمام اللّٰه واللّٰهُ ينظُرُ
وإنی أنا الرحمٰن ناصرُ حِزبه — ومَن كان من حزبی فيُعلی ويُنصَرُ

هذا الهام من اللّٰه تعالٰی

وما كان أن تُخفَی الحقائقُ دائما — وما يكتم الإنسان فالدهر يُظهِرُ
وليس خفاءٌ مغلَقٌ فی ديننا — وما جاء مِن هَدْیٍ مُبينٍ فنؤثِرُ
سيُكشَف سرُّ صدورنا وصدوركم — بيوم يقود إلی المليک ويَحْشُرُ
فمن كان يسعی اليوم فی الدين مفسدًا — فيُحرَق فی يومٍ لظاه تُسعَّرُ
وإنا علی نور وأنتم علی اللظی — وما يستوی عُمیٌ وقومٌ يُبصِّرُ
ومن كان محجوبًا فيأتی مُوَسوِسٌ — فيَكُبّه فی هوّة ويدمِّرُ
وما يصطفی اللّٰهُ العليمُ مزوّرًا — وما يجتبی الفُسّاقَ ربٌّ أطهَرُ
فذَرْنی وخلّاقی ولستَ مصيطرا — علیّ و لا حَكَمٌ و قاضٍ فتأمُرُ
وآثرَنی ربّی وأخزاک خالقی — فقد ضاع يا مسكين ما كنتَ تَبذُرُ
أليست تقاة اللّٰه شرطا لمؤمن — فما لک يومَ الأخذ لا تتذكرُ
وعدوتَ حتی قلتَ :لستُ بآئب — وإن الهدی بعد القِلَی مُتوعِّرُ
أتُفتی بما لم يُنزل اللّٰه مِن هدًی — وتُكفِر مَن ألقی السلام وتَجسُرُ

وَوَاللّٰه بل تاللّٰه لو كنتَ مخلصًا … أريتُك آياتٍ ولكن تُزوِّرُ ﴿۴۵﴾
ولو قبل إكفاري سألتَ أمانة … لعمري هُدِيتَ وصرتَ شيخا يُبصِرُ
ولكن ظننتَ ظنونَ سوءٍ بعجلةٍ … كغُولٍ هوًى والغولُ لا يتطهَّرُ
هل العلم شيء غير تعليم ربنا … وأيّ حديث بعده نتخيّرُ
كتابٌ كريمٌ أُحكمتْ آياته … وحياته يحيى القلوبَ ويُزهِرُ
يدُعُّ الشقيَّ فلا يمسُّ نكاته … ويروى التقيَّ هدًى فينمو ويثمرُ
ومتَّعني مِن فيضه لطفُ خالقي … فإني رضيعُ كتابِه ومُخَفَّرُ
كريمٌ فيؤتي من يشاءُ علومَه … قديرٌ فكيف تكذبَنَّ وتَهكِرُ
وإني نظمتُ قصيدتي من فضله … لتعلم فضلُ اللّٰه كيف يُخيِّرُ
تعال بميدان النضال شجاعةً … ليظهَرَ علمك في الجدال وتُسبَرُ
تريدون ذلتنا ونحن هوانَكم … فيُكرم ربّي من يشاء وينصُرُ
أتطلب مني آية الخزي والردى … ويأتيك أمرُ اللّٰه فَجأً فتُبتَرُ
وحمّدتَني من قبلُ ثم ذمّمتَني … فقد لاح أنك خَيْتَعُورٌ مزوِّرُ
وإني أنا الخطّار إن كنتَ طاعنا … رماحي مثقّفة وسيفي مُذَكَّرُ
وإنا جهَرْنا بِثُرَ دينِ محمّدٍ … وأنت تسبّ هوًى وفي السّبّ تجهَرُ
متى نَدنُ منك ترحمًا تتباعدُ … ونريد حل العقد رُحمًا فتَحْتَرُ
وسيلُك صعبٌ لكن أنت غثاؤه … وغيثك حِمْرٌ لكن أنت تُدَعْثَرُ
وما إن أرى فيك التخوفَ والتقى … وإن الفتى يخشى إذا ما يُذْعَرُ
ومن كذّب الصدّيق هُتّكَ سرُّه … ومن أكثر التكفير يومًا سيُكفَرُ

﴿۴٦﴾ وإن تضربنّ على الصّلاة زجاجةً فلا الصخرُ بل إن الزجاجة تُكسَرُ
فهل فی أناس مُكفِرين مدبِّرٌ يدبِّر فی قولی وفی الكتب ينظُرُ
ووالله إنی آيسٌ مِن صلاحهم وما إن أرى شخصا يكفّ ويحذَرُ
وقلتُ لشيخ قد تقدّمَ ذكرُه إلامَ تكفّرنا وتهجو وتصُعَرُ
تعال نباهِلُ فی مقامٍ معيّن ليُهلَک من هو كاذب ومزوِّرُ
حلفتُ يمينا مِن لِعانٍ مؤكّدٍ فإنی بميدان اللعان سأحضرُ
فإذا أتى بعد الترصد يومنا فقمتُ ولم أكسل وما كنت أقصُرُ
خرجنا وخَلقٌ كان يسعى وراءنا لينظر كيف يباهلنْ ويكفِّرُ
فجاء ولكن لم يباهل مخافةً وأعرضَ حتى لام من هو يُبصِرُ
ولم يتمالک أن يباهل كالفتَى وظل يُرينا ظهرَ جُبنٍ ويُدبِرُ
وجاشت إليه النفس خوفا وخشية وقد خفتُ أن يُغشى عليه ويُحظَرُ
ووجدتُه بحرًا ومُوجِسَ خيفةٍ كأن حسامی يهجُمَنْ ويبتِّرُ
فقلتُ له لما أبى إنّ حجّتی لقد تمّ واللّٰهُ العليم سيأمُرُ
وإن شئتَ سَلْ مَن كان فينا حاضرا وما قلتُ إلا ما هو المتقرِّرُ
وباهلَنی مِن غَزْنَويّين مُكفِرٌ وقوفا لَدى شجرات أرض يَشجُرُ
فقمتُ بصحبی لِلدّعاء مباهلًا وكان معی ربی يرانی وينظرُ
فصَعَّد صرخ الصادقين إلى السّما لِما أخذتهم رقّةٌ وتأثُّرُ
فأعجبَ خلقًا جيشُهم وبكاؤهم فبكوا بِمَبْكاهم وقام المحشرُ
وظلّ المباهل يقذِفَنَّ مكفِّرًا فيا عجبًا مِن دينهم كيف كفّروا

وَمَا الكفر إلا ما يسمّيه ربُّنا فذَرْهم يسبّوا كيف شاء وا ويُكفِروا ﴿۴۷﴾
وإنا توكّلنا على اللّٰه ربّنا وقد شَدَّ أَزْرَ العبد ربٌّ مُبَشِّرُ

وآخر دَعْوانا أَن الحَمْدُ كله
لِربٍّ يرٰى حالى و قالِى و ينصُرُ

---

# القصيدة الثَّالِثَة المباركةُ الطَّيِّبَةُ
# فِى
# نَعْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صلّى اللّٰه عَلَيهِ وسَلم

بِكَ الحَوْلُ يَا قَيّومُ يا منبعَ الهدى فوفِّقْ لى أن أثنى عَليك وأحمدا
تتوب على عبدٍ يتوب تندُّما وتنجى غرِيقًا فى الضَّلَالة مُفسدا
كبير المعاصى عند عفوك تَافهٌ فما لك فى عبدٍ ألَمَّ تردُّدا
تحيط بكنهِ الكائنات وسِرِّها وتعلم منهاج السِّوٰى ومُحَرَّدا
ونحن عبادك يا إلهى وملجئى نخرّ أمامك خشيةً وتعبُّدا
وما كان أَنْ يخفى عليكَ نُحاسُنا وتعلم ألوان النحاس وعَسْجَدا
وكم مِن دَهِيٍّ أهلكتهم من شرورهم وأخذتَهم وكسرتَ دَأْيًا مُنضَّدا
وكم مِن حقير فى عيونٍ جعلتَهم بأعينِ خَلقٍ لؤلوءًا وزَبرجَدا
وتعمُر أطلالا بفضل ورحمةٍ وتَهُدّ مِن قهرٍ منيفًا مُمَرَّدا

﴿۴۸﴾ ومّا كان مِثلُك قدرةً وترحمًا ... ومثلُك ربّى ما أرٰى متفردا

فسبحان مَن خلَق الخلائق كلها ... وجعل كشيءٍ واحد متبددا

غيورٌ يُبيد المجرمين بسخطه ... غفور ينجّى التائبين من الردٰى

فلا تأْمَنَنْ مِن سخطه عند رحمه ... ولا تيئسَنْ من رُحمه إن تَشدَّدا

وإن شاء يبلو بالشدائد خَلْقَه ... وإن شاء يُعطيهم طريفًا ومُتلَدا

وحيدٌ فريد لا شريكَ لذاته ... قويٌّ عليٌّ فى الكمال توحَّدَا

ومن جاءه طوعا وصدقا فقد نجا ... وأُدْخِلَ وِرْدًا بعد ما كان مُلْبَدا

له الملك و الملكوت و المجد كله ... وكلٌّ له ما لاح أو راح أو غدا

ومن قال إن له إلٰها قادرًا ... سواه فقد تبع الضلالة واعتدى

هدى العالمين وأنزل الكتب رحمةً ... وأرسل رسلا بعد رسل وأكّدا

وأنت إلٰهى مأمنى ومفازتى ... وما لى سواك معاونٌ يدفع العدا

عليك توكلنا وأنت ملاذنا ... وقد مسَّنا ضُرٌّ وجئناك للندى

ولك آيات فى عباد حمدتَهم ... ولا سيما عبدٌ تسمّيه أحمداﷺ

له فى عبادة ربه غَلْيُ مِرجَلٍ ... وفاقَ قلوب العالمين تعبُّدا

ومِن وجهه جَلّى بعيدًا وأقربا ... وأصاب وابلُه تِلاعًا وجَدْجَدا

له آيتا موسٰى وروحُ ابنِ مريمٍ ... وعرفانُ إبراهيمَ دينًا ومَرْصَدا

وكان الحجاز وما سواه كميّتٍ ... شفيع الورى أحيا وأدنى المبَعَّدا

وكان مُكاوَحةٌ وفسقٌ شعارَهم ... يُباهُون مِرِّيحِين فى سبل الردى

فلم يبق منهم كافر إلا الذى ... أصرَّ بشِقْوته على ما تعوَّدا

﴿۴۹﴾

| | |
|---|---|
| شریعته الغرّاء مَورٌ معبَّدٌ | غیورٌ فأحرقَ کلَّ دَیْرٍ وجَلْسَدا |
| وأتی بصحف اللّٰه لا شک أنها | کتاب کریم یرفِد المسترفِدا |
| فمن جاءه ذلا لتعظیم شأنه | فیعطی له فی حضرة القدس سؤددا |
| فیا طالبَ العرفان خُذْ ذیلَ شرعه | ودَعْ کلَّ متبوع بهذا المقتدی |
| یزکّی قلوب الناس مِن کل ظلمة | ومن جاءه صدقا فنوّره الهُدٰی |
| ولما تجلّی نوره التام للورٰی | ولَوَّحَ وجهُ المنکرین وسوَّدا |
| تراءی جمال الحق کالشمس فی الضحٰی | ولاح علینا وجهه الطلق سرمدا |
| وقد اصطفیتُ بمُهْجتی ذکرَ حمده | وکافٍ لنا هذا المتاع تزوُّدا |
| وفوّضنی ربّی إلی فیض نوره | فأصبحتُ مِن فیضان أحمدَ ﷺ أحمدا |
| وهذا من اللّٰه الکریم المحسنِ | وما کان من ألطافه مستبعَدا |
| وواللّٰهِ هذا کله من **محمدٍ ﷺ** | ویعلم ربی أنه کان مرشدا |
| وفی مُهْجتی فورٌ وجیشٌ لأمدحا | سُلالةَ أنوار الکریم **محمدا ﷺ** |
| کریم السجایا أکملُ العلم والنهٰی | شفیع البرایا منبع الفضل والهدی |
| تبصَّرْ خصیمی هل تری مِن مشاکهٍ | بتلک الصفات الصالحات بأحمدا |
| بشیر نذیر آمرٌ مانع معًا | حکیم بحکمته الجلیلة یُقتدٰی |
| هدی الهائمین إلی صراطٍ مقوَّم | ونوّر أفکار العقول وأیّدا |
| له طلعةٌ یجلو الظلامَ شعاعُها | ذُکاءٌ منیر بُرجُه کان بُرْجُدا |
| له درجات لیس فیها مشارِکٌ | شفیع یزکّینا و یُدنی المبَعَّدا |
| وما هو إلا نائب اللّٰه فی الورٰی | وفاق جمیعًا رحمةً وتودُّدا |

﴿٥٠﴾ تَخَيَّرَه الرحمن مِن بين خلقه ... وأعطاه ما لم يُعْطَ أحد من الندٰى
وقد كان وجه الأرض وجهًا مسوَّدا ... فصار به نورًا منيرا وأغيَدا
وأرسله البارى بآيات فضله ... إلٰى حزبِ قوم كان لُدًّا ومفسِدا
ومُلْكٍ تأبَّطَ كلَّ شرٍّ قومُه ... وكلٌّ تلا بغيًا إذا راح أو غدا
بِلُوبَةِ مكةَ ذاتِ حِقْفٍ عَقَنْقَلٍ ... بلادٌ ترى فيها صفيحا مُصَمَّدا
وما كان فيها من زروعٍ ودوحة ... تُرى كالظليم ثراه أزعَر أربَدا
تكنَّفَ عَقْوةَ داره ذاتَ ليلة ... جماعةُ قوم كان لُدًّا ومفسدا
فأدركه تأييدُ ربٍّ مهيمن ... ونجّاه عونُ اللّٰه من صولة العدا
تذكرتُ يومًا فيه أُخرِجَ سيدى ... ففاضت دموع العين منى بمنتدٰى
إلى الآن أنوارٌ ببُرقَةِ يثرِبَ ... نشاهدُ فيها كلّ يوم تجدُّدا
فوجهُ المدينة صار منه منوّرا ... وبارَكَ حُرَّ الرمل وَطئًا و قَردَدا
حَفَافَى جنانى نُوِّرا مِن ضيائه ... فأصبحتُ ذا فهم سليم وذا الهدى
وأرسلنى ربِّى لتأييد دينه ... فجئتُ لهذا القرن عبدًا مجدِّدا
له صُحْبةٌ كانوا مجانينَ حُبِّه ... وجعلوا ثرى قدميه للعين إثْمَدا
وأرَوا نشاطًا عند كل مصيبة ... كعَوْجاءَ مِرقالٍ تُوارى تَخدُّدا
وإذا مُرَبِّينا أهابَ بغنمهٖ ... فراعُوا إلى صوت المُهيب تودُّدا
وكان وصال الحق فى نيّاتهم ... وخطراتهم فلأجله مَدُّوا اليدا
ورأوا حياة نفوسهم فى موتهم ... فجاءوا بميدان القتال تجلُّدا
وجاشت إليهم من كروبٍ نفوسُهم ... وأنذرَهم قوم شقىٌّ تهدُّدا

فظلوا ينادون المنايا بصدقهم ... وما كان منهم مَن أبى أو تردَّدا ﴿۵۱﴾
وفاضت لتطهير الأناس دماؤهم ... من الصدق حتى آثر الخَلقُ مَرصَدا
وأحيَوا لياليهم مخافةَ ربهم ... وأذابهم يومٌ يُشيِّب ثَوهَدا
تَناهَوا عن الأهواء خوفا وخشية ... وباتوا لمولاهم قِيامًا وسُجّدا
تلقَّوا علومًا من كتاب مقدس ... حكيم فصافاهم كريم ذو الندٰى
كنوقٍ كرائمَ ذاتِ خُصُلٍ تجلَّدوا ... وتربَّعوا كلاءَ الأسِرَّة أغيَدا
أتعرف قوما كان ميتًا كمثلهم ... نَؤومًا كأموات جَهولا يَلَندَدا
فأيقظَهم هذا النبى فأصبحوا ... منيرين محسودين فى العلم والهدى
وجاء وا ونورٌ من وراءٍ يسوقهم ... إليه ونورٌ من أمامٍ مُقوِّدا
ولو كُشف باطنهم نرى فى قلوبهم ... يقينًا كطبقات السماء مُنضَّدا
تداركَهم لطفُ الإله تفضلا ... وزكّى بروح منه فضلًا وأيّدا
ففاقوا بفضل اللّٰه خَلْقَ زمانِهم ... بعلم وإيمان ونور وبالهُدى
وهذا من النور الذى هو أحمدُ صلعم ... فدًى لك روحى يا مُحمّد صلعم سرمَدا
أُمِرتَ من اللّٰه الذى كان مرشدا ... فأحرقتَ بدعاتٍ وقوَّمتَ مَرْصَدا
وجئتَ لتنجية الأنام مِن الهوٰى ... فواهًا لِمُنجٍ خلّص الخَلق مِن رَدَى
وتورَّمَتْ قدماك للّٰه قائمًا ... ومثلك رجلا ما سمعنا تعبُّدا
جذبتَ إلى الدين القويم بقوة ... وما ضاعت الدنيا إذا الدين شُيِّدا
وأرسلَك البارى بآيات فضله ... لكى تُنقذ الإسلام مِن فتن العِدا
يحبّ جنانى كلَّ أرض وطِئتَها ... فيا ليت لى كانت بلادك مولدا

﴿۵۲﴾ وأكفرَنى قومى فجئتك لاهفًا ... وكيف يُكفَّرُ مَن يوالى مُحمَّدًا
عجبتُ لشيخ فى البطالة مفسدٍ ... أضلّ كثيرا بالشرور وبَعَّدا
سَلُوه يمينًا هل أتانى مباهِلا ... وقد وعَد جزمًا ثم نكث تعمُّدا
فخُذْ يا إلهى مثل هذا المكذِّبِ ... كأَخْذِك مَن عادى وليًّا وشدّدا
أضلَّ كثيرا من صراط منوّر ... تباعدَ من حق صريح وأبعدا
قد اختار مِن جهل رضاءَ خلائقٍ ... وكان رضى البارى أهمَّ وأَوْكدا
وما كان لى بغضٌ وربّى شاهدٌ ... وفى اللّٰه عادَيناه إذ حال مَرصَدا
يسبّ وما أدرى على ما يسُبّنى ... أيُلعَن مَن أحيا صلاحا وجدَّدا
نعَمْ نشهدَنْ أن ابنَ مريم ميّتٌ ... أهذا مقال يجعل البَرَّ مُلحِدا؟
وهل من دلائلَ عندكم تؤثِرونها ... فإن كان فأْتونى بتلك تجلُّدا
أنحنُ نخالف سبلَ دينِ نبينا؟ ... وقد ضل سعيًا مَن قَلَى دينَ أحمدا
سيُكشَف سِرٌّ صدورنا وصدوركم ... بيومٍ يسوّد وجهَ مَن كان مفسِدا
فمن كان يسعى اليوم فى الأرض مفسدا ... فيُحرَق فى يوم النشور مُزوَّدا
أليس تقاةُ اللّٰه فيكم كذرّةٍ؟ ... أتخشون لومةَ حَيّكم ومُفنِّدا
وقد كان ربّى قدّر الأمرَ رحمةً ... فَحُصْتُ بإذن اللّٰه ثوبًا مُقدَّدا
رأيتُ تغيُّظكم فلمْ آلُ حجّةً ... ووطّأتُ ذوقًا أَمْعَزًا متوقِّدا
ولستُ بذى علم ولكن أعاننى ... عليم رآنى مستهامًا فأيّدا
وواللّٰهِ إنى صادق غيرُ مفترٍ ... وأيّدنى ربى وما ضاعنى سُدًى
وما قلتُ إلا ما أُمِرتُ بوحيه ... وما كان هَجْسٌ بل سمعتُ مُندِّدا

أأكتُمُ حقًّا كالمُداجى المُخامِرِ مخافةَ قوم لا يريدون مَرصَدا ﴿۵۳﴾
تعالٰى مقامى فاختفى من عيونهم وربى يرى هذا الجَنان المجرَّدا
وفى الدين أسرار وسبلٌ خفيّة يلاحظها من زاده اللّٰه فى الهُدى
وهذا على الإسلام أدهى مَصائبٍ يُكفَّرُ مَن جاء الأنامَ مجدِّدا
أتُكفِرُ رجُلا قد أنار صلاحه ومثلك جهلاً ما رأيتُ ضَفَنْدَدا
أتُكْفِر رجلا أيّد الدّينَ حجّةً ودافَا رؤوس الصائلين وأرجَدا
أنحن نفرّ من الرسول ودينه ويبدو لكم آياتُنا اليوم أو غدا
وواللّٰه لولا حُبُّ وجهِ محمدٍّ لما كان لى حولٌ لأمدح اَحْمَداً
ففى ذاك آياتٌ لكلّ مكذِّبٍ حريص على سبٍّ وألوَى كالعِدا
وكم من مصائب للرسول أذوقُها وكم من تكاليف سئمتُ تودُّدا
وغمٍّ يفوق ظلامَ ليلٍ مظلم وهولٍ كليل السَّلْخ يُبدى تَهَدُّدا
وضُرٍّ كضرب الفأس أصلتَ سيفَه وخوفٍ كأصوات الصراصر قد بدا
فأسأمُ تلك المحنَ مِن ذوق مُهجتى وأسأل ربّى أن يزيد تشدُّدا
وموتى بسبل المصطفٰى خيرُ مِيتةٍ فإنْ فُزْتُها فسأُحْشَرَنْ بالمقتدى

سأدخلُ مِن عشقى بروضةِ قبره
وما تعلم هذا السرّ يا تاركَ الهدى

# القَصيدة الرابعة ﴿۵۴﴾

ألا أيها الواشى إلامَ تكذِّبُ     وتُكفِّرُ مَن هو مؤمن وتُؤنِّبُ
وآليتُ أنى مسلمٌ ثمّ تُكفِرُ     فأين الحيا أنت امرؤٌ أو عقرَبُ؟
ألا إننى تِبرٌ وأنت مُذهَّبٌ     ألا إننى أسدٌ وإنک ثعلبُ
ألا إننى فى كل حرب غالبٌ     فكِدْنى بما زوّرتَ والحقُّ يغلِبُ
وبشَّرنى رَبّى وقال مبشّرًا     ستعرف يومَ العيد والعيدُ أقربُ
ونعَّمنى ربى فكيف أرُدّه     وهذا عطاء اللّٰه والخَلقُ يعجَبُ
وسوف ترى أنى صدوقٌ مؤيَّدٌ     ولستُ بفضل اللّٰه ما أنت تحسَبُ
ويبدى لک الرحمن أمرى فينجلى     أهذا ظلامٌ أو مِن اللّٰه كوكبُ
يرى اللّٰه ما هو مختفٍ فى قلوبنا     فيفضَح من هو كاذبٌ ويكذِّبُ
ويعلم ربى من هو الشرّ مَنزِلًا     ومن هو عند اللّٰه بَرٌّ مقرَّبُ
إلامَ ترى زُورًا كصدقٍ ممحَّضٍ     وتستجلب الحمقٰى إليه وتجذبُ
وقاسمتَهم أن الفتاوى صحيحةٌ     وعليک وِزرُ الكذب إن كنت تكذِبُ
وهل لک مِن علمٍ ونصٍّ محكم     على كفرنا أو تخرِصَنَّ وتَتغَبُ
كمثلک أممٌ قد أُبيدوا بذنبهم     فتَحَسَّسَنْ مِن نبئهم ما أُعقِبوا
أتُغدِف فى حربى قناعًا دوننا     وتترک ما أمّمتَ جُبنًا وتهرُبُ

وما البحث إلا ما علمتَ وذُقتَه … وتلك وهاذٗ للمنايا تُقوِّبُ ﴿۵۵﴾
وما فی يديك بغير فلسٍ مُذهَّب … تُضِلّ أُمَيمًا بالسَّراب وتخلُبُ
وشاهدتُ أنّک لستَ أهلَ معارفٍ … وتلهو وتهذی کالسکارٰی وتلعبُ
متی نُبْدِ أخلاقًا فتُبْدِ ذميمةً … وتترک ما هو مستطابٌ وأطيبُ
وعاديتنی وطويتَ کشحًا علی الأذی … ورميت حقدًا کل ما کنتَ تَجعَبُ
وکنتَ تقول سأغلبنّ بحجّتی … وما کنتَ تدری أنک اليوم تُغلَبُ
ولستُ بعادٍ مسرفٍ بل إننی … عَروفٌ علٰی إيذائکم أتحبّبُ
وإنی أمامَ اللّٰهِ فی کُلّ ساعة … وينظر ربّی کلَّ ما هو أکسَبُ
فإن کنتَ عاديتَ الخبيث تديُّنًا … فتُکرَمُ عند مليکنا وتُقرَّبُ
وإن کنتَ قد جاوزتَ حدَّ تورُّعٍ … وقفوتَ ما لم تعلمنّ فتُعتَبُ
فسوف تری فی هذه ضربَ ذلّةٍ … ويومُ نکال اللّٰه أخزی وأعطَبُ
ومَن کان لاعِنَ مؤمنٍ متعمدًا … فعليه ذِلّةُ لعنةٍ لا تَنکُبُ
أتأمر بالتقوی وتفعل ضِدّه … وتنکث عهدًا بعد عهدٍ وتهرُبُ
ولی لک فی أعشار قلبی لوعَةٌ … فکفِّرْ وکذِّبْ إننی لست أغضَبُ
ألا أيها الشيخ اتق اللّٰهَ الذی … يهدّ عماراتِ الهوٰی ويخرّبُ
إذا ما توقَّدَ قهره يهلک الورٰی … فما حِيصَ مِن ابن حُسام يعضَبُ
أتعوی کمثل الذئب واللّٰهِ إننی … أراک کأنّک أرنبٌ أو ثعلبُ
وما إن أرٰی فی خيط کيدک قوةً … ويُصلح ربّی ما تَهُدُّ وتشعَبُ
ألم تعرفَنْ رؤيای کيف تحققت … وأصدقُ رؤيًا مؤمنٌ لا يُکذَّبُ

﴿٥٦﴾ وَ يأتيک من آثار صدقی بكثرة ‏ ‏ فليرقُبَنْ أوقاتِها المترقِّبُ
فإن كنتُ كذّابًا فأنت منعَّمٌ ‏ ‏ وإن كنتُ صدّيقًا فسوف تُعذَّبُ
أتُكفِرنی فی أمر عيسٰی تجاسرًا ‏ ‏ وكذّبتنی خطأً ولستَ تُصوِّبُ
تُوفِّی عيسٰی هكذا قال ربّنا ‏ ‏ صريحًا فصدّقْنا ولا نتريَّبُ
وكيف نكذّب آيةً هی قوله ‏ ‏ وتصديق كلمته أهمُّ وأوجبُ
نَهَی خالقی أن نُحْيِيَنَّ ابنَ مريمٍ ‏ ‏ وتلک التی كفّرتَ منها وتَنصَبُ
ولم يبق لی فی موته ريحُ ريبة ‏ ‏ لِما ألهَمَنی ملکٌ صدوقٌ مؤوِّبُ
أقول ولا أخشی فإنی مثيله ‏ ‏ ولو عند هذا القول بالسيف أُضرَبُ
ووالله إنی جئتُ حين مجيئه ‏ ‏ وهو فارسٌ حقًا وإنی مُحقِبُ
وقد جاء فی القرآن ذكرُ وفاته ‏ ‏ وما جاء فيه هو الذی هو أصوَبُ
ولو كان فی القرآن أمرٌ خِلافَه ‏ ‏ لآثرتُه دينًا و لا أتجنَّبُ
ولكن كتاب الله يشهد أنّهٗ ‏ ‏ تناوَلَ مِن كأس المنايا فتعجَبُ
أمِن غير منبع هديه نطلب الهدی ‏ ‏ وكلٌّ من الفرقان يُعطی ويوهبُ
فنؤمن بالله الكريم وكُتبه ‏ ‏ فأين بحقدک يا مكفِّرُ تذهبُ
ويعلم ربّی كلَّ ما فی عَيبتی ‏ ‏ عليمٌ فلا يخفی عليه مغيَّبُ
وهذا هدی الله الذی هو ربّنا ‏ ‏ فإن كنتَ ترغَب عن هدًی لا نرغَبُ
وإن سراجی قوله وكتابه ‏ ‏ فإن أعْصِه فسناه مِن أين أطلُبُ
وإن كتاب الله بحرُ معارفٍ ‏ ‏ ونجدنُ فيه عيونَ ما نستعذبُ
وكم من نكات مثل غِيدٍ تمتّعَتْ ‏ ‏ بها مُهجتی مِن هدی ربی فجَرِّبوا

إذا ما نظرتُ إلى ضياء جماله فإذا الجمال على سنا البرق يغلِبُ ﴿۵۷﴾
رأيتُ بنورٍ نورَه فتبيَّنتُ علىَّ حقائقه ففيها أُقلَّبُ
يصدّ عن الطغوى ويهدى إلى التقى خفيرٌ إلٰى طرق السلامة يجلِبُ
يجرّ إلى العُليا وجاء من العلٰى كما هو أمرٌ ظاهرٌ ليس يُحْجَبُ
وسرٌّ لطيفٌ فى هداه ونكتةٌ كنجمٍ بعيد نورها تتغيبُ
ومن يأته يُقبَلُ ومن يُهدَ قلبُه إلى مأمنِ الفرقان لا يتذبذبُ
يُضىء القلوب ويدفعنّ ظلامَها ويشفى الصدور سوادُه ويهذِّبُ
فقلتُ له لما شربتُ زلاله فدًى لک روحى أنت عينى ومشرَبُ
وكم مِن عَمِينٍ قد كشفتَ غطاءهم ونجّيتَهم عما يعفِّى ويَشغَبُ
ألا رُبَّ خصمٍ خاضَ فيه عداوةً فألهاه عن خوضٍ سناه المؤنِّبُ
وإن يفتَحنْ عيناک وهّابُ الهدى فكايّنْ ترى مِن سرِّه لک معجِبُ
وأنّى لِعقل الناس نور كنوره وإن النُّهى ببيانه يتهذَّبُ
وواللّٰه يجرى تحته نهرُ الهدٰى ومَن أكثر الإمعان فيه فيشرَبُ
ومن يمعن الأنظار فى ألفاظه فإلى سناه التام يَصْبُ ويُسْحَبُ
ومن يطلب الخيراتِ فيه ينَلْنَهُ ويرى اليقينَ التام والشکُّ يهرُبُ
ومن يطلُبَنْ سبلَ الهُدٰى فى غيره يكُنْ سعيه لعنًا عليه فيُعطَبُ
ومن يعصِ فرقانًا كريمًا فإنه يُطعِ السعيرَ وفى الجحيم يُقلَّبُ
وما العقل إلَّا خَبْط عشواءَ ما يُصِب يجِدْه وما يُخطى فيهذى ويلغَبُ
ومهما تكُنْ من عين ماءٍ باردٍ تراه حثيثًا عينُ صادٍ فيشرَبُ

﴿۵۸﴾ وقد جئتُ بالماء المَعين وعَذْبِهٖ ... فأين النهى لا تشربَنْ وتُشرَّبُ
وسوف يريك اللّٰه نورَ تطهُّرى ... ويُريك مَنْ منّا صَدوقٌ وطيّبُ
خَفِ اللّٰهَ عند الطعن فى أوليائه ... أولئك قومٌ مَن قلاهم فيُشجَبُ
تعَال وتُبْ مما صنعتَ فإننى ... أُصانِعُ من يتلقَّ حُبًّا وأصحَبُ
ولستُ مُدَعْثِرَ مَن جفا بل إننى ... عَروفٌ على إيذائكم أتحبَّبُ
وفى السلم والإسلام إنى سابقٌ ... وإذا ترامَيتم فسهمى مثقِّبُ
وإذا تضاربتم فسيفى قاطعٌ ... وإذا تطاعنتم فرمحى مُذرَّبُ
وإن المزوّر لا ينجّيه مكرُه ... وإن يخفَ فى غار عميق فيُتْعَبُ
تذكَّرْ نصيحةَ غزنوىٍّ صالحٍ ... وعليك سبل الرفق والرفقُ أعذَبُ
وكم من أمور الحق قلّبتَ جرأةً ... فسوف ترى يومًا إلى ما تُقلَّبُ
وإن كنتَ ذا علم فأَرِنى كمالَه ... وما ينفَعنْ بعد الغزاة تَصيُّبُ
وإنى علٰى علم وزدتُ بصيرةً ... من اللّٰه فى أمرى وأنت مكذِّبُ
خَفِ اللّٰهَ حَزمًا يا ابنَ مَرْءٍ أَحَبَّنى ... فدَعْ ما يلازمه عدوٌّ مخيَّبُ
وما يمنعنَّك من رجوع وتوبةٍ ... أ آليتَ جهلًا حِلفةً فتُثَرَّبُ
وإن كنتَ ذا عسرٍ وضَمْرٍ مُعيَّلًا ... فإن شاء ربى تُرزَقنّ فتُحظَبُ
وواللّٰه إن شقاك هيَّج لى البكا ... لدى عينِ إحياءٍ تموت وتُتعَبُ
ألا تعرِفنْ قصص الذين تمرّدوا ... فما لك تدرى سمَّ ذنبٍ وتُذنِبُ
أتُدامُ بين الأقربين كباطرٍ ... وإن غداة البين أدنٰى وأقربُ
ومثلك جافٍ قد خلا ومكذِّبٌ ... فأبادهم ربٌّ قديرٌ معذِّبُ

سَيسلب منك الضعفُ والشيب قوةً ... ومـا إن أرى عـنك الغواية تُسلَبُ ﴿۵۹﴾
فأكفِرُ وكذِّبُ أيها الشيخ دَائمًا ... وإنّى بفضل اللّٰه رجلٌ مهذَّبُ
وألهمَنى ربى وأعطى معارفًا ... فبنوره الأجلى إلى الحق أندُبُ
أتغفل مِن قهر الحسيب وأخذِه ... وتُذعِرنا مِن جَور خَلقٍ وتُرعِبُ
نجاتك من جذبات نفسك مشكلٌ ... يُزلّ الغلام الخفرَ بَكرٌ هَوزَبُ
إلى اللّٰه مرجعنا فيُظهِر خَبْأنا ... على الأشقياء وكلّ أمر مرتّبُ
فقد كذّبوا بالحق لما جاءهم ... فسوف يُريهم ربنا ما كذّبُوا
وقد كُذّبتُ قبلى عبادٌ ذووا التقٰى ... فصبروا علٰى ما كُذّبوا وتَرقّبوا
فلما نسوا فحواءَ ما ذُكّروا به ... أُسِفَّ وجوهُ قلوبهم ما قلّبوا
تَحامَونِ بالحقد المدمِّر كلّهم ... وأَمَّهم الشيخُ السفيه المعجَبُ
وكيف أخاف عنادَ قوم مفنَّدٍ ... ويَعُتامُنى ربّى عليهم ويصحَبُ
فأبغى رضا ربّى وما أخشى العدا ... ولحربِ أعداء الهدى أتأهبُ
ولكل نبأٍ مستقرٌّ معيّنٌ ... وما تُبسَل نفسٌ قبل وقت يُكتَبُ
وإن هُدى اللّٰه العليم هو الهدى ... ويعلم ما ندَعَنُ وما نحن نكسبُ
ويدرى أناسًا كفّرونا وكذّبوا ... إذا ادّاركوا لنضالهم وتحزَّبُوا
قلانى الورى حتّى الأقاربُ كلهم ... فمنهم كثعبان ومنهم عقربُ
وما نتقى حَرًّا بتلك الهواجرِ ... وفى اللّٰه ما نؤذَى ونُرمَى ونُجذَبُ
وإنى بحضرته أموت بفضله ... فإن لم ينَلْنا العزُّ فالذلّ أطيبُ
ألا كلّ مجد قد طرحتُ كجيفةٍ ... وفى كل أوقاتى إلى اللّٰه أُجلَبُ

﴿۶۰﴾ وإليـه أسـعـى مِـن جـنانى ومُهجتى     ولـغيره مـنى الـقَلا والـتجـنّبُ
وإنـى أعيــش بهـذه كــمسـافـر     وفــى كـل آن مِـن هـوى أتـغـرّبُ
ومــا لـى إلٰى غير الـمهيـمن رغبةٌ     وعـن كـل مـا هو غيـر ربّـى أرغَـبُ
ألا أيهـا الشيـخ الـذى يتـجـنّبُ     تـرى إن تَتُـبْ مِـنّى الهوى و التحبّبُ
ولسـتُ بـراضٍ أن ألاعِـنَ لاعـنًـا     فـأختـار نهـج العفو والقلبُ مغضِبُ
رأيـتُ بســاتين الهدى مِن تـذلُّلٍ     وإنـى بـآلامى عُـذَيقٌ مُـرجَّـبُ
تسبّ وإن أعـذِرُک فيمـا تسبّنى     ولـكـن أمـام اللّٰه تـعصى وتُـذنِبُ
تـصـول علىّ لهتکِ عرضى وأعتلى     وأعـطـانـىَ الـرحـمن ما كنتُ أطلبُ
تـرى عـزّتـى يـومًـا فيـومًـا فتنشوى     وتهـذى كـأنّک بـالهراوى تُضرَبُ
أرى أن نَشْـزِى فيک كالرمح لاعجٌ     ويُـلاعجنّک شـأننا الـمترقَّبُ
ولـو لـم يكـن فـى الـقلب غير تغيُّظٍ     فـلا الـقلب إلا جـمـرةٌ تتـلهبُ
ولا تـحسبـنّ قـلبـى إلى الضغن مائلا     تـعـاشيـبُ أرضـى خُلّةٌ وتـحبُّبُ
كـمثلک عـادٍ مـا رأيـتُ ولاعـنًـا     أقـولُک قـولٌ أو سِـنـانٌ مُـذرَّبُ
أردتَ وبـالـى لـكنِ الـلّٰه صـانَـنى     تـنـدَّمْ فـقـد فـات الذى كنتَ تطلبُ
ولسـتَ عـلىّ مسيطرًا و مـحـاسبًا     ومــا يـعـطيـنّ الـربُّ أفــأنت تسلُبُ
تـرفَّـقْ فإن الـرفق لـلـناس جـوهرٌ     ومـا يترُكنُ سيفٌ فبـالـرفـق يُجلَبُ
ولا تشـرَبـنُ جهــلًا أُجاجَ عداوةٍ     ووالـلّٰـه إن السـلـم أحلى وأعذبُ
ومـن كــان لا يتــأدبنْ مِـن نـاصـح     فـلـه دواهـى الدهر نِعمُ الـمؤدِّبُ
أيـا لاعِـنـى مـا كنتُ بدعًا من الهوى     لـكـل من الـعـلـمـاء رأىٌ ومذهبُ

عَلَیّ لربّی نعمةٌ بعد نعمة فلا زلتُ فی نعمائه أتقلّبُ ﴿۶۱﴾
وإن رسول اللّٰه شمسٌ منیرةٌ وبعد رسول اللّٰه بدرٌ وکوکبُ
جرت عادة اللّٰه الذی هو ربنا یُری وجهَ نور بعد نور یذهَبُ
کذلک فی الدُّنیا نری قانونه نجوم السما تبدو إذا الشمس تغرُبُ
خَفِ اللّٰهَ یا من بارزَ اللّٰه مِن هوی وإن الفتی عند التجاسر یرهَبُ
ولا تطلُبنْ ریحانَ دنیاک خِسّةً وشوکُ الفیافی منه أشهٰی وأطیبُ
یزید الشقیَّ شقاوةً طولُ أمنِه ویُرخی المهیمن حبلَه ثم یجذِبُ
إذا ما قصدتُ إشاعة الحق فی الوری صددتَ وتبدی کلّ خبث وتَثلِبُ
وأنت تری الإسلامَ قفرًا کأنه مقابرُ أموات وأرضٌ سَبسبُ
تصول العدا مِن جهلهم وعنادهم علی صُحف مولانا وکُلٌّ یکذّبُ
وهدیٌ کسِمُطی لؤلؤٍ وزَبرجَدٍ به الطفل یلهو مِن عناد ویجدِبُ
ومِن کل طرف تمطرنّ سهامُهم فهذا علی الإسلام یومٌ عَصَبْصَب
نرٰی هذه مِن کل قوم بعیننا فتذرِف عینُ الروح والقلبُ یشجَبُ
فقمتُ فعادانی عِدای ومعشری فلی مِن جمیع الناس لعنٌ مرکَّبُ
ولم یبق إلا حضرة الوتر ملجأٌ ومِن باب خَلّاق الوری أین أذهب
فإن ملاذی مستعانٌ یحبّنی ویسقینِ من کأس الوصال فأشربُ
غیورٌ فیأخذ رأسَ خصمی إذا اعتدی غفورٌ فیغفر زلّتی حین أُذنِبُ
وإنی بَرِیءٌ مِن ریاحین غیرهِ وعذابُ شوکٍ منه عذبٌ وطیّبُ
یحبّ التذللَ والتواضع ربُّنا ومن ینزلَنْ عن فرسِ کِبرٍ یرکبُ

﴿۶۲﴾

وللصابرين يوسّع اللّٰه رحمةً ويفتح أبواب الجدٰى و يُقرّبُ
تعرّفتُه حتى أتتْنى معارفٌ وإن الفتى فى سُؤْله لا يلغَبُ
رأيناه من نور النبى المصطفٰى ولولاه ما تُبْنا ولا نتقربُ
له درجاتٌ فى المحبّة تامّةٌ له لمعاتٌ زال منها الغَيهَبُ
ذُكاءٌ منيرٌ قد أنار قلوبنا وله إلٰى يوم النشور معقِّبُ
وفى الليل بعد الشمس قمرٌ منوَّرٌ كما فى الزمان نشاهدنْ ونجرِّبُ
وللّٰه ألطافٌ على مَنْ أحبَّهُ فوابِلُه فى كلّ قرن يسكُبُ
وشِيمتُه قد أُفرِدتْ فى فضائلٍ وقد فاق أحلامَ الورى أفتعجَبُ
ورعَى و آتَى الصحبَ لبنًا سائغًا وليس كراعى الغنم يرعى ويحلِبُ
وليس التُّقى فى الدين إلا اتّباعه وكل بعيد مِن هداه يُقرَّبُ
ولو كان ماءٌ مثل عسلٍ بطعمه فواللّٰهِ بحرُ المصطفى منه أعذَبُ
مدحتُك يا محبوبُ مِن صدق مُهْجتى ولولاك ما كنّا إلى الشعر نرغَبُ
وإنا لَجِئْنا فى عطائك راغبًا ومَنْ جاء بابك سائلًا لا يُثرَّبُ
وواللّٰه حُبُّك للنجاة لمؤمنٍ دليلٌ وعنوانٌ فكيف نخيَّبُ
و آثرتُ حُبّك بعد حبّ مهيمنى وتُصبى جنانى مِن سناك وتجلِبُ
ونستصغر الدنيا وخضراءَها معًا فلا نجتنى منها ولا نُستخلبُ
ألا أيها الشيخ الذى أكفرتَنى وإنى بزعمك كافرٌ ثم هَيذَبُ
فتلك بعون اللّٰه منى قصيدةٌ محبَّرةٌ ونظيره منك أَطْلُبُ

وهذى ثلاثٌ قد نظمنا وهدْيةٌ
ببحرٍ خفيف لِلْأحبّاء أنسبُ

﴿۶۳﴾ فإن كنتَ ذى علم فآتِ نظيرَها
وإنْ تعجزنْ جهلا فكِبرُك أعجبُ

# تَفْسير سُورة الفاتحة

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد للّٰه الذى خضعت الأعناقُ لكبريائه وتحيَّرت الأبصارُ من مجده وعلائه المقدَّس عن الأنداد والأضداد والشركاء المنزَّه عن الأشباهِ والأقران والنُظراء . هو الذى أرسل رسلًا لإصلاح الورى ونَجّى كلّ مَن قفا أثرهم واقتدٰى واختار من اختار مَهْيَعَهم وتبِعَهم وما انثنى فرضِى عنه وثَنى. والصلاة والسلام على سيد الرسل وخاتم الأنبياء محمدن المصطفى الذى هو سيّد قوم انكسرت إراداتهم البشرية وأُزيلت حركاتهم الطبعية وجرَتْ فى بواطنهم الأبحر الروحانية ونفخ اللّٰه فيهم روحه ووالا وصافا. هو إمامُ مَصاليت اللّٰه الذين خيَّبوا شيطانا ذا المكايد حتى أَخفق إخفاقَ الصائد وهو الذى كفَّ عن العَيث والنَّزْء ذِيبًا أكَل غنم أنبياء بنى إسرائيل ونَسَأً إلى الحق وعصَم وهَدَى فالسلام علٰى هذا الجَرِىّ البطل المظفَّر فى الأولٰى والأخرى.

أما بعد فاعلم أرشدك اللّٰه تعالٰى أن هذا الكتاب بُلْغةٌ لكل من أراد

أن يسلك في حدائق فاتحة الكتاب ويعلم حقائق نِكاتِه وشاجِنةَ معارفه على نهج الصواب. وكل ما أودعتُه من درر البيان فإني تفردتُ به من مواهب اللّٰه الرحمن وفُهِّمتُ من المُلهِمِ المنّان وليس فيه شيء من لُفاظات موائد المتقدمين ولا من خُشارة ملفوظات السابقين وخُثارِ الماضين إلا النادر الذى هو كالمعدوم وما عدا ذلك فهو من ربّى الذى أسبغَ عليَّ مِن باكورة العطاء وألهمنى من نِكاتٍ ما لم تعط أحد من العلماءِ ليشدّ أَزْرِى ويضع عنى وِزْرِى ويؤيّدنى فى إِزْرَاءِ القادحين ويُتمّ حجّتى على المنكرين المستكبرين. فالحمد للّٰه الذى هدانا لهذا وما كنا لنهتدىَ لولا أن هدانا اللّٰه هو ربنا وملجأنا إِنّا تُبْنا إليه وهو أرحم الراحمين. ﴿۶۴﴾

واعلم أيها الناظر فى هذا الكتاب أنا تركنا تفسير البسملة ولم نكتب فيه شيئا لأن تفسير الفاتحةِ قد أحاطت بتفسيرها وأغنى عنها ببيان مبين. والآن نشرع فى المقصود متوكّلين على اللّٰه النصير المعين.

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾

هو الثّناء باللسانِ على الجميلِ للمقتدر النبيل على قصد التبجيل والكامل التام من افراده مختصٌّ بالربّ الجليل وكل حمدٍ من الكثير والقليل يرجع إلى **ربّنا** الذى هو هادى الضال ومُعِزّ الذليلِ وهو محمود المحمودين.

والشكر يُفارق الحمدَ بخصوصيّته بالصفات المتعدية عند أكثر العلماء والمدحُ يفارقه فى جميلٍ غير اختياريٍّ كما لا يخفى على البُلغاء

والأدباء الماهرين. ﴿۶۵﴾

وإن اللّٰه تعالى افتتح كتابه بالحمد لا بالشكر ولا بالثناء لأن الحمد يُحيط عليهما بالاستيفاء وقد ناب منابَهما مع الزيادة في الرِّفاء وفي التزئين والتحسين. ولأن الكُفّار كانوا يحمدون **طواغيتهم** بغير حق ويؤثرون لفظ الحمد لمدحهم ويعتقدون أنهم منبع المواهب والجوائز ومن الجوّادين؛ وكذالك كان **موتاهم** يُحمَدون عند تعديد النوادب بل في الميادين والمآدب كحمد اللّٰه الرازق المتولي الضمين؛ **فهذا ردٌّ** عليهم وعلى كل من أشرك باللّٰه وذكرٌ للمتوسّمين. وفي ذلك يلوم اللّٰه تعالى عَبَدةَ الأوثان واليهود والنصارى وكل من كان من المشركين. فكأنه يقول أيها المشركون لِمَ تحمدون شركاءكم وتُطرُون كبراءكم. أهم أربابكم الذين ربّوكم وأبناءَكم. أم هم **الراحمون** الذين يرحمونكم ويردّون بلاءكم ويدفعون ما ساءكم وضَرَّاءكم ويحفظون **خيرًا** جاءكم ويَرحَضون عنكم قَشفَ الشدائد ويداوون داءكم أم هم مالِكُ **يوم الدين**. بل اللّٰه يُربّي ويرحم بتكميل الرفاء وعطاء أسباب الاهتداء واستجابة الدعاء والتنجية من الأعداء وسيعطي أجر العاملين الصالحين.

وفي لفظ الحمد إشارة أُخرٰى وهي أن اللّٰه تبارك وتعالى يقول أيها العباد اعرفوني بصفاتي وتعرّفوني بكمالاتي فإني لست كالناقصين بل يزيد حمدي على إطراء الحامدين ولن تجد محامدًا لا في السماوات

﴿۲۶﴾ ولافى الأرضين إلا وتجدها فى وجهى وإن أردتَ إحصاء محامدى فلن تحصيها وإن فكّرتَ بشقّ نفسک وكلفت فيها كالمستغرقين. فانظر هل ترى مِن حمد لا يوجد فى ذاتى. وهل تجد من كمال بُعِّدَ منى ومن حضرتى. فإن زعمت كذالک فما عرفتنى وأنت من قوم عمين. بل إننى أُعرَف بمحامدى وكمالاتى ويُرَى وابلى بسُحُبِ بركاتى فالذين حسبونى مستجمِعَ جميعِ صفات كاملة وكمالاتٍ شاملةٍ وما وجدوا من كمال وما رأوا من جلال إلى جولانِ خيال إلا ونسبوها إلىَّ وعزوا إلىّ كل عظمة ظهرت فى عقولهم وأنظارهم وكلَّ قدرة تراء ت أمام أفكارهم فهم قوم يمشون على طرق معرفتى والحق معهم وأولئک من الفائزين. فقوموا عافاكم اللّٰه واستقرِئوا محامده عزَّ اسمه وانظروا وأمعِنوا فيها كالأكياس والمتفكرين. واستنفِضوا واستشِفّوا أنظاركم إلى كل جهة كمال وتَحسَّسوا منه فى قَيْض العالم ومُحِّه كما يتحسس الحريص أمانيه بشُحّه فإذا وجدتم كماله التام وريّاه فإذا هو إيّاه وهذا سرّ لا يبدو إلا على المسترشدين.

فذالكم ربكم ومولاكم الكامل المستجمِع لجميع الصفات الكاملة والمحامد التامة الشاملة ولا يعرفه إلا من تدبر فى الفاتحة واستعان بقلب حزين. وإن الذين يُخلصون مع اللّٰه نيّةَ العقد ويعطونه صفقة العهد ويُطهّرون أنفسهم من الضغن والحقد تُفتح عليهم أبوابها فإذا هم من المبصرين.

ومع ذلک فيه إشارة إلى أنه مَن هلَک بخطاه فى أمر معرفة اللّٰه تعالى أو اتخذ إلٰها غيره فقد هلک مِن رفضِ رعاية كمالاته وتركِ التأنق فى عجائباته

والغفلةِ عما يليق بذاته كما هو عادة المبطلين. ألا تنظر إلى النصارى أنهم دُعوا ﴿۶۷﴾
إلى التوحيد فما أهلكهم إلا هذه العلّة وسوّلتْ لهم النفسُ المضلّة والشهوة
المُزِلّة أن اتخذوا عبدًا إلهًا وارتضعوا عُقار الضلالة والجهالة ونسوا كمال الله
تعالى وما يجب لِذاته ونحتوا للّه البنات والبنين. ولو أنهم أمعنوا أنظارهم فى
صفات اللّه تعالى وما يليق له من الكمالات لما أخطأ توسُّمُهم وما كانوا من
الهالكين. فأشار اللّٰه تعالى ههنا أن القانون العاصم من الخطأ فى معرفة البارئ
عز اسمه إمعانُ النظر فى كمالاته وتتبُّعُ صفات تليق بذاته وتذكُّر ما هو أولى
من جدوى وأحرى من عدوى وتصوُّرُ ما أثبتَ بأفعاله من قوّته وحوله وقهره
وطَوْله فاحفَظْه ولا تكنْ من اللافتين. واعلم أن الربوبية كلها للّه والرحمانية
كلها للّه والرحيمية كلها للّه والحكم فى يوم المجازاة كله للّه فإياك وتَأَبِّيك
مِن مطاوعةِ مُربّيك وكُنْ من المسلمين الموحّدين. وأشار فى الآية إلى أنه
تعالى مُنزّه مِن تجدُّد صفةٍ وحُؤول حالةٍ ولُحوق وصمةٍ وحَوْرٍ بعد كَوْرٍ بل قد
ثبَت الحمد له أوّلا وآخرًا وظاهرًا وباطنا إلى أبد الآبدين. ومن قال خلاف
ذلك فقد احْرَوْرَف وكان من الكافرين.

وقد علمت أن هذه الآية ردٌّ على النصارى وعَبَدةِ الأوثان فإنهم لا يوفون
اللّه حَقَّه ولا يرجون له بَرْقَه بل يُغدِفون عليه ستارة الظلام ويلقونه فى سبل
الآلام ويُبعدونه من الكمال التام ويُشركون به كثيرا من المخلوقين. فهذا
هو الظن الذى أرْداهم والتقليد الذى أبادهم وأهلكهم بما عوّلوا على أقوال
المفترين وزعموا أنهم من الصادقين. وقالوا إن هذه فى الآثار المنتقاة ﴿۶۸﴾

المدوّنة عن الثقات وما توجّهوا إلى عثر آبائهم وجهلِ عُلمائهم وتشريقهم وتغريبهم من مراكز تعاليم النبيّين وتَيْهِهم فى كل وادٍ هائمين. والعجب من فهمهم وعقلهم أنهم يعلمون أن اللّٰه كامل تام لا يجوز فيه نقصٌ وشُنْعَة وشحوب وذهول وتغيُّرٌ وحُؤول ثم يُجوِّزون فيه كثيرا منها وينسبون إليه كلَّ شقوة وخسران وعيب ونقصان ويكذّبون ما كانوا صدّقوه أوّلا ويهذون كالمجانين.

وفى لفظ الحمد للّٰه تعليم للمسلمين أنهم إذا سُئلوا وقيل لهم من إلهكم فوجَب على المسلم أن يجيبه أن إلهى الذى له الحمد كله وما مِن نوعٍ كمال وقدرة إلا وله ثابت فلا تكن من الناسين. ولو لاحظَ المشركين حظُّ الإيمان وأصابهم طلٌّ من العرفان لما طاحَ بهم ظنُّ السوء بالذى هو قيّوم العالمين. ولكنهم حسبوه كرجل شاخَ بعد الشباب واحتاج بعد صمديّته إلى الأسباب ووقعت عليه شدائدُ نُحولٍ وقُحول وقَشَفُ مُحول ووقع فى الإتراب بل قرب من التباب وكان من المتربين.

﴿رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ (۱، ۲، ۳، ۴)

اعلم أوّلا أن العالم ما يُعلَم ويُخبَر عنه وما يدل على الصانع الكامل الواحد المدبّر بالإرادة ويلتَحِص الطالبَ إلى الإيمان به وينصّه (براند) إلى المؤمنين.

وأما خبايا أسرارِ أسماءٍ ذكَرها اللّٰه تعالى فى هذه الآيات وأودعَها أنواعَ النِّكات فأَصْغِ إلىّ أكشِفُ لك قِناعها إن كنتَ استمحتَنى وجئتنى كالمخلصين. فاعلم أن هذه الصفات عيون لفيوض اللّٰه الكاملة النازلة على أهل الأرض والسماء وكلُّ صفة منبعٌ لقسمِ فيضٍ بترتيبٍ أودع اللّٰه آثارها فى العالم ليُرى توافُقَ قولِه بفعله وليكون آية للمتفكرين. فالقسم الأول من أقسام الصفات الفيضانية صفةٌ

يسمّيها ربّنا رب العالمين. وهذه الصفة أوسعُ الصفات فى الإفاضة ولا بد من ﴿۶۹﴾
أن نسمّى فيضانها فيضانا أعمَّ لأن صفة الربوبية قد أحاطت الحيواناتِ وغير
الحيوانات بل أحاطت السماوات والأرضين وفيضانها أعمُّ من كل فيض ما
غادر إنسانًا ولا حيوانًا ولا شجرًا ولا حجرًا ولا سماءً ولا أرضا بل نزل ماءه
على كل شىء فأحياه وأحاط بالكائنات كلها ظواهرِها وبواطنها فكلُّ شىء
صنيعةٌ من اللّٰه الذى أعطى كلَّ شىء خَلْقَه وبدأ خَلْقَ الإنسان من طين. واسم
ذلك الفيض ربوبيةٌ وبه يبذر اللّٰه بذر السعادة فى كل سعيد وعليه يتوقف
استثمار الخيرات وبروز مادة السعادات وآثار الورع والحزامة والتقاة وكل ما
يوجد فى الرشيدين. وكل شقى وسعيد وطيّب وخبيث يأخذ حَظّه كما شاء ربُّه
فى المرتبة الربوبية فهذا الفيض يجعل من يشاء إنسانًا ويجعل من يشاء حمارًا
ويجعل ما يشاء نُحاسا ويجعل ما يشاء ذهبًا وما كان اللّٰه من المسؤولين.
واعلم أن هذا الفيض جار على الاتصال بوجه الكمال ولو فُرض انقطاعه طرفةَ
عين لفسدت السماوات والأرض وما فيهن ولكن أحاط صحيحًا ومريضًا
ويَفاعًا وحضيضًا وشجرًا وحجرًا وكل ما فى العالمين. وقدّم اللّٰه هذا الفيض
فى كتابه وضعًا لتقدُّمِه فى عالم أسبابه طبعًا فليس هذا التقديم محدودًا فى
توشية الكلام ومحصورا فى رعاية الصفاء التام بل هى بلاغة حِكمية لإراءة
النظام من حيث إنه تعالى جعل أقواله مرآةً لرؤية أفعاله الموجودة فى طبقات
الأنام لتطمئن به قلوب العارفين.

**والقسم الثانى** من الصفات الفيضانية صفة يسمّيها ربُّنا الرحمن. ولا بد
من أن نسمّى فيضانه فَيضانًا عاما ورحمانية وله مرتبةٌ بعد

مـرتبة الـفيـضان الأعمّ وهو أخصّ من الفيضان الأول ولا ينتفع منه إلا ذوو الروح ﴿۷۰﴾
مـن أشيـاء السـمـاء والأرضيـن. وإن اللّٰه فى وقت هذا الفيض لا ينظر الاستحقاقَ
والـعـمـل والشـكـر بـل يُـنــزله فضلا منه على كلّ ذى روحٍ إنسانا كان أو حيوانًا
مـجـنـونًـا كان أو عاقـلًا مؤمنًا كان أو كافرًا ويُنجّى كلَّ روح من هلكةٍ دانت منها
بـعد ما كادت تهوى فيها ويُعطى كلَّ شىء خَلقًا ينفعه لأن اللّٰه جوّاد بالذات وليس
بضنين. فكل ما ترٰى فى السماءِ من الشمس والقمر والنجوم والمطر والهواء وما
تـرى فـى الأرض مـن الأنهـار والأشجار والأثمار والأدوية النافعة والألبان السائغة
والـعسـل الـمـصـفّـى فـكلها مِن رحمانيته عزّوجلّ لا مِن عمل العاملين. وإلى هذا
الفيضان أشار اللّٰه تعالى فى قوله وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ [۱] وفى قوله تعالى:
اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ [۲] وفـى قـولـه تـعالى مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ
الرَّحْمٰنِ [۳] وفـى قـولـه تـعالى مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ [۴] تـذكـرة لـلـمتقين
ولـو لـم يـكن هذا الفيضان لما كان لِطيرٍ أن يطير فى الهواء و لا لحوتٍ أن يتنفس
فى الماء ولأبادَ كلَّ مُعِيل ضَفَفُه وكلَّ ذى قَشَفٍ شَظَفُه وما بقِى سبيل لإماطته كما
دُور کردن
لا يخفى على المستطلعين.

ألا تـرى كيف يـحيـى الـلّٰـه الأرض بـعـد موتها ويكوّر الليلَ على النهار
ويـكـوّر الـنهارَ على الليل وسخّر الشمس والقمر كلٌّ يجرى لأجل مسمّى
إن فـى ذٰلـک لآيـاتٍ رحـمـانية لـلـمتدبرين. وجعل لكم الليل لتسكنوا فيه
والـنهـارَ مبـصِـرًا وجـعل لكم الأرض قرارًا والسمآء بناءً وصَوَّركم فأحسَنَ
صُـوركـم ورزَقـكـم مـن الـطيبات فذالكم الرحمن ربكم مُربِّى المساكين.
والـذيـن كفروا برحمانيته فجعلوا للّٰه عليهم سلطانا مبينا وما قدروا اللّٰه حق
قـدره وكـانـوا مـن الغافلين. ألا يرون إلى الشمس التى تجرى من المشرق

[۱] الاعراف:۱۵۷ [۲] الرحمن:۲،۳ [۳] الانبياء:۴۳ [۴] الملک:۲۰

إلى المغرب. أ كان خَلقها وجريها مِن عملهم أو مِن تفضُّل الرحمن الذى وسعتْ رحمانيته الصالحين والظالمين. وكذلك يُنزل الله ماءً فى أوقاته فيُنشيء به زروعًا وأشجارا فيها فواكه كثيرة أفهذه النعماء مِن عمل عامل أو رحمانية خالصة من الله تعالى الذى نجانا مِن كل اعتياص المعيشة وأعطانا سُلّمًا لكل حاجة نحتاج فيها إلى الارتقاء وأرشِيةً نحتاج إليها للاستسقاء . فسبحان الله الذى أنعم علينا برحمانيته وما كان لنا من عمل نستحق به بل خلَق نعماء ه قبل أن نُخلَق فانظر هل ترى مثله فى المنعِمين. فحاصل الكلام أن الرحمانية رحمة عامة لنوع الإنسان والحيوان ولكل ذى روح وكل نفس منفوسة مِن غير إرادةِ أجرِ عملٍ ومِن غير لحاظِ استحقاقِ عبدٍ بصلاحه وتورُّعه فى الدين. ﴿۱۷﴾

**والقسم الثالث** من الصفات الفيضانية صفة يُسمّيها ربُّنا **الرحيم** ولا بد من أن نسمّى فيضانها فيضانا خاصًا ورحيميةً من الله الكريم للذين يعملون الصالحات ويشمّرون ولا يقصّرون ويذكرون ولا يغفلون ويبصرون ولا يتعامون ويستعدّون ليوم الرحيل ويتّقون سخط الربّ الجليل ويبيتون لربهم سُجّدًا وقيامًا ويصبحون صائمين. ولا ينسون موتهم ورجوعهم إلى مولاهم الحق بل يعتبرون بنعيٍ يُسمَع ويرتاعون لإلفٍ يُفقَد ويذكرون مناياهم من موت الأحباب ويهولُهم هَيْلُ التراب على الأتراب فيلتاعون ويتنبهون ويُريهم اخترامُ الأحبّة موتَ أنفسهم فيتوبون إلى الله وهم من الصالحين. فلعلّك فهمتَ أن هذا الفيضان ينزل من السمآء على شريطة العمل والتورّع والسِّمَت الصالحة والتقوى والإيمان ولا وجودَ له إلا بعد وجود العقل والفهم وبعد وجود كتاب الله تعالى وحدوده وأحكامه وكذلك

﴿۷۲﴾ المحرومون من هذه النعمة لا يستحقون عتابا ومؤاخذة من قَبْل هذه الشرائط. فظهَر أن الرحيمية تَوْءَمٌ لكتاب اللّٰه وتعليمه وتفهيمه فلا يؤخذ أحدٌ قبله ولا يُدرك أحدا عطبُ القهر إلا بعد ظهور هذه الرحيمية ولا يُسأل فاسق عن فسقه إلا بعدها. فخُذْ هذا السرّ منى وهو ردٌّ على المتنصرين. فإنهم قائلون بلسع الذنب من آدم إلى انقطاع الدنيا ويقولون إن كل عبد مذنبٌ سواء عليه بلَغه كتابٌ من اللّٰه تعالى وأُعطِىَ له عقل سليم أو كان من المعذورين. وزعموا أن اللّٰه تعالى لا يغفر أحدًا إلا بعد إيمانه بالمسيح وزعموا أن أبواب النجاة مغلقة لغيره ولا سبيل إلى المغفرة بمجرد الأعمال فإن اللّٰه عادل والعدل يقتضى أن يعذّب من كان مذنبا وكان من المجرمين. فلما حصحص اليأس من أن تُطهَّر الناسُ بأعمالهم أرسلَ اللّٰه ابنَه الطاهر ليَزِرَ وِزْرَ الناس على عنقه ثم يُصلَب ويُنجّى الناس من أوزارهم فجاء الابن وقُتل ونجى النصارى فدخلوا فى حدائق النجاة فرحين. هذه عقيدتهم ولكن من نَقَدَها بعين المعقول ووَضعها على معيار التحقيقات سلَكها مسلك الهذيانات. وإنْ تعجَب فما تجد أعجبَ من قولهم هذا. لا يعلمون أن العدل أهمُّ وأوجب من الرحم فمن ترك المذنب وأخذ المعصوم ففعَل فعلًا ما بقِى منه عدل ولا رحم وما يفعل مثل ذلك إلا الذى هو أضل من المجانين. ثم إذا كانت المؤاخذات مشروطة بوعد اللّٰه تعالى ووعيده فكيف يجوز تعذيب أحد قبل إشاعة قانون الأحكام وتشييده وكيف يجوز أخذُ الأولين والآخرين عند صدور معصية ما سبَقها وعيدٌ عند ارتكابها وما كان أحد عليها من المطّلعين. فالحق أن العدل لا يوجد أثره إلا بعد نزول كتاب اللّٰه ووعده ووعيده وأحكامه وحدوده وشرائطه. وإضافة العدل الحقيقى إلى اللّٰه تعالى باطل لا أصل لها لأن العدل لا يُتصوَّر إلا بعد تصوُّرِ الحقوق وتسليم وجوبها وليس لأحد حق على رب العالمين. ألا ترى

أن اللّٰـه سـخّـر كـل حيوان لِلإنسان وأباح دماء ها لأدنى ضرورته فلو كان وجوب العـدل حـقًّـا عـلـى اللّٰـه تعالى لما كان له سبيلٌ لإجراء هذه الأحكام وإلا فكان من الـجائرين. ولكن اللّٰه يفعل ما يشاء فى ملكوته يُعزّ من يشاء ويُذلّ من يشاء ويُحيى مـن يشـاء ويـميـت مـن يشـاء ويـرفع من يشاء ويضع من يشاء . ووجود الحقوق يـقـتـضـى خلاف ذلک بل يجعل يداه مغلولة وأنت ترى أن المشاهدة تُكذّبها وقد خلق اللّٰه مخلوقه على تفاوُت المراتب فبعض مخلوقه أفراسٌ وحمير وبعضه جِمالٌ ونـوق وكـلاب وذيـاب ونـمـور وجـعل لبعض مخلوقه سمعًا وبصرًا وخلق بعضهم صُـمًّا وجعل بعضهم عمين. فلأىّ حيوان حقٌّ أن يقوم ويخاصم ربَّه أنه لِم خلَقه كذا ولَـم يخلقه كذا. نـعـمْ كتَـب اللّٰـه على نفسه حق العباد بعد إنزال الكتب وتبليغ الـوعد والوعيد وبشّر بجزاء العاملين. فمن تبع كتابه ونبيه ونهى النفسَ عن الهوى فـإن الـجـنة هى المأوى ومن عصى ربه وأحكامه وأبى فسيكون من المعذَّبين. فلما كـان مَلاک الأمر الوعد والوعيد لا العدل العتيد الذى كان واجبا على اللّٰه الوحيد انهدم من هذا الأصول الـمـنيفُ الممرَّدُ الذى بناه النصارى من أوهامهم. فثبت أن إيـجاب العدل الحقيقى على اللّٰه تعالى خيال فاسد ومتاع كاسد لا يقبَله إلا من كان مـن الـجـاهـلين. ومن هنا نجد أن بناء عقيدة الكفّارة على عدل اللّٰه بناءٌ فاسد على فاسد فتدبَّرْ فيه فإنه يكفيک لكسر صليب النصارى إن كنت من المناظرين. واسم هذه الصفة فى كتاب اللّٰه تعالى رحيميّة كما قال اللّٰه تعالى فى كتابه العزيز وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا[1] وقال وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ[2] . فهـذا الـفيـضـان لا يتوجه إلا إلى الـمستحق ولا يَطلبُ إلا عامِـلًا وهذا هو الفرق بين الرحمانيّة والرحيميّة والقرآن مملوٌّ من نظائره ولكن كفاک هذا القدر إن كنت من العاقلين. ﴿۴۳﴾

[1] الاحزاب:۴۴ [2] الحجرات:۶

﴿۷۴﴾ **القسم الرابع** من الفيضان فيضان نسمّيه فيضانًا أخصّ ومظهرًا تامًّا للمالكية وهو أكبر الفيوض وأعلاها وأرفعها وأتمّها وأكملها ومُنتهاها وثمرة أشجار العالمين ولا يظهر إلا بعد هدم عمارات هذا العالم الحقير الصغير ودروسِ أطلاله وآثاره وشحوبِ سحنته ونضوبِ ماء وَجنته وأفولِ نجمه كالمغرّبين. وهو عالم لطيف دقّتُ أسراره وكثرت أنواره يحارُ فيها فهمُ المتفكرين. وإن قلت لِم قال اللّٰه تعالى فى هذا المقام مَالِكِ يَوْمِ الدِّين وما قال عادلُ يوم الدين. فاعلم أن السِّر فى ذلك أن العدل لا يتحقق إلا بعد تحقُّق الحقوق وليس لأحدٍ من حقٍّ على اللّٰه رب العالمين. ونجاة الآخرة موهبة من اللّٰه تعالى للذين آمنوا به وسارعوا إلى امتثاله وتقبُّل أحكامه وعبادته ومعرفته بسرعة معجبةٍ كأنهم كانوا فى نَجاء حركاتهم ومَسائحِ غَدَواتِهم ورَوحاتهم ممتطين على هوجاءَ شِمِلَّةٍ ونُوقٍ مُشْمَعِلَّةٍ وإن لم يُتِمّوا أمر الإطاعة وما عبدوا حق العبادة وما عرفوا حق المعرفة ولكن كانوا عليها حريصين. وكذلك الذين عصوا ربهم وإن لم تبلغ شقوتهم مداها ولكن كانوا إليها مسارعين وكانوا يعملون السيئات ويزيدون فى جراء اتهم وما كانوا من المنتهين. فكلٌّ يرىٰ ما كان فى نيّته رحمةً من اللّٰه أو قهرًا فمَن ناوَحَ مَهَبَّ نسيمِ الرحمة فسيجد حظًّا منها خالدًا فيها ومَن قابَلَ صراصرَ القهر فسيقع فى صدماتها. وما هذا إلا المالكية لا العدل الذى يقتضى الحقوق فتدبَّرْ ولا تكن من الغافلين.

واعلم أن فى ترتيب هذه الصفات بلاغةٌ أخرىٰ نريد أَن نذكرها لتكتحل مِن كُحل المتبصّرين. وهو أن الآيات التى رصّع اللّٰهُ بعدَها كلها

مقسومة على تلك الصفات برعاية المحاذاة ووضعِ بعضها تحت بعض ﴿۷۵﴾
كطبقات السماوات والأرضين. وتفصيله أنه تعالى ذكر أوّلًا ذاتَه وصفاته بترتيب يوجَد فى العالمين. ثم ذكَر كل ما هو يناسب البشريةَ بترتيب يُشاهَد فى قانون الله ومع ذلك جعَل كل صفةٍ بشريةٍ تحت صفةٍ إلهيّة وجعل لكل صفة إنسانية مشرَبًا وسُقيًا من صفةٍ إلٰهية تستفيض منها وأرىٰ التقابلَ بينهما بترتيب وضعى يوجَد فى الآيات فتبارك اللّٰه أحسن المرتّبين. وتشريحه التام أن الصفات مع اسم الذات خمسةُ أبحرٍ قد تقدّمَ ذكرُها فى صدر السورة أعنى اللّٰه[۱] وربّ[۲] العالمين والرّحمن[۳] والرحيم[۴] ومالك يوم[۵] الدين. فجعل اللّٰه كمثلها خمسة من المغترفات مما ذكر من بعد وقابلَ الخمسةَ بالخمسةِ وكل واحد من المغترفات يشرب مِن ماءِ صفةٍ تُشابهه وتُناوحه وتأخذ مما احتوت على معان تسرُّ العارفين. مثلًا

**أوّلُها بحرُ** اسم اللّٰه تعالٰى وتغترف منه جملةُ إيَّاكَ نَعْبُدُ التى حذَتْه وصارت كالمحاذين. وحقيقة التعبد تعظيمُ المعبود بالتذلل التام والاحتذاء بمثاله والانصباغ بصبغه والخروج من النفس والأنانية كالفانين. وسِرُّه أن العبد قد خُلق كالمريض والعليل والعطشان وشفاؤه وتسكين غُلّته وإرواء كبده فى ماءِ عبادت اللّٰه فلا يبرأ ولا يرتوى إلا إذا يَثنِى إليه انصبابَه ويُفرط صبابه ويسعى إليه كالمستسقين. ولا يُطهِّر قريحتَه ولا يلبِّد عَجاجَته ولا يُحلّى مُجاجَتَه إلا ذِكرُ اللّٰه ألا بذكر اللّٰه تطمئن قلوب الذين يعبدون اللّٰه ويأتونه مسلمين. ففى آية إيَّاكَ نَعْبُدُ إقرارٌ لمعبودية اللّٰه الذى هو مستجمِع بجميع صفات الكاملية ولذٰلك وقعت هذه الجملة تحت جملة الْحَمْدُ للّٰهِ فانظر إن كنت من الناظرين.

**وثانيها بحرُ** رَبِّ الْعَالَمِينَ وتغترف منها جملةُ إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ. فإن العبد

إذا سمع أن الله يُربّى العالمين كلها وما مِن عالم إلا هو مربّيه ورأى نفسَه أمّارةً ﴿۷۶﴾
بالسوء فتضرّعَ واضطرّ والتجأ إلى بابه وتعلّقَ بأهدابه ودخل فى مآدبه برعاية آدابه ليدركه بالربوبية ويُحسن إليه وهو خير المحسنين. فإن الربوبية صفةٌ تعطى كلَّ شىء خَلْقَه المطلوبَ لوجوده ولا يغادره كالناقصين.

وثالثها بحرُ اسم الرَّحْمٰنِ وتغترف منه جملةُ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ليكون العبد من المهتدين المرحومين. فإن الرحمانية تُعطى كلَّ ما يحتاج إليه الوجود الذى رُبِّىَ مِن صفة الربوبية فهذه الصفة تجعل الأسبابَ موافقةً للمرحوم. وأثرُ الربوبية تسويةُ الوجود وتخليقه كما يليق وينبغى وأثرُ هذه الصفة أنها تُكسِى ذلك الوجودَ لباسًا يوارى سوأته وتهَبُ له زينتَه وتكحل عينه وتغسل وجهه وتعطى له فرسًا للركوب وتُريه طرق الفارسين. ومَرْتبتها بعد الربوبية وهى تعطى كلَّ شىء مطلوبَ وجوده وتجعله من الموفَّقين.

ورابعها بحرُ اسم الرَّحِيمِ وتغترف منه جملةُ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ليكون العبد من المنعَمين المخصوصين. فإن الرحيمية صفة مُدْنِيةٌ إلى الإنعامات الخاصّة التى لا شريك فيها للمطيعين وإن كان الإنعام العام محيطة بكل شىء من الناس إلى الأفاعى والتنّين.

وخامسها بحرُ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ وتغترف منه جملةُ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّين. فإن غضب الله وتركه فى الضلالة لا تَظهَر حقيقتُه على الناس على وجه الكامل إلا فى يوم المجازات الذى يُجاليهم الله فيه بغضبه وإنعامه ويُجالحهم بتذليله وإكرامه ويُجلّى عن نفسه إلى حَدٍّ ما جلَّى كمثله وتراءى السابقون كفرس مُجلّى وتراءت

الجالية بِغَيِّهم المبين. وفيه يعلم الذين كفروا أنهم كانوا موردَ غضب اللّٰه ﴿۷۷﴾
وكانوا قومًا عمين. ومن كان فى هذه أعمٰى فهو فى الآخرة أعمٰى ولكن عَمَى هذه الدنيا مخفِيٌّ ويتبيّن فى يوم الدّين. فالذين أبوا وما تبعوا هَدْى رسولنا ونور كتابنا وكانوا لطواغيتهم متّبعين فسوف يرون غضب اللّٰه وتغيُّظَ النار وزفيرها ويرون ظلمتهم وضلالتهم بالأعين ويجدون أنفسهم كالظالع الأعور ويدخلون جهنم خالدين فيها وما كان لهم أحد من الشافعين. وفى الآية إشارة إلى أن اسم مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ذو الجهتين يُضلّ من يشاء ويهدى من يشاء فاسألوه أن يجعلكم من المهتدين.

هذا ما أردنا من بيان بعض نِكات هذه الآية ولطائفها الأدبية التى هى للناظرين كالآيات وبلاغتُها الرائعة المبتكرة المحبّرة المحتوية على محاسن الكنايات مع دُرر حِكَمية ومعارف نادرةٍ من دقائق الإلهيات فلا تجد نظيرها فى الأولين والآخرين. فلا شك أن مُلَحَ أدبها بارعة وقَدَمَها على أعلام العلوم فارعة وهى تصبى قلوب العارفين . وقد علمتَ ترتيب خمسة أبحرٍ التى تجرى بعضها تلو بعض فتَسَلَّمْه وكن من الشاكرين. وأما ترتيب المغترفات فتعرفه بترتيب أبحرها إن كنت من المغترفين.

**إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ** قدّم اللّٰه عزّوجل قوله إِيَّاكَ نَعْبُدُ على قوله إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ إشارةً إلى تفضلاته الرحمانية مِن قَبْل الاستعانة فكأن العبد يشكر ربه ويقول يا رب إنى أشكرك على نعمائك التى أعطيتنى من قبل دعائى ومسألتى وعملى وجهدى واستعانتى بالربوبية والرحمانية التى
سبقت سُؤْلَ السائلين ثم أطلبُ منك قوةً وصلاحًا وفلاحًا وفوزًا ﴿۷۸﴾

ومقاصد التى لا تُعطَى إلا بعد الطلب والاستعانة والدعاءِ وأنت خير المعطين.

وفى هٰذه الآيات حث على شكرِ ما تُعطى والدعاءِ بالصبر فيما تتمنى وفرطِ اللّٰهج إلى ما هو أتمّ وأعلى لتكون من الشاكرين الصابرين. وفيها حَثٌّ على نفى الحَول والقوة والاستطراح بين يدى سبحانه مترقبًا منتظرًا مديمًا للسؤال والدعاء والتضرع والثناء والافتقار مع الخوفِ والرجاء كالطفل الرضيع فى يد الظئر والموتِ عن الخلق وعن كل ما هو فى الأرضين. وفيها حثٌّ على إقرارٍ واعتراف بأننا الضعفاء لا نعبدك إلا بك ولا نتحسس منك إلا بعونك. بك نعمل وبك نتحرك وإليك نسعى كالثواكل متحرقين وكالعشاق متلظّين. وفيها حثٌّ على الخروج من الاختيال والزَّهْو والاعتصام بقوة اللّٰه تعالى وحوله عند اعتياص الأمور وهجوم المشكلات والدخول فى المنكسرين. كأنه تعالى شأنه يقول يا عباد احسَبوا أنفسكم كالميتين وباللّٰه اعتضِدوا كل حين. فلا يَزْدَهِ الشابُّ منكم بقوته ولا يتخصّر الشيخ بهراوته ولا يفرح الكَيِّسُ بدهائه ولا يثق الفقيه بصحة علمه وجودة فهمه وذكائه ولا يتّكیٔ الملهَم على إلهامه وكشفه وخلوص دعائه فإن اللّٰه يفعل ما يشاء ويطرد من يشاء ويُدخل من يشاء فى المخصوصين.

وفى جملة إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ إشارة إلى عظمة شرّ النفس الأمّارة التى تسعى كالعَسَّارة فكأنها أفعى شرُّها قد طَمَّ فجعَل كلَّ سليم كعظم إذا رَمَّ وتراها تنفث السمَّ أو هى ضرغامٌ ما ينكُل إن هَمَّ ولا حولَ ولا قوة ولا كسب ولا لَمَّ إلا باللّٰه الذى هو يرجم الشياطين.

وفى تقديم نَعْبُدُ على نَسْتَعِينُ نكاتٌ أخرى فنكتب للذين هم مشغوفون

بآيا ت المثاني لا برنّات المثاني ويسعون إليها شائقين. وهي أن الله عزوجل ﴿۷۹﴾
يعلّم عباده دعاءً فيه سعادتهم فيقول يا عبادِ سَلُوني بالانكسار والعبودية وقولوا
ربنا إياك نعبد ولكن بالمعاناة والتكلف والتحشم وتَفُرقة الخاطر وتمويهات
الخنّاس وبالرويّة الناضبة والأوهام الناصبة والخيالات المظلمة كماءٍ مُكدّرٍ
مِن سَيل أو كحاطب ليل وإن نتّبعُ إلا ظنًّا وما نحن بمستيقنين. وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ
يعني نستعينك للذوق والشوق والحضور والإيمان الموفور والتلبية
الروحانية والسرور والنور ولتوشيح القلب بحُلى المعارف وحُلل الحبور
لنكون بفضلك من سبّاقين في عرصات اليقين وإلى منتهى المآرب واصلين
وفي بحار الحقائق متوردين. وفي قوله تعالى إِيَّاكَ نَعْبُدُ تنبيه آخر وهو أنه
يرغّب فيه عبادَه إلى أن يبذلوا في مطاوعته جُهْدَ المستطيع ويقوموا مُلبّين في
كل حين تلبيةَ المطيع. فكأن العباد يقولون ربنا إنّا لا نألوا في المجاهدات وفي
امتثالك وابتغاء المرضاة ولكن نستعينك ونستكفي بك الافتتانَ بالعُجب
والرياء ونستوهب منك توفيقًا قائدًا إلى الرشد والرضاء وإنّا ثابتون على
طاعتك وعبادتك فاكتُبنا في المطاوعين. وهنا إشارةٌ أخرى وهي أن العبد
يقول يا ربّ إنّا خصصناك بمعبوديّتك وآثرْناك على كل ما سواك فلا نعبد
شيئا إلا وجهك وإنّا من الموحِّدين. واختار عزّوجل لفظَ المتكلّم مع الغير
إشارةً إلى أن الدعاء لجميع الإخوان لا لنفس الداعي وحثّ فيه على
مسالمة المسلمين واتحادهم ووِدادهم وعلى أن يعنو الداعي نفسه
لنُصح أخيه كما يعنو لنُصح ذاته ويهتمّ ويقلق لحاجاته كما يهتم ويقلق
لنفسه ولا يفرّق بينه وبين أخيه ويكون له بكل القلب من الناصِحين.

﴿۸۰﴾ فكأنه تعالٰى يوصى ويقول يا عِبادِ تَهادُوا بالدعاء تَهادِى الإخوان والمحبّين. وتَناثَثوا دعواتكم وتَباثَثوا نيّاتكم وكونوا فى المحبة كالإخوان والآباء والبنين.

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

هذا الدعآء ردٌّ على قول الذين يقولون إن القلم قد جفَّ بما هو كائنٌ فلا فائدة فى الدعاء فاللّٰهُ تبارك وتعالى يُبشّر عباده بقبول الدُّعاء فكأنه يقول يا عباد ادعونى أستجبْ لكم. وإن فى الدعاء تأثيرات وتبديلات والدعاء المقبول يُدخل الداعى فى المنعَمين.

وفى الآية إشارة إلى علامات تُعرَف بها قبولية الدعاء على طريق الاصطفاءِ وإيماءٌ إلى آثار المقبَّلين. لأن الإنسان إذا أحبّ الرحمٰنَ وقوّى الإيمانَ فذالك الإنسان وإن كان على حُسن اعتقاد فى أمر استجابة دعواته ولكن الاعتقاد ليس كعين اليقين وليس الخبر كالمعاينة ولا يستوى حال أولى الأبصار والعمين. بل من يُدرَّب باستجابة الدعوات حق التدرّب وكان معه أثر من المشاهدات فلا يبقى له شكٌّ ولا ريبٌ فى قبولية الأدعية. والذين يشكّون فيها فسببُه حرمانُهم من ذلك الحظّ ثم قلّةُ التفاتهم إلى ربهم وابتلاءهم بسلسلة أسبابٍ توجد فى واقعات الفطرة وظهورات القدرة فما ترقّتْ أعينُهم فوق الأسباب المادية الموجودة أمام الأعين فاستبعَدوا ما لم تُحِط بها آراؤهم وما كانوا مهتدين.

وفى هذه السورة نِكاتٌ شتّٰى نريد أَنْ نكتب بعضها ومنها أنّ الفاتحة سبع آياتٍ أوّلها اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وآخرها غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ. وفى الآية الأولٰى

بيـانُ بـدءِ الـخَـلـق وفـى الأخرى إشارة إلى قوم تقوم القيامة عليهم وعلى أمثالهم من اليهود والـمتنصرين. وفى تعيين سبع آية إشارةٌ إلـى أن عمر الدنيا سبعة كما أن أيام أسبوعنا سبعة. ﴿۸۱﴾
وما ندرى حقيقة السبعة على وجه التحقيق أهى آلاف كآلافنا أو غير ذلك ولكنا نعلم أنه ما بقى من السبعة إلا واحدًا وقد أراد اللّٰه تصرفات جديدة بعد انقضائها فيُهلك القرون الأولى عـنـد اختتـامهـا ويخلُق الآخرين. وفى الآية السادسة يعنى صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ نكتةٌ أخرى وهى أن آدم قد خُلق فى يوم السادس وأُنعمَ عليه ونُفخ فيه روحُ الحياة فى الجمعة بعد العصر وكذلك يُخلَق رجلٌ فى الألف السادس وهو آدم قومٍ أضاعوا إيمانهم فيجىء ويُحيى قلوبهم ويهَب لهم عرفانا غضًّا طريًّا ويجعلهم بعد نومهم من المستيقظين.

وفـى آية اِهْـدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ إشـارةٌ وحثٌّ عـلـى دعـاء صحة المعرفة كأنه يُعلّـمنا ويقول ادعوا اللّٰه أن يُريكم صفاته كما هى ويجعلكم من الشاكرين لأن الأمم الأولـى مـا ضـلـوا إلا بـعد كونهم عُميًا فى معرفة صفات اللّٰه تعالى وإنعاماته ومرضاته فكانوا يُفانُون الأيامَ فيما يزيد الآثام فحلّ غضبُ اللّٰه عليهم فضُربت عليهم الذلة وكانوا مـن الهالكين. وإليه أشار اللّٰه تعالى فى قوله غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وسياق كلامه يُعلِم أن غـضـب الـلّٰـه لا يتـوجـه إلا إلـى قـوم أنـعـم اللّٰه عليهم من قبل الغضب فالمراد من الْـمَـغْضُوبِ عَلَيْهِمْ فـى الآية قـوم عـصـوا فـى نـعماءٍ وآلاءٍ رزقهم اللّٰه خاصة واتبعوا الشهـوات ونسـوا المنعِم وحقه وكانوا من الكافرين. وأما الضالون فهم قوم أرادوا أن يسـلـكوا مسلك الصواب ولكن لم يكن معهم من العلوم الصادقة والمعارف المنيرة الحقة والأدعية الـعـاصـمة الـمـوفـقة بـل غـلـبـت عليهم خيالات وهمية فركنوا إليها وجهلوا طـريـقهم وأخطأوا مشربهم من الحق فضلّوا وما سرّحوا أفكارهم فى مراعى الحق المبين. والعجب من أفكارهم وعقولهم وأنظارهم أنهم جوّزوا على اللّٰه وعلى خلقه ما يأبٰى منه الفطرة

الصحيحة والإشراقات القلبية ولم يعلموا أنّ الشرائع تخدم الطبائع والطبيب معينٌ
للطبيعة لا منازعٌ لها فيا حسرةً عليهم ما ألهاهم عن صراط الصادقين! ﴿۸۲﴾
وفي هذه السورة يُعلّم الله تعالى عباده المسلمين فكأنه يقول يا عباد إنكم رأيتم اليهود والنصارى فاجتنِبوا شبه أعمالِهم واعتصِموا بحبل الدعاء والاستعانة ولا تنسوا نعماء الله كاليهود فيحلّ عليكم غضبه ولا تتركوا العلوم الصادقة والدعاء ولا تهِنوا مِن طلب الهداية كالنصارى فتكونوا من الضّالين . وحثَّ على طلب الهداية إشارةً إلى أن الثبات على الهداية لا يكون إلا بدوام الدعاء والتضرع فى حضرة الله. ومع ذلك إشارة إلى أن الهداية أمرٌ مِن لديه والعبدُ لا يهتدى أبدًا من غير أن يهديه الله ويُدخله فى المهديّين. وإشارةٌ إلى أن الهداية غير متناهية وترقى النفوس إليها بسلّم الدعوات ومَن ترك الدعاء فأضاع سُلّمه فإنما الحريّ بالاهتداء مَن كان رَطُبَ اللسان بالدعاء وذكر ربه وكان عليه من المداومين. ومن ترك الدعاء وادّعى الاهتداء فعسى أن يتزين للناس بما ليس فيه ويقع فى هوّة الشرك والرّياء ويخرج من جماعة المخلصين. والمخلِص يترقّى يوما فيومًا حتى يصير مُخلَصًا بفتح اللام وتهَب له العناية سِرًّا يكون بين الله وبينه ويدخل فى المحبوبين ويتنزل منزلةَ المقبولين. والعبد لا يبلغ حقيقة الإيمان مِن غير أن يفهم حقيقة الإخلاص ويقوم عليها ولا يكون مخلصا وعنده على وجه الأرض شيءٌ يتّكأ عليه ويخافه أو يحسبه من الناصرين. ولا ينجو أحد من غوائل النفس وشرورها إلّا بعد أن يتقبله الله بإخلاصه ويعصمه بفضله وحوله وقوته ويذيقه من شراب الروحانيّين لأنها خبيثة وقد انتهت إلى غاية الخبث وصارت منشأ الأهوية المضلّة الرديّة المُردِية فعَلَّم الله تعالى عباده أن يفروا إليه بالدعاء عائذا من شرورها ودواهيها ليُدخلهم فى زُمر المحفوظين. وإن مثل جذبات النفس كمثل الحُميّات الحادّة فكما تجد عند تلك الحُميّات أعراضا هايلة مشتدة مِثل النافض والبرد والقشعريرة ومِثل العرق الكثير والرعاف المفرط والقيء العنيف

والإسهال المضعِف والعطش الذى لا يُطاق ومِثل السبات الكثير والأرَق اللازم ﴿۸۳﴾
وخشونة اللسان وقحل الفمّ ومِثل العُطاس الملِحّ والصداع الصعب والسعال المتواتر وسقوط الشهوة والفُواق وغيرِها من علامات المحمومين. كذلك للنفس جذبات وعلامات موادها تفور وأمواجها تمور وأعراضها تدور وبقراتها تخور وأسيرها يبور وقلَّ مَن كان من الناجين. فطلبُ الهداية كمثل الرجوع إلى الطبيب الحاذق والاستطراح بين يدى المعالجين. والإنعام الذى أشار اللّٰه إليه لعباده هو تبتُّلُ العبد إلى اللّٰه وإحماء وداده ودوام إسعاده ورجوعُ اللّٰه إليه ببركاته وإلهاماته واستجاباته وجَعْله طودًا من أطواده وإدخاله فى عباده المحفوظين وقوله يٰنَارُكُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ[1] وجَعْله من الطيبين الطاهرين فهذا هو الشفاءُ مِن حُمّى المعاصى والعلاجُ بأوفَق الأدوية والأغذية والتدبيرُ اللطيف الذى لا يعلمه إلا ربّ العالمين.

ثم اعلم أن اللّٰه فى هذه السورة المباركة يُبين للمؤمنين ما كان آخر شأن أهل الكتاب ويقول إن اليهود عصوا ربهم بعد ما نزلت عليهم الإنعامات وتواترت التفضلات فصاروا قوما مغضوبا عليه والنصارى نسوا صفاتِ ربهم وأنزلوه منـزلَ العبد الضعيف العاجز فصاروا قومًا ضالين.

وفى السورة إشارة إلى أن أمر المسلمين سيؤول إلى أمر أهل الكتاب فى آخر الزمان فيشابهونهم فى أفعالهم وأعمالهم فيدركهم اللّٰه تعالى بفضلٍ من لدنه وإنعامٍ من عنده ويحفظهم من الانحرافات السبُعيّة والبهيمية والوهمية ويُدخلهم فى عباده الصالحين.

وفى السورة إشارة إلى بركات الدعاء وإلى أنه كل خير ينـزل من السماء وإلى أنه مَن عرَف الحق وثبّت نفسه على الهُدٰى وتهذّب وصلح فلا يُضيعه اللّٰه ويُدخله فى عباده المنعَمين. والذى عصى ربه فيكون من الهالكين.

[1] الانبياء: ٧٠

وفـي السـورة إشارة إلى أن السعيد هو الذى كان فيه جيشُ الدعاء لا يعبأ ولا يلغَب ولا يعبِس ولَايَيأس ويثِق بفضل ربه إلى أن تدركه عناية اللّٰه فيكون من الفائزين. ﴿۸۴﴾

وفى السورة إشـارة إلٰى أن صفات اللّٰه تعالٰى مؤثّرة بقدر إيمان العبد بها وإذا توجّهَ العـارف إلـى صفة من صفات اللّٰه تعالٰى وأبصره ببصر روحه وآمن ثم آمن ثم آمن حتى فنٰى فى إيمانه فتدخُل روحانية هذه الصفة فى قلبه وتأخذه منه فيرى السالك بالَه فارغًا مـن غيـر الـرحـمٰـن وقـلبَـه مـطـمـئـنـا بـالإيـمان وعيشَه حلوًا بذكر المنّان ويكون من الـمستبشـرين. فتتجلى تلك الصفة له وتستوى عليه حتى يكون قلبُ هذا العبد عرشَ هذه الصفة وينصبغ القلب بصبغها بعد ذهاب الصبغ النفسانية وبعد كونه من الفانين.

فـإن قـلـتَ مِن أين علمتَ أن هذه الإشارة توجد فى الفاتحة. فاعلَمْ أن لفظ الْحَمْدُ لِلّٰهِ يـدل عـليـه فـإن الـلّٰه تعالى ما قال ”قُل الحمدُ للّٰه“ بل قال الْحَمْدُ لِلّٰهِ فكأنه أنطقَ فطرتَنا وأرانا ما كان مخفيًّا فى فطرتنا. وهذه إشارة إلى أن الإنسان قد خُلق على فطرة الإسـلام وأُدخِـل فـى فـطرته أن يحمد اللّٰه ويستيقن أنه رب العالمين ورحمٰن ورحيم ومـالک يـوم الـديـن. وأنـه يُعين المستعين ويَهدى الداعين. فثبت من ههنا أن العبد مجبولٌ على معرفة ربه وعبادته وقد أُشرِب فى قلبه محبّته فتظهر هذه الحالة بعد رفع الـحـجـب وتجرى ذِكر اللّٰه تعالى على اللسان من غير اختيار وتكلّف وتنبت شجرة الـمعارف وتثمر وتؤتى أكله كـل حيـن. وفى قوله تعالى صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ إشارة أخـرى وهـو أن الـلّٰـه تـعـالـى خـلَق الآخرين مشاكِلين بالأولين. فإذا اتصلت أرواحهم بـأرواحهـم بـكمالِ الاقتداء ومناسبةِ الطبائع فينـزل الفيض من قلوبهم إلى قـلـوبهم ثم إذا تمّ إفضاء المستفيض إلى المفيض وبلغ الأمر إلى غاية الوصلة فيصير وجـودهـمـا كشـىء واحـد ويـغيـب أحدهما فى الآخر وهذه الحالة هى المعبَّرُ عنها بـالاتـحـاد وفـى هـذه الـمرتبة يُسمى السالک فى السماء تسميةَ الأنبياء لمشابَهته إياهم فى جوهرهم وطبعهم كما لا يخفى على العارفين.

وحاصل الكلام أن الله تعالى يُبشّر لأُمة نبيّنا صلى الله عليه وسلم فكأنه يقول ﴿۸۵﴾
ياعبادِ إنكم خُلقتم على طبائع المنعَمين السابقين وفيكم استعداداتهم فلا تُضيعوا الاستعدادات وجاهِدوا لتحصيل الكمالات واعلموا أن الله جوّادٌ كريم وليس ببخيل ضنين. ومن ههنا يُفهَم سِرٌّ نزول المسيح الذى يختصم الناس فيه فإنّ عبدًا من عباد الله إذا اقتدى هدى المهتدين وتبِع سنن الكاملين وتأهَّبَ للانصباغ بصبغ المهديّين وعطَف إليهم بجميع إرادته وقوّته وجَنانه وأدّى شرط السلوك بحسب إمكانه وشَفَعَ الأقوال بالأعمال والمقالَ بالحال ودخل فى الذين يتعاطون كأس المحبة للقادر ذى الجلال ويقتدحون زنادَ ذِكر الله بالتضرع والابتهال ويبكون مع الباكين فهنالك يفور بحر رحمة الله ليُطهّره من الأوساخ والأدران ولترويه بإفاضة التهتان ثم يأخذ يدَه ويُرقّيه إلى أعلى مراتب الارتقاء والعرفان ويُدخله فى الذين خلوا من قبله من الصلحاء والأولياء والرسل والنبيين فيُعطى كمالا كمثل كمالهم وجمالًا كمثل جمالهم وجلالًا كمثل جلالهم وقد يقتضى الزمان والمصلحة أن يُرسل هذا الرجلَ على قدم نبى خاص فيُعطى له عِلْمًا كعلمه وعقلا كعقله ونورًا كنوره واسمًا كاسمه ويجعل الله أرواحهما كمرايا متقابلة فيكون النبى كالأصل والولى كالظل مِن مرتبته يأخذ ومِن روحانيته يستفيد حتى يرتفع منهما الامتيازُ والغَيرية وتَرِدُ أحكامُ الأوّل على الآخر ويصيران كشىء واحدٍ عند الله وعند مَلَئِه الأعلى وينزل على الآخر إرادةُ الله وتصريفه إلى جهة وأمرُه ونهيه بعد عبوره على روح الأول وهذا سرٌّ من أسرار الله تعالى لا يفهمه إلا من كان من الروحانيين. واعلم أن ذلك الرجل الذى يتشابه قلبه بقلب نبى بمشابهة قوية شديدة تامة كاملة لا يأتى إلا إذا اشتدت الضرورة لمجيئه فلما قامت الضرورة لوجود مثل ذلك الرجل يستأثر الله عبدًا من عباده لهذا الأمر

﴿۸۶﴾ فيدانيه رحمته كما كانت دانت مُورِثه وينزل عليه سرّ روحه وحقيقة جوهره وصفاء سيرته وشأن شمائله ويجعل إرادته فى إراداته وتوجهاته فى توجهاته حتى يتجلّى فيه جميع شؤون النبى المشبه به ويصير مغمورا فى معنى الاتحاد فيصيران حقيقة واحدة يقع عليهما اسم واحد ويُنسَبون إلى مثال واحد كأن النبى المشبه به نزل من السماء إلى أهل الأرضين. فهذا معنى قولِ النبى صلى الله عليه وسلم فى نزول عيسٰى ابن مريم عليه السلام وهو الحق لا يُخالف القرآن ولا يُعارضه وقد مضٰى مثله فى الأولين. فلا تجادِلْ بغير الحق ولا تكن من المنكرين. قد تُوُفِّى عيسٰى كما تُوُفِّى الذين خلوا من قبله وجاء وا من بعده. فلا تخَفْ قومًا تركوا كتاب الله ونصوصه وآثروا غير القرآن على القرآن وآثروا الشك على اليقين وخَفِ اللّٰهَ وقَهْرَه واعتزِلْ تلك الفرقَ كلها واعتصِمْ بحبل الله المتين. ومن صرَف عِنان التوجه إلى هذه الآية وأمعنَ فيه حق الإمعان فيرى أنها شاهد على بياننا هذا ويكون من المذعنين.

فلا تعذلونى بعد ما قلتُ سِرَّه ... وأثبَتّه بدلائل الفرقانِ

وقد بانَ برهانى بقولٍ واضحٍ ... وأنار صدقى عند ذى العرفانِ

وعليك بالصدق النقىّ وسُبلِه ... ولو أنه ألقاك فى النيرانِ

ثم اعلم أنّ لله تعالى صفات ذاتية ناشية من اقتضاء ذاته وعليها مدار العالمين كلها وهى أربعة ربوبيّة[۱] ورحمانيّة[۲] ورحيميّة[۳] ومالكيّة[۴] كما أشار الله تعالى إليها فى هذه السورة وقال رَبِّ العالمين[۱] الرَّحْمٰنِ[۲] الرَّحِيمِ[۳] مَالِكِ يَوْمِ الدِّين[۴]. فهذه الصفات الذاتية سابقة على كلّ شىء ومحيطة بكل شىء ومنها وجودُ الأشياء واستعدادها وقابليتها ووصولها إلى كمالاتها. وأما صفة الغضب

﴿۸۷﴾ فليست ذاتية لله تعالٰى بل هى ناشية من عدم قابلية بعض الأعيان للكمال

المطلق وكذلك صفة الإضلال لا يبدو إلا بعد زيغ الضالين. وأما حصر الصفات المذكورة فى الأربع فنظرًا على العالم الذى يوجد فيه آثارها. ألا ترى أن العالم كله يشهد على وجود هذه الصفات بلسان الحال وقد تجلت هذه الصفات بنحوٍ لا يشك فيها بصيرٌ إلا من كان من قوم عمين. وهذه الصفات أربعٌ إلى انقراض النشأة الدنيوية ثم تتجلى من تحتها أربع أخرى التى من شأنها أنها لا تظهر إلا فى العالم الآخر وأوّلُ مَطالِعِها عرشُ الرب الكريم الذى لم يتدنس بوجودِ غير اللّٰه تعالى وصار مظهرًا تامًّا لأنوار رب العالمين وقوائمه أربعٌ ربوبية ورحمانية ورحيمية ومالكية يوم الدين. ولا جامعَ لهذه الأربع علٰى وجه الظلّيّة إلا عرشُ اللّٰه تعالٰى وقلبُ الإنسان الكامل وهذه الصفات أمهات لصفات اللّٰه كلها ووقعت كقوائم العرش الذى استوى اللّٰه عليه وفى لفظ الاستواءِ إشارة إلى هذا الانعكاس على الوجه الأتم الأكمل من اللّٰه الذى هو أحسن الخالقين. !وتنتهى كل قائمةٍ من العرش إلٰى مَلَكٍ هو حاملُها ومدبّرُ أمرها وموردُ تجلياتها وقاسِمُها على أهل السماء والأرضين. فهذا معنى قول اللّٰه تعالى وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ [۱] فإن الملائكة يحملون صفاتًا فيها حقيقة عرشية. والسرّ فى ذلك أن العرش ليس شيئًا من أشياء الدنيا بل هو برزخ بين الدنيا والآخرة ومبدأٌ قديم للتجليات الربانية والرحمانية والرحيمية والمالكية لإظهار التفضلات وتكميل الجزاء والدّين. وهو داخلٌ فى صفات اللّٰه تعالى فإنه كان ذا العرش من قديم ولم يكن معه شىء فكُنْ من المتدبرين. وحقيقة العرش واستواء اللّٰه عليه سِرٌّ عظيم من أسرار اللّٰه تعالٰى وحكمةٌ بالغة ومعنى روحانى وسُمِّىَ عرشًا لتفهيم عقول هذا العالم ولتقريب الأمر إلى استعداداتهم وهو واسطة فى وصول الفيض الإلٰهى والتجلى الرحمانى من حضرة الحق إلى الملائكة ومن الملائكة إلى الرُّسل. ولا يقدَح

[۱] الحاقة :۱۸

﴿۸۸﴾ فـى وحـدتـه تـعـالـى تـكثُّرُ قوابلِ الفيض بل التكثر ههنا يوجب البركات لبنى آدم ويعِينهم على القوة الروحانية وينصرهم فى المجاهدات والرياضات الموجبة لظهور المناسبات التى بينهم وبين ما يصلون إليه من النفوس كنفس العرش والعقول المجردة إلى أن يصلون إلى المبدأ الأول وعلّة العلل. ثم إذا أعان السالكَ الجذباتُ الإلٰهية والنسيمُ الرحمانية فيقطع كثيرا من حجبه وينجيه من بُعد المقصد وكثرة عقباته وآفاته وينوِّره بالنور الإلٰهى ويُدخله فى الواصلين. فيكمل له الوصول والشهود مع رؤيته عجائباتِ المنازل والمقامات. ولا شعورَ لأهل العقل بهذه المعارف والنكات ولا مَدخَل للعقل فيه والاطلاعُ بأمثال هذه المعانى إنما هو من مشكاة النبوة والولاية وما شمّت العقل رائحته وما كان لعاقل أن يضع القدم فى هذا الموضع إلا بجذبة من جذبات ربّ العالمين.

وإذا انفكّت الأرواح الطيبة الكاملة من الأبدان ويتطهرون على وجه الكمال من الأوساخ والأدران يُعرَضون على اللّٰه تحت العرش بواسطة الملائكة فيأخذون بطور جديد حظًّا من ربوبيته يغائر ربوبيةً سابقة وحظًّا من رحمانية مغايرَ رحمانيةٍ أولى وحظًّا من رحيمية ومالكية مغايرَ ما كان فى الدنيا. فهنالك تكون ثمانى صفات تحملها ثمانية من ملائكة اللّٰه بإذن أحسن الخالقين. فإن لكل صفة مَلَك مُوَكَّلٌ قد خُلق لتوزيع تلك الصفة على وجه التدبير ووضعها فى محلها وإليه إشارة فى قوله تعالى ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا﴾ فتدبَّرْ ولا تكُنْ من الغافلين.

وزيادة الملائكة الحاملين فى الآخرة لزيادة تجلياتٍ ربانية ورحمانية ورحيمية ومالكية عند زيادة القوابل فإن النفوس المطمئنة بعد انقطاعها ورجوعها إلى العالم الثانى والرب الكريم تترقى فى استعداداتها فتتموج الربوبية والرحمانية والرحيمية والمالكية بحسب قابلياتهم واستعداداتهم كما تشهد عليه كشوف العارفين. وإن كنت

مـن الذين أُعطىَ لهم حـظٌّ مـن الـقرآن فتجد فيه كثيرا من مثل هذا البيان فانظرْ ﴿۸۹﴾
بالنظر الدقيق لتجد شهادة هذا التحقيق من كتاب اللّٰه رب العالمين.

ثم اعلم أن فی آية اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ [1] إشارة عظيمة إلى تزكية النفوس من دقائق الشرک واستيصال أسبابها ولأجل ذلک رغّب اللّٰه فی الآية فی تحصيل كمالات الأنبياء واستفتاح أبوابها فإن أكثر الشرک قد جاء فی الدنيا من باب إطراء الأنبياء والأولياء وإن الذين حسبوا نبيهم وحيدًا فريدًا ووحده لا شريک له كذات حضرة الكبرياء فكان مآل أمرهم أنهم اتخذوه إلهًا بعد مدة وهكذا فسدت قلوب النصارٰی من الإطراء والاعتداء. فاللّٰه يشير فی هذه الآية إلى هذه المَفسدة والغواية ويومئ إلى أنّ المنعَمين من المرسَلين والنبيين والمحدَّثين إنما يُبعَثون ليصطبغ الناس بصبغ تلک الكرام لا أن يعبدوهم ويتخذوهم آلهة كالأصنام فالغرض من إرسال تلک النفوس المهذَّبة ذوی الصفات المطهرة أن يكون كلُّ متّبع قريعَ تلک الصِفاتِ لا قارِعَ الجبهةِ على هذه الصَّفاة. فأومأ اللّٰه فی هذه الآية لأولی الفهم والدراية إلى أن كمالات النبيين ليست ككمالات رب العالمين وأن اللّٰه أحدٌ صمدٌ وحيدٌ لا شريک له فی ذاته ولا فی صفاته وأما الأنبياء فليسوا كذلک بل جعل اللّٰه لهم وارثين من المتّبعين الصادقين فأُمّتُهم وُرثاؤهم يجدون ما وجد أنبياؤهم إن كانوا لهم متبعين. وإلى هذا أشار فی قوله عزّ و جلّ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ [2] فانظرْ كيف جعَل الأُمّةَ أحبّاءَ اللّٰه بشرط اتّباعهم واقتدائهم بسيد المحبوبين. وتدل آية اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ أن تُراث السابقين من المرسَلين والصدّيقين حقٌّ واجبٌ غيرُ مجذوذ ومفروضٌ للاحقين من المؤمنين الصالحين إلى يوم الدين. وهم يرثون الأنبياء

[1] الفاتحة: ٦، ٧ [2] ال عمران: ٣٢

﴿۹۰﴾ ويجدون ما وجدوا من إنعامات اللّٰه. وهذا هو الحق فلا تكن من الممترين.

وأما سِرُّ ذٰلک التوارث ولِـمّيّة المورِث والوارث فتنكشف من تلک الآية التى تُعلّم التوحيد وتُعظّم الرب الوحيد فإن اللّٰه المعين وأرحم الراحمين إذا علّم دقائق التوحيد وبالَغ فى التلقين وقال ﴿إِيَّاکَ نَعْبُدُ وَإِيَّاکَ نَسْتَعِينُ﴾ فأراد عند هذا التعليم والتفهيم أن يقطع عروقَ الشرک كلّها فضلًا من لدنه ورحمةً منه على أُمّة خاتم النبيين لينجّى هذه الأُمّةَ من آفات وَرَدَت على المتقدمين. فعلَّمنا دعاءً مَبرَّةً وعطاءً وجعَلَنا منه من المستخلصين. فنحن ندعو بتعليمه ونطلب منه بتفهيمه فرحين برِفْده مفصِحين بحمده قايلين: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ. صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ ونحن نسأل اللّٰه لنا فى هذا الدعاء كلَّ ما أُعطىَ للأنبياء من النعماء ونسأله أن نثبت كالأنبياء على الصراط ونتجافى عن الاشتطاط وندخل معهم فى مربَع حظيرة القدس متطهرين من كل أنواع الرجس ومبادرين إلى ذَرَى ربِّ العالمين. فلا يخفى أن اللّٰه جعلنا فى هذا الدعاء كأظلال الأنبياء وأورثنا وأعطانا المعلوم والمكتوم والمعكوم والمختوم ومِن كل الآلاء والنعماء فاحتملْنا منها وِقْرَنا و رجعْنا بما يسدّ فقرنا وسالت أودیةٌ بقدرها فأُحْلِلْنا محلَّ الفائزين. وهذا هو سِرّ إرسال الأنبياء وبعثِ المرسلين والأصفياء لنُصبَّغ بصبغ الكرام وننتظم فى سلک الالتيام ونرث الأولين من المقرَّبين المنعَمين.

ومع ذلک قد جرت سُنّة اللّٰه أنه إذا أعطى عبدًا كمالًا وطفق الجُهّال يعبدونه ضلالًا ويُشركونه بالرب الكريم عزةً وجلالًا بل يحسبونه ربًّا فعّالًا فيخلق اللّٰهُ مِثْلَه ويُسمّيه بتسميته ويضع كمالاته فى فطرته وكذلک يجعل لغيرته ليُبطل ما خطر فى

قلوب المشركين. يفعل ما يشاء ولا يُسأل عما يفعل وهم من المسؤولين. يجعل ﴿۹۱﴾
من يشاء كالدَّرّ السائغ للاغتذاء أو كالدُّرّة البيضاء فى اللمعان والصفاء ويسوق
إليه شربًا من التسنيم ويضمّخه بالطِّيب العميم حتى يُسفِر عن مَرْأى وسيم وأَرَج
نسيم للناظرين. فالحاصل أنه تعالى أشار فى هذا الدعاء لطُلّاب الرشاد إلى رحمته
العامّة والوداد فكأنّه قال إننى رحيم وَسِعَتْ رَحْمَتِىْ كُلَّ شَىْءٍ أجعل بعضَ العباد
وارثًا لبعض من التفضل والعطاء لأسُدّ باب الشرك الذى يَشيع من تخصيص
الكمالات ببعض أفراد من الأصفياء. فهذا هو سِرُّ هذا الدعاء كأنه يُبشّر الناس
بفيض عامٍ وعطاءٍ شاملٍ لأنامٍ ويقول إنى فيّاض وربّ العالمين ولستُ كبخيل
وضنين. فاذكروا بيتَ فيضى وما ثَمَّ فإن فيضى قد عمَّ وتمَّ وإن صراطى صراط قد
سُوِّىَ ومُدَّ لكل من نهض وأعتدَ واستعدّ وطلب كالمجاهدين. وهذه نكتة عظيمة
فى آية اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ. صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ وهى إزالة الشرك
وسدُّ أبوابه فالسلام على قوم استُخلِصوا من هذا الشرك وعلى مَن لديهم وعلى
كل مَن تبِعهم من الطالبين الصادقين.

وفى الآية إشارة أخرى وهى أن الصراط المستقيم هو النعمة العظمى
ورأس كل نعمة وبابُ كل ما يُعطى وينتاب العبد نِعمَ اللّٰه مُذْ أُعطِىَ له هذه
الدولة الكبرىٰ ومُلكٌ لا يبلٰى. ومن تأهّبَ لهذه النعمة ووُفِّقَ للثبات عليها
فقد دُعِىَ إلى كل أنواع الهدى ورأى العيشَ النضير والنور المنير بعد ليالى
الدجى. نجّاه اللّٰه من كل الهفوات قبل الفوات وأدخله فى زمر التُقاة بعد
مُقاناة العُصاة وأراه سبل الذين أنعم عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.
وأما حقيقة الصراط المستقيم التى أُريدتْ فى الدين القويم فهى أن العبد إذا
أحبّ ربّه المنّان وكان راضيًا بمرضاته وفوّض إليه الروح والجَنان وأسلم ﴿۹۲﴾

وجهه للّٰه الذى خلق الإنسان وما دعا إلا إياه وصافاه وناجاه وسأله الرحمةَ والحنان وتنبّهَ مِن غشيه واستقام فى مشيه وخشِى الرحمن وشغَفه اللّٰه حُبًّا وأعانَ وقوّى اليقين والإيمانَ فمالَ العبد إلى ربه بكل قلبه وإرْبه وعقله وجوارحه وأرضه وحقله وأعرضَ عما سواه وما بقِى له إلا ربه وما تبِع إلا هواه وجاءه بقلب فارغ عن غيره وما قصَد إلا اللّٰهَ فى سبل سيره وتاب من كل إدلال واغترار بمال وذى مال وحضَر حضرةَ الرب كالمساكين ووَذَرَ العاجلةَ وألغاها وأحبَّ الآخرة وابتغاها وتوكّلَ على اللّٰه وكان للّٰه وفنٰى فى اللّٰه وسعٰى إلى اللّٰه كالعاشقين. فهذا هو الصراط المستقيم الذى هو منتهى سير السالكين ومقصد الطالبين العابدين. وهذا هو النور الذى لا يحلّ الرحمةُ إلا بعد حلوله ولا يحصل الفلاحُ إلا بعد حصوله وهذا هو المفتاح الذى يُناجى السالكُ منه بذات الصدور وتُفتح عليه أبواب الفراسة ويُجعل مُحدَّثًا من اللّٰه الغفور. ومَن ناجٰى ربَّه ذاتَ بكرة بهذا الدعاء بالإخلاص وإمحاض النيّة ورعاية شرائط الاتّقاء والوفاء فلا شكّ أنه يحلّ محلّ الأصفياء والأحبّاء والمقرّبين. ومن تأوّهَ آهةَ الثكلان فى حضرة الربّ المنّان وطلَب استجابةَ هذا الدعاء من اللّٰه الرحمن خاشعا مبتهلا وعيناه تذرفان فيُستجاب دعاؤه ويُكرم مثواه ويُعطى له هداه وتُقوّى له عقيدتُه بالائل[1] المنيرة كالياقوت ويُقوَّى له قلبُه الذى كان أوهنَ من بيت العنكبوت ويُوفَّق لتوسعة الذَّرْع ودقائق الورع فيُدعى إلى قِرى الروحانيين ومطائب الربّانيين. ويكون فى كل حال غالبا على هَوًى مغلوبٍ ويقوده برعاية الشرع حيث يشاء كأشجع راكب على أطوعِ مركوبٍ ولا يبغى الدنيا ولا يتَعَنّى لأجلها ولا يسجد لعِجلها ويتولاه اللّٰه وهو يتولّى الصالحين. وتكون نفسه مطمئنة ولا تبقى كالمبيد

[1] يظهر ان اللفظ "بالدلائل". شمس

﴿۹۳﴾ الـمُـضِلّ ولا تُحَمْلِقُ حملقةَ الباز المُطِلّ ويرى مقاصدُ سلوكه كالكرام ولا تكون سُحُبه كالجَهام بل يشرب كل حين من ماء مَعين. وحثَّ اللّٰه عباده على أن يسألوه إدامةَ ذلك المقام والتثبّت عليه والوصول إلى هذا المرام لأنه مقام رفيع ومرام منيع لا يحصل لأحد إلا بفضل ربه لا بجهد نفسه فلا بد من أن يضطر العبد لتحصيل هذه النعمة إلى حضرة العزة ويسأله إنجاحَ هذه المُنية بالقيام والركوع والسجدة والتمرغ على تُرْب المَذلّة باسطًا ذيل الراحة ومتعرضًا للاستماحة كالسائلين المضطرين. وجملةُ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ إشارةٌ إلى رعاية حسن الآداب والتأدب مع ربّ الأرباب فإن للدعاء آدابًا ولا يعرفها إلّا من كان توّابًا ومن لا يُبالى الآداب فيغضب اللّٰه عليه إذا أصرّ على الغفلة وما تاب فلا يرى من دعائه إلا العقوبة والعذاب فلأجل ذلك قلّ الفائزون فى الدعاء وكثر الهالكون لِحُجب العُجْب والغفلة والرياء. وإن أكثر الناس لا يدعون إلا وهم مشركون وإلى غير اللّٰه متوجهون بل إلى زيد وبكر ينظرون فاللّٰه لا يقبل دعاء المشركين ويتركهم فى بيدائهم تائهين وإن حَبْوة اللّٰه قريب من المنكسرين. وليس الداعى الذى ينظر إلى أطراف وأنحاء ويُختلب بكل برق وضياء ويريد أن يُترِع كُمَّه ولو بوسائل الأصنام ويعلو كلَّ ربوة راغبا فى حَبْوة ويبغى معشوق المرام ولو بتوسل اللئام والفاسقين. بل الداعى الصادق هو الذى يتبتل إلى اللّٰه تبتيلا ولا يسأل غيره فتيلا ويجىء اللّٰهَ كالمنقطعين المستسلمين ويكون إلى اللّٰه سيرُه ولا يعبأ بمن هو غيرُه ولو كان من الملوك والسلاطين. والذى يكبّ على غيره ولا يقصد الحق فى سيره فهو ليس من الداعين الموحّدين بل كزاملة الشياطين فلا ينظر اللّٰه إلى طلاوة كلماته وينظر إلى خِبْثةِ نيّاته وإنما هو عند اللّٰه مع حلاوة لسانه وحسن بيانه كمثل روثٍ مفضَّض أو كَنيفٍ مبيَّض قد آمنتْ شفتاه وقلبُه من الكافرين.

فأولـئک الـذيـن غـضـب الله عليهم وهم المرادون من قوله الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ إنهم ﴿۹۴﴾
دُعُـوا إلـى سُـبُـل الحق فتركوها بعد رؤيتها وتَخيَّروا المفاسد بعد التنبه علٰى خِبْثتها
وانـطـلـقـوا ذات الشمال وما انطلقوا ذات اليمين وإنهم ركنوا إلى المَيْنِ وما بقى إلا
قِيْـدَ رُمـحَيْنِ وعدموا الحق بعد ما كانوا عارفين. وأمّـا الضّالون الذين أُشير إليهم فى
قـولـه عـزّ وجـلّ الـضَّـالِّينَ فهم الذين وجدوا طريقا طامسًا فى ليل دامس فزاغوا عن
المحجّة قبل ظهور الحجّة وقاموا على الباطل غافلين. وما كان مصباح يؤمّنهم العثارَ
أو يبيّـن لهـم الآثـار فسـقـطـوا فـى هوّة الضلال غير متعمدين. ولو كانوا من الداعين
بـدعـاء اِهْـدِنَـا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ لحفظهم ربُّهم ولأراهم الدين القويم ولنجّاهم من
سبـل الـضـلالة ولهـداهـم إلـى طـرق الحق والحكمة والعدالة ليجدوا الصراط غير
مـلـومـيـن. ولكنهم بادروا إلى الأهواء وما دعَوا ربَّهم للاهتداء وما كانوا خائفين بل
لوَّوا رؤوسهم مستكبرين. وسرَتْ حُمَيّا العُجب فيهم فرفضوا الحق لهفواتٍ خرجت
مِن فيهم ولفظتْهم تعصباتُهم إلى بوادى الهالكين. فالحاصل أن دعاء ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْـمُسْـتَـقِيـمَ﴾ يُـنجى الإنسان من كل أَوَدٍ ويُظهِر عليه الدين القويم ويُخرجه من بيتٍ
قـفـرٍ إلـى ريـاض الثـمـر والـرياحين. ومن زاد فيه إلحاحا زاده الله صلاحًا. والنبيون
آنسـوا منه أُنْسَ الرحمٰن فما فارقوا الدعاء طُرفةَ عين إلى آخر الزمان. وما كان لأحد
أن يـكـون غـنيا عن هذه الدعوة ولا معرضا عن هذه المُنْية نبيًّا أو كان من المرسَلين.
فـإن مراتب الرشد والهداية لا تتم أبدًا بل هى إلى غير النهاية ولا تبلغها أنظارُ الدراية
فـلـذلـک عَـلّـمَ الـلّـه تـعالٰى هذا الدعاء لعباده وجعَله مدار الصلاة ليتمتعوا برشاده
وليُـكـمّـل الـنـاس بــه الـتـوحيـدَ وليـذكُـروا المواعيد وليُستَخلصوا من شركِ
الـمشـركـيـن ومـن كـمـالات هذا الدعاء أنه يعمّ كلَّ مراتب الناس وكلَّ فرد من
أفـراد الأنـاس. وهـو دعـاء غيـر مـحـدود لا حدَّ له ولا انتهاءَ ولا غایَ ولا أرجاءَ

فطوبى للذين يداومون عليه بقلبٍ دامى القُرُح وبروح صابرة على الجُرُح ﴿۹۵﴾
ونفسٍ مطمئنة كعباد اللّٰه العارفين. وإنه دعاء تضمَّنَ كلَّ خير وسلامة وسداد
واستقامة وفيه بشارات من اللّٰه ربّ العالمين. وقيل إن الطريق لا يُسَمَّى صراطًا
عند قوم ذوى قلب ونور حتى يتضمن خمسة أمور من أمور الدين وهى
الاستقامة ۱ والإيصال ۲ إلى المقصود باليقين وقرب ۳ الطريق وسعته ۴ للمارّين
وتعيينه ۵ طريقا للمقصود فى أعين السالكين. وهو تارةً يُضاف إلى اللّٰه إذ هو
شرَعه وهو سوّى سُبُلَه للماشين. وتارة يُضاف إلى العباد لكونهم أهل السلوك
والمارّين عليها والعابرين.

والآن نرى أن نُوازِن هذا الدعاء بالدعاء الذى علّمه المسيحُ فى الإنجيل
ليتبين لكل مُنْصف أيُّهما أشفى للعليل وَأدرأُ للغليل وأرفعُ شأنا وأتمُّ برهانا
وأنفع للطالبين. فاعلم أن فى إنجيل لوقا قد كُتب فى الإصحاح الحادى عشر
أن المسيح عَلّم الدعاء هكذا (۲) فقال لهم يعنى للحواريين متى صلّيتم فقولوا
ابانا الذى فى السماوات ليتقدس اسمُک ليأت ملكوتُک لتكُنْ مشيئتک
كما فى السماوات كذلک على الأرضين. خُبْزَنا كفافَنا أعطِنا كل يوم واغفِرْ
لنا خطايانا لأننا نحن أيضا نغفر لكل من يُذنب إلينا (يعنى نغفر للمذنبين). ولا
تُدخلنا فى تجربة لكن نَجِّنا من الشرير. هذا دعاء علّم للمسيحيين.

فاعلم أنه دعاء يفرّط فى الصفات الربّانية وكذلک ما يحيط على مقاصد
الفطرة الإنسانية بل يزيد سَوْرة الحسرة الروحانية ويحرّک القُوى لطلب الأهواء
الفانية والشهوات المتفانية مع الذهول عن سعادات يوم الدين. ومِن جملة
جُمَلِه فقرةٌ أعنى **لِيَتقدّسْ اسمک** فانظر فيها بعقلک وفهمک هل تجده حَرِيًّا

بشأن الأكمل الذى ليستْ له حالة منتظَرة من حالات الكمال ولا مرتبة ﴿۹۶﴾
مترقَّبة من مراتب التقدس والجلال. فإن المحامد والتقدسات كلها ثابتة
لحضرة العزة ولا يُنتَظَر شيء منها فى الأزمنة الآتية وهذا هو تعليم القرآن
وتلقين كلام اللّٰه الرحمٰن كما مرّ كلامنا فى هذا البيان. ومن أقبلَ على
الفرقان المجيد وفهِمه وتدبَّرَ ونظَره بالنظر السّديد فينكشف عليه أن الفرقان
قد أكمل فى هذا الأمرِ البيانَ وصرّح بأن للّٰه كمالا تامًّا وكل كمالٍ ثابت له
بالفعل وليس فيه كلام وتجويز الحالة المنتظَرة له جهلٌ وظلم واجترام. وأما
الإنجيل فيجعل البارئ عزّ اسمه محتاجًا إلى الحالة المنتظَرة وضاجرًا
لكمالاتٍ مفقودة غير الموجودة ولا يقبَل وجودَ كمال شجرته بل يُظهِر
الأمانىَ لإيناع ثمرته وليس قائلَ استنارةِ بدره بل ينتظر زمانَ عُلُوّ قدره. كأن
رَبَّ الإنجيل واجِمٌ من فقد المرادات وعاجز عن إمضاء الإرادات. وكم من
ليلة باتَها ينتظر كمالاتٍ ويترقب تغيُّرَ حالات حتى يئس من أيام رشاده وأقبلَ
على عباده ليتمنوا له حصول مراده وليعقدوا الهمم لزوال كَمَدِه وعلاج
رَمَدِه. سبحان ربنا إنْ هذا إلا بُهتان مبين. إنما أمرُه إذا أراد شيئًا أن يقول له
كن فيكون. ما لِلُبَلْبالِ ورَبٍّ ذى الجلال ربّ العالمين. ثم دعاء المسيح دعاءٌ
لا أثر فيه من غير التنزيه كأنّه يقول إن اللّٰه منزّه عن الكذب والتمويه ولكن
لا توجد فيه كمالات أخرى ولا من الصفات الثبوتية أثرٌ أدنٰى فإن التنزيه
والتقديس من الصفات السلبية كما لا يخفى على ذوى المعرفة والبصيرة
وأما الصفات السلبية فهى لا تقوم مقام الإثبات كما ثبت عند الثقات. وأما ما
علّمَنا القرآن من الدعاء فهو يشتمل على جميع صفات كاملة توجد فى حضرة
الكبرياء ألا ترى إلٰى قوله عزّ وجلّ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ.
مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ. كيف أحاط صفاتِ اللّٰه جُموعَها وتأبّطَ أصولها وفروعها

وأشار فى الْـحَمْدُ للّٰهِ أن اللّٰه ذاتٌ لا تُحصى صفاته ولا تُعَدّ كمالاته وأشار فى رَبِّ ﴿۹۷﴾
الْـعَالَمِينَ أن وَبْـلَ ربـوبيتـه يـعمّ السماواتِ والأرضين والجسمانيين والروحانيين.
وأشـار فـى الـرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ أن الـرحـمة بـجـميـع أنـواعها من اللّٰه القيّوم القديم
والخـلّاق الكريم وأشار فى قوله يَوْمِ الدِّينِ أن مالِكَ المجازاة هو اللّٰه لا غيره من
الـمـخـلـوقيـن وأن أبحُر المجازات جارية وهى تمرّ مَرَّ السحاب كل حين وكل ما
يـرى عبـدٌ مـن فـضـل اللّٰه وإحساناته بعد أعمالٍ صالحةٍ وصِدْقِهٖ وَصَدَقاتِهٖ فإنما هو
صـنيـعة مـجـازاتـه. ففى هذه المحامد إشارات رفيعة عالية ودلالات لطيفة متعالية
عـلـى كـل كـمالٍ لحضرة اللّٰهِ جامعِ كلِّ جمال وجلال. ثم من المعلوم أن اللام فى
الْحَمْدُ لِلّٰهِ لِـلاستغراق فهو يشير إلى أن المحامد كلها للّٰه بالاستحقاق. وأما دعاء
الإنـجيل أعنى ”ليتقدسْ اسمک“ فـلا يشيـر إلـى كمال بل يخبر عن خطراتِ
زوال ويُـظهِـر الأمانى لتقديس الرحمن كأن التقدس ليس له بحاصل إلى هذا الآن.
فـمـا هـذا الدعاء إلا من نوع الهذيان فإنک تعلم أن اللّٰه قُدّوسٌ من الأزل إلى الأبد
كـمـا هـو يـليـق بـالأحـد الـصـمد فهو منـزّه ومقدّس من كل التدنسات فى جميع
الأوقات إلٰى أبد الآبدين وليس محروما ومن المنتظرين.

ثـم قـولـه تـعـالـى اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ إلٰـى يَـوْمِ الدِّينِ ردٌّ لطيف على
الـدهـريـيـن والـمـلـحِـديـن والـطبيـعيـيـن الذين لا يؤمنون بصفات اللّٰه المجيد
ويـقولون إنه كعِلّةٍ موجِبة وليس بالمدبّر المُريد ولا يوجد فيه إرادة كالمنعِمين
والـمـعطين. فكأنه يقول كيف لا تـؤمـنـون بربّ البريّة وتكفرون بربوبيته الإرادية
وهـو الذى يُربّى العالمين ويغمر بنواله ويحفظ السماوات والأرض بقدرته وجلاله
ويـعـرف من أطاعه ومن عصا فيغفر المعاصى أو يؤدّب بالعصا ومن جاء ه مطيعًا فله

﴿۹۸﴾ جنّتانِ وحفّتْ به فرحتان فرحة يصيبه من اسم الرّحيم وأخرى من الرّحمٰن القديم فيُجزَى جزاءً أوفى من اللّٰه الأعلى ويُدخَل فى الفائزين. ولا شك أن هذه الصفات تجعل اللّٰه مستحقًّا للعبادة معطيًا من عطايا السعادة وأما التقديس وحده كما ذُكر فى الإنجيل فلا يُحرّك الروحَ للعبادة بل يتركها كالنائم العليل. وأما سِرُّ هذا الترتيب الذى اختاره فى الفاتحة ربُّنا المجيد ذو المجد والعزّة وذكر المحامد قبل ذكر الدعاء والعبادة فاعلم أنه فعَل ذلك ليذكّر عبادَه عظمةَ صفات البارئ ذى المجد والعلاء قبل الدعاء ويشير إلى أنه هو المولَى لا مُنعِمَ إلّا هو ولا راحِمَ إلا هو ولا مُجازِىَ إلا هو ومنه يأتى كلُّ ما يأتى العباد من الآلاء والنعماء . وهذا الترتيب أحسنُ وللروح أنفع فإنه يُظهِرُ على السعيد منن اللّٰه الرحيم ويجعله مستعدًّا ومقبِلًا على حضرة القدير الكريم ويَظهَر منه تموُّجٌ تامٌّ فى أرواح الطلباء كما لا يخفى على أهل الدهاء . وأما تخصيص ذكر الربوبية والرحمانية والمالكية فى الدُّنيا والآخرة فلأجل أن هذه الصفات الأربعة أُمّهاتٌ لجميع الصفات المؤثّرة المفيضة ولا شك أنها محرّكات قويّة لقلوب الداعيين.

ثم الإنجيل يذكر اللّٰه تعالى باسم الأب والقرآن يذكره باسم الرب وبينهما بون بعيد ويعلَمه من هو زكى وسعيد وإن لم يعلمه من كان من الجاهلين. فإن لفظ الأب لفظٌ قد كثر استعماله فى المخلوقين فنَقْلُه إلى الرب تعالى فعلٌ فيه رائحة من الإشراك وهو أقرب للإهلاك كما لا يخفى على المتدبرين.

ثم اعلم أن شكر المحسن المنّان أمرٌ معقول مسلّم عند ذوى العقول والعرفان وإذا كان المحسن مع إحسانه العام ورحمه التام خالقَ الأشياءِ وقيّوم العالم من الابتداء إلى الانتهاء وكان فى يده كل أمر الجزاء فيضطر الإنسان طبعًا ليرجع إلى جنابه ويتذلّل على بابه وينجو من تبابه وإذا وجده فلا يتأوَّبُه عنده هَمٌّ

ولا يُفزِعه وَهُمٌ ويكون من المطمئنين. وهذا الأمر داخلٌ فى فطرته ومركوز فى جبِلّته ومتنقشٌ فى مُهْجته أنه يطلُب صاحبَ هذه الصفات عند التردّدات ويؤُمّ به المخرج من المشكلات. والطالبون يتعاطون بذكره كأسَ المنافثة ويقتدحون لطلبه زنادَ المباحثة ويجوبون البرارى والفلوات ويطلبون أثر ذلك الجامع للبركات وقاضى الحاجات ويبيتون مجاهدين. فبشّر اللّٰه عبادَه أنه هو وأنه مقصد ملامح عيونهم ومقصود مرامى لحظهم ومدار شؤونهم فليطلبوه إن كانوا طالبين. ومن هذا المقام يظهَر عظمةُ الفاتحة وكونُه من اللّٰه العلام فإنها مملوّة من كل دواء وعلاج لكلّ داء ومَنْجَى من كل بلاء يقوّى الضعفاء ويبشّر الصلحاء ويفتح أبواب الخير وسُدَدَه ويعطى كلَّ ذى رشد رشده إلا الذى أحاط عليه غباوته وشقاوته فصار من الهالكين. وانظرْ إلى كمال ترتيب الفاتحة من اللّٰه ذى الجلال والعزّة كيف قدّم ذِكْرَ اسم اللّٰه فى العبارة وجعَله سرًّا مجملا لتفاصيل الصفات الأربعة وزيّن العبارةَ بكمال لطائف البلاغة ثم أردفَه صفةَ الربوبية العامة فإن اللّٰه كان ككنز مخفى من أعين أهل المعرفة فأوّلُ ما عرَّفه كانت ربوبيتُه بكمال الحكمة والقدرة. ثم ذكَر اللّٰه فى الفاتحة رحمانية وبعدها رحيمية وقفّاها مالكية فوضَعها طباقًا وطبَّقها إشراقا وجعل بعضها فوق بعض وضعًا كما كان مدارجها طبعا وفيه آيات للمتدبّرين. وعلّم اللّٰهُ عباده أن يقدّموا هذه المحامد بين يديه ويسألوا الهداية والاستقامة بعد الثناء عليه لتكون هذه الصِّفات وتصوُّرُها سببًا لفور عيون الرّوحانية ووسيلة للحضور والذوق والمَواجيد التعبدية وليُستجاب الدعاء بهذا الحضور ويكون موجبا لأنواع السرور والنور والبُعد عن المعاصى والفجور لأن العبد إذا عرف أنه يعبد ربًّا أحاط ذاتُه جميعَ أنواع المحامد وهو قادر على أن يستجيب جميع أدعية المحامد وعرَف أنه ربٌّ عظيم يوجد فيه جميع أنواع الربوبية ورحمٰن كريم يوجد فيه جميع أقسام الرحمانية ورحيم قديم يوجد فيه كل أصناف الرحيمية ﴿۹۹﴾

﴿۱۰۰﴾ ومالِکُ مجازاة يقدر على أنّ يجزى كل ذى مرتبة فى الإخلاص على حسب المرتبة فيجد ذاتَه عظيمَ الشأن فى القدرة ويجد عظمةَ صفاته خارجةً من الإحاطة فيسعى إلى بابه ويبادر إلى جنابه قائلًا إِيَّاکَ نَعْبُدُ وَإِيَّاکَ نَسْتَعِين فيجمع فى هذا الكلام انكسار العبد وجلال رب العالمين. فهذا الاجتماع المبارک يقطع عرق الاسترابة ويكون سببا قريبا للاستجابة فيكون الداعى من المقبولين بل ممن لا يشقى بهم جليس ولا يقربهم غُولٌ ولا تلبيس ولا يخِيب فيهم مظنون وتُرفَع حُجبهم فلا يُطوى دونهم مكنون فيطلع على ما حَکَّ فى صدور الناس وعلى أمور سماوية متعالية عن طور العقل والقياس ويدخل فى أهل السرّ والقرب والمكلَّمين. ويكون له الرب الكريم كالخِلّ الودود والخِدْن المودود بل أقرب من كل قريب وأحبَّ من كل حبيب ويكون كلامه أحلى من كل شربة وإلهامه ألذّ من كل لذّة ويدخُل اللّٰه فى القلب ويشغَفه حُبًّا وينظر إلى المُحِبِّ فيجعله لُبًّا ويصبّغه بصبغ المتبتّلين. ويأتيه منه البرهان والنور واللمعان والعلم والعرفان فلا يسعه الكتمان ولو اختفى فى مغارة الأرضين فسبحان ربّنا ربِّ الأوّلين والآخرين.

واعلموا أيها الناظرون والعلماء المستبصرون أن عيسٰى عليه السلام علّم تمهيدًا قبل الدعاء والقرآن علّم تمهيدا قبل الدعاء والفرق بينهما ظاهر على أهل الدهاء فإن تمهيد القرآن يُحرّک الروح إلى عبادة الرحمٰن ويحرّک العباد إلى أن ينتجعوا حضرتَه بإمحاض النيّة وإخلاص الجَنان ويَظهَر عليهم أنه عينُ كل رحمة وينبوعُ جميع أنواع الحنان ومخصوص باسم الربّ والرحمٰن والرّحيم والديّان فالذين يطّلعون على هذه الصفات فلا يزايلون أهلَها ولو سقطوا فى فلوات الممات بل يسعون إليه ويوطنون لديه بصدق القلب وصحّة النيّات ويتراكضون إليه خيلَهم ويسعون كالمشوق ويضطرم فيهم هوى المعشوق فلا يناقش أهواءٌ أُخرى ﴿۱۰۱﴾

عـنـد غـلبة هـوا ربّ الـعـالمين. فثبت أن فى تمهيد هذا الدعاء تحريكا عظيمًا للعابدين.

فـإن الـعبـد إذا تـدبّـرَ فـى صـفـات جعَلها اللّٰه مقدّمة لدعاء الفاتحة وعلِم أنها مشتـمـلة عـلـى صفات كماله ونُعوت جلاله باستيفاء الإحاطة ومحرّكة لأنواع الشـوق والـمـحبة وعـلِـم أن ربّـه مبـدأٌ لجميع الفيوض ومنبع لجميع الخيرات ودافعٌ لجميع الآفات ومالكٌ لكل أنواع المجازات منه يبدأ الخَلق وإليه يرجع كـل الـمخلوقات وهو منـزه عن العيوب والنقائص والسيئات ومستجمِع لسائر صـفـات الكمال وأنواع الحسنات فلا شك أنه يحسَبه مُنجِحَ جميعِ الحاجات ومُـنـجِيًـا مـن سـائـر الموبقات فيكابد فى ابتغاء مرضاته كلَّ المصائب ولو قُتل بـالسهـمّ الـصـائب ولا يُعجِزه الكروبُ ولا يدرى ما اللغوب ويجذبه المحبوب ويـعـلـم أنه هو المطلوب وييسر له استقراءَ المسالک لتطلُّب مرضاة المالک فيـجـاهد فى سبله ولو صار كالهالک ولا يخشى هولَ بلاء وينبرى لكل ابتلاء ولا يبـقـى لـه من دون حُبِّه الأذكار ولا تستهويه الأفكار ويـنـزل من مطيّة الأهواء ليـمتـطـى أفـراس الـرضـاء ويَضْفِر أَزِمّةَ الابتغاء ليقطع المسافة النائية لحضرة الـكـبـريـاء ويـظـلّ أبدًا له مُدانِيًا ولا يجعل له ثانيا من الأحبّاء ولا يَعتوِرُ قلبه بين الشـركـاء ويقول يا ربّ تسلَّمُ قلبى وتكفينى لجذبى وجلبى ولن يُصبِينى حسن الآخرين. هـذه نتـائـج تمهيد دعاء الفاتحة وأما تمهيد دعاء عيسى عليه السلام فـقـد عـرفـتَ حـقيقته وما فيه من الآفة فلا حاجة إلى الإعادة فتفكَّرْ فى إيماضى وتندَّمْ من زمان ماضى وكُنْ من التائبين.

ثـم بعد ذلک ننظر إلى دعاء علّمه عيسى وإلٰى دعاء علّمه ربُّنا الأعلٰى ليتبيّن ما هو الفرق بينهما لذى النُّهى ولينتفع به من كان من الصالحين.

فاعلم أن عيسى عليه السلام علّم دعاءً يتزرّى عليه إنصافنا أعنى خُبُزَنا كفافَنا ﴿۱۰۲﴾
وأما القرآن فعافَ ذكْرَ الخُبز والماء فى الدعاء وعلّمَنا طريق الرشد والاهتداء
وحثَّ على أن نقول اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ونطلب منه الدين القويم ونعوذ به
من طرق المغضوب عليهم والضالين وأشار إلى أن راحة الدنيا والآخرة تابعةٌ
لطلب الصراط وإخلاص الطاعة فانظرْ إلى دعاء الإنجيل ودعاء القرآن من الرب
الجليل وكن من المنصفين. وأما ما جاء فى دعاء عيسٰى ترغيب فى الاستغفار فهو
تأكيد لدعاء طلبِ الخبز كأهل الاضطرار لعل اللّٰه يرحم ويعطى خبزا كثيرا عند
هذا الإقرار فالاستغفار تضرُّعٌ لطلب الرغفان وأصل الأمر هو طلب الخبز من اللّٰه
المنّان. ويثبُت من هذا الدعاء أن أكثر أُمم عيسٰى كانوا عشّاق الذهب واللُّجَين
وهاجِرِى الحقِّ للحجرَين وبائعى الدين ببخسٍ من الدراهم ومختبِنى خلاصةِ
النضّ وتاركى ذيلِ الربّ الراحم والعاثين عاصين. وحُبِّبَ إليهم أن يتخذوا الطمع
شِرعةً وحُبَّ الدنيا نُجعةً. فاستشرِفِ الأناجيلَ ليظهَر عليك صدقُ ما قيل واتّق
الرب الجليل ودَعِ الأقاويل ولا تحسب الحق الصريح كالمعضلات واستوضِحْ
منى المشكلات لأُخبرك عن أنباء العُصاة والمنجِيات والمهلِكات ففَتِّشِ الحقَّ
قبل حُموم الحِمام وهجوم الآلام ونزعِ الروح وحصر الكلام واعلم أن الخير كله
فى الإسلام فطوبٰى للذى ضرب الخيام فى هذا المقام وقوّى يقينَه بالإلهام ووحى
اللّٰه العلام وردّاه اللّٰه رداءَ الإكرام. إن المسلمين قوم سجاياهم إعلاءُ كلمة
التوحيد وبذلُ النفس ابتغاءً لمرضات اللّٰه الوحيد وصلحاء هم يتأفّفون من الدنيا
بل من الإمرة ولا يتخيرون لأنفسهم إلا وجه رب ذى العزة ولا يُشجِيهم إلا آنُ
غفلة مِن ذِكر الحضرة يتوكّلون عليه ويطلبون منه هداه ولا يركنون إلى الخَلق بل
يبتغون حباه ويمشون فى الأرض هونًا ولا يبطِشون جبّارين. وشأنُهم إطالةُ الفكرة

وتحقيق الحق وتنقيح الحكمة. يراعون فى الرياسة تهذُّبَ السياسة وفى أوان الخصاصة والافتقار آدابَ التبصر والاصطبار. ولا تفاضُل فيهم إلا بتفاضل التقوى والتقات ولا ربَّ لهم إلا ربّ الكائنات. وكل ذٰلك أنوار حاصلة من الفاتحة كما لا يخفى على أهل الفطرة الصحيحة والتجربة. فالحق أن الفاتحة أحاطت كلّ علم ومعرفة واشتملت علٰى كلِّ دقيقةِ حقٍّ وحكمة وهى تجيب كل سائل وتذيب كل عدوّ صائل ويطعم كلَّ نزيلٍ إلى التضيّف مائلٍ ويسقى الواردين والصادرين. ولا شك أنها تزيل كل شك خيّب وتجيح كل هم شَيَّبَ وتعيد كلّ هدُوٍّ تَغيَّبَ وتُخجِل كلَّ خصيم نَيَّبَ ويبشر الطالبين. ولا معالج كمثله لسمّ الذنوب وزيغ القلوب وهو الموصِل إلى الحق واليقين. ﴿۱۰۳﴾

وأما الهداية التى قد أُمِرنا لطلبها فى الفاتحة فهو اقتداءُ محامدِ ذات اللّٰه وصفاته الأربعة وإلى هذا يشير اللام الذى موجود فى اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ويعرِفه من أعطاه اللّٰه الفهمَ السليم. ولا شك أن هذه الصفات أُمّهات الصفات وهى كافية لتطهير الناس من الهَنات وأنواع السيئات فلا يؤمن بها عبد إلا بعد أن يأخذ من كل صفة حظَّه ويتخلق بأخلاق رب الكائنات. فمن استفاض منها فيُفتَح عليه باب عظيم من معرفة الرب المحبوب وتتجلى له عظمتُه فتحصُل الأمانةُ والتنفُّرُ من الذنوب والسكينةُ والإخبات والامتثال الحقيقى والخشية والأنس والذوق والشوق والمَواجيد الصحيحة والمحبة الذاتية المُفنِية المحرقة بإذن اللّٰه مُربِّى السالكين.

وهٰذه كلها ثمرات التدبر فى مضامين الفاتحة فإنّها شجرة طيبة تؤتى كلَّ حين أُكُلًا من المعرفة ويروى من كأس الحق والحكمة فمن فتَح باب قلبه لقبول نورها فيدخل فيه نورها ويطّلع على مستورها ومن غلّق الباب فدعا ظلمتَه إليه بفعله

ورأى التبابَ ولحِق بالّهالكين. ﴿۱۰۴﴾

ثم اعلم أن قوله تعالى ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ يدل على أن السعادة كلها فى اقتداء صفات ربّ العالمين. وحقيقةُ العبادة الانصباغُ بصبغ المعبود وهو عند أهل الحق كمال السعود فإن العبد لا يكون عبدا فى الحقيقة عند ذوى العرفان إلا بعد أن تصير صفاتُه أظلالَ صفاتِ الرحمٰن فمِن أمارات العبودية أن تتولد فيه ربوبيةٌ كربوبية حضرة العزة وكذلك الرحمانية والرحيمية وصفة المجازات أظلالًا لصفات الحضرة الأحدية. وهذا هو الصراط المستقيم الذى أُمِرنا لنطلبه والشرعةُ التى أوصينا لنرقُبها مِن كريم ذى الفضل المبين.

ثم لما كان المانع من تحصيل تلك الدرجات الرياءَ الذى يأكل الحسنات والكبرَ الذى هو رأس السيئات والضلالَ الذى يُبعِد عن طرق السعادات أشار إلى دواء هذه العلل المهلكات رحمةً منه على الضعفاء المستعدّين للخطيّات وترحّمًا على السالكين فأمَر أن يقول الناس ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ لِيستخلصوا من مرض الرياء وأمَر أن يقولوا ﴿إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ ليستخلصوا من مرض الكبر والخيلاء وأمر أن يقولوا ﴿اِهْدِنَا﴾ ليستخلصوا من الضلالات والأهواء . فقوله ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ حثٌّ على تحصيل الخلوص والعبودية التامة وقوله ﴿إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ إشارةٌ إلى طلب القوّة والثبات والاستقامة وقوله ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ﴾ إشارةٌ إلى طلب علمٍ مِن عنده وهدايةٍ من لدنه لطفًا منه على وجه الكرامة. فحاصل الآيات أن أمر السلوك لا يُتمّم أبدًا ولا يكون وسيلةً للنجاة إلا بعد كمال الإخلاص وكمال الجهد وكمال فهم الهدايات بل كلُّ خادم لا يكون صالحا للخدمات إلا بعد تحقُّق هذه الصفات.

مثـــلًا إن كـان خادم مخلصا و موصوفا بأوصاف الأمانة ﴿۱۰۵﴾
والخلوص والعفّة ولكن كان من الكسالى والوانين القاعدين وكالضُجَعة النومة لا مِن أهل السعى والجهد والجدّ والقوّة فلا شكّ أنه كَلٌّ على مولاه ولا يستطيع أن يتّبع هداه ويكون من المطاوعين. وخادم آخر مخلص أمين ومع ذلك مجاهد وليس بقاعد كالآخرين ولكنه جَهول لا يفهم هداياتِ مخدومه ويُخطء ذاتَ مرارٍ كالضالين؛ فمن جهله ربما يجترء على الممنوعات ويوقع نفسه فى المخاطرات والمحظورات ويبعد عن مرضاة المولٰى من جهل جاذب من الجهلات وربما يضيع نفائس المولٰى ودُرره وجواهره من كمال جهله وحمقه وسوء فهمه ويضع الأشياء فى غير محلها من زيغ و همه فهذا الخادم أيضا لا يستطيع أن يستحصل مرضات المخدوم ويُسقطه جهله كلّ مرة عن أعين مولاه فيبكى كالمَوقُوم وكذلك يعيش دائما كالملعون الملوم و لا يكون من الممدوحين. بل يراه المولى كالمنحوس الذى لا يأتى بخير فى سير ويخرب بقعته ورحاله وأمواله فى كل حين.

وأما الخادم المبارك والعبد المتبرك الذى يُرضى مولاه ولا يترك نكتة من هداه ويسمع مرحباه فهو الذى يجمع فى نفسه هذه الثلاث

سَوِيًّا ولا يؤذى مولاه بخيانة وخَذْل ولا يُطَحْطِحه بكسل أو جهل فيصير عبدًا ﴿۱۰۶﴾
مرضيًّا. فهذه هى الأشراط الثلاثة للذين يسلكون سبل ربهم مسترشدين. وفى ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ إشارةٌ إلى الشرط الأول وإلى الشرط الثانى فى ﴿إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ وإلى الثالث فى ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ﴾ فطوبىٰ للذين جمعوا هذه الثلاث ورجعوا إلى ربهم كاملين وتأدّبوا مع ربهم بكل الأدب وسلكوا بكل شريطة غير قاصرين. فأولئك الذين رضى اللّٰه عنهم ورضوا عنه ودخلوا حظيرة القدس آمنين. ولما كانت هذه الشرائط أهم الأمور لِلذى قصد سبل النور جعَلها اللّٰهُ الحكيم من أجزاء الدعاء ليتدبر السالكُ كالعقلاء وليستبين سبيل الخائنين.

وهذا آخر ما أردنا فى هذا الكتاب بفضل ربّ الأرباب
والحمد للّٰه رب العالمين. والسلام على سيّدنا
ورسولنا محمد خاتم النبيين. رَبِّ أَمْطِرْ
مطرَ السوء على مكذّبيه واجعلْنا
من المنصورين.
آمين.

بقلم احقر العباد من المريدين لحضرت المسيح الموعود والمهدى المسعود العبد المفتقر
الى اللّٰه الاحد غلام محمد الامرتسرى عفى عنه

﴿الف﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم مالك يوم الدّين. والصَّلاة والسلام علٰى سيّد وُلد آدم سيّد الرسل والأنبياء أصفى الأصفياء محمد خاتم النبيين وآله وأصحابه أجمعين.

أما بعد فيقول العبد الضعيف المُفتقر إلى الله القوى الأمين **نورُ الدّين** عصَمه الله من الآفات وأدخله فى زُمرة الآمنين وجعله كاسمه :نور الدين إنّى قد كنتُ لَهِجتُ مُذْ رأيتُ المفاسد من أهل الزمان وشاهدت تغيُّر الأديان أن أُرزَق رؤيةَ رجل يجدّد هذا الدّين ويرجم الشياطين. وكنت أرجو هذه المُنية لأن اللّٰه قد بشَّر المؤمنين فى كتاب مبين وقال وهو أصدق القائلين : وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ [1] إلى آخر ما قال رب العالمين. وكذا قال الذى ما ينطق عن الهوى إن هو إلا وحىٌ يوحَى وهو الصدوق الأمين صلّى اللّٰه عليه وسلم إن اللّٰه يبعث فى هذه الأمة على رأس كل مائة سنة مَن يجدّد لها دينها فكنتُ لِرحمتِه من المنتظرين. فقصدتُ لهذه البُغية بيتَ اللّٰه مهبطَ أنوار الحق واليقين فكنتُ أجوبُ البرارى وأقطع الصحارى وأستقرى عبدًا من العباد الربّانيين. ﴿ب﴾

[1] النور:٥٦

فتوسّمتُ فی البقعة المباركة المكرّمة شيخی الشيخ السيد حسين المهاجر الورع الزاهد التقیّ وشيخی الشيخ محمد الخزرجی الأنصاری وفی طابة الطَيبة تشرفتُ بلقاء شيخی وسيدی ومولائی الشيخ عبد الغنی المجددی الأحمدی وكلهم كانوا كما أظن من المتّقين جزاهم اللّٰه عنّی أحسن الجزاء آمين يا رب العالمين. وهؤلاء الشيوخ رحمهم اللّٰه كانوا علی أعلی المراتب من التقوی والعلم ولكن لم يكونوا علی أعداء الدين من القائمين ولا لشُبهاتهم مستأصلين بل فی الزوايا متعبدين وبمناجاة ربهم مُتخلّين.

وما رأيت فی العلماء مَن توجّه إلی دعوة النصارٰی والآرية والبراهمة والدهريّة والفلاسفة والمعتزلة وأمثالهم من الفِرق المضلّين. بل رأيتُ فی الهند ما ينيف علی تسع مائة ألف من الطلبة رفضوا العلوم الدينية واختاروا عليها العلوم الإنكليزية والألسنة الأوربية واتخذوا بِطانةً من دون المؤمنين.

وأَزْيَدَ مِن ستين ألف ألف رسالة طُبعت فی مقابلة الإسلام والمسلمين. هٰذه المصيبة وعليها نسمع المشائخ وأتباعهم أنهم يقولون إن الدعوة والمناظرات خلاف دَيْدَنِ أهل الكمال وأصحاب اليقين. وعُلماؤنا إلا من شاء اللّٰه ما يعملون☆ ما يُفعَلَ بالدّين وأهل الدّين. والمتكلمون منتهی تدقيقاتهم مسألة إمكان كذب البارئ (نعوذ باللّٰه) وامتناعه لا لتبكيت الكافرين وردّ مكائد المعاندين. ومع هذه الشكوی فنشكر مساعی الشيخ الأجلّ وأستاذی الأكمل رحمة اللّٰه الهندی المكّی والدكتور وزيرخان رحمهما اللّٰه تعالی والسيد الإمام أبی المنصور الدهلوی والزكی الفطِن السيد محمد علی الكانفوری والسيد اللبيب مصنِّف

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے ’’ يعلمون ‘‘ ہونا چاہیے۔(ناشر)

تنزيه القرآن وأمثالهم سلّمهم الله فشكر الله سعيهم وهو خير الشاكرين. ﴿ج﴾

لكن جهادهم مع شعبة واحدة من مخالفي الإسلام ثم ما كان بالآيات السماوية والبشارات الإلهية.

وكنتُ حريصًا على رؤية رَجُلٍ أىَ رَجُلٍ واحدٍ من أفراد الدهر قائمٍ فى المضمار لتأييد الدين وإفحام المخاصمين. فرجعتُ إلى الوطن وأنا كالهائم الوَلْهان أَخبِطُ ورقَ نهارى بعصا تَسْيارى ومن المتعطشين الطالبين. فبينما أنتظر النداء من الصادقين إذ جاءتنى بشارة من جناب السيد الأجَلّ والعالِم الحبر الأبلِّ مجدّد المائة ومهدى الزمان ومسيح الدوران **مؤلّف البراهين**. فجئتُه لأنظر حقيقة الحال فتفرّستُ أنه هو الموعود الحَكَم العَدْل وأنه الذى انتدبَه الله لتجديد الدّين فقال **لَبَّيْکَ يا إلٰهَ الْعَالمين** . فسجدتُ لله شكرًا على هذه المِنّة العظيمة لک الحمد والشكر والنعمة يا أرحم الراحمين. ثم اخترتُ محبّتَه واستحسنتُ بيعته حتى غمرتْنى رأفتُه وغشِيتنى مودّته وصِرتُ فى حبه من المشغوفين. فآثرتُه على طارفى وتالِدى بل على نفسى وأهلى ووالدى وأعزّتى الأقربين. أصبى قلبى علمُه وعرفانه فشكرًا لمن أتاح لى لُقْيانه. ومِن سعادة جَدّى أنى آثرتُه على العالمين فشمّرتُ فى خدمته تشميرَ من لا يألو فى ميدانٍ من الميادين فالحَمْد لله الذى أحسن إلىَّ وهو خير المحسنين.

---

فَوَاللّٰهِ مُذْ لَاقَيْتُه زادنى الهُدى وعرفتُ مِن تفهيمِ أحمَدَ أحمَدَا

﴿و﴾ وكم مِن عويصٍ مشكلٍ غيرِ واضحٍ ... أنارَ عليَّ فصرتُ منه مُسهّدا
وما إنْ رأينا مثلَه بطلًا بدا ... وما إنْ رأينا مثله قاتِلَ العِدا
وأكفَرَه قومٌ جهول وظالِمٌ ... وكذّبه مَن كان فَظًّا ومُلحِدا
وهذا على الإسلام إحدى المصائبِ ... يُكفَّرُ مَن جاء النبيَّ مُؤيِّدا
أفي القومِ تُمدَح يا مُكفِّرَ صادقٍ ... ألا إنّ أهل الحق سمَّوك مُفْندا
نبَذتَ هُدى العرفان جهلًا وبعدَه ... أخذتَ طريقًا قد دعاك إلى الرَّدى
وإن كنتَ تسعى اليومَ فى الأرض مفسِدًا ... فتُحرَق فى يوم النشور مُزوّدا
ولو قبْلَ إكفارٍ تفكّرتَ ساعةً ... لَعَمْرى هُديتَ وما أبيتَ تبدُّدا
قصدتَ لتُرضِى القومَ مِن سوء نِيّة ... وكان رِضَى البارى أتمَّ وأوكَدا
وما فى يديك لتبعدن مقرَّبًا ... إلٰه البرايا قد دناه وأحمدا
وقد كنتَ تقبَل صدقَه وكتبَه ... فمِثلُك كُفرًا ما رأينا ضَفَنْدَدا
ألا إنه قد فاق صدقًا خواصَّكم ... ودافَى رؤوسَ الصائلين وأَرْجَدا
أتُكفِرُ يا غُولَ البرارى مثيلَه ... أتلعَنُ مقبولا يحبّ محمّدا
وتعسًا لكم يا زُمَرَ شيخٍ مزوّرٍ ... هلكتم وأرداكم وعقّى وأفسَدا
له كُتُبُ السب والشتم حَشْوُها ... شريرٌ ويستقرى الشرور تعمُّدا
أضلَّ كثيرًا مِن ضلالات وَهْمه ... وباعدَ مِن حق مبين وأبعَدا
وما إنْ أرى فيه الفضيلةَ خاصةً ... نعَمْ فى طريق المفسدين تَفرَّدا
يُشيع رسالاتٍ لِبَغْيِ ثَرائدٍ ... ولِيجلِبَ الحُمْقى إليها ويُرفِدا
وما كان لى بغضٌ به وعداوةٌ ... وفى اللّٰه عادَيناه إذ ذمَّ أحمَدا

﴿ ۵ ﴾

فخُذْ يا إلٰهى رَأْسَ كلّ معاند كأَخْذِك مَن عادى وليًّا وشدّدا
لتكون آيات لكلّ مكذّب حريص على سبٍّ مُباهٍ تحسُّدا
ويا طالبَ العرفان خُذْ ذيلَ نوره ودَعْ كلَّ ذى قول بقول المهتدى
وفى الدين أسرارٌ وسبلٌ خفيّة يلاحظها بصرٌ يلاقى إِثْمَدا
وآخر دعوانا أن الحمد كله
لرَبٍّ رحيم بعث فينا مجدّدا

قد تمت هذه القصائد وقد أحببنا أن نلحقها ببعض قصائد بليغة فصيحة من كلام الأديب المفلِق السيّد محمد سعيد الشامى الطرابلسى سلّمه الله تعالى قد نظمها ومدَح بها سيّدَنا ومرشدَنا المشارَ إليه فيها وهجا الفرقةَ النصرانية ومن خالَفَه.

خضَعتْ لِرفعةِ مجدِك العظماءُ وأتتْك تسحَب ذيلَها العَلياءُ
ورنَتْ إليك مع الوقار وسلّمتْ وتفاخرتْ بمديحك الشعراءُ
ولك الأمان من الزمان وما على مَنْ لاذَ فيك من الزمان عَناءُ
قد حُزْتَ فضلًا مِن إلٰهك فوق ما قد حازَه مِن قبلك الآباءُ
وحوَيتَ علمًا ليس فيه مشارِكٌ لك فى الأنام ولِلْإِلٰه عطاءُ
يا مَن إذا نزَل الوفودُ ببابه أغناهُمُ عمّا إليه جاءوا
أنت الذى وعَد الرسولُ وحبَّذا وعدٌ به قد صحّت الأنباءُ
أنت الذى إنْ حلَّ جَدْبٌ فى الملا ودعوتَ ربَّك حَلَّه الإرواءُ
طُوبٰى لعبدٍ قد رضٰى بك ملجأً إذ لا يخيب وراحتاه مَلاءُ
طوبٰى لقومٍ أنت بيضةُ مُلكهم وكذا العصر أنت فيه ذُكاءُ

﴿و﴾ طُوبٰی لدارٍ أنت فیها قاطنٌ ... فلقد بدَتْ فی سَوْحِها الزُّهَراءُ
یا أیّها الحبْرُ الأجلّ ومَن به ... یرجی المراد وتُکشَف الضَّرّاءُ
إنی لأرغب أن أری لک سیدی ... وجهًا علیه من الجمال رِداءُ
یا واحدًا فی ذاته وصفاته ... قد حقّقتْ بوجودک الأشیاءُ
وبک استقامت للعلا أرکانُه ... وتزیّنتْ بمقامک الجَوْزاءُ
أَیّدتَ دینَ الحق یا عَلَمَ الهدی ... وأَبَنْتَ طرقًا طَمَّها الجهلاءُ
ورفعتَ للإسلام حصنًا باذخًا ... تفنی الدّهورُ وما یلیه فناءُ
ونكأْتَ أهلَ الشِّرک حتی أصبحوا ... فی غیّهم قد مَسَّهم إقواءُ
وسَلَلْتَ سیفًا للشریعة بینهم ... لمّا رأوه أَکَبَّهم أعباءُ
ما زلتَ تضرب فیهمِ حتی انثَنوا ... مِن وَقْعِه فکأنهم أهباءُ
جاؤوا لینتصروا علیک وما دَرَوا ... أن الإله علیک منه لِواءُ
صالُوا ورامُوا أن یفوزوا بالذی ... قَصَدوا إلیه فصَدَّهم إعیاءُ
وتفرّقتْ أحزابهم لما رأوا ... أسدًا هَصُورًا کَفُّه عَضْباءُ
ما ضَرَّهم لو آمنوا إذ جئتَهم ... بل کذّبوک فخابت الآراءُ
هیهاتَ أن یصِلوا إلی ما أمّلوا ... حتی تَلینَ وتُنبِتَ الصَّمّاءُ
بئسَ الذی قصدوا إلیه من الردی ... وتنزّلتْ بقلوبهم بَأْساءُ
ضلّوا وقالوا إنّ عیسٰی لم یَمُتْ ... بل فی السماء وأین منه سماءُ
قد مات عیسٰی مثلَ موتةِ أُمِّه ... والموتُ حقٌّ لیس فیه خفاءُ
مَن کان ینکر ذا فلیس بمؤمن ... فیما أری والربُّ منه بَراءُ

إنّ كان عيسٰی يأتينّ بُعيدَ ما ذاقَ الحِمامَ فهٰكذا القدماءُ ﴿ز﴾
لا مرحبًا بهم ولا أهلًا ولا سهلًا ولاحمَلتُهم الغَبراءُ
كلا ولا برحتْ صباحًا مع مسا مَرَّ الدهورِ تجُذُّهم حَصْباءُ
قوم كأنهم الذياب إذا عوَتْ فاستحوذتُها أَكْلُبٌ ورُعاءُ
لا يقرَبون من الحلال وعندهم إن الحلال طريقة شَنْعاءُ
وإلى الحرام شواخصٌ أبصارُهم إن الحرام لمن يرُمه غذاءُ
يا أيها البحر الذی ما مِثلُه بحرٌ وما لجميله إحصاءُ
بل أيها الغيث الذی أنواؤه فعلتْ بما لا تفعل الأنواءُ
حيّاک ربّی كلما هبّتْ صبا نَجْدٍ وما قد غنّتِ الوَرْقاءُ
أو ما ترَنَّمَ فی مديحک مُنشِدٌ
خضعَتْ لرفعةِ مجدک العظماءُ

السيّد محمد سعيد الشامی

# وله رحمه اللّٰه تعالٰی

حمدٌ غزيرٌ صادقُ الإذعانِ لِلّٰهِ ربٍّ دائمِ الغفرانِ
فردٌ كثيرُ العفو والإحسانِ مُنْشِی الأنامِ ومُنْزِل الفرقانِ
إذ قد أُبيرتْ دولةُ الصلبانِ مِن وَقْعِ شهمٍ حاذِقِ الطعانِ
فی الحرب إذ يعدو بحدِّ سِنانِ مُحْیِ المَنونِ ومُوقِدُ النيرانِ

﴿ح﴾

كَالليث صادَفَ رَغلةَ الضِّبْعانِ — في يومِ مخمصةٍ على أَسوانِ
أسدٌ هِزَبْرٌ ثابِتُ الجَنانِ — لم يكترثْ بكثرة الفرسانِ
بَتَلَ الشكوكَ بقاطِعِ البرهانِ — ودلائلٍ قرّتْ بها العينانِ
حَبْرٌ أَمَدَّ موائدَ العرفانِ — وأَسَحَّ أَبْحُرَها على الظمآنِ
ردَع الخصومَ بقدرة المنّانِ — يَدْعون ويلًا نُكَّسَ الأذقانِ
يا أيها المولى العظيمُ الشانِ — هيهاتَ عينى أن ترى لك ثانِ
إذ كنتَ عَلَمًا فخرَ كلّ زمانِ — ولقد تناقَلَ فضلَك الثَّقَلانِ
فانعَمْ ودُمْ بالعز والأمانِ — ما هَزَّ ريحٌ مُيَّدَ الأغصانِ

## ولَهُ رحمه اللّٰه تعالى متغزلًا وممتدحًا لجناب المشار إليهٖ

ألا لا أرى مَن أحبّ بعينى — وعدوّى أراه بكرةً وأصيلا
يا لقومى ويا لصَحْبى الْحَقُونى — وأدرِكونى فقد غدَوتُ قتيلا
مِن لِحاظٍ راشقاتٍ بقلبى — أسهمًا عنه لا ترى تحويلا
وخدودٍ أينعَ الشقيقُ عليها — ورُضابٍ مِزاجُه زنجبيلا
ظَبْية مِن قاديان سبَتْنى — إذ رنَتْ رنْوةً وطرفًا كحيلا
حبَّذا قَدُّها إذا يتثنى — كتثنِّى الغصونِ ذُلّلتْ تذليلا
ما الشمس عندى ولا البدر فاعلَمْ — فى حُلاها أرى لها تمثيلا
كلّا ولستُ فى الجَنان براضٍ — بسواها ان أراها بديلا
ولقد أرانى بعد ما كنتُ ليثًا — مُصْمَئِلًّا عَمْثَهِلًّا خَنْشَلِيلا
يرهَب الأحمَسُ المدجَّج صوتى — وبعينى يرى العزيز ذليلا

تسحَب النملةُ يا فدَيتک جسمی وابنُ آوى يدعو علیَّ العويلا ﴿ط﴾
غيرَ أنی وإن جُننتُ غرامًا فی هواها لأصبِرنّ جميلا
فعسى الهُمام الذی إليه المطايا قد تخطّتُ تَلائعًا وسهولا
خيرُ عبدٍ يراه أشرفُ قوم مَن لعيسى المسيحِ أضحٰى مثيلا
اَن يرانی ويكشف ما بی
عن قريب قبلَ أنوى الرحيلا

## وقال رحمه اللّٰه تعالى مقرّظًا علٰی هٰذا الكتاب المبارک ومادحًا للجناب الأقدس نفَع اللّٰه بهِ المسلمين

كتابٌ حكى زَهْرَ الربيع نضارةً وحوى مِن النظم البديع طُروسا
يُغنى الأديبَ فَكَاهَةً وَ مَسَرَّةً عن أن يكون له الحبيب جليسا
قد صاغه الحَبْرُ الذی أنوارهُ تَدَعُ الليالَ إذا دَجَينَ شُموسا
لِلّٰهِ دَرُّ القاديان فإنّها كالشام حيث أقام فيها عيسى
بلدٌ بها غيثُ المواهب قد هَمَى وتقدستُ أرجاءها تقديسا
فكأنما هی إيلياءٌ إذ حوَتْ جبلًا حباه ربُّه الناموسا
قَرْمٌ تقاصَرَ عن ثناء خصاله فُوهُ الزمان ولا يرٰی تدليسا
بحرٌ تلاطمَ بالمعارف موجه
شَهُمٌ علا رُتَبَ الكمال عروسا

﴿ی﴾

# وقال مقرّظا عليه أيضًا

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد للّٰه رَبّ العَالمين. وصلى اللّٰه علٰى سيد المُرسلين.

أما بعد فإني قد سرّحتُ طرفی فی مضمار حَلْبة البيان وأجَلْتُ قِداح فكری فی حديقة بستان الأذهان أعنی العُجالة التی ابتكرها نتيجة أفكار الزمان ومحطّ رجال العرفان نابغةُ دهره وسحبانُ قطره سيدُنا ومرشدنا مسيح الزمان مركزُ العِزّ والأمان الشيخُ العالم العلامة الحَبرُ الفاضل الجِهْبِذ الفهّامة سَمِیُّ مَن أُنزِل عليه الفرقان سيّدِ وُلْدِ عدنان عليه الصلاة والسلام أحمد الفِعال والخِصال أدام اللّٰه عليه سوابغ الإجلال ومنابع الأفضال ولا زال مرفوع الجناب مقبَّل الأعتاب فوجدتُها القِدْح المعلّٰى والدُّرّة اليتيمة والروضة الأريضة والحديقة المثمرة وكيف لا ومُوجِدها حَبرٌ يشار إليه بالأنامل وبحرٌ ليس له من ساحل فكأنما قد عنَيتُه بقولی إذ كان به أحرى وبسِرّه أدرٰی.

هيهاتَ يوجد فی الزمان نظيره ولقد حلفتُ بأنه لايوجدُ
باللّٰه ربِّ الراقصاتِ إلى مِنَی والقائمين ظلامَهم يتهجّدوا

فللّٰهِ دَرُّه ولا فُضَّ فُوه ولا عدمه بنوه إذ قد أحسنَ وأجادَ وبالَغَ فيما به أفاد.

تَـمَّـتْ

﴿ك﴾

بسم الله الرحمٰن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الذى أطلعَ شموسَ الهداية فى قلوب أهل العرفان وأطمعَ نفوس أهل الغواية فى ورود منهل الغُفران وأنبعَ ينابيع المكارم ليَرِدَ على زلالها كلُّ ظمآن ورفَع منابر التقديس والتحميد وخفَض أعلام البُهتان. والصلاة والسّلام على سيد وُلدِ عدنان سيدِنا ونبيّنا محمدٍ الذى أتى بالبيان وعلى آله وأصحابه وأزواجه فى كل وقت وأوان.

أما بعد فيقول أسيرُ ذنبه وفقير عفو ربه المنّان محمد الطرابلسى الشامى الشهير بحميدان إننى لما دخلتُ الهند وبلدة قاديان واجتمعتُ بحَبْرها بل وحَبْرِ جميع البلدان مولانا وسيدنا الشيخ **ميرزا غلام أحمد** صاحِب الوقت ومسيح الزمان واطلعتُ على هذا الكتاب فإذا كتاب إذا ما لمحتُه استملحتُه وإنى أراه قد انتضى الحججَ لإزعاج المخالفين وإفحام المخاصمين ذو العِوَج أعطى كلَّ ذى سهم سهمه وما أخطأ سهمه. يدعو الضالين إلى الصلاح وما يدَع نُكتةً من لوازم الفلاح وجَب على المسلمين إطاعة أمره وقد أُشرِبَ قلبى أنه من الصادقين والله حسيب وهو يعلم سر الناس وجهرهم ويعلم ما فى السماوات والأرضين وآخر دعوانا أن الحمد لله ربّ العالمين ـ

﴿ل﴾

# رؤيا غريبة

اعلموا أنى قمتُ فى عجز الليل على العادة لصلاة الفجر ثم بعد أدائها غلبتُنى عينى بالنوم فرأيتُ كأن مرشدنا رحمه اللّٰه تعالى قد صنع طعامًا كثيرا فاخرا ودعا إليه جمًّا غفيرا من الخَلق من بلاد مختلفة عربًا وعجمًا ثم بسَط سُفَرًا وموائدَ عديدة وجلس عليها أولئک القوم عشرة عشرة وأنا معهم فى أُخراهم فأكلوا وقاموا وبقيتُ منفردا. فداخلَنى الخجلُ وقمتُ غيرَ شبعٍ فنظرتُ عن يمينى مكانا مملوءًا من المَرَق فصرتُ أغُبُّ منه حتى اكتفيت ثم انتهيت وانتهى الناس إلى مكان المذكورِ وقد فُرِش بأنواع الفُرُش النفيسة فجلسوا بحسب مراتبهم وفيهم العلماء والأمراء وغيرهم. فقام رجل منهم يعِظ الناس على طريقة الفقهاء الحنفية وكأنه نسب قولا إلى الأولياء فقال أحد أهل المحفل لعَن اللّٰه آباء الأولياء إن كانوا يقولون بهذا. فقلت لا بل أباک لم تكذّب أولياء اللّٰه. وجرى ذكرُ الإمام الجوهرى فسَبَّه رجلٌ منهم فغضبتُ عليه وقلت أتشتم إمام الدنيا فى اللغات العربية ولا تخاف من اللّٰه تعالى ورأيت كأنّ المذكورَ أيده اللّٰه تعالى قد أخذ بيدى وسلِک بى منفردا طريقا مستقيما محفوفًا بالأزهار والأشجار وقال لى إنى قد أردتُ الإقامةَ إما فى الشام أو فى أمرتسر فما رأيک فى هذا فقلت له إن رأيى أن تقيم فى الشام فإنها أرض اللّٰه ومَعقِل المسلمين وبها تتأهل وتبنى لک بيتًا وتتخذ بستانًا وأرضًا وإن أقمتَ معى فى مكانى حيث ذكرتُ لک فإنه أحسن وأتكفّل لک بجميع ذلک. فقال لى إن شاء اللّٰه أفعل ما أشرتَ به. ورأيت كأن قد جىء برجُلٍ مديد القامة أصهَبِ الوجه واللحية فى ثياب رثّة وهيئة قبيحة كأنه يراد قتله. ثم هببتُ مِن رقدتى متعجبا من ذلک وأظنه خيرا وإقبالًا للمذكور وأمنًا له من نوائب الزمان. هذا ما رأيته وعبّرته واللّٰه أعلم بالصواب وإليه المرجع والمآب.

السيّد محمد سعيد الشامى

## إتمام الحجة على المكفِّرين من العلماء والمشايخ كلهم أجمعين

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته. وبعد فإنى قد سمعتُ أنكم أيها الإخوان كفّرتمونى وكذّبتمونى وحسبتمونى مفتريًا وناضلتمونى حتى نُثِلَت الكنائنُ وتبيّنَ الحق وظهر الأمر الكائن ولكن ما ركدتْ زعازِعُكم وما أخذتْكم هيبةُ الحق بل جُزْتم عن القصد جدًّا وحسبتم الحق شيئا إِدًّا وكنتم على قولكم من المصرّين. فلما ارتبتم فى أمرى وصرتم قرينَ الخنّاسِ ونَجِىَّ الوسواس توجّستُ ما هجَس فى أفكاركم وفطنت لما بطن من استنكاركم فصنّفتُ كتبًا قد حسُن ترتيبها وصُفِّفَ فوجُ تَعاجيبها وجمعتُ على التحقيق صفاء الدُرّ وسَكَرَ الرحيق وقُنُوء العقيق وكان فيها إزعاجُ أوهام المتوهمين وعلاجُ نزغات الشياطِين وإصلاح نزوات المفسدين وبيان إعنات الباغين ومعاناة الطاغين ومعاداة العادين وحِيَل المحتالين وسطوة الجائرين وكيد الكائدين مع كثير من الدلائل والبراهين. وكانت أسماؤها فتح[1] الإسلام وتوضيح[2] المرام وإزالة[3] الأوهام و مرآة[4] كمالات الإسلام. ولكنكم ما رأيتم وتعاميتم وكفّرتم داعىَ اللّٰه وعصيتم وكنتم قومًا عادين. وأصررتم على إنكاركم حتى انتهى أمركم إلى تكفير المسلمين ولعن المؤمنين وكذّبتم أسرارًا لم تحيطوا بها وعنّفتمونى على ما لم تعلموا حقيقته وكنتم تضحكون علىّ مرتاحين. وكم مِن دلوٍ أدليتُها إلى أنهاركم لعلّى أجد قطرة من علمكم وأخباركم ولكنها لم ترجع ببلّةٍ ولم تجتلب نَقْعَ غُلّةٍ وما زادنى سُؤُلى منكم غيرَ يأسٍ وقنوط ودُرَخْمِين. فاسترجعتُ على انقراض العلم ودروسه وأفولِ أقماره وشموسه وذرفتْ عيناى على حال قوم فيه تلك العلماء الذين هم معروق العظم والمبعَّدون من أسرار الدّين. ومع ذلك وجدتُ كل واحد منكم سادرًا فى غلوائه وسادلًا ثوبَ خيلائه ومُفارِقًا مِن أرجاء حيائه ومن أكابر المفسدين. فلما انسرتْ جلبابُ خَفَرِكم وأماطت جذباتُ النفس خضراءَ قَفْرِكم

وتـواتـرتُ ريـحُ دَفْـرِكم فهِمتُ أن النصح لا يأخذ فيكم ولا ينفعكم قولُ ناصح كما لا يـنفع المتمرّدين. فتأوّهتُ آهةَ الثكلان وعيناى تهمُلان ودعوتُ اللّٰه أيامًا سُجَّدًا وقيامًا وخـررت أمـام حـضـرته واستطرحت بين يديه مبتغيًا إليه أذيال وسيلته ورفعتُ صرخى كعقيرة المتألمين.

فـرأى الـلّٰـه بُـرَحـائـى واعتـداءَ أعدائى وقلّةَ أخـلّا ئى وبشّرنى بفتوحات وآيات وكـرامـات ومَنَّ علىَّ بتأييده المبين. فمنها ما وعدنى ربى فى عشيرتى الأقربين أنهم كـانـوا يـكـذّبـون بـآيـات اللّٰه وكانوا بها يستهزؤن ويكفرون باللّٰه ورسوله وقالوا لا حـاجة لـنا إلى اللّٰه ولا إلى كتابه ولا إلى رسوله خاتم النبيين. وقالوا لا نتقبل آية حتى يُـرينا اللّٰه آية فى أنفسنا وإنّا لا نؤمن بالفرقان ولا نعلم ما الرسالة وما الإيمان وإنّا من الـكافرين. فدعوتُ ربى بالتضرع والابتهال ومددتُ إليه أيدى السؤال فألهمَنى ربى وقـال سـأريهـم آية مـن أنـفسهـم وأخبـرَنى وقال إننى سأجعل بنتًا من بناتهم آية لهم فسمّاها وقال إنها ستُجعَل ثيّبةً ويموت بعلُها وأبوها إلى ثلاث سنة من يوم النكاح ثم نردها إليک بعد موتهما ولا يكون أحدهما من العاصمين. وقال إنّا رادّوها إليک لا تبـديـل لـكـلمات اللّٰه إن ربک فعّال لما يريد. فقد ظهَر أحد وعديه ومات أبوها فى وقـت مـوعـود فـكـونـوا لـوعـده الآخر من المنتظرين. فتأملوا فى هذا تأمُّلَ المنتقد وانـظـروا بـالـمصباح المتّقد هل هو فعلُ اللّٰه تعالٰى أو كيد المفترين. وهل يجوز أن يستـجيـب الـلّٰـه دعاءَ ملحد كافر كما يستجيب دعاء المقبولين. وكيف يخفى أمرُ رجـل يُميتُ اللّٰهُ لأجل إعزازه وإجلاله رجُلَين ويجعله فى أنبائه الغيبية من الصادقين. إن الـلّٰه لا يُظهِر على غيبه أحدًا إلا من ارتضى من رسولٍ الذى أرسله لإصلاح الخلق فى زىّ الأنبياء والمحدَّثين. ومنها مـا وعـدنى ربى واستجاب دعائى فى رجل مفسد عدو الـلّٰـه ورسـولـه الـمسـمـى ليكهـرام الـفشـاورى وأخبـرنـى أنـه من الهـالكين. إنـه

كان يسبّ نبيَّ اللّٰه ويتكلم فى شأنه بكلمات خبيثة فدعوتُ عليه فبشّرنى ربى بموته فى ستّ سنة إن فى ذلك لآية للطالبين.

ومنها ما وعدنى ربى إذ جادلَنى رجل من المتنصرين الذى اسمه عبد اللّٰه آتهم العنبرسرى إنه كان أراد أن يشدّ جباير الحِيَلِ على دين النصارى ويوارى سَوْءتَه فصال على الإسلام وكان من المتشددين. وباحَثَنى فى حلقة مغتصّة بالأنام مختصّة بالزحام وزخرفَ مكائده لإرضاء الكافرين. فثنَيتُ إليه عِنانى وأبثثتُه من معارف بيانى وجعلته من المفحَمين.

فما وجم مِن قلّة الحياء وكان يجمَح فى جهلاته ويسدَر فى الغلواء . وامتدّت المباحثة إلى نصف الشهر وكنا نغدو إليه بعد صلاة الفجر ونرجع فى وقت الهجير عند اشتداد حرّ الظهيرة وتركنا الاستراحة كالمجاهدين. فبينما أنا فى فكر لأجل ظفر الإسلام وإفحام اللئام فإذا بشّرنى ربى بعد دعوتى بموته إلى خمسة عشر أشهر من يوم خاتمة البحث فاستيقظت وكنت من المطمئنين. ثم جئناه واجتمعت الحلقة وحضر الخاص والعام وأُحضِرت الدواة والأقلام فما لبثتُ أن قعدتُ وأنبأتُ مِن كل ما أُخبِرتُ من ربّ الأرباب وأمليتُه فى الكتاب ثم ارتحلت من دار غربتى وحسبت ذلك البحث أفضل قُربتى وحسبت ذلك النبأ نعمة من نعماء رب العالمين. فتفكروا عافاكم اللّٰه ولا تعجلوا فى تكفيرى ولا تسُبُّوا ولا تقذِفوا وإن كنتم فى شك فانتظروا هذه الأنباء المذكورة فإنها معيار لصدقى وكذبى. وإن لم تنتهوا فقد تمّتُ عليكم حجّة اللّٰه وحجّتى ولن تضرّونى شيئًا وستُسألون عند مالك يوم الدين. وإن تتوبوا وتتقوا فاللّٰه لا يُضيع أجر المحسنين۔

حاشيه متعلقه ص ۱۶۲۔و اسم بعلها سلطان محمد ابن محمد بيک و محمد بيک ابن نظام الدين و اسم عم بعلها محمود بيک و هم سكان قرية منحوسة المسماة فتّى فى ضلع لاهور. و اسم أبيها مرزا أحمد بيک و تُوُفِّیَ بعد إلهامى هذا فى ميعاد الإلهام. و أما بعلها سلطان محمد فحَیٌّ و بقى من ميعاد موته قريبا من السنة. ربنا افتَحْ بيننا و بين قومنا بالحق و أنت خير الفاتحين. منه. اصفر سنة ۱۳۱۱ھ۔

ٹائیٹل بار اوّل

الرسالة

اللطيفة المشتملة على

معارف القرآن ودقائقه

المسمّاة

حمامة البشرى

إلى

أهل مكة وصلحاء أم القرى

قد طبعت في مطبع المشتهر غلام القادر

الفصيح السيالكوتي في الشهر المبارك

الرجب سنة ١٣١١ هجرية

المقدسة

﴿الف﴾

## مَن عادی أولیاءَ الرَّحمٰنِ
## فقد نبَذ الإیمانَ بِالمَجّان

إنّی قُلت فی بعض کتبی إن اللّٰه یسلب إیمان قوم یعادون أولیاء ہ، فسألنی بعض الناس عن علل هذا السلب، وقال إنما الإیمان یتم باتّباع کتاب اللّٰه وسنن رسوله، فما ندری أیّ ضرر للإیمان بعداوة أحد من المسلمین، بل نقول إنها أقوال لا أصل لها وإن هی إلّا وهم المتوهّمین . فاعلم أن هذا الرأی رأیٌ رکیکٌ أنحَفُ من المغازل، وأضعفُ من الجوازل، وإنما نشأ من قلة التدبّر من طبعٍ فَقَدَ دَرّ الفکر الصحیح، وأکبَّ علی الدنیا بالقلب الشحیح، وکان من معارف الدین من الغافلین.

والأصل فی هذا الباب أن بنی آدم کشخص واحدٍ بعضهم کالرأس والقلب والکبد والمعدة والکلیة وأعضاء التنفس، وهم سروات نوع الإنسان، وبعضهم کأعضاءٍ أُخریٰ . فالذین جعلهم اللّٰه کالرأس أو القلب وغیرهما من الأعضاء الرئیسة، فجعلهم مدارًا لحیاة کل من سُمّیَ إنسانًا، وکما أن الإنسان لا یعیش من غیر وجود هذه الأعضاء ، فکذلک الناس لا یعیشون بحیاتهم الروحانی من غیر وجود هؤلاء السادات من الرسل والنبیین والصدیقین والمحدّثین والشهداء والصالحین . فظهر من ههنا أن الموت الروحانی هو مطرحُ بُغضِ الأولیاء ، فالذی اشتد بُغضه ومُماراته بهذه الطائفة المقبولة، وتواترت مباراته بتلک الفئة المحبوبة، وما امتنع وما تاب، وما دعا اللّٰهَ أن یتدارکه، وما ترَک السبَّ واللعن والطعن والخصومة، فآخرُ جزائه عند اللّٰه سلبُ الإیمان، وترکُه فی نیران الحسد والفسق والعصیان، حتی یلتحق برهط الشیطان، ویکون من الخاسرین .**والسرّ** فی ذٰلک أن أولیاء اللّٰه قوم یحبهم اللّٰه ویُحبونه، ولهم بربهم

تـعلقات قويّة، وله إليهم توجهات عجيبة، وعنايات لطيفة، وبينهم وبين اللّٰه أسرارٌ لا يـعلمها إلا حِبُّهم، فيُحبّهم اللّه حُبًّا عجيبًا، ويُعادى من عاداهم ويوالى من والاهم، ولا يـدرى أحـدٌ لِـمَ أَحَبَّهـم إلـى تـلـك الـمـرتبة، ولِمَ أتمَّ لهم وظائف الوداد كلها، ولِمَ صاروا من المحبوبين .

وقـد جرت عادة اللّٰه تعالى أنه يُفيض الحق على قلوبهم، ويُجرى لطائف العلوم فى خواطرهم، ويطهّر فكرتهم، ويُنقّح حكمتهم، ويُعطى لهم عِلم تبَصُّر العواقب، واتقاء مواضع المعاطب، ويقود كل خير إليهم، ويطرد كل شر منهم، ويُطلعهم على معارف كتـابـه وعـلـوم نبيّـه، ويـربيهـم مـن عنده، ويهديهم إلى صراطه، وينعم عليهم بنعماه الظاهرة والبـاطـنة، ويـحـفظهم من مقامات مزلّة الأقدام، ويجعلهم من المحفوظين، ويجعلهم مِن حُماة حوزة الإسلام، ويشرح صدورهم ويوجّههم إلى حضرته التى هى مبـدأ الفيوض، فيأتيهم الفيض فى كل يوم غضًّا طريًّا، ويُنفَح فى صدورهم من ذلك الفيض الإلهى أنواع لوامع .والـنـاس يعملون الخيرات تطبّعًا، وهُمْ طباعًا، ولا تصدر الأعـمـال الـصالحة منهم تكلفا، بل تقتضيها فطرتهم السليمة، وتجرى فيها إراداتُ الصلاح كفوران العين، ولا يتكاء دهم من الأعمال الشاقة ما يتـكاء د غيرَهم .تراهم كـالـجبـال عـنـد الأوجـال، وتتبيـن شـجاعتهم عند تبيُّنَ الأهوال، يتحلّون بمحاسن الأخلاق، ويتخلّون مما يسَمّ☆ بالأخلاق، يصبرون تحت مجارى الأقدار حُبًّا ومواطأةً لا لِتنـوُّهِ الأقـدارِ، ويـطيعون ربهم ببذل الروح واقتحام الأخطار، ابتغاءً لمرضاة اللّٰه لا لارتفاع الأخطار .لا يـريدون مَلل الخلائق، ولا تجد فيهم سوء الطبع وتوشين الخلائق .الراحـمـون الـمحسنون إلى عباد اللّٰه، مآلُ الآمل وثمال اليتامى والأرامل ـ يبعُدون عن كل كدُورَة وظلام وعن الهيئة الظلمانية، ويُملأون من الأنوار ﴿ب﴾

☆يبدو أنه سهو من الناسخ، والصحيح "يصم" (الناشر)

والجواهر الإيمانية، ويُصيَّر صحنُ صدورهم مسعى للأوابد الروحانية، ويخرّون أمام السُّدّة الربّانية، وتغرق أرواحهم فى بحار حضرته ساجدين .ويخرجون من النفس والهواء☆ والإرادة، ولا يدرون النفسَ ولذّاتِها، ويقلّبهم اللّٰه يمينًا وشمالًا حكمةً من عنده، ويجدد لهم إراداتٍ بعد فناء الإرادات النفسانية كلها .ثم يُرسلهم إلى عباده رحمة منه، فيدعون الناسَ إلى الخير والصلاح، والسعادة والنجاح، فالذين يقبَلونهم ويتّبعونهم ويحذون حذوهم فى كل أعمالهم وأقوالهم وحركاتهم وسكناتهم، ولا يُفارقون أظلالهم ولا يخرجون عما أمروهم، فينالون السعادة ويفوزون فوز السعداء ، ويُرضون اللّٰه ورسوله ويكونون مُباركين.

فالحاصل أن خدمة هؤلاء الكرام عنوان السعادة، ومحبّتهم استثمار المعرفة، ومصافاتهم مُصافات اللّٰه، وبثّ مدائحهم زمام الفلاح، وتطلُّب مثالبهم من أمارات الطلاح، وتتبُّع عيوبهم مدحض المحسنات، وتكلُّف كُلَفِهم كفّارة السّيئآت. فالذين ما انتظموا فى سمطهم، وما انخرطوا فى جماعتهم، وما التحقوا برهطهم، بل عادَوهم وخالفوهم، وتجاوزوا الحد فى مَقْتهم عند المخاصمات، وتَعدَّوا الأدبَ فى المكالمات، فأحبط اللّٰه عملهم، وأرداهم وباء وا بسخط من اللّٰه، ورجع إليهم نكالٌ من اللّٰه وغضبٌ من عنده، فنزع اللّٰه من قلوبهم كلَّ حلاوة الإيمان ونور العرفان، وتركهم فى ظلمات خاسرين مخذولين.

ثم اعلم أن كل ما قلنا هى علل روحانية لسلب إيمان المخالفين، وأما الأسباب الخارجية لخسرانهم وبُعدهم عن الحق، فهى أسباب أعدّوها لهم من عند أنفسهم، فهى أنهم يُخالفون إمام الوقت وخليفة الزمان فى كل قوله وفعله وعقيدته، مع أنه على الحق ومؤيَّد من اللّٰه تعالٰى، فكلما يُخالفونه ويتركون طريقه فيَبعدون عن طرق السعادة والصدق والصواب، ويطرحهم شِقوتُهم فى فلوات

☆ يبدو أنه سهو الناسخ والصحيح ”الهوى“.(الناشر)

الخسران والتباب فيصيرون من الهالكين .

ومن المعلوم أن الرجل الذى خالف الحق وخالف الذى يدعو إلى الحق على بصيرة، فلا بد له أن يقع فى هوة الخطايا، فإنه خالف المحفوظَ المصيب المؤيَّد من اللّٰه .ثم معلوم أن المخالفة إذا بلغت منتهاها، فتزيد شقاوة المخالف يوما فيوما، فيكون حريصًا علٰى رد كل كلمة الحق والحكمة والصداقة التى أُعطيت لإمام الزمان، بل هذا هو النتيجة الضرورية اللازمة لكمال العناد، فإن العناد إذا بلغ كماله فيجترء المعاند لشدة عناده يومًا فيومًا على المخالَفة حتى يقع يومًا فى مخالفة عظيمة تُهلِكه وتسلب إيمانه، فيلحق بالمخذولين .ألا ترىٰ أنک إذا اخترت طريقًا على وجه البصيرة وتعلم أنه طريق مستقيم يُوصلک إلى منزلک وداركَ سالما غانمًا، ومعک فى سفرک عدو شقى، فحمَله عداوتُک على أن يختار لنفسه طريقا آخر يُخالف طريقک مع أن فيه قطاعَ الطريق وسباع وأفاعى وآفات أخرىٰ، فلا شک أنه ألقٰى نفسه إلى التهلكة، فإن هلک فما كان سبب هلاكه إلا مخالفتک، فتَدبَّرْ واتّق اللّٰه ولا تكن إلا مع الصادقين .ولا تؤذ صادقا ولا تُعِنِ الذى أبلٰى فى هيجائه، بل لا تكنْ من الذين هم نَظّارة ذلک الحرب، ورضوا بالطعن والضرب، وأفاضوا فى سماع كلمات فيها استخفافه، وتُبْ مع الذى تاب، فإن الصالحين قوم إذا أراد اللّٰه نصرهم فيخلُق مِن لدنه الأسباب ويُبدى العُجاب، ويأتى المعادين من حيث لا يعلمون، ولا يُخزى عباده المحبوبين .فأوصيک أن لا تُمارِهم، ولا تخالِفْ قولهم بفهمٍ أنحَلَ وعقلٍ أقحَلَ، ولن تبلغ أفهامَهم وعلومهم، ولو كان عندک جبل من الكتب، فإنهم يُؤتَون علمًا وفهمًا مِن لدن ربهم، وتُنوَّر أفهامهم، وتُصفَّى عقولهم، وتُوسَّع مَداركهم، ويعصمهم يدُالربّ من كل مزلّة، وربما تسمع من أفواههم كلماتٍ هى عندک كلمات ﴿ج﴾

الكفر وأقوال الارتداد، وأما إذا فكّرتَ أنت وأمثالک فی كلماتهم بقلب سليم ورأی حُرٍّ، ودعوتَ اللّٰه أن يفهّمک، فإذا هی معارف الحكمة ولآلي المعرفة، فإن كنت سعيدا فتقبَلها بعدما فهمتَها، وإن كنتَ شقيًّا فتبقی علٰی إنكارک وتجحد وتختار التكذيب لنفسک، فتسفِک دمَ إيمانک بيديک، وتلحق بالذين هم ضيّعوا إيمانهم، وهم يعلمون وما كانوا مهتدين.

يا مسكين! لا تعجَلْ ولا تُكفِّرْ عبدًا اصطفاه اللّٰه وتراه يصلّی ويصوم ويستقبل القبلة، وتجد فيه سِمت الصلحاء واتباع السُنّة، ولا تعجَلْ علی ما ادّعی من الكمالات والمعارف، فإن فی الإسلام قومًا يُؤتَون حكمةً روحانية من ربهم، لا يفهم أقوالهم كلُّ غبی وبليد .فراستهم قد أوتيت من الإصابة، وعقولهم فاقت عقول العصابة، وفهمُهم يُفصِح عن كلِّ مُعَمَّی، ولا يطيش سهمهم فی مرمٰی، وما يضرّهم شيطان فيتبَعه الشهابُ، وما يصل إليهم سهم وإن تخلو الجِعابُ .يُؤتَون من لطائف العرفان، ولهم يد طولٰی فی البيان، وتعريضهم أدلُّ من تصريحِ غيرهم، وكلامهم تتجلی فی الألوان، ويسمح خواطرهم للإفاضات، وهم أعمدة الدنيا وعُمَدُ الدّين، وللخَلق وجودُهم كروح الحياة، ومن عاداهم فقد بارزه اللّٰه للحرب، فتارةً يأخذه من غير إمهال، وتارة يؤجله أجلًا ويُرخی له طولًا، حتی إذا جاء وقته فيحرق كُثُبَته صاعقةُ العذاب، ويجعله كأن لم يكن من العائشين.

———☆———

﴿۱﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

يَا حَىُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ أَسْتَغِيْثُ

الحمد لله الذى علّم بالقلم، علّم الإنسانَ ما لم يعلم، وبلّغه إلى مراتب العرفان واليقين. والصّلاة والسلام على رسوله نبىّ أمّى إمام المعلّمين من الأنبياء والمرسلين، وإمام كل من نطق عن الوحى وكتب علم الحكمة ومعارف الدين؛ الذى ما بَرَى القلمَ قطُّ وما قَطَّ، وما احتجر اللوح وما خطَّ، وخلقه الله فى أحسن تقويم ففاق خلق العالمين، وأصحابه الهادين المهتدين، وآله الطيبين الطاهرين.

أما بعد فإنه قد وصل إلىَّ مكتوب من مكة ..شرّفها الله وعظّمها ..فلما قرأته علمتُ أنه مكتوب كتبه بعض أحبائى من المبايعين، وعرفت أنه يريد لِأُعَرِّف أهل مكة من بعض حالاتى. فما رضى قلبى بأن أكتب إليهم الأمر المجمل المطوىّ، بل أردت أن أُبين بيانا تطمئن به قلوبهم، وتحصل لهم معرفة ويتقوى به رأيهم ووجدانهم وفراستهم، فغلب هذا القصد على قلبى، ونُفث فى روعى أسرارٌ لأهل مكة، حتى امتلأت نفسى ونسمتى بها، وكتبتُها فى مكتوب وأرسلت إليهم، ثم بدا لى أن أرتبه بصورة رسالة وأشيعه فى الناس بعد طبعه لينتفع به خَلق، وليكون كسراج منير للطالبين. فالآن نشرع فى المقصود، ونكتب أوّلًا المكتوب الذى جاء من أهل مكة، ثم نكتب مكتوبا أرسلنا إليهم، وما توفيقنا إلا بالله الذى يتولى عباده، وهو أرحم الرّاحمين.

# المکتوبُ الّذی جاء من مکة شرّفها اللّٰه وأعزّ أهلها

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم نحمده ونصلّی علٰی رسوله الکریم

سلام اللّٰه تعالی ورحمته وبرکاته وأزکٰی تحیته علی حضرة جناب مولانا وهادینا ومسیح زماننا غلّام أحمد، کان اللّٰه تعالی فی عونه، آمین یا رب العالمین. ﴿۲﴾

أما بعد، أُعرّفکم أنی وصلتُ مکة بخیر وعافیة، وکلما جلست فی مجلس أذکرکم وأذکر قولکم، وجمیع الذی ادعیتموه من الآیات والأحادیث، فصار الناس یتعجبون، والبعض منهم یُصدّقون ویقولون اللّٰهم أَرِنا وجهه فی خیر. ولما فرغنا من شهر الحج وهلَّ علینا شهر عاشوراء، مررت یومًا من الأیام علی واحد من أصحابنا اسمه "**علی طایع**"، فجلست عنده، فسألنی عن الهند وعن السفر وأحواله، فأخبرته بالذی حصل، وأخبرته عن دعواکم، وفهّمتُه علی أحسن ما یکون، ففرح بذلک، وقلت له : هو رجل حلیم عظیم إذا رآه المؤمن یُصدّق به. فالکلمات التی فهّمتها إیاه طفق یذکرها عند کل أحدٍ من الناس، وقال لی :متی یجیء إلی مکة؟ قلت له :إذا أراد اللّٰه سبحانه وتعالی یجیء إلٰی مکة شرّفها اللّٰه تعالی عن قریب. والآن ألّف کتبا عربیة فی إثبات دعواه، یرید أن یرسلها إن شاء اللّٰه تعالی. هذا ما قلت لعلی طائع. ثم لما أن أردت إرسال هذا الکتاب، قلت له أنا أرید أن أرسل لمولانا کتابا. فقال لی :قل له فی الکتاب یُعجل بارسال الکتب التی ألّفها ویُعجل بالمجیء بنفسه إلی مکة. فقلت له :حتی یأذن اللّٰه. وقلت له لولا مخافة الفتن ما ترکتُ الکتب الّتی ألّفها مولانا وجئت بها. فقال لی :لم خفتَ؟ لو جئتَ بها

لـكـان خيـرا ثـم قال لی اكتب لمولانا يُرسل الكتب على اسمی وأنا أقسمها وأُطلع عـليهـا شـريفَ مـكة والعلماءَ وجميع الناس ولا أبالی من أحد .وقال :أنا أعرف أن الـمؤمن إذا سمع ذكر هذا الرجل يفرح، والمنافق يغضب ـ وهذا الرجل المذكور الذی اسمه علی طائع ساكن فی شعب عامر، وهو رجل طيب من الأغنياء، وصاحب بيوت وأملاک وتاجر عظيم .فأنتم أرسِلوا الكتب باسمه وبهذا العنوان يصل إن شاء اللّٰـه تـعـالـى إلـى مـكة الـمشـرّفة، ويُسلَّم بيد على طايع تاجر الحشيش☆، فـی حارة الشعب، يعنی شعب عامر.

وسلِّمْ منّا على مولانا نور الدّين، وعلى مولانا السيد حكيم حسام الدين، وسلِّمْ منا على كافة إخواننا، كل واحد منهم باسمه ..صغيرهم وكبيرهم، وخصوصًا فـضل الدين وولد أخته مولانا عبد الكريم، وإنَّا لهم من الداعين فی بيت اللّٰه الحرام، وخُصَّ نفسک بألف سلام.

الراقم بذلک :أحقر عباد اللّٰه الصمد محمد بن أحمد، ساكن شعب عامر

۲۰ شهر عاشورا سنة ۱۳۱۱هـ

---

☆ أی العشب أو العلف للحيوانات.(الناشر)

﴿۳﴾

# الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم
نَحْمده ونُصَلّی علی رسولہِ الکَرِیم

إلی المحب المخلص ..حبّی فی اللّٰہ محمد بن أحمد المکّی
السلام علیکم ورحمة اللّٰہ وبرکاته

أما بعد، فإنه قد وصلنی مکتوبک وقرأته من أوّله إلی آخره وسرّنی کلُّما ذکرته فی مکتوبک وشکرت اللّٰہ علی أنک وصلت وطنک وبیتک بالخیر والعافیة ولقیت الأحباب وعشیرتک الأقربین .وأما ما ذکرتَ طُرفًا من حسن أخلاق السید الجلیل الکریم علی طائع وسیرته الحمیدة وآثاره الجمیلة وموّدته وحسن توجّهه عند سماع حالاتی، ومِن أنه سُرَّ بذٰلک، فأنا أشکرک علٰی هٰذا وأشکر ذلک الشریف السعید الرشید، وأسأل اللّٰہ لک وله خیرًا وبرکة وفضلًا ورحمةً إلی یوم الدین.

وقد أُلقِیَ فی قلبی أنه رجل طیب صالح وعسی أن ینفعنا فی أمرنا ویُکمل اللّٰہ لنا بعض شأننا بتوجهه وحسن إرادته وعلی یده واللّٰهُ یدبّر أمور دینه کیف یشاء ویجعل من یشاء وسیلة لتکمیل مهمات الإسلام ویجعل من یشاء لدینه من الخادمین .وفطنتُ بفراستی أن ذلک السعید الذی ذکرت محامده فی مکتوبک رجل شجاع فی سبیل اللّٰہ لا یخاف لومة لائم عند إظهار الحق وإشاعته وتأییده وتشئیده، وقد جمع اللّٰہ فیه سِیَرًا محمودة وأخلاقًا فاضلة مع الفتوة والشجاعة وانشراح الصدر وجود النفس والورع والتقویٰ ومنَّ علیه بتوفیق الإخلاص والاجتهاد فی سبیل اللّٰہ کما مَنَّ علیه بإعطاء

الثروة والغناء وجعله فی الدنيا والآخرة من المنعَمين.

وكذلک إذا أراد اللّٰه بعبد خيرا فيعطيه من لدنه قوة فی الخيرات، وطاقة فی الحسنات، ويجعل مِن سِيَرِه القيام بمهمات الدين والفكر لإحياء الملّة وإشاعة كتبها، وتمزيق دساتير الشياطين الملعونين؛ فلا يخاف إلا اللّٰه، وإن ير خير الدين فی أمرٍ مِن بذلِ روحه وإهراق دمه فيقوم مستبشرا للشهادة، فيعتصم بحبل اللّٰه جميعًا من قوة بدنه وقلبه وجوارحه وعقله وفهمه، ويُنهِض كل ذراته لطاعة اللّٰه وانقياد أوامره، ولا يغفل عن ربه طرفة عين، ويقف بالمرصاد فی كل حين .ويُشمّر الذيل لإفشاء أحكام اللّٰه وإعلائها وإن كان فيه خطر عظيم أو عذاب أليم .ويبارز كالفحول ولا يقربه أثرُ الجبن والحؤول، ولا يتأخّر لخَطْبٍ خَشّی وخوفٍ غَشّی، ويَنُصّ للدّين رِكاب السُّرٰی، ويجُبُّ لتأييده كلَّ وعور وجبالٍ عُلٰی، ليرضی اللّٰه المولٰی ويدخل فی المحبوبين .**وَإنّی أرٰی** أن أذكر لهذا الفتی النجيب قليلاً من حالاتی، ومما أنا عليه من هداية ربی، وأكشف له عمّا منَّ اللّٰه به علیَّ، وأعرّفه من بعض سوانحی، لعله يزيد معرفة فی أمری، ولعله يتفكر ويعلم ما أراد اللّٰه رب العالمين. ﴿۴﴾ فاعلموا يا إخواننا رحمكم اللّٰه وحماكم وحفظكم أن اللّٰه اطّلع علی الأرض فی هذا الزمان فوجدها مملوّة من الفسق والكفر والشرک والبدعات، وأنواع المعاصی ومكائد المتنصّرين .ورأی أن أرض قلوب الناس قد فسدت، وكلّ قرية عامرة ومزارع صلاحها تعطّلت، وغلبت الضلالة علی كل برّ وبحر، وأفواج الفتن من كل جهة ظهرت، وقلَّ أثر الصالحين.

ورأی الناسَ أنهم قد مالوا إلٰی اعتقادات رديّة فاسدة، وعزوا

أمورا إلى حضرة الوتر سُبحانه يجب تنزيهه عنها .ورأى أن النصارٰى جعلوا عبدا عاجزا إلها، وخرقوا لإثبات الألوهية دلائل من التوراة والإنجيل بتأويلات منحوتة من عند أنفسهم، وصاروا فى الأرض أئمة المفسدين.وقد أضلوا خلقا كثيرا، وارتبط بهم كل قلبٍ فاسد ارتباطَ ذرارى الشيطان بالشيطان، وجاء وا من لطائف حِيَلِهم بسحر مبين.

يستجلبون الناس إلى دينهم بأنواع من التدابير التى لا نهاية لها، فرغب إليهم كثير من عَبَدة الأوثان وجهلاء المسلمين المحجوبين، وأَذْعَن المرتدون لهم وصدّقوا مفترياتِهم، وآمنوا بتمويهاتهم، ودخلوا فى دينهم الباطل، ونزعوا عن أنفسهم ثياب دين الإسلام، وغشِيهم الغى كالسيل المنهمر، وأدركهم العطب كالوباء العام، فهلكوا مع الهالكين .وما بقى قوم فى الهند ولا قبيلة فى هذه الديار إلا دخل بعض منهم فى دين التنصّر إلّا ما شاء اللّٰه وكانت هذه بليّة عظمٰى على دين الإسلام ما سُمِعَ نظيرها من قبل وما وُجِدَ مثلها فى الأوّلين .ولو فصّلنا أنواع فتنتهم وأقسام مكائدهم لرأيتَ أمرًا يهولك الاطلاع عليه، ولَمُلئتَ خوفًا وحزنًا، ولبكيتَ على مصائب المسلمين.

وما كان دليلهم علٰى **أُلُوهيّة المسيح** إلا أنهم زعموا أنه خلق الخَلق بقدرته، وَأحيا الأموات بألُوهيته، وهو حىٌّ بجسمه العنصرى على السماء ، قائم بنفسه مُقوِّمٌ لغيره، وهو عين الرب والرب عينه، وحمَل أحدهما على الآخر حمل المواطأة، وإنما التفاضل فى الأمور الاعتبارية، أزلىٌّ أبدىّ وما كان من الفانين . ويُجوِّزون للّٰه تنزّلاتٍ فى مظاهر الأكوان، ثم يختصونها بجسم المسيح جهلا وحمقا، وليس عندهم على هذا من دليل مبين.

ويسبّون رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ويشتمون وينحتون فى شأنه

بهتانات، ولا يتكلمون إلا بسبيل التعنيف والتهجين والتوهين. وألّفوا فى الردّ على الإسلام وتوهين رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم ألوفا من الكتب وطبعوها وأشاعوها فى البلاد، وتبعوا آثار إبليس اللعين. فلما بلغتْ فتنُهم إلى هذا المبلغ وأضلّوا جِبِلًّا كثيرًا، اقتضتْ رحمة اللّٰه الرحيم الكريم أن يتدارك عبادَه ويُنجيهم من كيد الكافرين. فبعث عبدا من عباده ليؤيّد دينه، ويجدّد تلقينه، وينير براهينه، ويُنْضِرَ بساتينه، ويُنجز وعده ويُعِزّ حبيبه وأمينه، ويجعل الأعداء من الخاسرين. وخصّنى بعناياته، وأمَرنى بإلهاماته، وربّانى بتفضلاته، وأيّدنى بتأييدات متعالية عن طور العقل، وآتانى من لدنه العلومَ الإلٰهية والمعارفَ والنِّكات، وشفَعها الآيات، ليتعاطى الناس منى كأس البصيرة واليقين. ﴿۵﴾

**فيا حسرة** على قومى! إنهم ما عرفونى وكذّبونى، وسبّونى وكفّرونى، ولعنونى كما يُلعَن الكافِرون. فتصدَّى كل أحد منهم بالغلظة والفظاظة والغيظ والغضب والاستيشاط، ودرأْنا بالحسنة السيئةَ، ولكنهم ما تجافَوا عن الاشتطاط، وما سمعوا قول ناصح، ونسوا وألغوا وعيد اللّٰه الذى أُعِدَّ لقوم مجرمين. وصدّوا خَلق اللّٰه عن سبيله، وأرادوا أن يُطفئوا نور الحق بأفواههم، وقاموا فى كل طريق عنيت، فلأجل شرورهم سئمتُ التكاليفَ وتعنّيتُ، ومع ذلك خاطبتُهم بألين القول وطريق الرفق والموعظة الحسنة، ومهّلتُهم وعفوت عنهم صبرًا منى، فإنهم لا يرون مَجالِيَ الحق وظهوراته، ولا يعرفون المعارف الدقيقة ومآخذها، ولا يقلِبون جنوبهم إلا كالنائمين.

ويُجادلوننى فى **أسرار** قبل أن ينظروا فيها ويُفتّشوا حقيقتها، وقد عجزوا أن يحتجّوا علىَّ بوجه المعقول والمنقول، وسقطوا علىّ كالجهلاء

والسفهاء، وأرادوا أن يغلبوا بالسبّ والشتم والتكفير والبهتان، وقَفَوا ما لم يكن لهم به علم، وتركوا سبيل المتقين. وما تركوا شيئا من سوء الظن وتركِ الأدب والافتراء والقيام بمخالفة الحق، وما شهدوا إلا بِزُورٍ، وما جادلوا إلا بمكائد الشياطين. فلما اضطرمتُ نار الفساد بأيديهم، وانطلقتُ إلى دُخان الفتن أرجلُهم، سألتُ اللّٰه ربّى أن يُعيننى من لدنه ويؤيّدنى من عنده، وقلتُ ربنا افتَحْ بيننا وبين قومنا بالحق وأنت خير الفاتحين.

**فأيّدنى** ربى بآيات، وأنار أمرى ببركات، وأتمّ حُجّتى على الطالبين، ولكنهم ما خلَّوا سبيلى وما كانوا مُنتهين. وجحدوا وقد تبين الرشد من الغى وحصحص الحق. فأعجبَنى إنكارُهم وقساوة قلوبهم، إنهم رأوا علامات صدقى وآيات قبوليتى، وما رجعوا إلى الحق وما كانوا راجعين. **يا حسرة** عليهم! إنهم لا يفهمون حقيقة الواقعات، ولا يقبلون الآيات، بل يحتالون عند رؤيتها ويتعامون مع وجود الأبصار، ويفترون علىّ أشياء ويريدون أن يُطفئوا نور الإسلام، وصاروا ظهيرا للكافرين. وكان **الحق** واضحًا صريحًا مشرقا كالشمس، ولكن أخذتُهم العزة والحسد والبخل، فطبَع اللّٰه على قلوبهم، وجعل على أبصارهم غشاوة، فما استطاعوا أن يروا الحقيقة كالمبصرين. إنهم شابهوا اليهود ونزلوا منازلهم بتوارد الأعمال والأفعال والنيات والخواطر، ووقع هذا التوارد كما يقع الحافر على الحافر، وما انتهوا بل يزيدون فى كلّ حين.

والذين مَنَّ اللّٰه عليهم بالهداية، وأراهم نهج الصدق والصواب، فأولئک الذين ينظرون إلىَّ بحسن الظن، ويفكّرون فى أمرى بنور القلب، فينبِّئُهم نورُهم بحقائق صدقى، ويقبَلون ما أقول لهم، ولا يشابهون تلک

﴿۶﴾ السفهاءَ الجهلاء ، ويسلكون مسلك الأتقياء ، ويتبعون سبل السعداء ، ويأخذون أدب الصلحاء ، وقد أنزل اللّٰه عليهم سكينة من عنده وجعلهم من المستيقنين. يتّقون اللّٰه ويخافون مقامه وليسوا كالذى يذَر الآخرةَ ويُلغيها، ويحب العاجلةَ ويبتغيها، ويظلم الفئةَ الصالحة ويؤذيها، ويسعٰى فى الأرض ليفسد فيها، ويُضل أهلها ويُكفّر قومًا مؤمنين.

إن أحبائى لَمتّقون جميعهم، ولكن أقواهم بصيرةً وأكثرهم علمًا، وأفضَلهم رفقًا وحلمًا، وأكمَلُهم إيمانًا وسِلمًا، وأشدّهم حبًّا ومعرفةً وخشيةً ويقينًا وثباتًا، رجلٌ مبارك كريم تقىّ، عالم صالح فقيه محدّث جليل القدر حكيم حاذق عظيم الشأن ، حاجّ الحرمين حافظ القرآن، القرشى قومًا والفاروقى نسبًا، واسمه الشريف مع لقبه اللطيف :المولوى الحكيم **نور الدين البهيروى**، أجزلَ اللّٰه مثوبته فى الدنيا والدين. وهو أول رجال بايعونى صدقًا وصفاء وإخلاصا ومحبة ووفاءً ، وهو رجل عجيب فى الانقطاع والإيثار وخدمات الدين. أنفق مالًا كثيرا لإعلاء كلمة الإسلام بوجوه شتّٰى، وإنى وجدتُه من المخلصين الذين يؤثرون رضى اللّٰه سبحانه على كل رضاء ونساء وبنات وبنين. ووجدته من قوم يبتغون مرضاة اللّٰه ويجتهدون لرضوانه ببذل أموالهم وأنفسهم، ويعيشون فى كل حال شاكرين. وإنه رجل رقيق القلب نقىُّ الطبع حليم كريم جامِعٌ لمآثر الخير، كثيرُ الانسلاخ عن البدن ولذّاته. لا يفوته موقع من مواقع البر، ولا موضع من مواضع الحسنات، ويُحبّ أن يَسكُب دمه كماء فى إعلاء دين رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، ويتمنى أن تذهب نفسه فى تأييد سبيل خاتم النبيين، ويقفو اِثْرَ كل خير، وينغمس فى كل بحر لإجاحة فتن المتمردين.

فأشكر الله على ما أعطانى كمثل هذا الصديق الصدوق، الفاضل الجليل الباقر، دقيق النظر عميق الفكر، المجاهد لله و المحب فى الله بكمالِ إخلاص ما سبقه أحد من المحبّين. وأشكر الله على ما أعطانى جماعة أخرى من الأصدقاء الأتقياء من العلماء والصلحاء العرفاء، الذين رُفعت الأستار عن عيونهم، ومُلئت الصدق فى قلوبهم. ينظرون الحق ويعرفونه، ويسعون فى سبيل الله ولا يمشون كالعمين. وقد خُصُّوا بإفاضة تَهْتان الحق ووابل العرفان، ورضعوا ثدى لبانه، وأُشرِبوا فى قلوبهم وجه الله وطرق غفرانه، وشرَح الله صدورهم وفتح أعينهم وآذانهم، وسقاهم كأس العارفين.

فمنهم الأخ المكرم العالم المحدّث الفقيه الجليل السيّد المولوى **محمد أَحْسَن**، كان الله معه فى كل موطن، ونصره فى الميادين. إنه رجل صالح تقىّ غيور للإسلام، هدَم هيكلَ جهالة العلماء المخالفين بتأليفات لطيفة، وأطفأ نارهم وجاء بنور مبين، وأطفأ الفتن المتطائرة بماء مَعين. ورزقه الله ذخيرة كثيرة من علوم الدين والآثار النبوية، وله بسطة عجيبة فى فن الأحاديث وتنقيدها وتمييز بعضها من بعض، والمخالفُ لا يمكث فى ميدانه طرفة عين، وهُمْ مع تحريكات ﴿۷﴾ غيظهم وغضبهم وكثرة إمعانهم وخوضهم وشدة حرصهم على المناضلة يفرّون منه كفرار الحمير من الأسد، وإنّ هذا إلّا تأييد الله الذى هو مؤيد الصادقين. ومع ذلك إنه زاهد متّق، كثير البكاء من خوف الله، يخاف مقام ربه ويعيش كالمساكين.

هذا ما أردت أن أقصّ عليك قليلا من شمائل أحبّائى، وما هذا إلا فضل ربى ورحمته. إنه كان بى حَفِيًّا مذ كنتُ صغيرا ومُذ أيفعتُ، وتولانى وكفلنى فى كل أمرى. وكذلك صرَف إلىَّ نفرًا من العرب العرباء، فبايَعونى

بالصدق والصفاء . ورأيت فيهم نور الإخلاص، وسمة الصدق، وحقيقة جامعة لأنواع السعادة، وكانوا متصفين بحسن المعرفة، بل بعضهم كانوا فائضين فى العلم والأدب، وفى القوم من المشهورين. وألّف بعضهم رسالة☆ فى تصديقى وتأييدى، ورَدَّ على الذين كانوا من المنكرين. ورأيت أنهم يميلون إلىَّ بالتودد والتحبب ولا يُشابهون بعض علماء الهند، ولا يُصرّون على الإنكار بعدما فهموا، فهذا هو السبب الذى حملنى على تأليف بعض الرسائل العربية، وحثنى على دعوة تلك الشرفاء والمسعودين.

وكنت أريد أن أرسل إليكم تلك الرسائل، ولكنى سمعت أن بعض عَمَلة **السلطان** يفتشون فى الطريق ويقرأون الكتب، ويحرّفونها بأدنٰى ظن. فأيها الأعزة! أنبئونى كيف أرسل، وبأى تدبير تصل إليكم، وأنا أجتهد فى مكانى لهذا المقصد وأشاور المجربين. وإنى معكم يا نُجباء **العرب** بالقلب والروح، وإن ربى قد بشّرنى فى العرب، وألهمَنى أن أمونهم وأُريهم طريقهم وأُصلح لهم شؤونهم، وستجدونى فى هذا الأمر إن شاء الله من الفائزين.

أيها الأعزة! إن الرّب تبارك وتعالى قد تجلّى علىّ لتأييد الإسلام وتجديده بأخصّ التجليات، ومَنح علىَّ وابلَ البركات، وأنعَمَ علىَّ بأنواع الإنعامات، وبشَّرنى فى وقتٍ عبوسٍ للإسلام، وعَيْشٍ بؤسٍ لأُمّة خير الأنام، بالتفضلات والفتوحات والتأييدات، فصبوتُ إلى إشراككم.

☆ تلك رسالة المسماة "إيقاظ الناس" ألّفها حبى فى الله أول المبايعين إخلاصا وصدقا من بلاد الشام. السيد العالم التقى. محمد سعيدى الطرابلسى الشامى النشّار الحميدانى، وقد ألحقتُها بمكتوبى هذا لينتفع بها كل فهيم من الناظرين. منه

**يا معشرَ العرب.** فـى هـذه النِّعَم، وكنتُ لهذا اليوم من المتشوقين. فهل ترغبون أن تلحقوا بى للّٰه رب العالمين؟

وإن بعض **عـلماء** هـذه الـديـار لـم يـزالـوا يبتغون بى الغوائل، ويريدون بى السـوء ويتربصون علىّ الدوائر، ويتطلبون لى العثرات، ويكتبون فتاوى التكفيرات. وكنت أقول فى نفسى :اللّٰهم فاطر السماوات والأرض، عالم الغيب والشهادة، أنت تـحـكم بين عبادك فيما كانوا فيه يختلفون. **فألهمنى** ربـى مبشِّرًا بفضلٍ من عنده وقال " :إنک مـن الـمنصورين. "وقال" :يَـا أَحْـمَـدُ بَـارَکَ اللّٰهُ فِيکَ، مَا رَمَيتَ إِذْ رميـتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ رَمَى، لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَا أُنْذِرَ آباؤُهُمْ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيل المجرِمينَ". **وقال:** "قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَيَّ إِجْرَامِی. هُوَ الَّذِی أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ. لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ وَإِنَّا كَفَيْنَاکَ الْمُسْتَهْزِئِينَ". وقال" :أَنْتَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِنْ رَّبِّکَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِهِ وَمَا أَنْتَ بِفَضْلِهِ مِن مَجَانِينَ. وَيُخَوِّفُونَکَ مِنْ دُونِهِ. إِنَّکَ بِأَعْيُنِنَا. سَمَّيْتُکَ الْمُتَوَكِّلَ، يَحْمَدُکَ اللّٰهُ مِنْ عَرْشِهِ. وَلَنْ تَرْضَى عَنْکَ الْيَهُودُ وَلا الـنَّصَارَى، وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ واللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ". فأدخل اللّٰه سبحانه فى لفظ اليهـود مـعشـرَ علماءِ الإسلام الذين تَشابهَ الأمر عليهم كاليهود، وتشابهت القلوب والـعـادات والـجـذبـات والكلمات من نوع المكائد والبهتانات والافتراءات، وإن تـلـک الـعـلـمـاء قـد أثبتوا هذا التشابه على النظّارة بأقوالهم وأعمالهم، وانصرافهم واعتسـافهـم، وفـرارهـم مـن ديانة الإسلام، ووصية خير الأنام صلى اللّٰه عليه و سلم وكونهم من المسرفين العادين. ﴿۸﴾

وكـنـت أظن بعد هذه التسمية أن **الـمسيح الموعود** خـارج، ومـا كنتُ

أظـن أنـه أنـا، حتـى ظهـر السـرّ الـمخفىّ الذى أخفاه اللّٰه على كثير من عباده ابتلاءً مِن عنده، وسمّانى ربى **عيسى ابن مريم** فى إلهام من عنده، وقال " :يَا عِيسَى إِنِّى مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيامَةِ، إِنَّا جَعَلْنَاكَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَم، وأَنْتَ مِنِّى بِمَنْزِلَةٍ لا يَعْلَمُهَا الْخَلْقُ. وَأَنْتَ مِنِّى بِمَنْزِلَةِ تَوْحِيدِى وَتَفْرِيدِى، وَإِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ أَمِينٌ".

فهـذا هـو الـدعـوى الـذى يـجـادلـنـى قـومى فيه ويحسبوننى من المرتدين. وتكلّموا جِهارًا، وما رجَوا لِمُلهِمِ الحق وقارًا، وقالوا إنه كافر كذّاب دجّال، وكادوا يـقتـلـونـنـى لـولا خـوف سيف الحكام، وحثّوا كل صغير وكبير على إيذائى وإيذاء أصـدقـائى، واللّٰه يعلم تطاول المعتدين. وبعزّة اللّٰه وجلاله، إنى مؤمن مسلم، وأؤمن باللّٰه وكتبه ورُسله وملا ئكته والبعث بعد الموت، وبأن رسولنا محمدن المُصطفٰى صلى اللّٰه عليه و سلم أفضل الرسل وخاتم النبيّين. وإن هؤلاء قد افتروا علىَّ، وقالوا إن هذا الـرجل يدّعى أنه نبىٌّ ويقول فى شأن عيسى☆ ابن مريم كـلمات الاستخفاف، ويقول إنه **تُوُفِّىَ** ودُفـن فـى أرض الشـام، ولا يـؤمـن بـمعجزاته، ولا يؤمن بأنه خالق الطيور ﴿۹﴾
ومـحيـى الأمـوات وعـالـم الغيب وحىٌّ قائم إلى الآن فى السماء ، ولا يؤمن بأن اللّٰه

☆**حاشيه:** وقـالـوا إن فى حديث مسلم وغيره من الصحاح. قـد جاء ذكر عيسى عليه السلام وذكر الدجّال المعهود بنحو يظهر منه أن عيسى بن مريم ينـزل لقتل الدجّال، والـدجّـالُ الـمـعهود رجل أعورُ عينِ اليمنى كأن عينه عنبة طافية، ومكتوب بين عينيه **ك ف ر**، وإنـه يـجـىء مـعه بـمثل الجنة والنار، فالتى يقول إنها الـجنة هى الـنـار، وهـو مـمسـوح الـعيـن عـليهـا ظـفرة غليظة، وإنّه شابّ قَطَطٌ خارِجٌ

قـد خـصّه وأُمَّه بالمعصومية التامّة من مَسِّ الشيطان ومِن كل ما هو من لوازم المسّ، ولا يُقرّ بأنّهما مخصوصان متفردان فی العصمة المذكورة لا شريک لهما فيها أحد من الرسل والنبيين.

ويقولون إن هذا الرجل لا يؤمن بالملائكة ونزولهم وصعودهم، ويحسب الشمس والقمر والنجوم أجسامَ الملائكة، ولا يعتقد بأن محمدًا صلى الله عليه وسلم خاتم الأنبياء ومنتهی المرسلين، لا نبیّ بعده وهو خاتم النبيين. فهذه كلها **مفتريات** وتحريفات، سبحان ربی ما تكلمتُ مثل هذا، إنْ هو إلا كذبٌ واللّٰهُ يعلم أنهم من **الدجّالين**. وقد سقطوا علیَّ وما أحاطوا معارف أقوالی، وما فهموا حقائق مقالی، وما بلغوا

بقیۃ الحاشیۃ

خَلّةً بين الشام والعراق، فعا ثَ يمينا وعاث شمالا، ولَبْثُه فی الأرض أربعون يوما.. يوم كسنة ويوم كشهر ويوم كجمعة، وسائر أيامه كأيام أهل الأرض، وإسراعه فی الأرض كغيث استدبرتُه الريحُ، ويأمُرُ السّماءَ فتُمطِرَ والأرضَ فتُنبِت، وتتبعُه كنوزُ الأرض كيعاسيبِ النحلِ، ويدعو رَجُلًا مُمتلِئًا شَبابًا، فيَضرِبُهُ بالسّيفِ فيَقْطَعُهُ جزْلَتَيْنِ رميةَ الغرض، ثُمّ يَدْعُوهُ فيُقبِلُ ويتهلّلُ وَجْهُهُ يَضحَكُ. فبَيْنما هُوَ كذَالِكَ إذْ بعث اللّٰه المسيح ابن مَرْيَم، فينزل عِنْدَ المَنارَةِ البَيْضاءِ شَرقِیَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ واضِعًا كفّيه عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، إذا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ وإذا رَفَعَهُ تَحدّرَ مِنْهُ مثلُ جُمانٍ كاللُّؤْلُؤ، فلا يحلّ لكافر يَجِدُ من رِيح نَفَسِهِ إلّا مَاتَ، ونَفَسُه ينتهی حيث ينتهی طرفُه، فيَطْلُبُهُ حَتّی يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدّ، فيَقْتُلَهُ. ثم يأتی عيسٰی قوم قد عصمهم اللّٰه منه، فيمسح عن وجوبهم☆ ويحدّثهم بدرجاتهم فی الجنة. فبينما هو كذلک إذ أوحی اللّٰه إلٰی عيسٰی أنی قد أخرجتُ عبادًا لی لا يَدانِ لأَحدٍ بقِتَالِهِمْ، فحَرِّزْ عبادی إلی الطور. وَيَبْعَثُ اللّٰه يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَهُمْ مِنْ كُلّ حَدَبٍ يَنْسِلُون، فيَمُرّ أوائلهم علی بُحَيْرَةِ طَبَرِيّة، فَيَشْرَبُون مَا فِيهَا، ويمرّ آخِرُهُمْ فيَقُولُ لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ ﴿۹﴾

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے'' وجوههم ''ہونا چاہیے۔(ناشر)

مِعُشارَ ما قلنا، وخانوا وحرّفوا البيان، ونحتوا البهتان، ووقعوا فی حيص بيص، وظنّوا ظنَّ السوء، فتعسًا لتلک الظانّين۔ اللّٰه يعلم أنی ما قلتُ إلا ما قال اللّٰه تعالی، ولم أقلْ كلمةً قطُّ يخالفه وما مَسَّها قلمی فی عمری۔ أما قولهم إن المسيح كان خالق الطيور وكان خَلْقه كخلق اللّٰه تعالٰی بعينه وكان إحياؤه كإحياء اللّٰه تعالٰی بعينه بلا تفاوُت، وكان معصومًا تامًّا ومحفوظا من مسّ الشيطان، وليس كمثله فی هذه العصمة نبيُّنا صلی اللّه عليه وسلم، فهذا عندی ظلمٌ و زُور، كبُرتْ كلمةً تخرُج من أفواههم، وإنهم فی هذه الكلمات من الكاذبين. وأما افتراؤهم علیَّ وظنُّهم كأنی لا أؤمن بالملائكة، فما أقول فی جواب هذه الظنون الفاسدة التی لا أصل لها ولا أثر، غير أنی أبتهل فی حضرة اللّٰه سبحانه وأقول رَبِّ الْعَنِّی إنْ كنتُ قلت مثل هذا، وإلّا فَالْعَنِ ﴿۱۰﴾

بقیۃ الحاشیۃ

مَرّةً مَاء، ثُمّ يَسِيرُونَ حَتّی يَنْتَهُوا إِلَی جَبَلِ الخمر، وهو جبل بَيْتِ المَقْدِسِ، فَيَقُولُونَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِی الْأَرْضِ هَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِی السّمَاءِ. فَيَرْمُونَ بِنُشابِهِمْ إِلَی السّمَاءِ، فَيَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ نُشّابَهُمْ مخضوبةً دَمًا. وَيُحصَرُ نبیُّ اللّٰه وَأَصْحَابُهُ حتی يكونَ رَأْسُ الثورِ لأحدهم خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لأحَدِكُمُ اليَوْمَ فَيَرْغَبُ نبیُّ اللّٰه عيسَی وَأَصْحَابُهُ إلی اللّٰه، فيُرْسِلُ عَلَيْهِم النَّغفَ فِی رِقَابِهِمْ، فَيُصْبِحُونَ فَرْسَی كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ. ثم يَهْبِطُ نبی اللّٰه عِيسَی وَأَصْحابُهُ إلی الأرض، فلا يَجِدُون فی الأرض مَوْضِعَ شِبْرٍ إلا مَلأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُم. فَيَرْغَبُ نبی اللّٰه عيسَی وَأَصْحَابُهُ إِلَی اللّٰه، فيُرْسِلُ اللّٰهُ طَيْرًا كأعْنَاقِ البُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حيث شاء اللّٰه. وَيَسْتَوقِدُ المسْلِمُونَ مِنْ قِسيّهِمْ وَنُشّابِهِمْ وَجِعَابِهِمْ سَبْعَ سِنِينَ. ثم يُرْسِلُ اللّٰه مَطَرًا لا يُكَنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلا وَبَرٍ، فَيَغْسِلُ حتی يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ. ثمّ يُقَالُ لِلأَرْضِ أنبتی ثَمَرَتَكِ وَرُدِّی بَرَكَتَكِ، فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ العِصَابَةُ من الرُّمّانَة، وَيَسْتَظِلّونَ بقحْفِهَا، وَيُبَارَكُ فِی الرِّسْلِ حَتّی إنّ اللِّقْحة مِنَ الإِبِل لتكفی الفِئَامَ مِنَ النّاسِ، واللِّقْحَة مِنَ الْبَقَرِ لتكفی القبيلةَ من الناس، واللِّقْحَة مِنَ الغَنَمِ لتكفی الْفَخِذَ من الناس. فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللّٰه ﴿۱۰﴾

المفترين الذين يفترون علیّ بغير علم، ويكفّرون بغير الحق، ولا يتقون اللّٰه وما كانوا خائفين. والأمر الحق أني ما قلت قولا يُخالف عقيدةَ أهل السُنّة حقيقة، وما جرى على لساني مثل تلك الألفاظ، وما خطر في قلبي شبيه هذه الافتراء ات، ولكنهم ما فهموا كلماتي من قلة التدبر، وسوء الفكر، وفساد القلب، وابتدرَ كل واحد منهم إلى التكفير عَجولًا بادی الرأی، فكيف أهدی قومًا حاسدين؟ نعم.. إنی قلت وأقول :إن عيسى ابن مريم عليه السلام قد تُوُفّی كما أخبرنا **القرآن** العظيم والرسول **الكريم**، فكيف نرتاب فی قول اللّٰه ورسوله؟ وكيف نؤثر عليه أقوالًا أخرىٰ؟ أأختار الضلالة بعدما هدانی اللّٰه؟ والقرآن حَكَمٌ عَدْلٌ بينی وبين المخالفين، وبأیّ حديث بعد اللّٰه وآياته يؤمنون؟ ألم يكفِ لهم ما قال ربّ العالمين؟ ولكنهم ما يقبلون **شهادة** القرآن، ويتّكئون على أقاويل أخرى التی لَا يدرون حقيقتها ﴿۱۱﴾

بقیۃ الحاشیۃ

رِيحًا طيبة، فتأخذهم تحت اباطهم، فتقبض رُوحَ كُلّ مُؤْمِنٍ وكل مسلم، وَيَبْقَى شِرارُ النّاسِ يَتَهَارَجُونَ فيها تَهَارُجَ الْحُمر، فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السّاعَةُ. وجاء فی حديث آخر أن المسيح الدجّال يأتی من قِبَلِ المشرقِ وهِمَّةُ☆ المدينةُ حتى ينـزلَ دُبُرَ أُحُدٍ، ثم تَصرِفُ الملائكةُ وجهَه قِبَلَ الشَّامِ، وهنالك يَهْلِكُ ولا يدخل المدينة رعبُه، لها يومئذٍ سبعةُ أبوابٍ على كل باب ملَكانِ، ويمكث فی الأرض أربعين سنة، ويخرج على حمار أقمر ما بين أُذنَيه سبعون باعًا. وينـزل عيسىٰ حَكَمًا عَدْلًا، فليكسرّن الصليب ويقتلنّ الخنـزير ويضع الحرب. وليُترَكُنَّ القِلاصُ فلا يُسعَى عليها. ولا تزال طائفة من المسلمين يُقاتلون على الحق ظاهرين إلى يوم القيامة. فينـزل عيسى فيتزوج ويولد له. وجاء فی أحاديث أخرى أن الدجّال كان موجودًا حيًّا فی زمان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وقد رآه تميم الداری. **وحدّث** رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أنه ركب فی سفينة بحرية مع ثلاثين رجلا من لخم وجذام، فلعب بهم الموج شهرا فی البحر، فأرفأوا إلى جزيرة حين تغرب الشمس، فجلسوا فی أقرب السفينة فدخلوا الجزيرة، فلقيتُهم دابّةٌ أهلَبُ كثيرُ الشعرلا يدرون ما قُبُله مِن دُبُره مِن كثرة الشعر. ﴿۱۱﴾

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے ” همته “ ہونا چاہیے۔(ناشر)

فليتَ شعرى.. إلى أى أمر يدعوننى؟ أيدعوننى إلى الجهل و العمٰى بعدما كنت من المتبصرين؟ والله إنى على بصيرة من ربّى، وعندى شهادات من الله و كتابه و إلهامه و كَشْفه، فهل من طالب يأخذ سهم رشده منى، ويأبى دواعىَ البخل و الحسد، ويقبل الحق كالمسترشدين؟ و لا أظن أحدا من العاملين العالمين المتقين أن يُقدّم غيرَ القرآن على القرآن، أو يضَع القرآن تحت حديث مع وجود التعارُض بينهما، ويرضى له أن يتبع آحاد الآثار ويترک بيّنات القرآن، ويؤثر الشک على اليقين، ويختار الجهل بعدما كان من العارفين.

**وإنّ المُسلمين وعلماء هم الرَّاسخين كانوا قد أمروا أن يتّبعوا البيّنات،**

بقية الحاشية

قالوا ويلک ما أنت؟ قالت أنا الجسّاسة. انطلِقوا إلٰى هذا الرجل فى الدير، فإنه إلٰى خبركم بالأشواق. قال لما سمّتْ لنا رجلا فَرِقْنا منها أن تكون شيطانةً. قال فانطلقنا سراعًا حتى دخلنا الدير، فإذا فيه أعظمُ إنسان رأيناه قط خَلْقًا وأشدّه وثاقةً، مجموعة يده إلى عنقه ما بين ركبتيه إلى كعبيه بالحديد. قلنا ويلک ما أنت؟ قال قد قدرتم على خبرى، فأخبرونى ما أنتم؟ قالوا نحن أناس ركِبنا فى سفينة بحرية، فلعب بنا البحر شهرًا، فدخلنا الجزيرة، فلقيتْنا دآبّةٌ أهلَبُ فقالت أنا الجسّاسة، اعمدوا إلى هذا فى الدير، فأقبلنا إليک سراعًا. فقال أخبِرونى عن نخل بيسان۞

۞: هٰذه الأخبار الغيبية تدل على أن هذا الحديث ليس من رسول الله صلى الله عليه وسلم، لأنها يُعارض القرآن ويُخالف محكماته .وكيف يمكن أن يقدر الدجّال الخبيث على بيان الأنباء المستقبلة وقال الله تعالى فى كتابه المحكم : فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ[1] فكيف أخبر الدجال عن الغيب خبرا واضحًا صحيحًا مطابقا للواقع؟ وكيف قال الدجّال أن الخير للناس أن يُطيعوا هذا النبى الأمى العربى فإنه صادق، مع أن الدجّال كافر لا يطيع الله، فكيف يأمر بإطاعة نبيه صلى الله عليه وسلم؟ ومع ذٰلک هو ليس بقائل بزعم القوم بإلٰه من دون نفسه، فكيف قال :وإنى يوشک أن يؤذن لى فى الخروج فأخرج، بل إن هذا اللفظ يدل على أنه لا يخرج من الدير إلا بإلهام الله تعالى ووحيه، فيلزم من هذا أن يكون الدجّال أحدًا من الأنبياء، وقد تقرر عندهم أنه من أكابر المفسدين .فتفكّرْ و لا تكن من الغافلين .منه. ﴿۱۱﴾

[1] الجن: ۲۷، ۲۸

ویجتنبوا الشبهات، وکانوا یعلمون أن البیّنات أحقُّ أن تُتَّبَع. وإنما البیّنات هی المعانی التی قد انکشفت وتبینت عند العقل السلیم، وتواترت فی القرآن العظیم، ووُجدتْ أقربَ من الفهم المستقیم، وأبعدَ عن آفات التناقض وأدخَلَ فی سُنّة اللّٰه والقانون القدیم، وأجلٰی وأظهر من معان أخریٰ. ثم ذهلت هذه الطائفةُ تلک الضابطةَ المبارکة کأنهم لا یعلمون شیئا وکأنهم من الجاهلین.

**وَإنّی أرَیٰ** أنهم لا یعتقدون بأن القرآن کلام حیٌّ، **وإمام صادق** ومهیمنٌ، ومعیارٌ کامل، بل یحقرونه ویضعونه تحت أقدام الأحادیث، ویجعلون ﴿۱۲﴾
الأحادیث قاضیة علیها من قبل أن یُفتّشوا الآثار حق تفتیشها، ویُثبِتوا موازنة القطعیات بالقطعیات. بل هم یأمرون تحکُّمًا ویقولون ظلمًا ان الأحادیث بجمیع صورها الظنّیّة والشکّیّة أحقُّ قبولًا من القرآن وحاکمةٌ علیه. وإن هو إلا

بقیۃ الحاشیۃ

﴿۱۲﴾ هل تثمر؟ قلنا نعم. قال أما إنها توشک أن لا تثمر. قال أخبِرونی عن بحیرة الطبریة. هل فیها ماء؟ قلنا هی کثیرة الماء، قال إن ماء ها یوشک أن یذهب. قال أخبِرونی عن عین زغر.. هل فی العین ماء، وهل یزرع أهلها بماء العین؟ قلنا نعم هی کثیرة الماء وأهلها یزرعون. قال أخبِرونی عن نبی الأُمّیّین ما فعل؟ قلنا قد خرج من مکة ونزل یثرب. قال أقاتَلَه العرب؟ قلنا نعم. قال کیف صنَع بهم؟ فأخبرناه أنه قد ظهر علی من یلیه من العرب وأطاعوه. قال أما إن ذلک خیر لهم أن یطیعوه. وإنی مخبرکم عنی. إنی أنا المسیح، وإنی یوشک أن یؤذن لی فی الخروج، فأخرج فأسیر فی الأرض، فلا أدَع قریة إلا أهبطها فی أربعین لیلة غیر مکة وطیبة هما محرمتان علیّ کلتاهما، کلما أردت أن أدخل واحدا منهما استقبلَنی ملَکٌ بیده السیف صلتًا یصدّنی عنها، وإن علی کل نقب منها ملا ئکة یحرسونها. ثم قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم ألا إنه فی بحر الشام أو بحر الیمن لا بل من قبل المشرق ما هو، وأومأ بیده إلی المشرق. **رواه مسلم.**

**أقول** هذا ما جاء فی الأحادیث مع اختلافات وتناقضات، فذهب وَهْلُ بعض الناس بل أکثرهم إلی أن تلک الأخبار والآثار محمولة علی ظواهرها، والحق أنهم

ظلم وزور تكاد السماوات يتفطرن منه. ولا يوجد فى القرآن وحديث رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إيماض إلٰى ذٰلك، ولا إيماء إلٰى هذه البهتانات، بل الصحابة كانوا يقدّمون القرآن فى كل حال ولا يتركونه لأثر من الآحاد ☆. ألا ترى إلى الصدّيقة **أُمّ المؤمنين** رضى اللّٰه عنها كيف أوّل الأحاديث للقرآن وما أوّل القرآن للأحاديث، وما التفتتْ إلى حديث بعد وجود المعارضة بينه وبين القرآن. وكانت فقيهة فاضلة موفَّقة، حبيبةَ نبينا صلى اللّٰه عليه و سلم وكانوا يرجعون إليها فى كل مسألة دقّتْ مآخذها. وإن كنت فى شك فاقرأ **البخارى** تدبرًا، فستجد تلك القصص فى أكثر مقاماته. فما حال هؤلاء أنهم لا يقرأون القرآن إلا كالغافلين النائمين، ولا يفهمونه حق فهمه، بل القرآن لا يجاوز حناجرهم، ولا يتبعونه ولا يبتغون نوره، بل يحملونه على هيئة الجنائز، ولا ينظرون إليه بنية الاستفادة وأخذِ العلوم والمعارف، كأنهم فى شك عظيم. ولا يرون ﴿۱۳﴾

بقية الحاشية

قد أخطأوا خطأ كبيرا، وكان هذا ابتلاءً من اللّٰه تعالى ليعلم الصابرين المؤمنين منهم والمكذبين المستعجلين. وأنت تعلم أن اللّٰه تعالى قد يُوحى إلى أنبيائه ورسله فى حُلل المجازات والاستعارات والتمثيلات، ونظائره كثيرة فى وحى خير الرسل صلى اللّٰه عليه ﴿۱۳﴾ وسلم منها ما جاء فى حديث **أنس** قال قال رسول اللّٰه صلعم رأيتُ ذاتَ ليلة فيما يرى النائم كأنّا فى دار عقبة بن رافع، فأتينا برُطب من رطب ابن طاب. فأوّلتُ أن الرفعة لنا فى الدنيا والعافية فى الآخرة، وأن ديننا قد طاب. **ومنها** ما جاء فى حديث **أبى موسى** قال قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم رأيتُ فى رؤياى أنى هززتُ سيفًا فانقطع صدره، فإذا هو ما أُصيبَ من المؤمنين يومَ أُحُد، ثم هززتُه أخرى فعادَ أحسنَ ما كان، فإذا هو ما جاء اللّٰه به من الفتح واجتماع المؤمنين. **فانظر** كيف رأى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الكيفيات الروحانية فى الصور الجسمانية. ولا يخفى عليك أن **رؤيا** الأنبياء وحىٌ، فثبت من ههنا أن وحى الأنبياء

☆ انظروا حديث معاذ الذى فيه وصيّة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لمعاذ .منه.

حيا تـه وبـر كـاتـه وإشراقاته، ولا يُقدّرونه حق قدره، ولا يدرون ما شأنه وما برهانه، ويـنبـذون صـحف الـلّـه وراء ظهـورهـم، ويُـكبّـون على حديث ضعيف ولو يُعارض القرآن، وما كانوا من المنتهين.

وواللّٰه ما قلتُ قولًا فی **وفاة المسيح وَعَدمِ نُزُولِهٖ** وقيامی مقامه إلا بعد الإلهـام المتواتر المتتابع النازل كالوابل، وبعدَ مكاشفات صريحة بيّنة منيرة كفلق الصبح، وبعد عرضِ الإلهام على القرآن الكريم والأحاديث الصحيحة الـنبوية، وبعد استخارات وتضرعات وابتهالات فی حضرة رب العالمين. ثم مـا استـعجلتُ فی أمری هذا، بل أخّرتُه إلى عشر سنة، بل زدتُ عليها وكنت لِـحُـكـمٍ واضحٍ وأمرٍ صريحٍ من المنتظرين. وكـنـت صنّفتُ كتابًا فی تلك الأيـام التـی مـضـت عليها عشر سنة، وسميتُها **اَلْبَراهِين**، وكتبـت فيها بعض إلهـامـاتـی الّتـی أُلهـمـت مـن ربی من قبل تـأليف ذٰلک الكتـاب، وكـانـت

بقية الحاشية

قـد يـكـون مـن نـوع الـمـجـاز والاستعارة، وقد أوّلَ رسولُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم مثلَ ذلک الـوحـی، وتأويلاته كثيرة كما فی رؤية سِوار الذهب والقميص والبقر وغيرها من الرؤيا التی هی مشهورة فی القوم، فلا حاجة إلى أن نقصّ عليک. وقد رأى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فی رؤيـا أخـرى الـدجّـالَ المسيح واضعًا يديه على منكبَی رجلين يطوف بالبيت. فـلو حملْنا تلک الوحی على الظاهر لوجب أن يكون الدجّال مسلما مؤمنا لأن الطواف من شعائر المسلمين. ثم إن هـذه الأحـاديـث تـدل على أن الدجّال كان موجودا فی زمان النبی صلى اللّٰه عليه وسلم وقد رآه تميم الداری، وزعم القوم أنه يخرج فی آخر الزمان، ولا يدَع قرية إلا يدخلها، ويتملک ويتسلّط على البلاد كلها، ولا تبقى فی زمانه أرض إلا يأخذها غير مكة وطيبة. ولكن الأحاديث الأخرى تعارضها وتكذّب هذه القصص. فانْظرْ أوّلا تدبرًا وإنصافا فی حديث **مسلم** عن جابر قال سمعت الـنبی صلى اللّٰه عليه وسلم يقول قبل أن يـمـوت بشهر تَسْأَلُونِی عَنِ السّاعَةِ؟ وَإنّمَا عِلْمُهَا عِـنْدَ اللّهِ. وَأُقْسِمُ بِاللّهِ مَا عَلَى الأَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ يأْتِی عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ وهی حيّةٌ يومئذ. ﴿۱۴﴾

من جملتها هذا الإلهام، أعنی" :يَا عِيسٰی إِنِّی مُتَوَفِّيکَ وَرَافِعُکَ إِلَیَّ وَمُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوکَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ". وإن اللّٰه قد سمّانی فی هذا عیسٰی، ومِن جملتها إلهام آخر خاطبنی ربی فیه وقال: إنی خلقتُک من جوهر عیسٰی، وإنک وعیسی من جوهر واحد، وکشیء واحد ومِن جملتها إلهام سمّی فیه کلَّ من خالفنی من العلماء الیهود والنصاری. ثم ما أُلهمتُ إلی عشر سنة بمثل هذه الإلهامات، وما کنت أدری أنی أُؤمر بعد هذه المدة الطویلة وأُسمَّی **مسیحا مّوعودا** مّن اللّٰه تعالی، بل کنتُ خِلْتُ أن المسیح نازل من السماء کما هو مرکوز فی مدارک القوم، ولکنی کنت أقول فی نفسی تعجبا: إن اللّٰه لِم سمّانی عیسی ابن مریم فی إلهامه المتواتر المتتابع، ولِم قال إنک وإنه من جوهر واحد، ولِم سمّی المخالفین الیهود والنصاری؟ فظهرت علیَّ معانی تلک الإلهامات والإشارات بعد ﴿۱۴﴾

بقیۃ الحاشیۃ

**وعن ابن مسعود** لا یأتی مائة سنة وعلی الأرض نفسٌ منفوسة الیوم. رواه مسلم، وهکذا ذکر **البخاری** فی صحیحه، والمضمون واحد لا حاجة إلی الإعادة. فوجب من هذا علی کل مؤمن أن یؤمن بموت الدجّال بعد المائة من زمان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، وإلا فکیف یمکن التخلف فیما قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بوحی من اللّٰه تعالی مؤکّدًا بقَسمه؟ والقَسم یدل علی أن الخبر محمول علی الظاهر لا تأویل فیه ولا استثناء، وإلا فأی فائدة کانت فی ذکر القَسم؟ فتدبَّرْ کالمفتّشین المحقّقین. وأما تطبیق هٰذین الحدیثین فلا یمکن إلا بعد تأویل حدیث الدجّال وجعلِه من قبیل الاستعارات، فنقول إن حدیث خروج الدجّال یدل علی خروج طائفة الکذّابین فی آخر الزمان من قوم النصاریٰ، وفی الحدیث إشارة إلی أنهم یُشابهون آباء هم المتقدمین فی مکرهم وخدیعتهم وأنواع فتنهم وحرصهم علی إضلال الناس کأنهم هم، إلّا أن آباء هم کانوا مقیَّدین بالسلاسل والأغلال، ولکن هؤلاء یخرجون ﴿۱۵﴾ من ذلک السجن، ویضع اللّٰه عنهم أغلالهم، فیعیشون یمینا وشمالا ویفسدون فی الأرض،

عشر سنة، وبعد إشاعة البراهين في ألوف من الناس، وبعد إشاعة هذه الإلهامات فى خَلق كثير من المسلمين و المشركين.

فاسألوا الذين يظنون أنه افتراء منحوت. أهذه علامات المفترين؟ وكانوا يقرأون من قبل كتابى البراهين ويجدون فيه مجملا كلَّ ما قلتُ فى هذه الأيام مفصلا، وكانوا يحبّون ذلک الكتاب ويصدّقون إلهاماتٍ مذكورة ولا يُعرضون كالمنكرين. فلما جاء ميقات ربى، وأُمرتُ لأصدع بما سُمّيتُ فى الكتاب المذكور انقلبوا ﴿۱۵﴾ منكرين مكفّرين، كأنهم سمعوا كلمة غريبة أو جاء هم ذكرٌ مُحدَثٌ وكأنهم ما كانوا مُطّلعين على ما كتبت فى "البراهين". ولو كانوا عاقلين منصفين طالبين للحق مفتّشين للحقيقة لَتَفكَّروا فى قول قد كُتِبَ من قبل وطُبع وأُشيع فى زمان ما كان أثرُ هذه الدعاوى فيه، ولَتَفكَّروا فى سوانح عمرى، ولقد لبثتُ فيهم عُمُرًا من قبل،

بقية الحاشية

وكان خروجهم بلاءً عظيما لأهل الأرضين. فكما أن تميما رأى الدجّال فى زمان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم بالرؤية الكشفية الصادقة التى كانت من قبيل عالم المثال.. مجموعة يده إلى عنقه ما بين ركبتيه إلى كعبيه بالحديد فى الدير، فكذلک كانت النصارىٰ فى زمن إقبال الإسلام مقهورين مغلوبين غُلّت أيديهم قاعدين فى الدير، ثم أُخرجوا بعد المائتين والألف ووضع اللّٰه عنهم الأغلال والسلاسل، وخلع عليهم خلعة العلوم الأرضية ابتلاءً من عنده، فأشاعوا الفتن فى الأرض بأيدى مبسوطةٍ، وكان قدرًا مقدورًا من ربّ العالمين. وإلى خروجهم إشارة فى حديث الآيات بعد المائتين، يعنى بعد المائة والألف، وإشارة إلى نزول المسيح الذى هو مفحِمُ المفسدين. ثم بعد ذلک إذا نظرنا إلى **كلام اللّٰه** تعالى فوجدناه أيضًا مخالفا لظواهرِ أحاديثِ خروج الدجّال، و ما وجدنا فيه احتمالا ضعيفا وإشارةً وهميةً إلى ذلک، بل هو يجوح هذه الخيالاتِ بالاستيصال التام. ألم يكفِ لطالب قولُه تعالى وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ [1] ولا يخفى على المتدبر أن هذه الآية دليل قطعى على أن المسلمين والنصارىٰ يرثون الأرض ويتملكون أهلها إلى يوم القيامة، لأن المسلمين اتبعوا المسيح

[1] اٰل عمران: ۵۶

ولتفكّروا فى رأس المأة وضرورة المجدد بما وعد الله ورسوله، ولتفكّروا فى مفاسد الزمان وبدعاتها، ونَسْلِ النصارى مِن كل حدب. فيا حسرة عليهم! إنهم ظنوا ظن السوء بغير فكر وتحقيق وإمعان، وما كان لهم أن يتكلموا فى المؤمن إلا بحُسن الظن، وما كان لهم أن يُسارعوا علىَّ مجترئين. وما حمَلهم على الإنكار إلا استعجالهُم وسوء ظنهم وبخلهم وعنادهم وقلّة تدبرهم، فيا حسرةً على الحاسدين والمعاندين والظانين ظن السوء والسالقين! وأما ما قلتُ فى وفاة المسيح فما كان لى أن أقول من عند نفسى، بل اتبعتُ قول الله تعالى وآمنت بما قال الله تعالى عزّ وجلّ يٰعِيْسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ[1]. فانظرْ كيف شهد اللّٰه على وفاته فى كتابه المبين! ومعلوم أن الرفع وتطهير ذيل المسيح مِنْ إلزامات ﴿۱۶﴾

**بقية الحاشية**

اتّباعًا حقيقيا، والنصارى اتبعوه اتّباعًا ادّعائيا. وقد وقع فى الخارج كما قال الله تعالى، ﴿۱۶﴾ وكانت الكَرّة الأولى للمسلمين فى غلبتهم على الأرض، ثم فى زماننا هذا غلبت النصارى ونسلوا من كل حدب. فوقع كما أُخبر عنه فى الآية الكريمة، فالآية تحكم أن التملّك والغلبة محدود فى المسلمين والنصارى إلى يوم القيامة، والدجّال المعهود المتصوَّر فى أذهان المسلمين لا يكون على عقيدة النصارى ولا على عقيدة أهل الإسلام، بل هو بزعمهم يخرج بادّعاء الألوهية ويقول إنى إله من دون الله، ويغلب أمره على الأرض كلها غير مكة وطيبة، فهذا يُخالف نص القرآن الكريم لأن القرآن كما ذكرت آنفا قد وعد لمتّبعى عيسى ابن مريم عليه السلام وعدًا مؤكّدًا بالدوام وقال وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ[2]. ومعلوم أن الدجّال الذى ينتظره قومُنا هو بزعمهم ليس مِن متّبعى عيسى عليه السلام ولا يؤمن بالمسيح ولا بإنجيله، وما ذهب أحد من علماء المسلمين إلى أنه يؤمن بعيسى ابن مريم، بل يقولون إنه يقول إنى أنا اللّٰه، ولا يؤمن بالله ولا بأحد من الأنبياء، فالقرآن لا يجوّز له موضعَ

[1] [2] ال عمران: ۵۶

اليهود وبهتاناتهم، وغلبةَ أهل الحق وضربِ الذلة على اليهود، وجعلهم مغلوبين مقهورين تحت النصارى والمسلمين. لقد وقعتُ هذه الأنباء والمواعيد كلها وتمت وظهرت، وما وقعت إلا على صورتها وترتيبها، وقد انقضت مدة طويلة على ظهورها ووقوعها، فكيف يعتقد عاقل بالغ ذو عقل سليم وفهم مستقيم بأن خبر التوفّى الذى قُدِّمَ على هذه الأخبار فى ترتيب الآية الموصوفة هو غير واقع إلى وقتنا هذا، وما مات عيسى بن مريم إلى هذا الزمان الذى فسد بضلالات أُمّته، بل يموت بعد نزوله فى وقت غير معلوم ولا يخفى سخافة هذا الرأى على المتفكرين.

**والقائلون** بحياة المسيح لما رأوا أن الآية الموصوفة تُبيّن وفاته بتصريح لا يُمكن إخفاءه، جعلوا يؤوّلونها بتأويلات ركيكة واهية، وقالوا إن لفظ **التوفّى** فى آية يَا عِيسَى إِنِّى مُتَوَفِّيكَ... كان مؤخّرا فى الحقيقة

بقية الحاشية

قدم فى زمان من الأزمنة، بل يخبر عن غلبة المسلمين أو غلبة النصارى إلى يوم القيامة. فأىُّ دليل يكون أوضح من هذا على إبطال وجود الدجّال المفروض، وعلى ثبوت كذب قول القائلين؟ وأنت تعلم أن القرآن يقينى قطعى وليس كمثله حديث فى التواتر وحفظِ الحق وعصمتِه، فافهَمْ إن كنت من الطالبين.

وأما **قول** بعض العلماء أن الدجّال يكون من قوم اليهود.. فهذا القول أعجب من القول الأوّل، لا يقرأون فى القرآن آية ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ[1] فالذين ﴿۱۷﴾
ضرب الله عليهم إلى يوم القيامة كل ذلة، وأخبر فى كتابه الكامل المحكم أن اليهود يعيشون دائما تحت ملِكٍ من الملوك صاغرين مقهورين ولا يكون لهم مُلك إلى الأبد، كيف يخرج منهم الدجّال ويملك الأرض كلها؟ ألا إن كلمات الله صادقة لا تبديل لها، ولكن القوم ما علموا معانى الأحاديث وما فهموها حق فهمها، والله يمنّ على من يشاء من عباده فيُفهّمه ما لم يُفهِّم أحدًا من العالمين.

[1] البقرة:۶۲

من كل هذه الواقعات، يعنى مِن رفع عيسٰى وتطهيره من البهتانات ببعث النبى المصدِّق وغلبةِ المسلمين على اليهود وجعلِ اليهود من السافلين، ولكن اللّٰه قدَّم لفظَ "المتوفى "على لفظ "**رافعک** "وعلى لفظ "مطهّرک "وغيرها مع حذف بعض الفقرات الضرورية رعايةً لصفاء نظم الكلام كالمضطرين. وكان اللفظ المذكور.. يعنى ﴿إِنِّى مُتَوَفِّيکَ﴾ فى آخر ألفاظ الآية، فوضَعه اللّٰه فى أوّلها اضطرارًا لرعاية النظم المحكم، وكان اللّٰه فى هذا التأخير والتقديم من المعذورين، فلأجل هذا الاضطرار وضَع الألفاظ فى غير مواضعها وجعَل القرآن عضين. والآية بزعمهم كانت فى الأصل على هذه الصورة :يا عيسٰى إنى رافعک إلىَّ، ومطهّرک من الذين كفروا، وجاعلُ الذين اتبعوک فوق الذين كفروا إلى يوم القيامة ، ثم مُنزلک من السماء ثم متوفّيک. فانظرْ كيف يبدّلون كلام اللّٰه ﴿۱۷﴾

بقية الحاشية

وسمعتُ أن بعضهم ينظرون لفظ النزول فى قصة نزول المسيح، ويعجز عن درک هذه النكتة فَهْمُهم، وتضمحلّ طبائعهم وتلغب أفكارهم، فيحسبون بآرائهم السطحية أن عيسى ابن مريم ينزل من السماء ، ولا يرون أن القرآن قد اختار لفظ النزول فى مقامات شتى وقال اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ[۱] .وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ[۲] .قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا[۳] .ومعلوم أن الحديد لا ينزل من السماء بل يتكوّن فى المعادن، وكذلک يتولد الحمير من الحمير والخيل من الخيل، وما رأى أحد من الناس أن هذه الحيوانات تنزل من السماء ، وكذلک الألبسة تُتّخذ من القطن والصوف والجلود والحرير، وهذه الأشياء كلها تكون فى الأرض ولكن بحكم ربّ السماوات، ولو اجتمع أهل الأرض جميعا على أن يخلقوا هذه الأشياء بقوتهم وتدبيرهم لم يستطيعوا أبدًا، فكأنها نزلت من السماء.وقد قال اللّٰه تعالىٰ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ[۴] . فكل شىء منزَّل من السماء بقدر معلوم بتوسُّط علل وأسباب أرضية وسماوية اقتضتها حكمة اللّٰه تعالى، فتبارک اللّٰه أحسن الخالقين. ﴿۱۸﴾

وللنزول معنى آخر و هو الارتحال من مكان والنزول فى مكان آخر كما جاء

[۱] الحديد:۲۶ [۲] الزمر:۷ [۳] الاعراف:۲۷ [۴] الحجر : ۲۲

ویحرّفون الکلم عن مواضعها، ولیس عندهم من برهانٍ علٰی ھٰذا.. إن یتّبعون إلا أهواء هم، وما کان لهم أن یتکلموا فی القرآن إلا خائفین. **وأنت تعلم**أن اللّٰه مُنزَّه عن هذه الاضطرارات، وکلامه کله مُرتَّب کالجواهرات، والتکلُّم فی شأنه بمثل ذلک جهالةٌ عظیمة، وسفاهة شنیعة، وما یقع فی هذه الوساوس إلا الذی نسی قدرة اللّٰه تعالی وقُوّته وحوله، واحتقره وما قدَره حقّ قدره، وما عرَف شأن کلامه، بل اجترأ وألحقَ کلام اللّٰه بکلام الشاعرین.

وکیف یجوز لأحدٍ من المسلمین أن یتکلم بمثل هذا، ویبدّل کلام اللّٰه مِن تلقاء نفسه، ویُحرّفه عن موضعه من غیر سند من اللّٰه ورسوله؟ ألیست لعنة اللّٰه علی المحرِّفین؟ ولو کانوا علی الحق فلِم لا یأتون ببرهان علی هذا التحریف من آیة أو حدیث أو قول صحابی أو رأی إمام مجتهد إن کانوا من الصادقین ﴿۱۸﴾

بقیة الحاشیة

فی حدیث مسلم أن المسیح الدجال ینزل دُبُرَ أُحد، وعیسٰی ینزل عند المنارة البیضاء شرقی دمشق. والعجب من القوم أنهم یفهمون من نزول عیسٰی نزوله من السماء ویزیدون لفظ "السماء "من عندهم، ولا تجد أثرا منه فی حدیث. وأما ما ذُکر فی قصة نزول عیسٰی أنه ینزل واضعًا کَفَّیْه علی جناحی الملائکة، فلیس هذا اللفظ دلیلا علی نزوله من السماء، وقد جاء مثل هذا اللفظ فی فضائل الذی یخرج مِن بیته لطلبِ علم الدین، وکذلک نظائره کثیرة فی الأحادیث، ولو لم یکن خوفُ طول المکتوب لذکرتُ کلها. بل الحق الذی کشف اللّٰه علیّ أمرٌ یقبَله کل مؤمن طالب الحق، ولا یأبٰی إلا الذی لا یتخذ سبیل المهتدین، وهو أن نزول المسیح عند المنارة البیضاء شرقیَّ دمشق واضعًا کَفَّیْه علی أجنحة ملَکینِ إشارةٌ إلی شیوع أمره فی بلاد الشام خالصًا من العلل السماویة، منزّهًا عن دخل الأسباب الأرضیة، وعن دخل سلطانها ودولتها وعساکرها وأفواجها ومسّ تدابیرها، بل یعلو أمره بحمایة اللّٰه وجنده السماویة، کأنه نزل علی أجنحة الملائکة وأمّا الدجّال فیخرج بالحِیَل الأرضیة

وكيف نقبل تحريفاتهم التى لا دليل عليها من الكتاب والسُّنّة ولا نجدها إلا كتحريف اليهود من تلبيس الشياطين. وأما السلف الصالح فما تكلموا فى هذه المسألة تفصيلا، بل آمنوا مجملا بأن المسيح عيسى بن مريم قد تُوُفّى كما ورد فى القرآن، وآمنوا بمجدّد يأتى من هذه الأمة فى آخر الزمان عند غلبة النصارى على وجه الأرض اسمه عيسى بن مريم، وفوّضوا تفصيل هذه الحقيقة إلى الله تعالى، وما دخلوا فى تفاصيله قبل الوقوع، وكذلك كانت سيرتهم فى الأنباء المستقبلة كما هى سُنّة الصالحين. فخلَف مِن بعدهم خَلْفٌ أضاعوا سُنّتهم وتركوا سيرتهم، وأوّلوا قول الله ورسوله إلى ما اشتهت أنفسهم، ثم أصرّوا عليه كأنهم عرفوا أسرار الله يقينا وكأنهم كانوا من المستيقنين. ألم يعلموا أن الله صرّح فى القرآن العظيم بأن المتنصرين ما أشركوا وما ضلّوا إلا بعد وفاة المسيح كما يُفهَم من آية ﴿ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِى كُنْتَ

**بقية الحاشية**

والتدابير المنحوتة من عند نفسه، والتلبيسات التى تجدد فى كل حين.

وإنّى سمعت أن بعض علماء هذه الديار يقولون إن جملة: يَا عِيسَى إِنِّى مُتَوَفِّيكَ مؤخّرة من جملة وَرَافِعُكَ إِلَيَّ ومقدّمة من جملة ﴿ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ﴾ ومن جملة ﴿ وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴾ ولكن أنت تعلم يا **أخى** أن هذا التأويل باطل بالبداهة ومستنكر جدًّا، لأن الأمر لو كان كذلك لوجب أن يموت المسيح بعد الرفع وقبل هذه الواقعات التى ذكرها القرآن بعد ذكر الرفع.. يعنى قبل تطهير ذيله من بهتانات اليهود وقبل جعلِ متّبعيه الغالبين على الذين كفروا، وهم يعتقدون بأن المسيح ما مات إلى هذا الزمان، وقد تمت هذه المواعيد كلها ووقعت بأسرها. فالعجب من عقلهم لِمَ يقولون على خلاف ما يعتقدون، وقد اتفقوا على أن المسيح لا يموت بعد الرفع فقط بل بعد الرفع وبعد تطهير ذيله من بهتانات اليهود ببعث خاتم النبيين وبعد غلبة متّبعيه على الذين كفروا، فعلى هذا يلزمهم أن يعتقدوا بأن جملة يَا عِيسَى إِنِّى مُتَوَفِّيكَ مؤخرة من جملة وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ ﴿۱۹﴾

أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ﴾[1]؟ فلو لم يُتَوَفَّ المسيحُ إلى هذا الزمان للزم من هذا أن يكون ﴿۱۹﴾
المتنصرون على الحق إلى هذا الوقت ويكونوا مؤمنين موحِّدين.

**يا حسرة عليهم!** لِم لا يتفكرون فى هذه الآيات؟ أليس فيهم رجل رشيد وفهيم وأمين؟ وأنت تعلم أن آية ﴿ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنى﴾ قد دلّت بدلالة صريحة واضحة بيّنة على أن ضلالة النصارىٰ واتخاذهم العبد إلٰهًا مشروطةٌ بوفاة عيسٰى عليه السلام، ولا يُنكره إلا من عانَدَ الحق بسوء تميُّزه واستعمل المكابرةَ والتحكم بجهله وحُمقه، وأبى متعمدا مِن أن يكون من المهتدين. وإذا قيل لهم آمِنوا بما صرّح اللّٰه فى كتابه من وفاة المسيح وضلالة النصارى بعد وفاته لا فى زمن حياته، قالوا أنؤمن بمعانى تخالف الأحاديث؟ وقد كانوا يعلّمون الناسَ أن الخبر الواحد يُرَدُّ بمعارضة كتاب اللّٰه، فنسوا ما ذكّروا الناسَ وانقلبوا إلى الجهل بعدما كانوا عالمين. وما نجد

بقية الحاشية

فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيامَةِ فلزمهم أن يقولوا إن ترتيب الآيات كان فى الأصل هكذا.. أعنى يا عيسٰى إنى رافعك إلىّ ومطهرك من الذين كفروا وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا إلى يوم القيامة، ثم بعد القيامة منزلك من السماء ثم متوفيك. فلا سبيل لهم إلى تحريف هذه الآيات وتقديمها وتأخيرها من عند أنفسهم إلا أن يقولوا إن المسيح لا ينزل ولا يموت إلا بعد يوم القيامة وهذا خُلْف. فيا حسرة عليهم! لِم يحرّفون كلم اللّٰه عن مواضعها مع
﴿۲۰﴾ عجزهم عن وضعها فى موضع آخر؟ وذلك من إعجازات القرآن أن مُحرِّف آياته لا يستطيع أن يُحرّف ويُبدّل ترتيبَه المحكم المرصّع الأبلغ، فينكشف كذبُه على النساء والصبيان فضلًا عن العلماء الراسخين، فسبحان من أنزل القرآن بإعجاز مبين. والعجب من قومنا أنهم كانوا يقرأون فى البخارى وغيره من الصحاح أن المسيح الموعود من هذه الأمة وإمامهم منهم، ولا يجىء نبى بعد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وهو خاتم النبيين، وما كان لأحد أن ينسخ القرآن بعد تكميله، ثم نسوا كل ما علموا وعرفوا واعتقدوا وضلّوا وأضلّوا

[1] المائدة:۱۱۸

فی حدیثٍ ذِکُرَ رفع المسیح حیًّا بجسمه العنصری، بل نجد ذکر وفاة المسیح فی **البخاری** والطبرانی وغیرهما من کتب الحدیث، فلیرجع إلی تلک الکتب من کان من المرتابین.

وأما ذکرُ **نزول عیسٰی** ابن مریم فما کان لمؤمن أن یحمل هذا الاسم المذکور فی الأحادیث علٰی ظاهرِ معناه، لأنه یخالف قول اللّٰه عزوجل ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾[1] ألا تعلم أن الربّ الرحیم المتفضّل سمّی نبیَّنا صلی الله علیه وسلم خاتَمَ الأنبیاء بغیر استثناء، وفسّره نبیُّنا فی قوله **لا نَبِیَّ بَعْدِی** ببیان واضح للطالبین؟ ولو جوّزْنا ظهورَ نبی بعد نبیّنا صلی الله علیه وسلم لجوّزْنا انفتاح باب وحی النبوة بعد تغلیقها، وهذا خُلْفٌ کما لا یخفی علی المسلمین. وکیف یجیء نبی بعد رسولنا صلعم وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم اللّٰه به النبیّین ۔ أنعتقد ﴿۲۰﴾

بقیة الحاشیة

کثیرًا من الجاهلین.

وأما الاختلافات التی توجد فی هذه الأحادیث فلا یخفی علی مَهَرة الفن تفصیلها، وقد ذکرنا شطرًا منها فی رسالتنا "الإزالة"، فلیرجع الطالب إلیها. وقد جاء فی حدیث **أن المسیح والمهدی** یجیئان فی زمن واحد، وجاء فی حدیث آخر **أنه لا مهدی** إلا عیسٰی، وجاء فی حدیث أن المسیح والمهدی یتلاقیان ویُشاور المهدی المسیح فی مهمات الخلافة، ویکون زمانهما زمانًا واحدًا. وفی حدیث آخر أن المهدی یُبعث فی وسط قرون هذه الأمة والمسیح ینزل فی آخرها، وفی حدیث من البخاری أن المسیح یجیء حکمًا عدلًا فیکسر الصلیب.. یعنی یجیء فی وقت غلبة عبدة الصلیب فیکسر شوکة الصلیب ویقتل خنازیر النصاری. وفی حدیث آخر أنه یجیء فی وقت غلبة الدجّال علی وجه الأرض فیقتله بحربته. فاعلم أن هذا المقام مقام حیرة وتعجُّب للناظرین. وتفصیله أن مجیء المسیح لکسر صلیب النصاری وقتلِ خنازیرهم یشهد بصوت عال علی أن المسیح الموعود لا یجیء إلا فی وقت غلبة النصاری ﴿۲۱﴾

[1] الاحزاب: ۴۱

بأن عيسى الذى أُنزِلَ عليه الإنجيل هو خاتم الأنبياء ، لا رسولُنا صلى اللّٰه عليه وسلّم أنعتقد أن ابن مريم يأتى وينسخ بعض أحكام القرآن ويزيد بعضا، فلا يقبَل الجزية ولا يضع الحرب، وقد أمَر اللّٰه بأخذها وأمَر بوضع الحرب بعد أخذ الجزية؟ ألا تقرأ آية يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ[1] فكيف ينسخ المسيح محكماتِ الفرقان؟ وكيف يتصرّف فى الكتاب العزيز ويطمِس بعض أحكامه بعد تكميلها؟ فأعجبنى أنهم يجعلون المسيح ناسخَ بعضِ أحكام الفرقان ولا ينظرون إلى آية اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ[2] ولا يتفكرون أنه لو كانت لتكميل دين الإسلام حالةٌ منتظَرة يُرجىٰ ظهورها بعد انقضاء ألوف من السنوات، لفسد معنى إكمال ﴿۲۱﴾ الدين والفراغ من كماله بإنزال القرآن، ولكان قول اللّٰه عزّوجل اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ مِن نوع الكذب وخلاف الواقعة، بل كان الواجب فى هذه الصورة

**بقية الحاشية**

على وجه الأرض وتسلُّطهم عليها وشيوع المذهب الصليبى فى جميع أقطار العالم بالشوكة التامة والقوة الكاملة وحماية السلطنة والدولة. ثم إذا نظرنا إلى أحاديث خروج الدجّال فنجد فيها كأن المسيح لا ينزل إلا فى وقت غلبة الدجّال على وجه الأرض، وإنّا إذا صدّقنا حديث مجىء المسيح عند تسلُّط النصارىٰ على وجه الأرض واعتقدنا بأنه يجىء لكسر صليب النصارىٰ واستيصال شوكة مذهبهم، فيلزم من ذلك أن نكذّب حديثًا آخر الذى يدلّ على أن المسيح يأتى لقتل الدجّال عند غلبته على وجه الأرض كلها غير مكة وطيبة، فإن تسلُّط الدجّال على وجه الأرض كلها وتسلُّط النصارى على وجه الأرض كلها فى زمان واحد نقيضانِ متخالفان، ومعلوم أن النقيضين لا يجتمعان فى وقت واحد ولا يرتفعان، فثبت بالضرورة أن من هذين الخبرين خبر حق وخبر باطل ثم إذا نظرنا إلى الواقعات الموجودة فوجدنا حكومة النصارى قد أحاطت كالدائرة على أهل الأرضين، ونرى أن السلاطين كلهم يرتعدون من هولهم، وقد ظهرت على قلوبهم خوف وانحجام واعتقدوا بأنهم عليهم

[1] التوبة :۲۹ [2] المائدة :۴

أن يـقول الرب تبارک وتعالی إنی ما أنزلتُ هذا القرآن كاملًا علی **محمّد** صلی الله عـليه و سلم بـل سـأُنـزِلُ بـعـضَ آيـاته علی عيسی بن مريم فی آخر الزمان، فيومئذ يكمل القرآن وما كمل إلی هذا الحين.

وأنـت تعلم أن هذا القول فاسد بالبداهة، ولا يظن كمثل هذا إلا الذی هو من أكابر المعتدين. نعمْ، يوجد فی بعض الأحاديث لفظ نزول عيسَی بن مريم، ولـكـن لـن تـجـد فـی حـديثٍ ذِكر نزوله من السماء ، بل ذِكر وفاته موجود فی القرآن، وما جاز أن يكون هذا التوفِّی بعد النـزول، لأن الفتن التی أشير إليها فی آية فَلَـمَّا تَوَفَّيْتَنی إنما هاجت وظهرت علی وجه الأرض من مدة طويلة، وتمتُ كـلـمة ربک كـمـا قـال، وتری النصاری ينحتون لهم إلٰها وابن إله، وكذلک تدل آية يَـا عِيسـٰی إِنِّـی مُتَوَفِّيکَ علی أن عيسٰی قد تُوُفِّی وكان اللّٰه خليفة له إلـی يوم الـقيـامة، فـكيف يـمـكـن نـزولـه بـعـد الـمـوت وقد قال اللّٰـه تعالی:

بقية الحاشية

غالبون. ولـكـنا لا نری من الدجّال الموهوم المتصوَّر فی خيالات القوم أثرا ولا علامة، **ونریٰ** أن فتـن النصاریٰ قد تكاثرت وامتلأت الأرض من مكائدهم، فهذا دليل واضح علیٰ أنّ المعنی الـصـحيـح نـزول الـمسيـح عـنـد غـلبة النصاریٰ علی أهل الأرض، ولا سبيل إلی تطبيق هذه الأحـاديـث المتعارضة إلا أن نقول أن قسّيسی النصاری هم الدجّال المعهود، ووجب علينا أن نفسر الأحاديث بنحوٍ ظهرت معانيها فی الخارج، فإن الأحاديث التی ذكرناها آنفًا كان بعضها قـائدًا إلی أن المسيح ينـزل عند شوكة النصاریٰ وشوكة صليبهم وتسلُّطهم فی الأرض، وكان بعضها قائدًا إلی أنه لا ينـزل إلا فی وقت خروج الدجّال وتسلُّطه علی وجه الأرض كلها، فرأينا آثـار القائد الأول ووجدناها واقعة فی زماننا، **ونریٰ** أن أخبـار شوكة الصليب قد تمت ووقعت كلها كما أخبر عنها رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم حتی رأيناها بأعيننا، وأما القائد الذی كان مـخـالـفًـا لهـا ومعارضًا لمعانيها، أعنی حديث خروج الدجّال فما ظهر أثر منه، فالذی ظهر من المعنيين هو الحق، والذی ما ظهر من المعنيين هو الباطل الذی أخطأ فيه نظر المتفكرين. ﴿۲۲﴾

فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ [1] وقـــال: حَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ [2]. ولا يـوجد فى حديثٍ أن عيسٰى يجىء بعد وفاته ويخرُج جسمه من القبر. والـجسـم الـذى دُفن فى القبر كيف ينـزل من السماء ؟ فهذه القرائن دالة عـلـى أن لـلـنــزول معنى آخر، وإلا فكيف يمكن أن يُخبر اللّٰه أوّلًا بوفاة المسيح ويـخبر بأنه خليفته بعد وفاته، وبأنه متمِّمُ أغراضه بعده وجاعلُ أتباعه فوق الذين كـفـروا إلـى يـوم الـقيـامة بـإرسـال رسـوله الكريم ﷺ وبإرسال عباد مُحدَّثين مُلهَمين الذين يُصدّقون المسيح، ثم يرجع فيناقض قولَه الأول ويقول إنه لم يمتْ بـل هـو نـازل مـن الـسـمـاء ؟ فـكأنه نسِى قوله السابق ونسى آياتهٖ ولٰـكـنّـك لن تجد اختـلافًـا فـى كـلامـه، فـلا تـنسب إليه أقوالا قد وقعت فى غاية الضدّ والتناقض، ووجب علينا أن نصرف مثل هذه الكلمات عن الظاهر، ولو كانت موجودة فى ﴿۲۲﴾

**بقية الحاشية**

ومـن الاختـلافـات العظيمة فى أحاديث هذا الباب أن بعض الأحاديث يدل على أن المسيح لا يأتى إلا تابعا ومطيعا **للمهدى**، فإن الأئمة من قريش والمسيح ليس من قريش، فـلا يـجـوز أن يستـخـلـفه اللّٰه لهذه الأمة، وبعضها يدل على أن المسيح يأتى حَكَمًا عَدْلًا وإمـامًـا وخليفةً من اللّٰه تعالى، وكل الأمر يكون فى يديه، ولا يتبع أحدا إلا وحىَ اللّٰه الذى يـنـزل عليه إلى أربعين سنة، فينسِخ بوحيه بعضَ أحكام الفرقان ويزيد بعضًا ويختم اللّٰه به ﴿۲۳﴾
الـنبـوة والوحى ويجعله خاتم النبيين. ومـع هـذا يقولون إن وحيه لا يُعارِض وحىَ القرآن، ويـصـلّـى الـمسيحُ كما يصلّى المسلمون، ويصوم كما يصومون، ولكنهم عند هذا القول يـنـسـون قـولهـم الأول الـذى قد صُرِّحَ فيه أن المسيح ينسخ بعض أحكام الفرقان، فيضع الـجزيةَ، وما وضَع القرآن الجزية قط حتى تم وكمل ونزل آية اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ [3] وكـذلـك قـالـوا إن الـمسيـح يقتل الخنـزير، وما نرى فى القرآن حُكمًا لقتل خنازيرِ أهل الأرض، بل منَع من تضييع أموال الذِّمّيين ونهبِ أملاكهم بعد أن أعطوا الجزية صاغرين.
**والـعجب** أن هـذه الـعـلـمـاء آمـنـوا بـأن الـلّٰــه تـعالى يُوحى إلى المسيح إلى

[1] الزمر:۴۳ [2] الانبياء:۹۵ [3] المائدة :۴

حديث بالفرض والتقدير، ونرجع إلى تأويل يوافق القرآن. فانظرْ كيف بيَّن اللّٰه تعالىٰ وفاة المسيح فی كتابه، ثم انظرْ هل يكون من البيان والشرح والإيضاح والتصريح أكثر من هذا؟ ثم انظر أنه عزّ اسمه ما قال رافعك إلى السماء، بل قال ''رَافِعُکَ إِلَيَّ'' وقوله ''رَافِعُکَ إِلَيَّ'' يُشابه قولَه ارْجِعِيْٓ إِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً[1] وما معنى هذا إلا الوفاة، فاستيقظْ وكُن من المتدبرين. ﴿۲۳﴾

أيها العزيز! كيف نقبل عقيدة يخالف نصوص القرآن ويعارض بيانه، ولا دليل معه ولا سبيل إليه، ولا يأتون بحجة عليه ولا برهان ساطع، وأظن أنك تفهم إذا أنصفتَ وفكّرت، وقد كتبتُ كل ذلك فی كتبی مع الدلائل، وأكره التطويل فی مكتوبی هذا فإنه يوجب الملال، فاقتصرتُ على ما كتبت. ومن يدرس كتاب اللّٰه حق دراسته فأتيقن أن يصل إلى أعلى مراتب اليقين

بقیۃ الحاشیۃ

أربعين سنة، وكانوا يعتقدون من قبل بأن وحى النبوة قد انقطع. فيا حسرة عليهم! إنهم يعلمون مَضارَّ عقائد هم ثم لا يتركونها وأراهم كالنائمين. وأعجبنی أنهم يجمعون فی عقائدهم اختلافات عجيبة ولا ينظر أحد منهم إلى هذه التناقضات. يؤمنون بعقيدة.. ثم يرجعون ويؤمنون بعقيدة أخرىٰ تخالف الأولىٰ وتعارِضها، مثلًا.. إنهم يؤمنون باليقين التام أن المسيح يأتی حَكَمًا عَدْلا، والناسُ يحكّمونه ويرفَعون إليه مشاجراتهم، ويجعله اللّٰه خليفة فی الأرض، ثم يقولون إن عيسى ينزل تابعا للمهدی، والحَكَمُ العَدْلُ هو المهدی لا عيسَى الذی ليس من قريشٍ. ويقولون إن هذا الأمر من الواقعات الحقة.. أن عيسىٰ ينزل عند غلبة النصارى واستيلا ئهم على وجه الأرض، ونسلهم من كلّ حدب، فيكسر صليبهم ويقتل خنازيرهم، ثم يرجعون ويقولون إن المسيح لا ينزل إلا عند خروج الدجّال، ويقولون إن الدجّال ليس من الذين اتبعوا أناجيل النصارى وآمنوا بأنبيائهم وكتبهم وديانتهم، بل هو رجل لا يتبع عيسىٰ ولا يؤمن بنبی من الأنبياء، بل يخرج بادّعاء الألوهية، ويملك الأرض كلها غير مكة وطيبة، ويقول إنی أنا اللّٰه رب العالمين. **فانظرْ** كيف يسلكون ﴿۲۴﴾

[1] الفجر: ۲۹

فـي هـذه الأمـر، ويتـفـق رأيـه برأيي ويُكشَف بين يديه كلُّ ما قلتُه. فتـدبَّـرْ، أنار اللّٰه عـقـلک وجـعلک من المستيقنين. ويـنبغي لک رحـمک اللّٰه .أن تُقدّم القرآن وتـعظّم آياته، فإنه يقيني، وكل آية قطعية متواترة، وما مسّتُه أيدى الناس، وما اختلطَ بـه شـيء مـن أقـوال بـني آدم، وإنه كلام رباني لا شک فيه، وإنه آيات إلهية لا ريب فيها. وأمـا الأحـاديـث فـأنـت تعلم أن كلها احاد إلا القدر القليل الذى هو كالنادر، فتـفـكَّـرْ فـى هـذا بطهارة النفس وصحة النية وسلامة القلب، وأدعو أن يؤيّدک اللّٰه بإلهامه، ويهَب لک لُطْفَ النظر ودقّة الفكر، ويكون معک ويجعلک من العارفين.

وأمّا إيـمان قومنا وعلمائنا بالملائكة وغيـرها من العقائد فلسنا نجادلهم فيه ﴿۲۴﴾
ولا نـخـطّـئهـم فـى ذلک، وليـس فـى هـذه الـعـقـائد عندنـا إلا التسليم، وإنمـا

بقیۃ الحاشیہ

مسلک السكارٰى، ولا يثبتـون عـلـى قـول، وما لهم على عقيدة من قرار، ولا يتدبّرون كـالـعـاقـليـن .وإنـى أرٰى أن الـلّٰــه سـلَـب عـنهـم قوة الفيصلة، ونزَع منهم طاقة الآراء الـصـحيـحة، وتـرَكهـم فى ظلمات الغيّ هائمين. والسـر فـى ذلک أنـه ما رآهم حرِيًّا بـالأسـرار الإلهية، ورأى رؤوسهـم خالية من القوى المدرِكة الفاطنة، فنـزَع منهم حُلل الإنسانية، وردَّهم إلى صور البهائم والسباع والأفاعى، وألحقَهم بالسافلين.

والذين أُوتوا أُكُلَ المعارف غضًّا طرِيًّا، ورُزقوا من العلوم الصادقة حظًّا وافرًا، فما جهلـوا الـطـريق، وما نسوا المشرب، وأصابوا فى فهم آيات اللّٰه، وما ضاع من أيديهم علم الروحانيين. وذلک فضل اللّٰه يؤتيه من يشاء، يضل من يشاء ويهدى من يشاء إلى بـحـر لا سـاحل له، واللّٰهُ يعلم حيث يجعل فضله، ولا يخفى عليه قلبٌ ولا شاكلة، وقد خلَق الناس وهو يعلم حقيقة العالمين.

﴿۲۵﴾ ولنرجِعْ إلى ذكر الأحـاديـث فـنـقول إنّ الذين حملوا أنباءها المستقبلة على معانيها الظاهرة مع تعارُضها بالقرآن، فقد أخطأوا خطأً كبيرًا، وكان سببُه استغراقَهم فى الآثـار والـذهـولَ عن كلام اللّٰه تعالى، فصارت أنظارهم مغمورة فى الأخبار، وأفكارهم

نحن مناظرون فی أمر نزول المسیح من السماء ، ولا نُسلّم أنه ثابت من الکتاب والسُنّة، وإن کان ثابتا فلا ینبغی لنا ولا لأحد أن یأبی ویمتعض من قبوله، فإنه لا یفر من قبول الحق إلا ظالم مُعتد لا یُحب الصداقة، أو ضال جاهل لا یعرف قدرها. وأما إن کان غیر ثابت فلا ینبغی لصالح أن یختاره لنفسه، فکیف یدعو إلیه رجلا یمشی علی صراط مستقیم، وکیف یحسبه من الکافرین وإن أمر الدّین أمرٌ جلیل الخطب عظیم القدر، لا ینبغی لأحد أن یستعجل فیه، بل اللازم الواجب علی کل مسلم مؤمن أن یطرح من بینه البخلَ والشحناء ، ویدعو اللّٰه ویسأله بالتضرعات والابتهالات هدایتَه من لدنه، ومن یهدی إلا اللّٰه وهو أحسن الهادین؟ ومن نظَر فی القرآن، وفکّر فی الفرقان بالتدبر والإمعان، فیظهر علیه کل ما سَوّلتْ للعلماء أنفسهم وقد عتوا عُتُوّا کبیرا، وعاندوا الحق وأشاعوا کذبًا وزورًا، وإن الحق

بقیۃ الحاشیہ

مبذولة فی تنقیدها وتمییزها، وأنفدوا أعمارهم فیها، وأضلّوا أنفسهم فی سککها، وما التفتوا إلی صحف اللّٰه واستنباط مسائلها فبقِی الفرقانُ کالمستتر من أعینهم، وبقیتْ أسراره کالدُّرر المکنونة أو الخزائن المدفونة، ما عرفوها وما رعوها حق رعایتها، وأکبّوا علی کتب أخری کالمعرضین. ولو أنهم تَوجّهوا إلی القرآن لکشَف اللّٰه علیهم سِرَّ کل حقیقة ونجّاهم من براری الشبهات، ولکنهم ما شاؤوا أن یُنوَّروا واختاروا العَمٰی وعادَوا قومًا مُنوَّرین. **فمِن أعظم** خطیّاتهم أنهم لم یفهموا حقیقة المسیح الموعود الذی أُخبِروا عنه، وقالوا إن عیسی بن مریم علیه السلام ینزل من السماء ، وقد کانوا یقرأون فی القرآن **أنه تُوُفّیَ ولحِق بإخوانه** الذین خلوا من قبله، فنسوا ما کانوا یعلمون واتبعوا ما قیل بعد المِئتین، ونبذوا آیاتِ اللّٰه وراء ظهورهم کأنهم ما وجدوا فی القرآن أثرا من أخبار وفاة المسیح وکأنهم کانوا من الغافلین. وإذا قیل لهم أن اللّٰه قد أخبر عن وفاة المسیح فی آیاته المحکمات وقال:

يعلو ولو دفنوه تحت الأرضين.

ولندع الآن ذِكر هؤلاء ونأخذ فى ذكر ادعائنا مكررا لينظر المنصفون هل ﴿۲۵﴾
يجب عليهم قبولُ ذلك أو ردُّه، فنقول إن ديننا هذا الذى اسمه الإسلام.. ما
أراد اللّٰه أن يتركه سُدىً، وما أراد أن يُبطله ويخرّبه من أيدى الأعداء ، بل قال
وهو أصدق الصادقين: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ [1] وقال: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا
الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ [2] وقال: وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ [3] وقال: ثُلَّةٌ مِّنَ
الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ [4] فهذه كلها مواعيد صادقة لتأييد الإسلام عند ظهور
الفتن وغلبة المعاصى والآثام، وأىّ فتن أكبر من هذه الفتن التى ظهرت على وجه
الأرض؟ وإن النصارى قد دخلوا على الناس من باب لطيف، وسحروا أعين الناس

بقية الحاشية

يٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ [5] وقال حكاية عنه، فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ [6]
وقال وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ [7] قالوا نؤمن بقصص القرآن ﴿۲۶﴾
والأحاديثُ قاضيةٌ عليه وعلى قصصه. فانظرْ كيف يتركون القرآن مع كونهم من
المسلمين.

والعجب منهم أنهم يظنون أن الأحاديث تشهد على نزول المسيح من السماء مع
أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أخبر غير مرة عن وفاة المسيح، فقال فى حديث
كما جاء فى الطبرانى والمستدرك عن عائشة قالت قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه
وسلم فى مرضه الذى تُوُفِّىَ فيه لفاطمة إن جبرائيل كان يُعارضنى القرآن كل عام مرة،
وإنه عارَضنى بالقرآن العامَ مرتين، وأخبرَنى أنه لم يكن نبى إلّا عاش نصفَ الذى قبله، وأخبرنى
أن عيسى ابن مريم عاش عشرين ومائة سنة، فلا أرانى إلّا ذاهبا على رأس الستين. واعلموا
أيها الإخوان أن هذا الحديث صحيح ورجاله ثقات وله طرق، وهو يدل بدلالة صريحة على

[1] النور:۵۶ [2] الحجر:۱۰ [3] الجمعة:۴ [4] الواقعة:۴۰،۴۱ [5] ال عمران:۵۶ [6] المائدة:۱۱۸
[7] ال عمران:۱۴۵

وقلوبهم وآذانهم بالمكائد التي هي دقيقة المآخذ، وأضلّوا خلقًا كثيرًا وجاء وا بسحر مبين. ثم اعلم أن للمسيح الموعود كما جاء في الأحاديث ثلاث علامات:

**الأوّل**: أنه يجيء عند غلبة النصارى وعند غلبة مكائدهم وشدة جهدهم لإشاعة مذهب التنصّر، فيأتي وينزل فيهم ويكسر صليبهم ويقتل خنازيرهم، ولا يغزو ولا يحارب، بل كل ذلك يفعل بالقوة السماوية، والطاقة الروحانية، والأسلحة الفلكية، ويضع الحرب ويظهر كالمساكين. ﴿۲۶﴾

**والثاني**: أنه يتزوج، وذلك إيماء إلى آية يظهر عند تزوُّجه من يد القدرة وإرادة حضرة الوتر، وقد ذكرناها مفصلا في كتابنا **التبليغ** و**التُّحفة**، وأثبتْنا فيهما أن هذه الآية سيظهر على يدي، ولولا هذه الآية لما كان سبب معقول لذِكر هذه العلامة، فإن التزوج ليس من أمور نادرة متعسرة، لكي يُقال إنه

**بقية الحاشية**

موت المسيح. ولا يُقال إن الرفع هو الموت، **فإن الموت** عبارة عن **خروج الروح** عن الجسم العنصري، فإن كان المسيح رُفِع بجسمه العنصري فهو حيٌّ إلى الآن، فلو فُرض حياة المسيح إلى هذه الأيام للزم أن يكون نبيّنا حيًّا إلى نصف هذه المدة، وهذا باطل فاسألِ العادّين. وكذلك أخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن موت عيسٰى عليه السلام في حديث آخر وقال إذا سألني ربي عن فساد أُمّتي فأقول في جوابه فلما تَوَفَّيتَني كنتَ أنت الرقيبَ عليهم، كما قال العبدُ الصالح مِن قبلي. يعني عيسٰى عليه السلام. ﴿۲۷﴾ فانظرْ كيف أشار إلى وفاة المسيح بحيث استعمل لنفسه جملة فَلَمَّا تَوَفَّيْتَني كما استعمله المسيح لنفسه. وأنت تعلم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد تُوُفّي وقبرُه المبارك موجود في المدينة. فانكشف معنى التوفّي بجعل رسول الله صلى الله عليه وسلم واقعةَ المسيح وواقعة نفسه واقعةً واحدة، وظهر أن معنى التوفّي في آية فَلَمَّا تَوَفَّيْتَني الإماتةُ لا غيرها من المعاني المنحوتة التي لا أصل لها في لغة العرب، فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد مات، ولو كان معناه الرفع إلى السماء حيًّا مع الجسم العنصري كما هو زعم القوم لرُفِعَ إذًا نبيُّنا إلى السماء حيًّا مع الجسم العنصري، فإنه جعَل نفسه شريكَ

لا يـقدر عليه كاذب إلا المسيح الصادق الذى جاء من رب العالمين، بل التزوج أمر عـام يـقـدر عـليـه كل رجل ذى مال وثروة حتى الكافر والفاسق، فضلًا من أن يكون مـحدودًا فى نبىّ أو ولىّ. فثبـت أنـه إشـارة إلى آية عظيـمة يظهر☆ عـنـد تزوُّجه، وقد فصلناها فى كتابنا للناظرين.

**الثالث**: أنـه يـولد له، وهذا أيضًا كلام إيماضى كمثل قوله يتزوج، وفيه إشارة إلى أنه يولد له ولدٌ صالح يُضاهى كمالاتِه، وإلا فما التخصيص فى الأولاد فقط؟ أوجود الأولاد أمرٌ مستبـعَد فى غيـر الـمسيـح؟ بـل يـوجـد فـى كل قوم، وكاذب وصادق ﴿۲۷﴾

فهـذه علامات للمسيح الصادق أنبأ بها خير المنبئين، وهى كلها صدقت فى نفسى، وهذه من علامات يُعرَف بها صدقى۔ ومن علامات أخرىٰ أن اللّٰه تعالىٰ أظهر على يدى بـعـض آيـات، وأنبأنى أخبارا قبل وقوعها، وقد استجاب كثيرا من أدعيتى، ونصرنى فى كل مـوطـن، وقـد فُتحتْ علىّ أبواب إلهاماته وأنا يومئذ ابن أربعين، فما تركنى، وما ودّعنى، وما

بقیة الحاشیة

عيسىٰ عليه السلام لفظ التوفى الذى يوجد فى آية فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كما جاء فى حديث البخارى. ولـو جعلنا من عند أنفسنا للمسيح معنًى خاصًا فى هذه الآية وقلنا إن التوفى فى حق رسولنا هـو الـوفاة، ولكن فى حق عيسىٰ عليه السلام أُريدَ منه الرفع مع الجسم العنصرى لا شريك له فى هذا المعنى، فهذا ظلمٌ وزور وخيانة شنيعة، وترجيح بلا مرجّح، واستخفاف فى شأن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، وادّعاء بلا دليل واضح وحجة ساطعة وبرهان مبين.

ويقولون **إن يـأجوج ومأجوج** يـخـرجـون فى زمن المسيح، وينسِلون مِن كل حَـدَبٍ، ويملكون الأرض كـلهـا كـمـا ورد فى القرآن العظيم، فهذا حق لا نُجادِلهم فيه. ﴿۲۸﴾ ويـقـولـون إن المسيح لا يُحاربهم بل يدعو عليهم، فيموتون كلهم بدعائه بدُودٍ تتولد فى رقابهم، وهذا أيضًا حق وليس عندنا إلا التسليم. ولكنهم أخطأوا فيما قالوا إن يـأجـوج ومـأجوج يموتون فى زمن عيسىٰ كلهم، فإن يأجوج ومأجوج هم النصارىٰ

أضـاعـنى، بل خصّصنى بالتحديث والمكالمة، وأمرنى لأتمّ حجته على المتنصرين.ولو
كـان عيسٰـى حيًّا بجسده العنصرىّ فى السماء الثانية كما هو زعم قومى، فكان الواجب
أن ينـــزل فـى هـذا الـوقـت، فـإن الأمـم قد هلكت بمكائد النصارىٰ، وبلغت المفاسد
مـنتهاها، والقعودُ على السماوات مع ضلالةِ أهل الأرض وفسادِ أُمّته شیءٌ عجيب، وما
نـعـلـم مـا الـفائدة فى هذا القعود وإضاعة العمر. ومـا كـان اللّٰه ليضيع عمره فى زاوية
السـمـاوات وقـد رأى أُمّتـه قـد وقعت فى هوة الهلاک، وأفسدت فى الأرض أكثر مما
أفسـد الـدجـالـون مـن قبـل، ولا نظير لهم فى إشاعة الكذب والشرک من آدم إلى هذا
الوقت. ألا ترى أن موسى عليه السلام لما كلّم ربّه على طور سينين، واتخذت أُمّتُه مِن ﴿۲۸﴾
بـعده عِجلًا جسدًا له خُوار، كيف أنبأ اللّٰه موسٰیؑ بهـذه الواقعات كلها، وقال ارجِعْ إلى
قـومک بـقدم العجلة، فإنهم قد هلكوا باتخاذ العِجل إلهًا، فرجع موسٰى غضبانَ أسفًا، وأخذ
بلحية أخيه، ووقع ما تقرأ فى القرآن، وما كان فتنةُ العجل أشدَّ من فتنة المتنصرين.

بقية الحاشية

من الروس والأقوام البـرطانية وقد أخبر اللّٰه تعالى عن وجود النصارىٰ واليهود إلى يوم
الـقيـامة وقـال: فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ [۱] فـكيف يـمـوتون
كلهم قبل يوم القيامة؟ فلو أردنا من الإماتة الإماتةَ الجسمانية لخالفَ الحديثُ القرآنَ
وعـارَضَـه، فإن القرآن يخبرنا عن بقائهم وبقاء نسلهم إلى يوم القيامة، بل يشير إلى أن
السماوات يتـفطرن عليهم وتقوم القيامة على أشرارهم الباقين. ومن هٰهنا ظهر أن الجملة
"يـضَـع الجزيةَ "التـى جـاء فـى بـعـض نسـخ البـخـارى ليسـت بصحيحة، والصحيح أن

☆حـاشيـه: لا يُـقـال إن هـذا التـفسيـر خـلاف الإجـمـاع وأن الـقـوم قـد اتفقوا على أنهم قوم
لا يُشـابهـون خَـلْـق الإنسـان، ولهـم آذان طـويـلة، لأنهم قد اتفقوا على أن يأجوج ومأجوج قوم
مـحصورون فى الإقليم الرابع، وهم أزيَدُ نسلًا وعددًا من كل قوم، وهذا باطل بالبداهة، لأنّا لا نرىٰ
فـى الإقـليم الرابع أثرًا منهم ولا من بلادهم ومُدنهم وعساكرهم مع أن عمارات الأرض قد ظهرت
كلها .فالروايات فى هذا الباب باطلة كلها، فقِسْ عليها رواياتٍ مثلها، وكُنْ من المحققين .**منه**

[۱] المائدة:۱۵

وأنت تعلم أن فتنة النصارٰی مع شدّة أهوالها وكثرة ضلالها وغلبتها على وجه الأرض كلها، قد امتدّتْ ومكثتْ إلى ألفَين من سَنةٍ وفاة المسيح، ولكن ما نزل عیسٰیؑ إلى هذا الوقت الذی أخبر عنه أهل الكشف كلّهم، وما نریٰ آثار نزوله، فهذه أمور لا نرى جوابها عند هذه العلماء. وقد رأوا منی آیات فلم يلتفتوا إلى ذلک، وقالوا استدراج أو رمل، وبُهتوا لشدة إعجابهم، وجحدوا بها واستيقنتها أنفسهم ظلما وعلوّا، وكان لها من قلوبهم مكان، وفی أعينهم قدر، ولكنهم كذّبوا حسدا من عند أنفسهم، فنعوذ بالله من الحاسدين. وتركوا الحق المبين، واعتصموا بأقاويل ضعيفة ألا يتدبّرون أن الله ما رأى واقعة من معظّمات الواقعات الآتية إلا ذكرها فی القرآن فكيف ترَک واقعة نزول المسيح مع عظمة شأنها وعُلوّ عجائبها ولِم ترَكها إن كانت حقًّا وقد ذكَر قصّة **يوسف** وقال : ﴿۲۹﴾

بقیۃ الحاشیۃ

المسيح يضع الحربَ ولا يحارب النصارىٰ كما جاء فی نسخ أخرى. ووجهُ عدمِ صحتها ظاهرٌ، وهو أنّا لو فرضنا أن المسيح يحارب النصارىٰ على شرط قبول الإسلام ولا يقبل الجزية أصلًا بل يدعو إلى الإسلام، وإن قبلوا وإلا فيقتلهم، فلزم على تقدير صحة هذا المعنى استيصالُ النصارٰی بالكلية من وجه الأرض.. إما مِن سبب إسلامهم وإما من سبب قتلهم، وهذا المعنى يُعارض القرآن الكريم، فإنه أخبر عن بقاء وجودهم إلى يوم القيامة، فثبت من هذا التحقيق أن جملة "يضع الجزية "التی توجد فی بعض نسَخ البخاری ليست بصحيحة، وقد فسدت وحُرِّفت مِن نَسْخِ الناسخين. ﴿۲۹﴾

ومع ذٰلک ظهر من هذا التحقيق بطلان أحاديث يوجد فيها ذكرٌ كمثله من المحاربات والغزوات، فإن القرآن محفوظ بحفاظة الله وعصمته، فالحديث الذی يُعارض قصصَه لا يُقبَل أبدًا ولو كان ألفٌ كمثل تلک الأحاديث فی البخاری أو غيره من كتب المحدّثين. **وأمّا** قولنا إن يأجوج ومأجوج من النصارى لا قوم آخرون فثابتٌ بالنصوص القرآنية، لأن القرآن الكريم قد ذكر غلبتهم على وجه الأرض وقال

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ [1] وذكر قصة أصحاب الكهف قال: كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا [2]، ولكن لم يذكر شيئا من ذكر نزول عيسى من السماء من غير ذكر الوفاة، فلو كان النزول حقًّا لما ترَك القرآنُ هذه القصة، ولذَكَرَها فى سورة طويلة، ولجعَلها أحسن من كل قصة، لأن عجائبها مخصوصة بها، ولا نظير لها فى قصص أخرى، ولجعَلها آية لأُمّة آخر الزمان. فهذا هو الدليل الصريح على أن هذه الألفاظ غير محمولة على الحقيقة، والمراد منها فى الأحاديث مجدِّدٌ عظيم يأتى على قدم المسيح ويكون نظيره ومثيله، وأُطلقَ اسم المسيح عليه كما يُطلَق اسم البعض على البعض فى عالم الرؤيا، وهذه سُنّة جارية فى الوحى والرؤيا، وتجد نظيرها بكثرة فى كتب الأحاديث وكتب تأويل الرؤيا، فالمراد منه مثيلٌ يكون للمسيح كوجوده، وينزل بمنزلة ذاته من شدة المماثلة، ويخرج عند غلبة النصارى، ويتم على يده

**بقیہ الحاشیہ**

مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ [3] يعنى يملكون كلَّ رفعةٍ فى الأرض، ويجعلون أعزّةَ أهلها أذلّةً، ويبتلعون كلَّ حكومة ورياسة وسلطنة ودولة ابتلاعَ الحوت العظيم الصغارَ. وإنّا نرى بأعيننا أنهم كذلك يفعلون، واضمحلّت رياسات المسلمين، وتطرّقَ الضعف فى دولتهم وقوتهم وشوكتهم، ويرون سلاطينَ النصارىٰ كالسباع حولهم، ولا يبيتون إلا خائفين. وقد ثبت من النصوص القوية القطعية القرآنية أن كأس السلطنة والغلبة على وجه الأرض تدور بين النصارى والمسلمين، ولا تتجاوزهم أبدا إلى يوم القيامة، كما قال الله تعالى وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ [4]. ومعلوم أن المتبعين للمسيح فى الحقيقة المسلمون، والمتبعين بالادعاء النصارى، والآية تشير إلى الاتّباع فقط حقيقيًّا كان أو ادّعائيًّا. والحق أن الاتّباع الحقيقى عسير جدا ولو كان مدّعى الاتّباع ملِكًا من المسلمين المؤمنين، فإن اتّباع الأنبياء على وجه الحقيقة والكمال ليس بهيّنٍ، فكلٌّ من الملوك يتّبع عيسٰى عليه السلام باتّباعٍ ادّعائى وإن كانت فيه رائحة من الحقيقة إلا ما شاء الله. نعم قد سبق المسلمون فى الاتّباع الاعتقادى وفهِموا تعليم المسيح كما هو هو، ﴿۳۰﴾

[1] يوسف:۴ [2] الكهف:۱۰ [3] الانبياء:۹۷ [4] اٰل عمران:۵۶

حـجة الـلّٰه، ويُعلى كلمة الإسلام، ويُظهِر الدين على الأديان كلها بالحجج و البراهين ومـع ذلک نـجـد فـی الـقـرآن أن فی آخر الزمان تغلب النصاری علی وجه الأرض، ويـنسـلـون مـن كـل حـدب، ويهيّـجـون الـفـتـن، ويصولون على الإسلام بمكائدهم، ويـجـلبـون عـلـيـه رَجِـلَهـم وخَيْلَهم، ولا يتركون من كيد فی إطفاء نور الإسلام، فعند ذلک يـنظر الرب الكريم إلى هٰذه الأمة المرحومة الضعيفة التی لا حول لها ولا قوة، ﴿۳۰﴾ فيـنـفـخ فـی الـصـور، ويُعلِّم أحدًا منهم من عنده علما وعقلا، ويُعطى له آيات، ويُنـزله مـنـزلةَ عيسى بن مريم، فينير الحق ويُبطل كيد الخائنين. وأما إقامته فی مقام عيسى وتسـميتـه باسمه فله وجهين: **الأول** : أن الـمـجدد لا يأتی إلا بمناسبة حال قوم يريد اللّٰه أن يتم حجته عليه، فلما كانت الأعداء قوم النصاری، اقتضت الحكمةُ الإلهية أن يُسـمّـی الـمـجدّد مسيحًا. **والثانی** :أن الـمـجـدّد لا يـأتـی إلا عـلـی قدم نبی يشابه

بقية الحاشية

وهُمْ ورثاءه فـی عقائد التوحيد بعد وفاته، وأما النصاری فضلّوا ضلالًا كبيرًا، وليس فی يدهم إلا ادّعاء فقط. انـظرْ إلى ضلالتهم وفسادهم.. أنهـم قـد آمنوا بأن عيسى عليه السلام كان يـأكـل الطعام ويشرب الماء، وربما ابتُلىَ بأمراض وأوجاع، وربما غلَب عليه الهمُّ والخوف والـقـلق والكرب والجوع والـعـطـش، وكـان لا يـعلم الغيب، وكان يقول إنی عبد ليس فی نـفسی خير إلا بتوفيق اللّٰه، وأنه أُخِذ وَصُلِبَ ومات، وهو مع ذالک فی زعمهم إلٰهٌ وابنُ إلٰه. قاتلَهم اللّٰه! إنهـم يعتقدون بأنه إنسان ونبی، فيه سهوٌ وخطأ وضعف وجهل، وأخذه الموت، ولا يبـرّئـونه من ضعف وذهول ونسيان، ثم يقولون إنه هو اللّٰه، فتعسًا لقوم كافرين. ولكنهم مـا قالوا إنّا نحن بريئون من عيسى ولا نتّبعه، بل آمنوا بنبوته وكتابه، وآمنوا بأنبياء بنی إسرائيل وكتبهـم، وآمـنـوا بالملائكة والجنة والنار، فهذا هو السبب الذی أدخلهم اللّٰه فی المتّبعين الـضـالّيـن، وبشّرهم بغلبةٍ على الأرض كما بشّر المسلمين. فالحاصل أن هذه الآية.. يعنی وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ[۱] دليل صريح وبرهان واضح

[۱] ال عمران :۵۶

زمانُ المجدد زمانَه، فهنا قد شابَهَ زمانُ قومنا بزمان المسيح، فإن عيسى عليه السلام قد جاء فی وقت ما بقيت فيه رياسة اليهود، وتملكت السلطنةُ الرومية عليهم، ومع ذلک جاء فی وقت قد فسدت قلوب علماء اليهود، وزاغت آراؤهم، وكثرت فيهم المكائد والفسق والفجور وحبّ الدنيا والخسّة والسفاهة والنفاق والجدال، وغير ذلک من الأخلاق الرديّة، وكذلک كان حال قومنا فی هذا الوقت، فاقتضت حكمة إلهية أن تسمى المجدِّدَ عيسى ابن مريم، رعايةً لحالات المخالفين والموافقين.

وقالوا إن المسيح ينزل من السماء ويقتل الدجّال ويُحارب النصارىٰ،
﴿۳۱﴾ فهذه الآراء كلّها قد نشأت من سوء الفهم وقلة التدبر فی كلماتِ خاتم النبيين. وأما النزول من السماء فقد فهمتَ حقيقتَه، وقد بيّنتُ لک أن النزول من السماء لا يثبت من القرآن العظيم، ولا من حديث النبی الكريم. والعجب

بقیہ حاشیہ

﴿۳۱﴾ على أن القوة والغلبة والشوكة والتسلط الكامل الفائق علىٰ وجه الأرض لا يُجاوز هذين القومين النصارى والمسلمين، وتَداولُ الحكومة التامة بينهم إلىٰ يوم القيامة، ولا يكون لغيرهم حظًّا منها، بل تُضرَب علىٰ أعدائهم الذلة والمسكنة، ويذوبون يومًا فيومًا حتى يكونوا كالفانين. فإذا كان الأمر كذلک فوجب أن تكون الحكومة والقوة متداولة بين هذين القومين إلى الدوام ومخصوصة بها، فلزم بناءً على هذا أن يكون يأجوج ومأجوج إما من المسلمين وإما من المتنصرين. ولكنهم قوم مفسدون بطّالون، فكيف يجوز أن يكونوا من أهل الإسلام؟ فتقرَّرَ بالقطع أنهم يكونون من النصارى وعلىٰ دين النصارىٰ. وقد جاء فی حديث مسلم أن المسيح لا يُحارب يأجوج ومأجوج، وجاء فی البخاری أنه يضع الحرب، يعنی لا يُحارب النصارىٰ. فثبت أن يأجوج ومأجوج هم النصارى، وثبت أن المسيح الموعود لا يُحاربهم، بل يسأل اللّٰهَ نُصرتَه فی ساعة العسر وهو خير الناصرين. وثبت من ههنا أن المسيح الموعود يأتی عند غلبة النصارى على وجه الأرض،

منهم أنهم يؤمنون بأن اللّٰه أنزل فى القرآن آيات فيها ذكرُ وفاة المسيح، ثم يظنون أنه حيّ جالس فى السماء الثانية مع ابن خالته يحيٰى النبى الشهيد على نبيِّنا وعليهم السلام ولا يتفكرون ولا ينظرون إلى أن يحيٰى قد قُتل ولحِق بالموتى، فكيف جمع اللّٰه الحى بالميت؟ وما للموتٰى والأحياء ؟! فالعجب كل العجب أنهم يجمعون فى عقائدهم اختلافات كثيرة، ولا يتنبهون على ذلك، ولا يتقون الأقوال المتهافتة المتناقضة، ويتكلمون كالسكارى أو كالمجانين.

وما نجد فى أقوال المفسرين أنهم اتفقوا فى أمر حياة عيسٰى، بل لهم فى هذه المسألة اختلافات كثيرة. فذهب بعضهم أنه قد مات ثم أُحيِىَ، ولكن هذا قولهم بأفواههم، وما أتوا بدليل على الحياة بعد الموت من النصوص القرآنية أو الحديثية وبعضهم ذهب إلى أنه صعد بجسمه العنصرى إلى السماء قبل الموت، فخالفَ بيانَ القرآن فى قوله من غير حجة ولا برهان، ﴿۳۲﴾ ولا دليل شافٍ ولا سلطان مبين. فالحاصل أنّهم نطقوا فى أمره بحسب ظنهم كهائم واد، وما اتفقوا على رأى واحد فى أمر صعوده، وما استطاعوا أن يأتوا بآية أو حديثٍ أو قول صحابى على صحة عقيدة الصعود

بقیہ الحاشیہ

و يدخل مِن باب الرفق للإصلاح كما دخلوها للإفساد، ولا يرفع السيفَ عليهم لأنهم ما رفعوه للدين، ويُجادلهم بالحكمة والموعظة الحسنة، ولا يقتُل الغافلين المعتدين.

وأمّا ما جاء فى حديث مسلم أن نُشّاب يأجوج ومأجوج وقسيّهم تُحرَق كالوقود ويستوقدها المسلمون، فهذا تحريف آخر فى الحديث، فإن القسىّ والسهام قد انعدمت وذهَب وقتُها وقامت الأسلحة النارية مقامها، فتقبَّلْ إن شئتَ أو أعرِضْ كالمنكرين. **منه**

بـالجسم العنصرى. ثـم انـصـرفوا قبل إثبات هذا الأصل العظيم إلى عقيدة النـزول، ومـا عـرفـوا أن الـنـــزول فـرع لـلصعود، وثبوته فرع لثبوته، وإذا ثبت أن القرآن لا يصدِّق صعودَ عيسٰى بجسمه العنصرى، بل يخالفه ويُبيّن وفاتَه فى كثير من آياته، فتارة يقول يٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ[1]، وتارة يشير إلى وفاته بقوله : فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ[2]، وتارة يقول : مَامُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْخَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ[3] أى مـاتوا كلّهم ( ولـو لـم نـختَـرْ هذا المعنى فى هذه الآية المؤخرة يبطُل الاستـدلال الـمـطلوب) فكيف نترک القرآن وشهاداته وأىّ شهادة أكبر من شهادة الـكتـاب العزيز الذى لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه؟ فهل تريد أصلحک الله دليلًا أوضـح من هذا فالأنسب والأولى أن يُعرَض غيرُ القرآن على القرآن، ولو كـان حـديـث رسـول الـله صلى الله عليه وسلم، أو كشف ولىّ، أو إلهام قُطب، فإنّ الـقـرآن كتاب قد كفل الله صحّتَه، وقال : اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ[4]، وإنـه لا يتـغير بتغيُّرات الأزمنة ومرور القرون الكثيرة، ولا ينقص منه حرف ولا تزيد عليه نقطة، ولا تمسّه أيدى المخلوق، ولا يُخالطه قول الآدميّين.

ومـع ذلک لا شک أن الـقـرآن وحـى متـلوٌّ، وكله متواتر قطعى، حتى النقاط والـحـروف، وأنـزلـه الله باهتمام شديد كامل بحراسة الملائكة. ثـم ما ترَک النبى صـلى الله عليه وسلم دقيقة من الاهتمامات فى أمره، وداومَ على أن يكتب أمام عينه آيةً آيةً كما كان ينـزل حتى جمَع كله، ورتَّب الآيات وجمَعها بنفسه النفيسة، وكان يُـداوم عـلـى قـراءتـه فـى الـصلاة وغيرها، حتى ارتحل من دار الدنيا ولحِق بالرفيق الأعلى، ولاقى محبوبه رب العالمين.

[1] ال عمران:۵۶ [2] المائدة:۱۱۸ [3] ال عمران:۱۴۵ [4] الحجر:۱۰

ثم بعد ذلک قام الخليفة الأول **أبو بكر الصدّيق** رضی اللّٰه عنه لتعهُّد جميعِ سوره بترتيب سمع من النبی صلی اللّٰه عليه وسلم، ثم بعد الصدّيق الأكبر وفّق اللّٰه الخليفة الثالث فجمَع القرآن على قراء ة واحدة بحسب لغة قريشٍ وأشاعه فی البلاد ومع ذلک كان الصحابة كلهم يقرأون القرآن كالحفّاظ، وكان كثير منه فی صدور المؤمنين، وكانوا يقرأونه فی الصَّلاة وخارجها، بل كانوا بعضهم حافظ القرآن كله، وكانوا يتلونه فی آناء الليل والنهار، وكانوا على تلاوته مداومين.

فتفكَّرْ أيها العبد الصالح، أين حصل هذا المقام الأعلى والأسنٰى لحديث فی زمان من الأزمنة وإنّ الأحاديث كلها احاد☆ وما توجه رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه ﴿۳۳﴾ وسلم إلى جمعها وكتابتها، ولا صحابته الكرام، وما كفَلها اللّٰه وما ضمن وما وعَد لعصمتها وحفاظتها كوعده لحفاظة القرآن. ومع ذٰلک كُتبت الأحاديث بعد زمان طويل، وبعد قرون من وفاة نبينا صلی الله عليه وسلم. ومع ذلک يوجد فی بعضها اختلاف كثير وتناقض عسير، فهذا هو السبب الذی جعَل هذه الأُمّةَ فرقةً فرقة، فبعضهم **حنفی**، وبعضهم **شافعی**، وبعضهم **مالكی**، وبعضهم **حنبلی**. ولو كانت الأحاديث متفقة متوافقة، لما اختلف الناس فيها وما افترقوا،

☆**حاشية ـ** اعلم.. أرشدک اللّٰه.. أن الإمام البخاری مع شدة اهتمامه فی تصحيح الأحاديث وتوفيقها وتنقيدها وتفتيش رُواتها عجِز عن رفع التناقض الذی يوجد فی أحاديث صحيحهٖ حتى تُوُفِّیَ، ثم ما كان لأحد أن يتدارک ما فاته. ألا تنظر إلى أحاديث المعراج كيف يوجد فيها اختلافات عظيمة، حتى إن بعضهم ذهب إلى أن المعراج كان فی اليقظة، وبعضهم ذهب إلى أنه كانت رؤيا صالحة. فتدبَّرْ ولا تكن من النائمين. **منه**

ولكنهم وجدوا الأحاديث بعضها يُخالف بعضا، فأخذ كل واحد حديثًا باجتهاد وفوَّض الأمر إلى اللّٰه، ففريق ذهب إلى رفع اليدين فى الصلاة والتأمين بالجهر وقراء ة الفاتحة خلف الإمام، وفريق آخر خالفه فى اجتهاده، وكل منهما يستدل بحديث، فكذلك فى ألوف من الأحاديث يوجد اختلاف المذاهب. فالأحاديث التى متنزلة من مراتب التواتر والقطعية واليقين، ولا تخلو من الاختلافات والتناقضات والأضداد.. كيف نحسبها قاضية على القرآن أهذه علامات القُضاة فتفكّروا إن كنتم مُتفكّرين.

وإنّا لا ننظر إلى الأحاديث بنظر الاستخفاف والتوهين، بل نحن نشكر أئمّة المحدِّثين ونحمدهم على سعيهم، ولا شك أن للأحاديث شأنًا عظيمًا، وهى حاملة لتواريخ الإسلام ولأكثر مسائل الدّين وجزئياته، ونُعظّمها ونعزّها ونقبَلها بالرأس والعين، ولكنّا لا نقدّمها على كتاب اللّٰه الإمام المهيمن، وإذا تخالَفَ الحديث والفرقان فى أمر من القصص فنُشهِد الثَّقَلينِ أنَّا مع الفرقان ولا نبالى طعن الطاعنين. ونعلم أن الخير كله والسلامة كلّها فى جَعْل القرآن معيارًا لمثل هذه الأخبار، فالقانون الصحيح العاصم من الخطأ أن نعرِض كل قصّةٍ على القرآن، فإن كان ذكرُها فى القرآن أو ذكرُ أمر يُشاكلها ويُشابهها فيُقبَل ويُؤمَن به ويُعتقد عليه، وإن لم يوجد شبيه فى القرآن، لا فى هذه الأُمّة ولا فى أمم أخرىٰ، بل يوجد فيه شىء يعارضه، فمن الواجب أن لا يُقبَل مثل هذه القصص إلا فى زىّ التأويل. فانظرُ اقتداءً لهٰذا القانون العاصم الذى بلَغنا من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، هل تجد لقصة صعود

المسيح مع جسمه العنصرى ولقصة نزوله من السماء واضعًا كفّيه على جناحى الملَكين أصلًا أو أثرًا فى القرآن أو قصة مما يُشابه هذه القصة بل القرآن يُنزّه شأن اللّٰه عن مثل تلك الأفعال فى هذه الدُّنيا ويقول: قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا [1] وإنه خالفَ قصة النزول جهرًا بحيث ذكر بشاراتٍ بشّر بها المسيح فى كلامه المرتّب المرصّع، فبلغ الكلام من قوله: إِنِّى مُتَوَفِّيكَ' إلى قوله: يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وما ذكَر فيه قصّة صعود المسيح ولا نزوله، ولو كانت صحيحة لذكرها فى ضمن هذه البشارات، فهذا دليل واضح على أن الفرقان ما صدّق تلك القصص، بل كذّبها لذِكره المواعيد والتبشيرات للمسيح إلى يوم القيامة، وتركِه تلك القصة، وفى ذلك وجوه شافية للطالبين. ﴿۳۴﴾

واعلم أن القرآن لا يجوّز لأحد أن يرقى فى السماوات بجسمه العنصرى ويبقى فيها حيًّا إلى يوم القيامة. وأنت تعلم أنّ طائفة من قريشٍ اقترحوا سؤالات من عند أنفسهم، فكان منها أنهم قالوا لرسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: إنّا لا نؤمن بك حتى ترقى فى السماء، فنزل فى جوابهم: قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا [2] وأنت تعلم أن رسولنا صلعم أفضل الرسل وخاتمهم وأحبُّهم إلى اللّٰه، فالأمر الذى لم يجُزْ له. فكيف يجوز لغيره فتدبر يا أخى. أيدك اللّٰه بإلهام مبين.

وأما **معراج** رسولنا صلى الله عليه وسلم فكان أمرا **إعجازيًا** من عالم اليقظة الروحانية اللطيفة الكاملة، فقد عرج رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بجسمه إلى السّمآء وهو يقظان **لا شك فيه** ولا ريب، ولكن مع ذلك ما فُقد جسمه من السرير كما شهد عليه بعض أزواجه رضى اللّٰه عنهن.

[1]، [2] بنی اسرائیل:۹۴

وكـذلک كثيـر من الصحابة. فـأنـت تـعـلـم وتـفهم أنّ قصّة المعراج شيء آخر لا يضاهيه قصةُ **صعود** عيسى عليه السّلام إلـى السّماء ، وإن كنت تشک فيه فارجع إلى **البخارى**، وما أظن أن تبقى بعده من المرتابين.

وأمـا قوله تعالى فى قصة **إدريس** :وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا[1] فـاتفق المحققون من العـلـمـاء أن الـمـراد مـن الـرفـع ههنا هو الإماتة بالإكرام ورفع الدرجات، والدليل عـلـى ذلک أن لـكـل إنسـان موت مُقدّر لقوله تعالى :كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ[2] ولا يجوز الـمـوت فى السماوات لقوله تعالى :**وَفِيهَا نُعِيدُ كُمْ**، ولا نـجد فى القرآن ذِكر نزول إدريـس ومـوتـه ودفـنـه فـى الأرض، فثبـت بـالـضرورة أن المراد من الرفع الموتُ. فـحـاصـل الـكـلام أن كل ما يخالف القرآن ويعارض قصصه فهى أباطيل وأكاذيب، و إنما هو تقَوُّلُ المفترين.

ثم اعلم.. أيـدک الـلّٰه تعالٰى.. أن عـقيـدة نزول المسيح من السماء .. مع عـدم ثبـوتـه مـن النصوص القرآنية ومخالفة القرآن فيها، يضر عقائد التوحيد ويربى عـقـائـد قـوم أهـلكوا الناس بمثل هذه القصص، فإنه إن كان هذا هو الأمر الحق. أن عيسٰـى لـم يـمـت كـإخوانه من الأنبياء ، بل هو حىّ موجود فى السماء ، ومع ذلک كان يخلق الطيور كمثل خلق اللّٰه، ويُحيى الأموات كإحياء رب العالمين، فأىّ ابتلاء أعـظـم من هذا للذين يدْعون إلى ربوبية المسيح فى هذا الزمان الذى تتموج فيه فتن الـنـصـارىٰ مـن كـل جهة، ويـجـاهـدون بـأمـوالهـم وجميع مكائدهم ليضلوا الناس ويجعلوهم من المتنصّرين!

ثـم اعلموا. أيهـا الأعزة. **أن حيـاة رسولنا** صـلـى الله عليه و سلم ثابت بـالـنصوص الحديثية، وقد قال رسول الـلّـه صلى اللّٰه عليه وسلم إنى لا أُترَک ﴿۳۵﴾
ميّـتًـا فـى قبـرى إلـى ثلا ثة أيام أو أربعين باختلاف الرواية، بل أُحيا وأُرفَع إلى

[1] مريم:۵۸ [2] الرحمن :۲۷

السماء . وأنت تعلم أن جسمه العنصری مدفون فی المدینة، فما معنی هذا الحدیث إلا الحیاة الروحانی والرفع الروحانی الذی هو **سُنّة الله** بأصفیائه بعدما توفاهم؟ کما قال عزّ و جل: یَاأَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ إِلٰی رَبِّکِ [1]، وما معنی قول :اِرْجِعِیْ إِلٰی رَبِّکِ إلّا المعنی الذی یُفهم من قول : رَافِعُکَ إِلَیَّ ؛ فإن الرجوع إلی الله راضیة مرضیة والرفعُ إلی اللّٰه أمرٌ واحد، وقد جرت عادة اللّٰه تعالٰی أنه یرفع إلیه عباده الصالحین بعد موتهم، ویؤویهم فی السماوات بحسب مراتبهم، ولأجل ذلک لقی نبینا صلی الله علیه وسلم کل نبی خلا من قبله فی لیلة المعراج فی السماوات، فوجد آدم فی السماء الدنیا، ووجد عیسی وابن خالته یحیٰی فی السماء الثانیة، ووجد موسٰی فی السماء الخامسة. وهذه الأحادیث صحیحة تجدها فی البخاری وغیره من الصحاح، ثم الذین لا یریدون الحق یتعامون وینسون رفع الأنبیاء کلهم، ویصرون علی حیاة عیسٰی ورفعه، ویقرأون حدیث المعراج ثم ینسونه، ویضیعون أعمارهم غافلین.

أعیسٰی **حیٌّ ومات** المصطفٰی تلک إذًا قسمة ضیزی! اعدلوا هو أقرب للتقویٰ. وإذا ثبت أن الأنبیاء کلهم أحیاء فی السماوات، فأیّ خصوصیة ثابتة **لحیاة** المسیح أهو یأکل **ویشرب** وهم لا یأکلون ولا یشربون؟ بل حیاة **کلیم الله** ثابت بنصّ القرآن الکریم. ألا تقرأ فی القرآن ما قال اللّٰه تعالٰی عزّوجلّ: فَلَا تَکُنْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآئِہٖ [2]، وأنت تعلم أن هذه الآیة نزلت فی موسی، فهی دلیل صریح علی حیاة موسٰی علیه السلام، لأنه لقی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، والأموات لا یلاقون الأحیاء . ولا تجد مثل هذه الآیات فی شأن عیسی علیه السلام، نعمْ

[1] الفجر:۲۸، ۲۹ [2] السجدة:۲۴

جاء ذكر وفاته فى مقامات شتّٰى، فتدبر فإن اللّٰه يحب المتدبرين.

ولعلّک تقول :لِم ذكَر اللّٰه تعالى قصّة رفع عيسىٰ عليه السلام بالخصوصية، وكذلک قصة نفى صلبه فى القرآن وأىّ سرّ ومصلحة فى ذِكرهما وأىّ حاجة اشتدت لهذا البيان فاعلم أن علماء اليهود وفقهاء هم غضب اللّٰه عليهم كانوا ظانين ظن السوء فى شأن عيسٰى عليه السلام، وكانوا يقولون إنه مفترٍى كذاب، وكان مكتوبًا فى التوراة أن المتنبّى الكاذب يُصلَب ويُلعَن ولا يُرفَع إلى اللّٰه تعالٰى كالأنبياء الصادقين. فأرادوا أن يصلبوا المسيح ليُثبِتوا كذبه بحسب أحكام التوراة، وليبيّنوا للناس أنه ملعون كذاب ولا يُرفَع إلى اللّٰه. قاتلهم اللّٰه ولعنهم. كيف احتالوا فى نبى من المقربين! فسعوا لصلبه، وبذلوا له كل كيد ومكرٍ لعله يُصلَب ويحصُل لهم حُجةٌ على كذبه وعدمِ رفعه بكتاب اللّٰه التوراة، فبشّر اللّٰه عيسى عليه السلام قائلا :يَا عِيسَى إِنِّى مُتَوَفِّيکَ يعنى مميتک حتف أنفک، وَرَافِعُکَ إِلَیَّ يعنى رافعک إلى حضرة القرب كالأنبياء الأصدقاء، ولستَ بنعمة اللّٰه من الملعونين والكذابين.

فهٰذه مواعيدُ تسلية من الرب الكريم لعيسٰى عليه السلام وردٌّ على اليهود، وقولٌ مبشِّر بأن اللّٰه لا يهدى كيد الخائنين. والرفع. كما علمتَ آنفا. ليس مخصوصا بعيسٰى عليه السلام، والأنبياء كلهم قد رُفعوا وكان مقعدهم عند مليک مقتدر، وقد وجد نبينا صلى الله عليه و سلم كل نبى مرفوعا إلى سماء من السماوات، بل وجد بعض الأنبياء أرفع من عيسٰى عليه السلام. وفى آية :وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ [1] إشارة أخرى، وهو أن النصارى زعموا أن عيسى صُلِب لأجل تطهيرهم من المعاصى، و ظنوا كأنه حمل بعد الصلب جميع ذنوبهم على نفسه، و هو كفّارةٌ لهم و مطهِّرهم من جميع ﴿۳۶﴾

[1] النساء :۱۵۸

المعاصى والخطيئات، ففى نفى الصلب ردٌّ على النصارى وهدمٌ لعقيدة الكفّارة، ومع ذلك ردٌّ على اليهود واستيصال لكيدهم الذى احتالوا اعتصاما بالتوراة، وإظهارا لبريّة عيسى عليه السلام من بهتان تلك الأقوام. فهذا هو السبب الذى ذكَر اللّٰه قصةَ صلب عيسٰى فى القرآن وكَذَّبَه، وإلا فما كان فائدة فى ذكره، وكم من نبى قُتِلوا فى سبيل اللّٰه وما جاء ذِكر قتلهم فى القرآن فخُذْ منى هذه النكتة وكن من المصدقين.

وربما يختلج فى قلبك أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لم اختار لفظ النزول عند ذكر مجيء المسيح الموعود فى كل مقام، وترَك لفظ البعث والإرسال وغير ذلك. فاعلم أن فيه سر عظيم قد أشار إليه القرآن فى مقامات شتى، وهو أن أنبياء اللّٰه عليهم السلام يُرفعون إلى اللّٰه بعد وفاتهم منقطعين من هذا العالم، لا يكون لهم اهتمام ولا فكر لعالم تركوه، بل يصلون ربهم فرحين، ويقعدون عند مليك مقتدر بطيب العيش والحبور والسرور، ويلحَقون بالواصلين. وقد يتفق أن أمّةَ أحد منهم تُفسد إفسادًا عظيمًا فى الأرض ويرجعون إلى جاهليةٍ أولى بل إلى أقبح وأشنع منها، فيرتعد النبى المتبوع بسماع هذا الخبر عن اللّٰه تعالى، ويدركه همٌّ وغمّ واضطراب، ويقصد أن ينزل إلى الأرض ويُصلح أُمّته، فلا يجد سبيلا إليه لِما سبَق قول اللّٰه تعالى: أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ[1] فاللّٰه يجعل له مثيلا فى الأرض ويجعل إراداته فى إراداته، وتوجهاته فى توجهاته، ويجعلهما كشىء واحد كأنهما من جوهر واحد، ويُنزِل روحانيته على روحانيته، فيظهر **المثيلُ** بشأن وأخلاق وصفات كان الممثَّل به يوصف بها. فهذا هو الوجه الذى اُختير له لفظ النزول ليدل على أن المسيح الموعود يجىء على قدم المسيح الأصلى كأنه هو، فمعنى لفظ النزول الذى

[1] الانبياء: ۹۶

جاء فی البخاری أن المسیح الآتی ینزل منزلةَ المسیح الحقیقی. ومع ذلک لما کان الدجّال المفسد المضل خارجا من الأرض بأنواع المکائد والحیل والفنون الأرضیة السفلیة أُختیرَ لفظ النزول للمسیح الموعود مناسبةً ومحاذاة للخارج الأرضی، وإشارةً إلی أن الدجّال یُهیِّج فتنته من الحِیَل الأرضیة والمکائد السفلیة، والمسیح الموعود لا یأتی بشیء من الأرض من سیف أو سهم أو رمح بل یأتی بالأسلحة الفلکیة، وینزل علی أجنحة الملائکة، لایکون معه شیء من الأسباب الأرضیة، ویؤیَّدُ بآیات السماء وبرکاتها، فکأنه ﴿۳۷﴾ ملَکٌ نزل من السماء لإهلاک العفریت الأرضی☆ وإطفاءِ شعلة شروره. واعلم أن لفظ النزول تبشیر سماوی للمسلمین لئلا ینقطع رجاؤهم فی زمان تُصبّ علیهم المصائب، وتقل الحیَل الأرضیة والوسائل السفلیة، وترتعد قلوبهم برؤیة غلبة النصاری ودولتهم وشدة قوتهم، وقوة مکائد أئمة دینهم الذین هم الدجّال الأکبر المعهود، والمظهر الأتمّ للشیطان، لم یُرَ مثلهم ومثل مکائدهم فی العالمین.

فبشّر اللّٰه المسلمین المستضعفین فی آخر الزمان وقال إنکم إذا رأیتم أن أئمة دین النصاری قد غلبوا علی وجه الأرض، وأهلکوا أهلها بأنواع مکائدهم وحیلهم وعلومهم، وجذبِهم قلوب الناس إلیهم، ورفقِهم ولین قولهم، ومداراتِهم التی بطریق النفاق، واستعمالِهم ضروبا من الحیل، وتألیفِ القلوب بالتعلیم والأموال والنساء والمناصب والمداواة والتشویقات

☆**الحاشیة** . قد جاء فی بعض الأحادیث أن الدجّال لا یکون من نوع الإنس بل إنما هو شیطان یوسوس فی صدور تابعیه فی آخر الزمان، فتوابعه یکونون مظاهره ومظهر إرادته. منه.

والأمـانى والخداع، وإراءةِ حـكـومة الـدنيـا وسلطانها، ومواعيدِ القرب من دولتهم والتـعـزز عـنـد أمـرائهـم، ووجدتم أنهم قد أحاطوا على البلاد كلها وأفسدوا فسادًا كبير بسحر كلماتهم وعجائب تلبيساتهم، وفنونهم الأرضية التى بلغت منتهاها، فلا تـخـافـوا ولا تـحـزنوا، فإنّا نرى ضعفكم وكسلكم فى دينكم، وقلةَ علمكم وعقلكم وهمتكم ومالكم، وقلةَ حيلكم فى تلك الأيام، ونرى أنكم صرتم قوما مستضعَفين، فـنُـنـزِل فى تلك الأيام نصرةً من عندنا من السماء ، وعبدًا من لدُنّا، ويأتيكم مددنا من الـعـرش خـالـصًـا من أيدينا ومن نفخنا، لا يُخالطه سبب من أسباب الأرض، فنُتِمُّ حجة دِيننا على الظالمين.

**وقد أشير** فـى بعض الأحاديث أن المسيح الموعود والدجّال المعهود يظهران فـى بـعـض البلاد المشرقية، يعنى فى ملك **الهند**، ثـم يُسـافر المسيح الموعود أو خـلـيـفة من خلفائه إلى أرض دمشق، فهذا معنى القول الذى جاء فى حديث مسلم أن عيسـى يـنـزل عند منارة دمشق، فإن النـزيل هو المسافر الوارد من مُلك آخر وفى الحديث.. يـعـنى لفظ المشرق.. إشارة إلـى أنـه يسيـر إلى مدينة دمشق من بعض البـلاد الـمشرقية وهو مُلك الهند وقـد أُلقِىَ فى قلبى أن قول عيسٰـى عـند المنارة دمشق، إشا رةٌ إلـى زمـان ظهـوره، فـإن أعـداد حروفه تدل على السنة الهجرية التى بـعثـنى اللّٰه فيه واختـار ذكـر لـفـظ الـمـنارة إشارةً إلى أن أرض دمشق تنير وتشرق بـدعـوات الـمسيـح الـموعود بعدما أظلمت بأنواع البدعات، وأنت تعلم أن أرض دمشق كانت منبع فتن المتنصرين.

**وتفصيله** كـمـا رأيناه فى أناجيل النصارىٰ أن **بُولُص** الذى كان أول رجـل أفسـد ديـن النصارى وأضلهم، وأجاح أصولهم، ومكر مكرًا كُبّـارًا، وسـار إلـى دمشـق وافتـرىٰ مـن عند نفسه قصة طويلة ليـعرضها

علـى بـعـض سـادات الـنصارىٰ الذين كانوا غافلين من مكائده، وكانوا سفهاء بادى
الـرأى، ذوى الآراء السـطحية والعقول الناقصة الضعيفة، سريع الإيـمان بالخرافات ﴿۳۸﴾
الـمـنـقـولة والـعـجـائبات المروية، ولو كان ناقلها وراويها امرأً كذّابا مفسدًا، فلقى
بـولص فى دمشق رجلا منهم الذى كان اسمه أنانيا، وكان أولهم غباوة وسريع الميل
إلـى مثـل هذه المزخرفات، فقال يا سيدى إنى رأيت كشفًا عجيبا.. أنى كنت أسير
مع جملة فرسان إلى جهة من الجهات، وكنت من أشد الأعداء لدين المسيح، أروح
وأغـدو فـى هـذا الـفـكـر، فـنــزل علىّ المسيح ونادانى من الضوء، وسمعت صوته
وعـرفتـه، فـقـال لـم تـؤذيـنـى يـا بـولص؟ أتطيق أن تضرب يدک على رمح الحديد
فـزجرنى وخوّفنى حتى خفت وارتعدت، فقلت :يـا ربّى إنّى تبت ممّا فعلت، فأُمُرْ ما
أفعل بعد ذلک. فأمرنى وقال :سِرْ إلٰى مدينة دمشق، وابحثْ فيها عن رجل اسمه
أنـانيـا، واقـصـصْ عليه هذه القصة، فهو يعرّفک ما يكون عملک فـالحمد للّٰه أنى
وجـدتـک ورأيتـک عـلـى صـفات عرّفنى بها ربّى المسيحُ ثـم قـال بعد تمهيد هذه
الـمـكائد يا سيدى إنى برىء من دين اليهود، فأدخِلْنى فى الملّة المقدسة النصرانية،
فإنّى جئتـک مؤمنا ومبشرا من المسيح فتنصّرَ على يد أنانيا، وأجابه أنانيا فى كل ما
طـلبـه وعـظّـمـه وأشاع هذه القصة فى مدينة دمشق. فـأوّلُ أرضٍ غُرِسَ فيه شـجرة
ربـوبية المسيح هى مدينة دمشق، وغرَس بولص فيها هٰذه الأشجار الخبيثة وأهلک
أهـلهـا، فـالـنصارىٰ كلهم أشجار بذر بولص الذى بذره فى دمشق، فأراد رسول اللّٰه
صـلى اللّٰه عليه وسلم أن يـذكـر مدينة دمشق فى نبأ المسيح الموعود تنبيهًا إلى
أن تـلـک الأرض كانت مبدأً للفساد، ومنبعًا أوّلا لفتن التنصّر ولجعلِ العبد إلهًا.
ثـم سيـصـل عبـدٌ مُـوَحّـدٌ إليـه فـى آخـر الـزمان لإشاعة التوحيد كما وصل بولص
لإشــاعة الشـرک والـكـفـر والـخبـث، تـلبيسًـا مـن عـنـد نـفـسـه، ليـكـون لـه

مـكـانًا فى أعين النصارىٰ فـالـحـاصـل أن دمشق كان أصلًا ومنبعا لفتن المتنصّرين، وكـان مبـدأ الـفساد ومبدأ كيد الكائدين. فبشّـر الـلّٰه لعباده أن فتنة ألوهيّة المسيح تُـجـاح وتُـزال مـن وجـه الأرض كـلهـا حتـى من دمشق الذى كان مبدؤها ومنبعها، ويـنتهـى كمال التوحيد إليه كما ابتدأت الفتن منه وهـذا فعل اللّٰه وعجيب فى أعين الذين لا يؤمنون بعجائب رحمة أرحم الراحمين.

وأما قتل الدجّال الذى هو من **علامات** المسيح.. فـاعلموا أيها الأعزة أيدكم اللّٰه.. أن لـفـظ الـدجّـال لـيـس اسـم أحـد سماه أبواه به، بل هو فى اللغة فئة عظيمة يـقـطـعـون نـواحى الأرض سيرًا، ويُغطّون الحق على الباطل ويرونه كالحق الخالص الـمـحـض، ويـنجّسون وجه الأرض بالتمويهات والتلبيسات، ويفُوقون مكرًا وكيدًا كـلّ مـكّـار وكـائـد، وتعمّ الأرضَ كلها بليّاتُهم وآفاتهم. ولـو كـان المراد من لفظ الـدجّـال رجلًا خاصًّا لبيّن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم اسم ذلك الرجل الذى لُقّب بـالـدجّـال، أعـنـى الاسـم الـذى سـماه والداه، وبيّن اسم والديه، ولكن لم يُبين ولم يصرّح اسم أبيه وأمه. فوجب علينا أن لا ننحت من عند أنفسنا رجلا خاصًّا، بل ننظر فـى لسـان العرب، ونقدم معنى يهدى إليه لغة قريش، فإذا ثبت معناه أنه فئة الكائدين ﴿۳۹﴾ فـوجـب بضرورة التزام معنى اللفظ أن نقر بأنه فئة عظيمة فاقوا مكرا وكيدا وتلبيسا أهـلَ زمـانهـم، ونـجّسـوا الأرض كلها بخيالاتهم الفاسدة ثـم إذا رجـعنا إلى القرآن ونـظرنا فيه.. هـل هـو يبيـن ذكر رجل خاص مسمى دجّالا، فلا نجد فيه منه أثرًا ولا إليـه إشارة، مع أنه كفَل ذِكْرَ واقعات عظيمة لها دخلٌ فى الدين، وقال: مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ[۱]، وقـال فـى مـقامات كثيرة إن فـى القرآن تـفـصيل كلّ شيءٍ، ولكن لا نجد فى القرآن ذكر الدجّال الذى هو فرد خاص بزعم القوم إجمالا، فضلا عـن التـفـصيـلات. نـعـم إنّـا نـرى أن الـقـرآن قـد ذكـر صـريـحـا فـئـة مـفـسـدة

[۱] الانعام:۳۹

فی الدین، وذکر أن فی آخر الزمان یکون قومًا مکّارین مفسدین، ینسلون من کلّ حدب، ویهیّجون الفتن فی الأرض کأمواج البحار، فتلک هی الفئة التی سُمّیت فی الأحادیث دجّالًا. واللّٰه یعلم أن هذا الأمر حق وظهرت العلامات کلها. ألا ترى أنهم أشاعوا الکفر والشرک أکثر مما أشاع الکفار کلهم من وقت **آدم** إلى هذا الوقت والأماکن الّتی مرّوا بها وتسلّطوا علیها فقد بذروا فیها بذر الکذب والفتنة والفساد والتنازعات على جیفة الدّنیا وأموالها وأراضیها وعماراتها وإماراتها. وقد هیّجوا بعض الناس على بعض بلطائف الحِیَل والتدابیر المُوقِعة فی المجادلات، وقد أشاعوا الفسق والإلحاد والزندقة، وعلّموا أهل الدنیا سِیَرًا دجّالیة وفتنًا لطیفة، وما بقیت الأمانة فی هذه الدیار ولا الدیانة ولا الصدق ولا الوفاء ولا العهد ولا الحیاء ولا فِکر الآخرة إلا ما شاء ربّ العالمین.

یتوادّون لِلدُّنیا، ویتباغضون لِلدُّنیا، ویُلاقون لِلدّنیا، ویفارقون لِلدُّنیا، ولا یستبشرون إلا بذکر الدنیا وزخارفها وفیهم لُصوص وخدّاعون وغاصبون یتمنون موت الشرکاء بل موت الآباء لمتاع قلیل من الدنیا وعرضها، وأراهم من موتهم غافلین. والحاصل أن قوم النصارى قومٌ قویُّ الهمّة فی إشاعة الفتن والضلالات، وإلقاء التفرقة فی الأقوام والقبائل، شدیدُ الهیبة صاحب البطش وصاحب الدولة والمال الجزیل، مبدأ الفتن کلها، لا یأمنهم قریب ولا بعید وجدوا أهل هذه الدیار کعصفور، فنتفوا من ریشهم وأکلوا من لحمهم، وترکوهم فی مَکاره الدنیا وشدائدها، وجعلوهم کأنفسهم ضالّین ومضلّین.

وقد تعسّرت علیهم تجاراتهم وسوقهم وکسبهم، ونهبتْ إیمانَهم ریاحُ الضلالات، وقد ضلّ أحداثهم ونساؤهم وذراریهم من هذه الفتن الهائجة کالطوفان العظیم. وتنصّرَ خلق کثیر من سادات القوم

ومن أولاد مشائخهم وعلمائهم وأمرائهم، فبعضهم ارتدوا طمعًا فى أموالهم، وبعضهم طمعًا فى نسائهم، وبعضهم طمعًا فى الخمر وطرق الفسق والحرية النصرانية التى قد بلغت إلى الغاية، وبعضهم من الترغيب فى حكومة الدنيا وسلطانها ومناصبها ولذاتها وشهواتها. وأمّا الذين حماهم فضل اللّٰه وعنايته فأبرياء منهم، وقليل ما هم. فهذه مصيبة عظيمة على الإسلام، وداهية يرتعد منه روح الكرام، ولا تخَلُّصَ منها إلا بعنّاية تنـزل من السماء، لأن همم المسلمين قد تقاصرت، والمصائب عليهم قد نزلت، والمعاصى قد كثرت، أكبّوا على الدنيا وزخارفها، وأكثرهم هلكوا مع الهالكين. فلا تكن من الممترين فى كون النصارى دجّالا معهودًا ومظهرًا عظيمًا للشيطان. وانظرُ إلٰى فتنتهم وسحرهم وتسخيرهم المياهَ والأدخنة والجبال والبحار والأنهار، وإخراجِهم خزائن الأرض ومكائدهم وإضلالاتهم، هل تجد نظيرهم فى الأولين والآخرين. ﴿۴۰﴾

وأمّا قول بعض علماء الإسلام إن المسيح الموعود يُحارب النصارى، ولا يرضى إلا بقتلهم أو إسلامهم، فهذا افتراء على كتاب اللّٰه ورسوله. فإنّا إذا نظرنا الصحاح بنظر الإمعان فما وجدنا أثره فيها، ونعلم مستيقنًا أن العلماء قد اخطأوا فى فهم تلك الأحاديث، ووضعوا الألفاظ فى غير موضعها. ألم يعلموا أن القرآن لا يصدّق هذا البيان.. والبخارى الذى هو أصحّ الكتب بعد كتاب اللّٰه يكذّبه بالبيان الصريح؟ وقد جاء فيه حديثٌ ذُكِر فيه أن عيسٰى يضع الحرب، فهذهٖ إشارة صريحة إلى أنه لا يحارب بالسيف والسنان. ثم أَنصِفوا رحمكم اللّٰه أن النصارى لا يحاربون المسلمين لإشاعة دينهم فى زماننا هذا، ولا يصُدّونهم عن دين اللّٰه بأيديهم، فكيف يجوز للمسلمين أن يحاربوهم مع كونهم ممنوعين؟

بل الدولة **البرطانية** محسنةٌ إلى المسلمين، والملكة المكرّمة التى

نحن رعايا لها يرجَح الإسلامُ فى باطنها على ملل أُخرى، بل سمعنا أزيد من هذا، ولكن لا نرى أن نذكرها فالحاصل أنها كريمة، وألقى الله فى قلبها حب الإسلام، فلهذا السبب جعلها الله مواسية للمسلمين، حتى إنها تحب أن يُشاع الإسلام فى بلادها، وتقرأُ بعض كتب لساننا من مسلم آواه عندها، وسُرّتْ بشيوع ديننا فى بلادها المغربية، بل أسلمت طائفةٌ من قومها فى بلدة قريبة من دار دولتها، فرحمتُهم وأحسنت إليهم، وأشاعت كتبهم فى أقاربها، وتريد أن تؤوى بعضهم فى أعزة أمرائها، وأمرتُهم أن يعمّروا مساجد لعبادتهم ويعبدوا ربهم آمنين.

ونحن نعيش تحت ظلها بالأمن والعافية والحرية التامة نصلى ونصوم، ونأمر بالمعروف وننهى عن المنكر، ونردّ على النصارىٰ كيف نشاء ، ولا مانع ولا حارج ولا مزاحم، وهذا كله من حسن نيتها وصفاء قلبها وكمال عدلها والله لو هاجرنا إلى بلاد ملوك الإسلام لما رأينا أمنًا وراحةً أزيدَ من هذا. وقد أحسنتْ إلينا وإلىٰ آبائنا بآلاء لا نستطيع شكرها ومن أعظم الإحسانات أنها وأمراء ها لا يُداخلون فى ديننا مثقال ذرّة، ولا يمنعنا أحد منهم من فرائضنا وسُنننا ونوافلنا وردِّنا على مذهب قومهم، ولا يبخلون فى النعماء الدنيوية، وإنهم لمن العادلين.

فلا يجوز عندى أن يسلك رعايا الهند من المسلمين مسلك البغاوة، وأن يرفعوا على هذه الدولة المحسنة سيوفهم، أو يعينوا أحدًا فى هذا الأمر، ويعاونوا على شر أحد من المخالفين بالقول أو الفعل أو الإشارة أو المال أو التدابير المفسدة، بل ﴿۴۱﴾ هذه الأمور حرام قطعى، ومن أرادها فقد عصى الله ورسوله وضل ضلالا مبينا. بل الشكر واجب.. ومن لم يشكر الناس لم يشكر الله. وإيذاء المحسن شر وخبث وخروج من طريق الإنصاف والدّيانة الإسلامية، والله لا يُحب المعتدين. نعم

إن علـماء النصارى يفسدون فى الأرض باتخاذهم العبد إلهًا ودعوتِهم إلى طاغوتهم وإشاعتهم مذهب التنصر فى الأكناف والأقطار والقريب والبعيد، ولكن لا شك أن ذيل هذه الدولة منــزه عن مثل هذه الأمور وتحريكاتها، وما أظن أن أحدا من عقلائهم يعتقد بأن عيسى إله فى الحقيقة، بل يضحكون على مثل هذه الاعتقادات ويميلون إلى الإسلام يومًا فيومًا. بل إنّا نرى أنّ فى دار دولة الملكة المكرّمة قد هبت رياح نفحات الإسلام، ونرى الناس يدخلون فيه أفواجًا فى كل سنة، ويردّون على النصارى بالحرية التامة. وأن أمراء ها الذين أُرسِلوا إلى ديار الهند لنظمها ونسقها لا يظلمون الناس كظلم الجبارين، ولا يستعجلون فى فصل القضايا، وينظرون إلى رعاياهم بعين واحدة، ولا يظلمون الناس، ويعيش كل قوم تحتهم آمنين.

والذين من القسّيسين يدعون إلى الإنجيل وتعاليمه الباطلة المحرفة، فهم لا يظلموننا بأيدينا☆، ولا يرفعون السيف علينا، ولا يقتلون لمذهبهم قومنا، ولا يسُبون ذرارينا، ولا ينهبون أموالنا، بل يصل شرهم إلينا من طريق التأليفات المفسدة، والتقريرات المضلّة، وتوهين سيّدنا ونبيّنا صلى الله عليه وسلم، والردِّ على الفرقان الكريم وتعليمه. والدولة البرطانية لا تعينهم فى أمر من الأمور، ولا ترجحهم على المسلمين، بل نرى أن هذه الدولة العادلة قد أعطت كل قوم حرية تامة، وأجازتهم إلى حد القانون، فيفعل الناس برعاية قانونهم ما يشاءون، ويرد كل مذهب على مذهب آخر، وتجرى المناظرات فى هذه الديار كأمواج البحار، والدولة لا تداخل فيهم وتتركهم مجادلين. ثم لم أزلْ أتحدق فى هذا السر الغامض.. أعنى فى أنّ اللّٰه تعالىٰ لِمَ لَمْ يُرسل المسيح الموعود بالسيف والسنان، بل أمره للرفق والغربة والتواضع ولين القول والمجادلة بالحكمة والمداراة وحسن البيان، بل منعه أن يزيد على ذٰلک،

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے'' بایدیھم '' ہونا چاہیے۔(ناشر)

فكنتُ أُفكر فی هذا حتی كشف اللّٰه علیّ هذا السرّ، فعلمت أن اللّٰه تبارك وتعالی لا يُرسل مصلحًا.. رسولًا كان أو مجدّدًا.. إلّا بإصلاحات اقتضتْها كوائفُ مفاسد الزمان وأهل الأرضين.

فقد يتفق أن الناس مع شِركهم وفساد عقيدتهم يكونون قومًا جبّارين معتدين فاسقين، يظلمون الضعفاء ويُعادون أهل الحق عداوة منجرّة إلى القتل والنهب والسبی، ويسفكون دماء هم، وينهبون أموالهم، ويسْبون ذراريهم، ويعثون فی الأرض مفسدين. ويعطيهم اللّٰه ابتلاءً من عنده قوةً فی الجسم، وكثرة فی المال، وإمارة فی الأرض، فيكفُرون نعم اللّٰه، ولا يتوجّهون إلی وعظِ واعظٍ، ولا نداءِ مناد، ولا إلی أسرارِ حكمة تخرج من أفواه الحكماء، بل عندهم جوابُ كلِّها السيفُ أو الرمح. ويعيشون كالأنعام أو كالسكاری، ولهم قلوب لا يفقهون بها، ولهم آذان لا يسمعون بها، ولهم أعيُن لا يُبصرون بها، ويتكبرون بما أعطاهم اللّٰه من مُلكٍ ﴿۴۲﴾ ورياسة ومال وثروة، ويؤذون الذين يدخلون فی دين اللّٰه وكادوا يقتلونهم، ويصدّون عن سبيل اللّٰه مستكبرين. ويتعامون بعد رؤية الآيات ومشاهدة البينات، وقد تمّت عليهم حُجّة اللّٰه فلا يبالونها، بل يزيدون فی الظلم والعصبية وحمية الجاهلية والقساوة وإيذاء المبلّغين.

فيغضب اللّٰه غضبا شديدًا على تلك الأقوام، ويريد أن يفكّ نظامهم، ويجعل أعزّتَهم أذلّةً، ويُنزل عليهم عذابًا من الأرض أو من السماء، أو يجعلهم شِيَعًا ليذيق بعضَهم بأسَ بعض، ويأمرُ رسولَه ليؤدّبهم بالسيف والسنان، ويستخلص المسلمين منهم ويكسر هامة الظالمين. فيقتل الرسولُ المأمور قتلًا مهيبا، ويُثخن فی الأرض إثخانا عجيبا، حتی يضعف المستكبرون ويتقوّی المستضعفون، ويُبدّلهم اللّٰه من بعد خوفهم أمنًا، فيعبدونه مطمئنين، ويدخلون فی دينه آمنين. وإن تطلب نظير هذا

النوع من الفساد فتجد فی زمان کلیم اللّٰه وخاتم النبیین.

وقد یتفق أن الناس یضیّعون دینهم ودیانتهم، ولکنهم لا یقاتلون أنبیاء اللّٰه ومرسلیه للدین، ولا یفسدون فی الأرض بالسیف والسّنان، بل بتقاریر المُضلّةِ وزیغ البیان، ولا یریدون أن یُبطلوا شعائر الإسلام بالرماح والسهام، بل بالمکائد وسحر الکلام، ولا یؤذون طالب الحق إذا أراد أن یقبل الحق، وکذلک یفعلون لوجه من الوجهین :**أحدهما** إذا کانت تلک الأقوام الذین أُرسل إلیهم رسول أو مُحدَّثٌ ضعفاء غیر قادرین علی إیذاء أحد، فلا یظلمون المرسلین لعدم قدرة الظلم وفقدان أسباب البطش والقتل والسفک، ویری اللّٰه أنهم مع خبث نفسهم وکثرة مکائدهم، لا یستطیعون أن یؤذوا أحدًا ویظلموا مُصلحا، ویری أنهم مستضعفون مغلوبون وقد یکون سبب هذا الضعف مشاجرات وقعت بینهم وسلبت طاقتهم، وقد یکون سببه استیلاء قوم آخرین، وقد یجتمعان فیزیدان عجزا وضعفا. **وثانیهما** :إذا کانت تلک الأقوام مُهذّبین مع کونهم ملوکا وسلاطین، فلا یمنعون رُسُلَ اللّٰه من دعواتهم ولا یظلمون ولا یؤذون، بل تکون حکومتهم حکومة الأمن ولا یعثون فی الأرض ظالمین سفّاکین، صادّین عن سُبل اللّٰه، ولا یسلّون السیوف لإشاعة الباطل کالمعتدین، بل یکیدون ویمکرون، ویدعون الناس إلی دینهم بلطائف الحِیل، ویفسدون النفوس ولا یؤذون الأجسام، بل یترکون الناس منعمین.

وإن تطلب نظیر هذا النوع من الأقوام فتجد فی زمان عیسٰی علیه السلام لأن عیسٰیؑ أُرسل إلی قوم قد مُزّقوا کلّ ممزّق من قبل مجیئه، وضُربت علیهم الذلّة والمسکنة، واضمحلت ریاساتهم وبطلت إماراتهم، وکانت الدولة الرومیة لا تداخل فی دین الیهود، فما رأی عیسٰی علیه السلام أن یُقاتلهم، لأن المرسلین یدعون بالرفق والحلم والرحمة، ولا یرفعون السیف إلا علی الذین یرفعون علیهم، ویصلحون فساد العقل بالعقل،

﴿۴۳﴾ وفساد السيف بالسيف، ويداوون كل مرض كما يليق وينبغى :السيف بالسيف والكلام بالكلام، ولا يحبّون أن يكونوا من المعتدين.

وكذلك أُرسلتُ **مجدِّدًا محدَّثًا** لآخر الزمان، ووجدتُ أعداء دين الإسلام لا يقاتلون المسلمين للدّين، وما سلّوا سيوفا وما قوّموا رماحا لإشاعة دينهم، بل يُشيعون دينهم بالمكائد والحِيل العقلية، وتأليفِ الكتب المضلّة المغلِّطة، ويمكرون ويمكر الله والله خير الماكرين. فما كان الله أن يسلّ عليهم السيف، وكيف يقتل الله قومًا لا يبارزون بالسيوف، بل يطلبون الدلائل كالفيلسوف؟ ومع ذلك إنهم قوم غافلون، جاء وا من أقصى البلاد لا يعرفون شيئًا من حقائق القرآن وأنواره ولطائفه ودقائقه، وقد نشأوا فى الديار البعيدة من الإسلام، فلما لاقوا المسلمين ووردوا فى ديارنا وجدوا المسلمين فى أنواع الظلام من الآثام، فقست قلوبهم برؤية المبتدعين، وكانوا من كلام الله غافلين. وما آذونا وما قتلونا وما سعوا فى الأرض سفّاكين. فلا يرضى عقل سليم وفهم مستقيم، أن ندفع الحسنة بالسيئة، ونؤذى قوما أحسنوا إلينا، ونرفع السيف على أعناقهم قبل أن نتمّ الحجة على قلوبهم، وقبل أن نسكّتهم بالبراهين العقلية والآيات السماوية، وقبل أن يظهَر أنهم عصوا عمدًا بعدما رأوا الآيات وبعدما تبين الرشد من الغى فلو نترك الرحم والرفق والمدارات ونقوم عليهم سفّاكين جبّارين، فلا يكون ذنب أكبر منه، وإذًا كنّا أخبث الظالمين.

فهذا هو السبب الذى أرسلنى الله تعالٰى على قدم المسيح. فإنه رأى زمانى كزمانه، وقوما كقومه، ورأى النعلَ طابَقَ بالنعل، فأرسلَنى قبل عذاب من السماء لأنذر قوما ما أُنذرَ آباؤهم ولتستبين سبيل المجرمين. وأنت ترى أن أكثر المسلمين اتبعوا شهواتهم، وأضاعوا الصوم

والصلاة، وقست قلوبهم، وفسدت طبائعهم، وما بقى فيهم إلا اسم الإسلام ورسمُ الدخول فى المساجد، ولا يعلمون ما الإخلاص وما الذوق وما الشوق، وكثير منهم يزنون ويشربون الخمر ويكذبون، ويحبون المال حبا جما، ويعملون السيئات، ويؤثرون البدعات على هدى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فكيف الكافرون الغافلون الذين لا يعلمون شيئا ولا يعقلون، ولا يتكلمون إلا كغطيط النائم، وما يدرون ما سبل الإسلام وما البراهين! فظهر من ههنا أن العقيدة التى استحكمت فى قلوب العوام أن **المهدى والمسيح** يظهران فى آخر الزمان ويقتلان كل من لم يسلم، ليس بشىء ، و بل إنه لخطأ مبين.

أيُفتى العقل السليم أن اللّٰه الذى هو الرحيم والكريم، يأخذ الغافلين فى غفلتهم، ويُهلكهم بالسيف أو عذاب السماء ، ولَمَّا يفهموا حقيقة الإسلام وبراهينه ولم يعلموا ما الإيمان ولا الدّين؟ ثم إذا كان مدار الرحم والشفقة إزالةَ آفة قد أحاطت وكثرت، فكيف يجوز علاج مفاسد الأقلام بالسيوف والسهام بل هٰذا إقرار ﴿۴۴﴾
صريح بأننا لا نقدِر على الجواب، وليس عندنا جواب الأدلّة المضلّة إلا ضرب السيف البتّار وقتل الكفّار. وكيف يطمئن قلب المعترض الشاكّ الغافل بضرب من السيف أو السوط أو جرح من الرمح والسهم، بل هذه الأفعال كلها تزيد ريب المرتابين.

ثم اعلم أن غضب اللّٰه ليس كغضب الإنسان، وهو لا يتوجّه إلا إلى قوم قد تمّت الحجّة عليهم، وأزيلت شكوكهم، ودُفعت شبهاتهم، ورأوا الآيات ثم جحدوا مع استيقان القلب، وقاموا على ضلالاتهم مبصرين. والعجب من إخواننا أنهم يعلمون أن عذاب اللّٰه لا ينزل على قوم إلا بعد إتمام الحجّة، ثم يتكلمون بمثل هذه الكلمات. والعجب الآخر أنهم ينتظرون المهدى مع أنهم يقرأون فى صحيح ابن ماجه والمستدرک حديث:

"لا مهدی إلا عیسٰی "، ویعلمون أن الصحیحین قد ترکا ذِکره لضعفِ أحادیث سُمعت فی أمره، ویعلمون أن أحادیث ظهور المهدی کلها ضعیفة مجروحة، بل بعضها موضوعة، ما ثبت منها شیء ، ثم یُصرّون علی مجیئه کأنهم لیسوا بعالمین.

وأما الاختلافات التی وقعت فی خبر نزول المسیح، فالأصل فی هذا الباب أن الأخبار المستقبلة المتعلقة بالدنیا لا تخلو عن الابتلاء ، وکذلک یرید اللّٰه منها فتنةَ قوم واصطفاء قوم، فیجعل فی مثل هذه الأخبار استعاراتٍ ومجازات، ویُدقّق مأخذها ویجعلها غامضة دقیقة فتنةً للذین یُکذّبون المرسلین، ویظنون ظن السوء کالمستعجلین. ألا تری إلی الیهود کیف شَقُوا فی ردِّ الرسول الصادق الذی جاء کطلوع الشمس مع وجود خبر مجیئه فی کتبهم. ولو شاء اللّٰه لکتب فی التوراة کل ما یهدیهم إلی صراط مستقیم، ولأخبرهم عن اسم خاتم الأنبیاء صلی الله علیه و سلم وعن اسم والده واسم بلدته وزمان ظهوره واسم صحابته واسم دار هجرته، ولکتب صریحًا أنه یأتی من بنی إسماعیل، ولکن ما فعل اللّٰه کذلک بل کتب فی التوراة أنه یکون منکم من إخوانکم، فمالت آراء الیهود إلی أن نبی آخر الزمان یکون من بنی إسرائیل، ووقعوا من هذا اللفظ المجمل فی ابتلاء عظیم، فهلک الذین ما نظروا حق النظر، وظنوا أن یخرج النبی من قومهم ومن بلادهم، وکذّبوا خاتم النبیین.

واعلم أن هذه السُنّة لیست من قبیل الظلم بل من جمیل إحسانات اللّٰه علی عباده الصالحین، لأنهم یُبتلون عند الأنباء النظریة الدقیقة بابتلاء دقیق من ربهم، ثم یعرفون بنور عقلهم ولطافة فراستهم الصراطَ المستقیم، فیتحقق لهم الأجر عند ربهم، ویرفع اللّٰه درجاتهم، ویمیّزهم من غیرهم ویُلحقهم بالواصلین. ولو کان الخبر مشتملًا علی انکشاف تام وعلامات بدیهة واضحة لجاوز الأمر من حدّ الإیمان، ولأقرّ به المفسد

المعاند كما أقرّ به المؤمن المطيع، وما بقى على وجه الأرض أحد من المنكرين. ألا ترىٰ أن أهل المِلل والنِّحل كلهم مع اختلافاتهم الكثيرة لا يختلفون فى أن الليل مظلم والنهار منير، وأن الواحد نصف الاثنين، وأن لكل إنسان لسان وأذنين، وأنف وعينين، ولكن الله ما جعل الإيمانيات من البديهيات، ولو جعل لضاع الثواب وبطل العمل، فتَفكّرْ فإن الله يهدى المتفكرين. ومن كان عالما صالحًا مجتهدا فى طلب الحق ينوِّر الله قلبَه، ويُريه طريقه، ويعطيه فراسة من عنده، وإن الله لا يضيع أجر المحسنين. والذين كفرونى ولعنونى ما تدبّروا فى كتاب الله حق التدبر، وظنوا ظن السوء، وما تفكروا فى أنفسهم أن العاقل لا يختار السوء والضلالة لنفسه، ولا يفترى على الله، وكيف يختار طريقا ويعلم أن فيه هلاكه وأى شىء يحمله على ذلك الوبال مع علمه أنه طريق الخسران فى الدنيا والآخرة ولا يخفى على أعدائى أنى امرؤ قد نفد عمرى فى تأييد الدين حتى جاء نى الشيب من الشباب، فكيف يظن عاقل أن أختار الكفرَ والإلحاد فى كبر سنّى ووهن جسمى وقربى من القبر سبحان ربّى! إن هٰذا إلا ظلم مبين. وها أنا برىء من بهتانهم، وما أجد عند النظر فى عقائدى من سريان الوهم بهذا، والله يعلم ما فى قلبى وقلوبهم، وتوكلت عليه. وما حمل عقلاء هم على مخالفتى إلا حبُّ الدنيا وناموسها، والحسدُ الذى لا ينفكّ من أكثر العلماء إلا من حفظه الله برحمته. وقد جرت عادة أكثر العلماء هكذا أنهم إذا رأوا رجلًا يقول قولا فوق أفهامهم فلا يتفكرون فيه، ولا يسألون القائل ليبين لهم حقيقته، بل يشتعلون بمجرد السماع، ويكفرونه فى أول مجلس، ويلعنونه ويُكثرون القول فيه، وكادوا أن يقتلوه مشتعلين. وقال الله: يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ [1]. ﴿۴۵﴾

والأمر الحق الذى يعلمه الله أن المسلمين كانوا فى هذا الزمان كأفراخ العصافير

[1] يٰسٓ:۳۱

ما بلغوا أشُدَّهم الروحانية، وسقطوا من أكنانهم وأوكارهم وأعشاشهم، فأراد اللّٰه أن يجمعهم تحت جناحى، ويذيقهم حلاوة الإيمان، ولذة أُنس الرحمٰن، ويجعلهم من العارفين. فمن كان عاقلًا طالبًا للنجاة فليبادرْ إلىّ، ولا يُبادرُ إلىّ إلا الذى يخاف اللّٰه وينبذ الدنيا من أيديه وعِرضها وناموسها، ويبادر إلى الآخرة، ويرتضى لنفسه كل لعن وطعن، وأقوال الأعداء وهجر الأحباء ، وسبّ السّابّين.

# التنبيه

اعلم يا أخى.. أراك اللّٰه من عنده طرق الصواب.. ان الذين يعتقدون نزول عيسى عليه السلام وصعوده بجسمه العنصرى إلى السماء قد يستدلّون على حياته بقوله تعالى: وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ[1] واللّٰه يعلم أنهم خاطئون فى هذا الاستدلال وإن هم إلّا يظنون، ويُضلّون الناس بغير علم، ثم ينهضون لإيذاء أهل الحق بألسنة حداد، ولا يخافون اللّٰه ويسمّون المؤمنين كافرين. إنما مثلهم كمثل قوم اتخذوا مسجدًا ضِرارًا وكفرًا وتفريقًا بين المؤمنين. وأنت تعلم أنّا لو ﴿۴۶﴾
فرضنا أن اليهود كلهم يؤمنون بعيسى عليه السلام قبل موته كما فهموا من هذه الآية للزم المحال الصريح من هذا المعنى، وللزم أن يبقى بنى إسرائيل كلهم إلى نزول عيسى عليه السلام أحياء سالمين. لأن أمر إيمان اليهود كلهم لا يتم بحياة المسيح فقط، بل يجب لإتمامه حياةُ كفّار بنى إسرائيل كلهم من أول الزمان إلى يوم القيامة، ومع ذلك يجب حياة المسيح إلى يوم الدين . ومعلوم أن كثيرا من اليهود قد ماتوا ودفنوا ولم يؤمنوا بعيسٰى عليه السلام، فكيف يستقيم أن يُقال أن اليهود كلهم يؤمنون بالمسيح قبل موته؟ فلا شك

[1] النساء : ۱۶۰

أن هـذا الـمـعنى بديهى البطلان وظاهر الفساد ولا سبيل إلى صحته، فتفكر إن كنت من المتفكرين. ثـم إذا نـظرنا نظرا آخر وتأمّلنا فى قولهم وعقيدتهم واتفاق ندوتهم عـلى أن الموجودين فى زمان نزول المسيح يدخلون فى دين الإسلام كلهم ولا تبقى نـفس واحدة منهم منكرةً للإسلام، وتهلک المِلل كلها إلّا الإسلام، فما وجدنا هذه الـعـقيـدة موافقةً لتعليم القرآن، بل وجدناها مخالفة لقول رب العالمين؛ فإن القرآن يـعـلّـم بتـعـليم واضح، ويشهد بصوتٍ عال على أنّ اليهود والنصارىٰ يبقون إلى يوم القيامة كما قال عزّ و جلّ: فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ[1]. ومعلوم أن وجـود الـعداوة والبغضاء فرعٌ لوجود المعاندين والمباغضين، ولا يتحقق إلا بعد وجودهم. ولـقـد وصّـلْـنـا لهـم الـقول وقلنا غير مرة لعلهم يتذكرون أو يكونون من الـخـائـفيـن.فـكيف نـؤمـن بأن أهل الملل كلّها تهلک فى وقتٍ من الأوقات أنكفر بآيات كتاب مبين وقد قال الله تعالى: وَأَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ[2]، وقـال: وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ[3].ومـعـلـوم أن كـون اليهـود مـغـلـوبيـن إلى يوم القيامة يقتضى وجودهم وبقاء هم وكفرهم إلى يوم الدّين. ومـعلوم أن كل ما يُعارض أخبارَ القرآن ويُخالفه فهو كذب صريح وليس من أحـاديـث أصـدق الـصـادقين.بل المراد من هلاک الملل كلها هلاكهم بالبيّنة، ولا شک أنـه مـن هـلـک مـن البيـنة فـقد هلک، ومن أتم الحجّة علىٰ أحد فقد أهلكه، فتفكر كالمتوسّمين.

واعـلـم أن حـديـث هـلاک المِلل صحيح، ولكن أخطأ العلماء فى فهمه، ومـا فهـموا من هلاک أهل الأديان فهو ليس بصحيح، بل المعنى الصحيح هو الـذى يشيـر إليـه القـرآن فـى آية: هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ[4] فـقـد أشـار فـى هـذه الآية إلـى غـلبة دين الإسلام

[1] المائدة:١٥ [2] المائدة:٦٥ [3] ال عمران:٥٦ [4] الصف:١٠

علٰی کل مذهب ودین. وأنت تعلم أن دينًا إذا صار مغلوبًا مقهورًا فهو نوع من هلاک أهله بسلطان مبين. فثبت من هذا التحقيق أن تأويل آية قَبْلَ مَوْتِهِ بنحوٍ ذَكَرَه العلماء تأويلٌ فاسد، وقد بلغک كلام رب العالمين.

وأما ما رُوِیَ فی البخاری **عن أبی هريرة** رضی اللّٰه عنه فی هذا الباب، فلا تحسبه شيئا يُتوَجّه إليه، وعندنا كتاب اللّٰه فلا تطلب الهدى من غيره، فترجع بالخيبة ولن تكون من المهتدين. قال صاحب التفسير **المظهری** إن أبا هريرة صحابی جليل القدر، ولكنه أخطأ فی هذا التأويل، ولا يوجد فی حديث ما يؤيد زعمه، ولا نرى مستفادًا من الآية ما فهمه، فلا شک أنه خالفَ الحق المبين. ﴿۴۷﴾

وما ثبت أنّ مأخذ قوله من مشكاة النبوة والسُّنّةِ المطهرة، بل هو رأی سطحی، وكان رضی الله عنه كثير الخطأ فی بعض اجتهاداته كما ثبت خطأُهُ فی حديثٍ ذكره البخاری فی صحيحه، قال حدثنی **عبد اللّٰه** بن محمد قال **حدثنا** عبد الرزاق قال أخبرنا معمر عن الزهری عن سعيد بن مسيب عن أبی هريرة قال ان النبی صلی اللّٰه عليه وسلم قال :ما من مولود يولد إلّا والشيطان يمسّه حين يولد، فيستهلّ صارخا من مس الشيطان إياه إلا مريم وابنها، يقول أبو هريرة :واقرأوا إن شئتم: وإنی أعيذها بک وذريتها من الشيطان الرجيم. هذا ما زعم أبو هريرة، ولكن الذی اغترف شيئا من بحر كلام اللّٰه فيعلم بالبداهة أن هذا الزعم فاسد، ويعلم أن أبا هريرة استعجل فی هذا الرأی، وما أرصد نفسه لشهادة بينات القرآن ألم يعلم أن اللّٰه تعالى جعل نبيّنا أول المعصومين وقد طعَن **الزمخشری** فی معنی هذا الحديث وتوقف فی صحّته، وكيف يجوز أن نخص ابن مريم وأُمَّه فی العصمة من مسّ الشيطان وقد قال اللّٰه تعالى: اِنَّ عِبَادِیْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ[1] وقال :وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ

[1] الحجر:۴۳

حَیًّا [1] وما معنى السلام إلا الحفظ والعصمة؟ وقال: إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ [2]
فلا يصحّ هذا الحديث إلا أن نريد من ابن مريم وأُمّه معنى عاما، ونقول إن كل تقىّ ونقىّ كان فى صفتهما فهو ابن مريم وأمه، وإليه أشار الزمخشرى رحمه اللّٰه. ولا يُستبعد هذا التأويل، فإن الأنبياء قد يتكلمون فى حُلل المجازات والاستعارات، ومثل ذلک كثير فى كلام سيدنا ومولانا خاتم النبيين، ومن هذا الباب قوله إن عيسى ابن مريم لينزلن فيكم، يعنى يُبعث رجل منكم على صفته فينزل منزلة عيسى. فما فهِم أكثر الناس معنى هٰذين الحديثين، واعتقدوا أن عيسَى الذى كان نبيًّا من بنى إسرائيل ينزل من السماء، وإنّ هذا إلا خطأ مبين.

ثم القرينة الثانية على خطأ أبى هريرة فى آية: "قَبْلَ مَوْتِهِ" ما جاء فى قراءة أُبَىّ بن كعب.. أعنى :**موتهم**، فإنه يقرأ هكذا" :وإنْ من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موتهم"، فثبت من هذه القراءة أن ضمير لفظ موته لا يرجع إلى عيسى عليه السلام، بل يرجع إلى أهل الكتاب. فإلى أى ثبوتٍ حاجةٌ بعد قراءة أُبَىّ بن كعب لقوم طالبين.

ثم مع ذلک قد اختلف أهل التفسير فى مرجع ضمير بِهِ، فقال بعضهم إن هذا الضمير الذى يوجد فى آية لَيُؤْمِننَّ بِهِ راجع إلى نبيّنا صلى اللّٰه عليه وسلم، وهذا أرجح الأقوال. ﴿۴۸﴾ وقال بعضهم إنه راجع إلى الفرقان، وقال بعضهم إنه راجع إلى اللّٰه تعالى، وقيل إنه راجع إلى عيسى، وهذا قول ضعيف ما التفت إليه أحد من المحققين. فيا حسرة على أعدائنا المخالفين! إنهم يتركون القرآن وبيّناته، بل قلوبهم فى غمرة من هذا ويقولون بإخوانهم إنّا نتبع أخبار رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، وليسوا بمتّبعين، بل يتركون أقوالا ثابتة من رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، ويبدّلون الخبيث بالطيب، ويكتمون الحق وكانوا عارفين.

[1] مريم:۱۶ [2] الحجر: ۴۱

إنـما مثلهم كمثل سَبُعٍ اعتاد أكل الميتة، فلا يتوجه إلى الأغذية اللطيفة النظيفة مـن الثـمـرات وسـواها، ويسعى فى البرارى لها ويحتفر القبور ويطلب كل جيفة من حـمـار أو كـلـب أو خـنـزير، فإن وجدها فيكون بها أصفى فرحًا، وأوفى مرحًا، ولا يـفـارقها بـطرد الطاردين. ألا يـعـلـمـون أن لـفـظ التوفّى الذى يوجد فى القرآن قد استـعـمـلـه الـلّٰه للموتى الذين خلوا من قبله أو ماتوا من بعده أو لم يكفِ شهادةُ رب الـعـالـمين؟ أو لم يكفِ لهم ما اعتاده العرب إلى هذا الوقت وإذا قيل لجاهل أُمِّىّ من العرب أن الفلانى تُوفى فيعرف أنه مات. فانظرُ، أما ترىٰ هذه المحاورة جارية فيهم ثم انظرُ أنهم كيف فرّوا معرضين.

وقـال بـعضهم أن آية: فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِى' حقٌّ ولا شك أنها يدلّ عـلى وفاة عيسٰى عـليـه السـلام بـدلالةٍ قـطعيةٍ، وإنه مات وإنّا نؤمن به، وكتبُ التفسير مملوّ ة من هذا البيـان، ولكنه عليه السلام ما بقى ميتًا بل بُعِثَ حيًّا بعد ثلاثة أيام أو سبع ساعات، ثم رُفع إلى السماء بجسده العنصرى، ثم ينـزل فى آخر الزمان على الأرضِ ويمكث أربعين سـنة، ثـم يـموت مرة ثانيةً ويُدفن فى أرض المدينة فى قبر رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم. فحاصل كلامهم أن للخَلق كلهم موت واحدٌ ☆ وللمسيح موتين. ولكنّا إذا نـظـرنـا فى كتاب اللّٰه سُبحانه فوجدنا هذا القول مخالفا لنصوصه البيّنة. ألا ترى أن الـلّٰـه تبـارك وتـعالى قال فى كتابه المحكم حكايةً عن مؤمن مُغْبطًا نفسه بما أعطاه الـلّٰـه مـن الـخُلد فى الجنة والإقامة فى دار الكرامة بلا موت : أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ۔ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ۔ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ [1]

فـانظر أيها العزيز.. كيف أشـار الـلّٰه تعالى إلى امتناع الموت الثانى بعد الـمـوتة الأولـى، وبشّـرَنـا بـالخلود فى العالم الثانى بعد الموت، فلا تكن من الـمـنكرين. وأنـت تـعـلـم أن الهـمـزة فى جملة :أَ فَـمَـا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے'' موتًا واحدًا ''ہونا چاہیے۔(ناشر)

[1] الصّٰفّٰت:۵۹تا۶۱

لـلاستـفهام التقريری، وفيها معنی التعجب، والفاء هٰهنا للعطفِ علی محذوفٍ، أی: أَنَحنُ مخلّدون مُنعَمون مع قلة أعمالنا وما نحن بميتين. واعـلم أن هذا سؤال من أهل الـجـنة حيـن يسـمـعون قول اللّٰه تعالٰی: كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ [1]، كما رُوِیَ عـن ابـن عبـاس فـی تفسير قوله تعالٰی: هَـنِيـئًـا، فـعند ذلک يقولون أفما نحن بميتين إلا موتتنا الأولٰی. واعلَم أن قولهم هذا يكون علی طريقة الابتهاج والسرور. ﴿۴۹﴾

ثـم اعـلـم أن الاستثـنـاء ههـنا مُفرَغ، وقيل منقطع بمعنی لكن. وفـی كل حالٍ يثبت من هذه الآية أن أهل الجنة يُبشَّرون بالدوام والخلد ويُبشَّرون بأن لهم **لا موت إلا موتتهم الأولٰی**. وهـذا دليـل صـريـح علی أنّ اللّٰه ما جعل لأهل الجنة موتين، بل بشّرهم بالحياة الأبديّة بعد الموت الذی قد قُدّرَ لكلّ رجل. **وقـال** فـی آخـر هـذه الآية: اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ [2] فـأشـار إلـی أن دوام الـحياة وعدم الموت مع نـعيم وسرورٍ وحبورٍ من التفضلات العظيمة. فـإذا تقرر هذا فكيف يُتصَوَّر ويُظَنُّ أن نبيًّا كمثل عيسی. مـع كـونـه من المقرّبين. محروم من هذا التفضل العظيم؟ وكيف يُتـصَـوَّرُ أن الـلّٰـه يُخلِف وعده ويردّه إلی الدُّنيا وآلامها وآفاتها ومصائبها وشدائدها ومراراتها، ثم يُميته مرةً ثانية، سبحانه هذا بهتان عظيم. وما كان لأحد أن يعود لمثله بعدما اطّلع علی خطاءه إن كان من المؤمنين.

وإن الأنبيـاء لا يُنقَلون من هذه الدنيا إلی دار الآخرة إلا بعد تكميل رسالات قد أُرسِـلـوا لتبـليـغها، ولكل بُرهةٍ من الزمان مناسبة بوجود نبیّ، فيُرسَل كل نبیّ برعاية الـمناسبات، وإلی هذا إشارة فی قوله تعالٰی: وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ [3]. فـلو لم يكن لرسولنا ﷺ وكتـاب الـلّٰـه القرآن مناسبة لجميع الأزمنة الآتية وأهلها علاجًا ومداواةً. لما أُرسِل ذلک النبیّ العظيم الكريم لإصلاحهم ومداواتهم للدوام

[1] المرسلٰت: ۴۴ [2] الصّٰفّٰت: ۶۱ [3] الاحزاب: ۴۱

إلٰى يوم القيامة. فلا حاجة لنا إلى نبيّ بعد محمد صلى الله عليه و سلم ، وقد أحاطت بركاته كلَّ أزمنة، وفيوضُه واردةٌ على قلوب الأولياء والأقطاب والمحدَّثين، بل على الخَلق كلهم، وإن لم يعلموا أنها فائضة منه، فله المنّة العظمٰى على الناس أجمعين.

والذين كثر عليهم فيضان العلوم والمعارف من هذا النبى الرسول الأُمّيّ، فمنهم قوم توجّهوا إلى كتاب الله والتدبر فيه واستنباطِ دقائقه، وقوم آخرون كانت همّتهم أَخْذَ العلوم من الله تبارک وتعالى، فهم الحكماء المحدَّثون أهلُ الحكمة الربّانية. وكل يأخذون من تلک العين المباركة، ويُرَبّون من فيوضه إلى يوم الدين. وإلى هذا أشار الله عزّ و جلّ فى قوله وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ [۱] يعنى يُزكّى النبيُّ الكريم آخرين من أمته بتوجّهاته الباطنية كما كان يُزكّى صحابته، فتفكرُ فى هذه الآية واستعذ بالله من شر كل مستعجل ولو كان عندک له كرامة وعزازة أو كان من عشيرتک الأقربين. ولن تجد فى الأرض أحدا من الصالحين أن يتبدّى مُرشدًا وما تفوّقَ من كأس النبى صلى الله عليه و سلم. فدَعْ عنک الالتفاتِ إلى غيره نبيًّا كان أو من المرسلين. وعليک أن تقبل ما قيل، وتتحامى القال والقيل، واعلم أنه خاتم الأنبياء ، ولا يطلع بعد شمسه إلا نجم التابعين الذين يستفيضون من نوره. هو منبع الأنوار، وكاد يحل نوره بساحة قوم منكرين.

﴿۵۰﴾ ثم نرجع إلى كلماتنا الأولى ونقول إن الآية التى ذكرناها آنفا. أعنى قوله تعالى إِلّا مَوْتَتَنَا الأُولَى، قد استدل بها الخليفةُ الأول أبو بكر الصدّيق رضى الله عنه إذا تُوفّيَ رسول الله صلى الله عليه وسلم واختلف الناس فى وفاته، وقال عمر ما مات رسول الله صلى الله عليه وسلم بموت حقيقى، بل يأتى مرة ثانية فى الدنيا ويقطع أنوف المنافقين وأيديهم وآذانهم، فأنكره الصدّيق ومنَعه من ذلک، ثم بادرَ إلى بيت عائشة رضى الله عنها وأتى رسولَ الله

[۱] الجمعة: ۴

صلى اللّٰه عليه وسلم، وكان ميتًا على الفراشِ، فنزَع عن وجهه الرداء وقبّله وبكى، وقال :إنك طيب حيّا وميتا، لن يجمع اللّٰه عليك الموتين إلا موتتك الأولى. فرد بذلك القول قولَ عمر، وكان مأخذُ قولِه قولَه تعالى إلا مَوْتَتَنَا الْأُولٰى. وكانت لأبى بكررضى الله عنه مناسبة عجيبة بدقائق القرآن ورموزه وأسراره ومعارفه، وكان له ملكة كاملة فى استنباط المسائل من القرآن الكريم، فلذلك هُدِىَ قلبه إلى الحق وفهِم أن الرجوع إلى الدنيا موتة ثانية، وهى لا يجوز على أهل الجنة بدليل قوله تعالٰى حكايةً عن أهلها "إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ [1]". فإن رجوع أهل الجنة إلى الدنيا ثم موتهم وورود آلامِ السكرات والأمراض عليهم نوعٌ من التعذيب، وقد نجّى اللّٰه إياهم من كل عذاب، وآواهم عنده بإعطاء كل حبور وسرور من يوم انتقالهم إلى الدار الآخرة، فكيف يمكن أن يرجعوا إلى دار التعذيبات مرة ثانية فهذا معنى قول أهل الجنة "وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ".

فحاصل الكلام.أن أبا بكر الصدّيق ردَّ بهذه الآية قولَ عمر رضى الله عنه. ثم ما اكتفى على ذلك بل قصد المسجد وانطلق معه رهط من الصحابة، فجاء وصعد المنبر، وجمَع حوله كلَّ من كان موجودا من أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، ثم أثنى على اللّٰه وصلى على رسوله صلى اللّٰه عليه وسلم وقال أيها الناس. اعلموا أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قد تُوفّىَ، فمن كان يعبد محمدا صلى اللّٰه عليه وسلم فليعلم أنه قد مات، ومن كان يعبد اللّٰه فإنه حىّ لا يموت، ثم قرأ :وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ [2]. فاستدل بهذه الآية على موت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم بناءً على أن الأنبياء كلهم قد ماتوا. فلما سمع الصحابة قول الصدّيق رضى الله عنه ما ردَّ أحد على قوله، وما قال أحد له :أيها الرجل. إنك كذبت أو أخطأت فى استدلالك أو

[1] الصّٰفّٰت:۶۰ [2] ال عمران:۱۴۵

ذكرت استدلالًا ناقصًا وما كنت من المصيبين.

فلو كانوا معتقدين بأن عيسٰى حيّ إلى ذلك الزمان لردّوا علٰى أبى بكر، وقالوا كيف تفهم من هذه الآية موت الأنبياء كلهم ألا تعلم أن عيسٰى قد رُفع إلى السماء حيًّا ويأتى فى آخر الزمان؟ فإذا كان عيسٰى راجعا إلى الدنيا مرة ثانية وأنت تؤمن به، فأى حرج ومضايقة فى أن يأتينا رسولنا صلى الله عليه و سلم أيضًا كما زعمه عمر.. الذى ﴿۵۱﴾
يجرى الحق على لسانه، وله شأن عظيم فى الرأى الصائب، ولرأيه موافقة بأحكام القرآن فى مواضع، ومع ذلك هو مُلهَم ومن المحدَّثين وإن وفاة نبيناصلى الله عليه و سلم للمسلمين مصيبة ما أصيبوا بمثله.. فليس من العجب أن يرجع نبيناصلى الله عليه و سلم إلى الدنيا، بل رجوعه إلى الدنيا أحق وأولى وأنفع من رجوع المسيح، وحاجة المسلمين إلى وجوده المبارك أشدّ وأزيَد من حاجتهم إلى وجود المسيح. لكنهم ما ردّوا على الصدّيقؓ بهذه الكلمات، بل سكتوا كلهم ونبذوا من أيديهم سهام الإنكار، وقبِلوا قوله، وبكوا وقالوا إنّا لله وإنّا إليه راجعون. ونظروا إلٰى موت الأنبياء كلهم واطمأنوا بها، فإنهم ماتوا كلهم وما كان أحد منهم من الخالدين.

وإذا ثبت أن رجوع أهل الجنة والذين قعدوا عند مليك مقتدر بحبور وسرور ممنوعٌ، وخروجهم من نعيمهم ولذّاتهم يُخالف وعد الله، فكيف يجوّز العاقل المؤمن أن المسيح عليه السلام محروم من هذا الفوز العظيم، ولكل بشر موت وله موتان؟ أليس هذا ممّا يخالف نصوص القرآن؟ فتدبّرْ وسَلِ اللّٰهَ يهَبُ لك فهم المتدبرين. وقد قال اللّٰه تعالى فى مقاماتٍ أخرىٰ وَ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ [1] وقال: فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ [2]، وقال: حَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ [3].

فانظر أيها العزيز! كيف نترك هذا الحق الصريح بناءً على خيالات واهية

[1] الحجر:۴۹ [2] الزمر:۴۳ [3] الانبياء:۹۶

و تحكّماتٍ فاسدة فتفكرْ و اتق الله، إن الله يحب المتقين.

وربـمـا يـخـتـلـج فى قلبک أن رجوع الموتٰى إلى الدنيا بعد دخولهم فى الجنة مـمـنـوع، ولـكـن أىّ حـرج فى رجوعٍ كان قبل دخول الجنة فاعلم أنّ آيات القرآن كـلهـا تدل على أن الميت لا يرجع إلى الدنيا أصلًا، سواء كان فى الجنة أو فى جهنم أو خارجًا منهما، وقد قرأنا عليک آنفا آية فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ [1] و اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ [2]. ولا شک أن هذه الآيات تدل بدلالة صريحة على أن الذاهبين مـن هذه الدنيا لا يرجعون إليها أبدًا بالرجوع الحقيقى. وأعنى من الرجوع الحقيقى رجـوع الـمـوتٰـى إلـى الدنيا بجميع شهواتها ولوازمها، ومع كسب الأعمال من خير وشـر، ومـع استـحقاق الأجر على ما كسبوا، ومع ذلک أعنى من الرجوع الحقيقى لُحوقَ الموتٰى بالذين فارقوهم من الآباء والأبناء والإخوان والأزواج والعشيرة الذين هـم مـوجـودون فـى الـدنـيـا، وكـذلـک رجـوعهم إلى أموالهم التى كانوا اقترفواها، ومسـاكـنهـم التـى كـانوا بنَوها، وزروعهم التى كانوا زرعوها، وخزائنهم التى كانوا جمعوها. ثـم مـن شـرائط الرجوع الحقيقى أن يعيشوا فى الدنيا كما كانوا يعيشون مـن قبـل، ويتـزوجـوا إن كانوا إلى النكاح محتاجين، وأن يؤمنوا بالله ورسوله فيُقبَل إيـمـانهـم ولا يُنظَر إلى كفرهم الذى ماتوا عليه، بل ينفعهم إيمانهم بعد رجوعهم إلى الـدنـيـا وكـونهم من المؤمنين. ولـكـنـا لا نـجـد فى القرآن شيئا من هذه المواعيد، ولاسورةً ذُكـرتْ فيهـا هـذه الـمسـائل، بل نجد ما يخالفه كما قال الله تعالٰى اِنَّ ﴿۵۲﴾
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا [3]. فانظر كيف وعد الله للكافرين لعنة أبدية، فلو رجعوا إلى الـدنـيـا وآمـنوا بكتبه ورسله لوجب أن لا يُقبَل عنهم إيمانهم، ولا يُنـزَع عنهم الـلعنة الـموعودة إلـى الأبـد كـمـا هو منطوق الآية. وأنـت تـعـلـم أن هذا الأمر

[1] الزمر:۴۳ [2] الانبياء: ۹۶ [3] البقرة: ۱۶۲، ۱۶۳

يُخالف هدايات القرآن كما لا يخفى على المتفقهين.

وأما إحياء الموتٰى من دون هذه اللوازم التى ذكرناها، أو إماتة الأحياء لساعة واحدة ثم إحياؤهم من غير توقف كما نجد بيانه فى قصص القرآن الكريم فهو أمر آخر، وسرٌّ من أسرار اللّٰه تعالٰى، ولا توجد فيه آثار الحياة الحقيقى ولا علامات الموت الحقيقى، بل هو من آيات اللّٰه تعالى وإعجازات بعض أنبيائه، نؤمن به وإن لم نعلم حقيقته، ولكنا لا نسمّيه إحياءً حقيقيا ولا إماتة حقيقية. فإن رجلًا مثلًا أُحيِىَ بعد ألف سنة بإعجاز نبى ثم أُميت بلا توقف، وما رجع إلى بيته، وما عاد إلى أهله وإلى شهوات الدنيا ولذّاتها، وما كان له خِيَرةٌ مِن أن تُرَدّ إليه زوجه وأمواله وكل ما ملكت يمينه من ورثاء آخرين، بل ما مَسَّ شيئا منها ومات بلا مكث ولحق بالميّتين، فلا نسمى مثل هذا الإحياء إحياءً حقيقيا، بل نسميه آية من آيات اللّٰه تعالى ونفوّض حقيقته إلٰى رب العالمين.

ولا شك أن إحياء الموتى وإرسالهم إلى الدنيا يقلّب كتاب اللّٰه بل يُثبت أنه ناقص، ويوجب فتنًا كثيرة فى دين الناس ودنياهم، وأكبرها فتن الدّين. مثلًا كانت امرأة نكحتْ زوجًا فتُوفّىَ، فنكحت زوجا آخر فتُوفّىَ، فنكحت ثالثا فتُوفّىَ، فأحياهم اللّٰه تعالى فى وقت واحد، فاختصموا فيها بعولَتُها، وادّعى كل واحدٍ منهم أنها زوجته، فمَن أحقُّ منهم فى كتاب اللّٰه الذى أكمل أحكامه وحدوده؟ وكيف يحكم فيهم القاضى؟ وكيف يحكم فى أموالهم وأملاكهم وبيوتهم من كتاب اللّٰه أتؤخذ من الورثاء وترد إلى الموتى الذين صاروا من الأحياء بيِّنُوا توجَروا، إن كنتم على قول اللّٰه ورسوله مطّلعين.

وكذلك الإماتة التى كانت لساعةٍ أو ساعتين ثم أُحيِىَ الميت، فليست إماتةً حقيقية بل آية من آيات اللّٰه تعالٰى، ولا يعلم حقيقته إلا هو. وأنت تعلم أن اللّٰه ما وعد بحشر الموتٰى فى القرآن إلّا وعدًا واحدًا وهو الذى

يظهر عند يوم القيامة، وأخبر عن عدم رجوع الموتى قبل يوم القيامة، فنحن نؤمن بما أخبر وننزه القرآن عن الاختلافات والتناقضات، ونؤمن بآية فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ[۱] ونؤمن بآية وَ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ.[۲]

وإنّا لا نقول أن أهل الجنّة بعد انتقالهم إلى دار الآخرة يُحبَسون فى مكان بعيد من الجنة إلى يوم القيامة، ولا يدخل الجنة قبل القيامة إلا الشهداء، كلّا. بل الأنبياء عندنا أول الداخلين. أيظن المؤمن الذى يُحب الله ورسوله أن النّبيين والصدّيقين يُبعَدون عن الجنة إلى يوم البعث ولا يجدون منها رائحة، وأما الشهداء فيدخلونها من غير مكثٍ خالدين ﴿۵۳﴾

فاعلم يا أخى أن هذه العقيدة رديئة فاسدة، ومملوءة من سوء الأدب. أما قرأت ما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الجنة تحت قبرى وقال إن قبر المؤمن روضة من روضات الجنة، وقال عزّوجل فى كتابه المحكم يٰاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ. ارْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً. فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ. وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ.[۳] وقال فى مقام آخر: قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ.[۴] وقصّ علينا قصة رجل مات ودخل الجنة، وكان له صاحب فى الدنيا فاسق، فمات صاحبه أيضا ودخل النار، فذكَر الذى دخل الجنة قصةَ صاحبه عند أصحاب الجنة وقَالَ: هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ. فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ. قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ. وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ.[۵]

وأنت تعلم أن هذه القصة تدل بدلالة صريحة على أن المؤمنين يدخلون الجنة بعد موتهم من غير مكث، ثم لا يُخرَجون منها ويتنعّمون فيها خالدين. وكذلك يثبت من القرآن أن أهل جهنم يدخلونها بعد الموت من غير مكث، كما لا يخفى على الذين يتدبرون فى آية فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ[۶]، وكما قال الله تعالى مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا[۷]. وإن كنت تطلب شاهدا من الحديث فانظر إلى أحاديث المعراج، فإن

[۱] الزمر: ۴۳ [۲] الحجر: ۴۹ [۳] الفجر: ۲۸تا۳۱ [۴] یٰسٓ: ۲۷ [۵] الصافات: ۵۵تا۵۸ [۶] الصافات: ۵۶ [۷] نوح: ۲۶

النبى صلى اللّٰه عليه وسلم رأى جهنم فى ليلة المعراج، وكذلك رأى الجنة، فرأى فى الجنة أهلها، وفى جهنم أهلها، فريقًا فى النعيم وفريقا من المعذّبين.

وإن قلتَ إن كتاب اللّٰه والأخبار الصحيحة شاهدةً على أن البعث حق، والميزان حق، وسؤال اللّٰه عن عباده حق واقع لا شبهة فيه، ثم بعد كل هذه الواقعات.. يعنى بعد حشر الأجساد والحساب ووزن الأعمال يدخلون أهلُ الجنة مقامَ جنتهم، ويدخلون أهلُ النار مقام نارهم، وإن كان هذا هو الحق فكيف يمكن دخول أهل الجنة وأهل جهنم فى مقامهم إلا بعد حشر الأجساد ووزن الأعمال وغيرها كما تقرر فى عقائد المسلمين قلنا لو حملنا ألفاظ تلك الآيات على ظواهرها لاختلّ نظام كتاب اللّٰه وما بقى توافُقُ آيات اللّٰه، بل وجب فى هذه الصورة أن نُقرّ بأن القرآن مملوء من الاختلافات والتناقضات وبعض آياته يُعارض بعضا. ألا ترى الآيات التى تدل علٰى دخول أهل الجنة وأهل جهنم فى رياض الخلد ونيران السعير من غير مكث وتوقف فاعلم أن فى هذه الآيات ليست مُخالفَة، وليس المراد من الحساب ووزن الأعمال وحشر الأجساد أن يخرج أهل الجنة من جنتهم ومقام عزتهم، وأنهم يؤخذون ويُحاسَبون لعلهم كانوا من أهل النار، ويُخرَج أهل النار من نارهم، ويُنظَر فى أمرهم لعلهم كانوا من أهل الجنة، لأن اللّٰه تعالى يعلم الغيب ويعلم إيمان الناس وكفرهم قبل أن يُخلَقوا، ولا يعجز علمه عن درك المغيبات، بل الحساب والميزان لإظهار مكارم المكرمين وإراءة مفاسد المفسدين. ولا شك أن أهل الصلاح وأهل المعصية يرون ثمرات أعمالهم بعد الموت بغير مكثٍ طرفةِ عين، وجنّتُهم ونارهم معهم حيثما كانوا، ولا تفارقانهما فى آن. ألا تنظر إلى ما قال ﴿۵۴﴾

رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم إن القبر روضة من روضات الجنة أو حفرة من حفر النار والميت قد يُدفن وقد يُحرق وقد يأكله الذئب وقد يغرق في البحر، وفي كل صورة لا يفارقه روضةُ جنته أو حفرةُ ناره. وقد ثبت أن كل مؤمن وكافر يُعطى من جسم بعد موته، ويوضع جنته أو جهنمه في قبره، ثم إذا كان يوم القيامة فيبعث كل ميت ببعث جديد، ويحضرون لوزن أعمالهم، وتمشي معهم جنتهم ونارهم ونورهم وغبارهم، ثم بعد حساب الأعمال والسؤال بطريق إظهار العزة أو إراءة الذلة والوبال، وبعد الوزن وغيرها من الأمور التي نؤمن بها، تقتضي رحمة اللّٰه تعالى وغضبه تجليات جديدة، فيُمثّل اللّٰه الجنةَ في أعين أهلها بصورة ما رأتها أعينهم قط كما وعد في كتابه للمسلمين، فيكون لهم ذلک اليوم يومَ المسرّة العظمٰی والسعادة الكبریٰ، فيدخلونها فرحين آمنين.

وكذلک تُمثَّل جهنم في أعين أهلها، ويُريها في صورة يفجعهم رؤيتُها، ويسمعون تغيُّظَها وزفيرها وشهيقها، ويحسبون أنهم ما رأوا مثلها من قبل وما دخلوها، فيكون لهم ذلک اليوم يوم الفزع الأكبر. ولـلّٰه مَجالي كثيرة في أقداره وأسراره وحِكمه، فلا تعجبوا من مَجالي اللّٰه، وادعوا اللّٰه يلهمكم طرق المهتدين. وكلّ ذلک مكتوب في كلام اللّٰه، وما كتبنا حرفًا من عندنا، وما حرّفنا وما افترينا. ومن كذّب القرآن فهو هالک، ومن اختار سبيلًا غيره فيُتَبّ وتأكله السماء بأنيابها. فاستمسکُ بكتاب اللّٰه ولا تركنْ إلى غيره فتضلّ، وحسبُنا كتاب اللّٰه إن كنا مؤمنين.

ويكفي لک في شأن كتاب اللّٰه ما أثنى اللّٰه عليه وقال: مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ، فيه تفصيل كلّ شيء، وما جاء في حديث مسلم عن زيد بن أرقم قال :قام رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يومًا فينا خطيبًا بماء يُدعٰی خُمًّا بين مكّة والمدينة، فحمد اللّٰه وأثنى عليه، ووعظ وذكّر، ثم قال :أمّا بعد.ألا يا أيها الناس! إنّما أنا بشرٌ يوشک أن يأتيني رسول ربّي

فأجيب، وأنا تاركٌ فيكم الثَّقَلينِ، أوّلها كتابُ اللّٰه فيه الهدىٰ والنور، فخذوا بكتاب اللّٰه واستمسِكوا به. فحثّ علىٰ كتاب اللّٰه ورغّب فيه، ثم قال :وأهل بيتى، أذكّركم اللّٰه فى أهل بيتى. وكتاب اللّٰه هو حبل اللّٰه، من اتّبعه كان على الهدى، ومن تركه كان على الضلالة. فانظر كيف رغّب فيه وخوّف مَن تركه مُعرضا عنه بحيث أخذ غيره الذى يعارضه.فاعلم أن القرآن إمامٌ ونورٌ، ويهدى إلى الحق، وأنه تنزيل رب العالمين.

والذين يؤثرون الأحاديث على كتاب اللّٰه هم ينسون عظمة كتاب اللّٰه ولا يتبعونه إلا قليلا، ويريدون أن يجعلوا مقام الأحاديث أرفع من مقام كتاب اللّٰه، ولا يخافون اللّٰه ولا يبالون ولا يتقون. ويقولون إنّا ألفينا على هذا آباء نا، ولو كانوا آباؤهم من الغافلين المتعصبين. لا يخفى على اللّٰه المعوّقون منهم والخادعون الذين يقولون للغافلين الأُمّيّين هَلُمَّ إلينا إنّا كنا مهتدين، وإن هؤلاء لمن الكافرين. أيجعلون قصص الأحاديث كقصص كتاب اللّٰه؟ لا يستوون عند اللّٰه، وبأىّ حديث بعد اللّٰه وآياته يؤمنون إن كانوا مؤمنين أم حسبوا أن يرضى عنهم ربهم بالأحاديث وما يُسألون عن ترك كلام اللّٰه كلا بل إنهم من المسؤولين. ﴿۵۵﴾

وكم من دلائل أقمتُ على هذه المسألة فى كتبى، وأسرّوا الندامة لما رأوا أنها الحق، ولكن ما رجعوا وما كانوا راجعين. اعلم أيها العزيز أن مدار النجاة تعليم القرآن، ولا يدخل أحد الجنة أو النار إلا من أدخله القرآن، ولا يبقى فى النار إلا من قد حبسه كتاب اللّٰه، فاعتصموا بكتاب فيه نجاتكم وقوموا للّٰه قانتين. وقد قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى آخر وصاياه التى تُوفى بعدها :خذوا بكتاب اللّٰه واستمسِكوا به، وأوصى بكتاب اللّٰه. وهذا الكتاب الذى هدى اللّٰه به رسولكم فخُذوا به تهتدوا. ما عندنا شيء إلا كتاب اللّٰه، فخذوا بكتاب اللّٰه.حسبكم القرآن. ما كان من شرط ليس

فی كتاب اللّٰه فهو باطل. قضاء اللّٰه أحق. حسبنا كتاب اللّٰه. انظروا صحيح البخاری ومسلم، فإن هذه الأحاديث كلها موجودة فيهما، وقال صاحب "التلويح": إنما خبر الواحد يُرَدّ مِن معارضة الكتاب. واتفق أهل الحق على أن كتاب اللّٰه مقدَّم على كل قول، فإنه كتاب أُحكمت آياته، لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه، وقد حفظه اللّٰه وعصمه، وما مسّه أيدی الناس، وما اختلط فيه شیء من أقوال المخلوقين.

ولنرجعُ إلى بياننا الأول فنقول إن القرآن كما منع من رجوع أهل الجنة إلى الدنيا، كذلك منع من رجوع أهل النار إليها، فقال وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ [1]. ثم قال فی مقام آخر لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا [2]. ثم قال فی مقام آخر يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا [3]. ثم قال فی مقام آخر فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَاۤ اِلٰۤى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ [4]۔وقد علمتَ آنفا أن أهل الجنة والسعير يدخلون مقاميهما بعد موتهم من غير مُكث ولا ينظرون القيامة، وقال رسول اللّٰه ﷺ: من مات فقد قامت قيامته. ولولا كان الإنعام والإيلام واصلا إلى الميت بمجرد موته، فما معنى قيام القيامة فی حقه؟ وإذا أقررنا بأن الميّت يُعذَّب أو يُنعَم عليه بعد الموتِ من غير توقف، فقد لزمنا أن نُقرّ بأن عذاب جهنم وإنعام الجنة يبدو بمجرد واقعة الموتِ من غير مكث، ولأجل ذلك جاء فی الأحاديث أن أدنى نعيم المؤمنين فی القبر أن الجنة تُزلَف لهم، وتُفتَح له غرفة من غرفاتها، فيأتيهم فی كلّ وقتٍ رَوحُ الجنة وريحانها مِن هذه الغرفة، وأن أدنٰى عذاب الكافر فی القبر أن تُبرَز الجحيم له وتُفتَح له حفرة ﴿۵۶﴾
منها، فيأتيه فی كل وقت لظى النار من تلك الحفرة ويوسع اللّٰه للمؤمنين بفضله ورحمته الوسيعة غرفة الجنة من خيرات جارية وباقيات صالحات تركها

[1] البقرة:۱۶۸ [2] الكهف:۱۰۹ [3] المائدة:۳۸ [4] يٰسٓ:۵۱

المؤمن لنفسه فی الدنیا، أو من دعاء أبنائه وإخوانه الصالحین، فیزید الغرفة یومًا فیومًا حتی یصیر قبر المؤمن روضة من روضات الجنة. فانظر إلی هذه الأحادیث کیف یبین رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، ثم انظر إلی الذین یقولون لإخوانهم إنّا نحن المؤمنون بالقرآن وأحادیث رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، ومع ذلک یُصرّون علی أن الدخول فی الجنة مخصوص بالشهداء ، والذین هم غیرُهم من الأنبیاء والصدّیقین حتی سیدنا المصطفٰی صلی اللّٰه علیه وسلم فهم مُبعَدون عن الجنة لا یصل إلیهم رَوحها وریحانها، وما کان لهم أن یدخلوها إلا بعد یوم القیامة. فتَعْسًا لهم ولأقوالهم! ما اتقوا اللّٰه وفضّلوا الشهداء علی خاتم النبیین. ثم لا یخفی علیک أن الموتی بعد وفاتهم لا یُحبَسون معطّلین، بل یکونون إما فی نعیم وإما فی عذاب، وما هذا إلا الجنّة والنار، فتدبر مع المتدبرین☆.

☆ اعلم أن وفاة عیسٰی علیه السلام ثابت بالنصوص القطعیة الیقینیة، وإن تطلب الثبوت من القرآن ☆ فتجد فیه آیة یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ [1]، وآیة فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ [2]، وآیة

☆ **الحاشیة تحت الحاشیة** : وأمّا ثبوت وفاة عیسی علیه السلام من قول رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فینکشف علیک إذا تدبّرت فی حدیث البخاری الذی جاء فی تفسیر آیة فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ . والبخاری ذکر هذا الحدیث فی کتاب التفسیر لیشیر إلی أن قول رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم واستعماله آیة فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنی لنفسه کما استعمل عیسی لنفسه نوعٌ من التفسیر، ولأجل ذلک أیّد البخاری هذا التفسیرَ بقول ابن عباس مُتَوَفِّیْکَ مُمِیْتُکَ. والبخاری أشار إلی مذهبه المختار بهذا الاجتهاد. فالحاصل أن لفظ ” توفی“ لیس کلفظ یُفسّره أحد برأیه، بل أوّل [1] مفسِّرِه القرآنُ من حیث إنه ذکر هذا اللفظ فی کل مقامه بمعنی الإماتة وقبض الروح، والمفسر الثانی [2] رسولُ اللّٰه صلعم ، والمفسر الثالث [3] أبو بکرٍ الصدّیقُ رضی الله عنه، والمفسر الرابع [4] ابن عباس رضی الله عنه، والمفسر الخامس [5] جماعة من التابعین، والمفسر السادس [6] الإمام البخاری فی صحیحه، والمفسر السابع [7] إمام المحدّثین ابن القیّم، بل إنه کتب فی کتابه مدارج السالکین: لو کان موسی وعیسٰی حیّین لکانا من أتباع نبینا صلی الله علیه وسلم وأشار إلی الحدیث النبوی، والمفسر الثامن محدّثُ وقته ولیّ اللّٰه الد هلوی، فإنه فسّر معنی یَا عِیسٰی

[1] اٰل عمران:۵۶ [2]، [3] المائدة:۱۱۸

هـذا مـا ذكـرنـا مـن نـصـوص القرآن على وفاة المسيح وعلى نفى صعوده مع الـجسـم الـعـنـصـرى، ونـفـي رجـوعـه إلـى الدنيـا ☆ . وأمـا الأحـاديـث النبوية

بـقية الـحاشية : كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ [1]، وآية مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ [2]، وآية فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ [3] . وهذه الآية الأخيرة تدل بمنطوقها على أن بنى آدم يحيون

﴿۵۶﴾ ☆**حاشيه:** قال بعض الناس الذى لا علم عنده إن آية وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ [4] وآية بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ [5] دليـل عـلـى أن الـمسيـح رُفـع حيًّا بجسمه العنصرى. هـذا قوله واستـدلالـه، ولـكـن لو كان هذا الرجل مطلعًا على شأن نزول هذه الآية لرجع من قوله، بل ما التفتَ إلى معنى يخالف طريق المعقول والمنقول، وما تكلَّمَ بالفضول، وكان من المتندمين. فاسمع أيها العزيز! إن اليهود كانوا يقرأون فى التوراة أن الكاذب فى دعوى النبوة يُقتَل، وإن الـذى صُلِبَ فهو ملعون لا يُرفَع إلى اللّٰه. وكـانـت عقيدتهم مستحكمة على ذلک، ثم شُبّه لهـم ابتـلاءً من عند اللّٰه كأنهم صلبوا المسيح ابن مريم وقتلوه، فحسبوه ملعونًا غير مرفوع، ورتبـوا الشكل هكذا الـمسيـح ابـن مـريم مصلوب، وكل مصلوب ملعون وليس بمرفوع، فثبـت عـنـدهـم مـن الشكل الأول الذى هو بيّنُ الإنتاج أن عيسى (نعوذ باللّٰه) ملعون وليس بمرفوع. فأراد اللّٰه أن يزيل هذا الوهم ويبرّء عيسٰى من هذا البهتان فقال ما قتلوه وما صلبوه ولـكن شُبّه لهم... بـل رفـعه اللّٰه. وحـاصـل كـلام تـعـالى أن شأن عيسى منـزه عن الصلبِ والـنتيـجةِ التـى هـى الـملعونيةُ وعدمُ الرفع، بل هو مات حتف أنفه، ورُفع إلى اللّٰه كما يُرفَع الـمـقرّبون وما كان من الملعونين. وهـذا هـو السبب الذى ذكر اللّٰه تعالى لأجله قصة عدم صـلب عيسى، وبرّأه مما قالوا، وإلا فأىّ ضرورة كانت داعية إلى ذكر هذه القصة، وما كان مـوت الـقتـل نـقـصًا لأنبيـائه وكسرًا لشأنهم وعزّتهم، وكأين من النبيّين قُتلوا فى سبيل اللّٰه كيحيٰى عليه السلام وأبيه، فتفكرْ واطلبْ صراط المهتدين ولا تجلس مع الغاوين. منه

**بـقية الـحاشية تحت الحاشية** : إِنِّى مُتَوَفِّيکَ فـى كتابه " الـفوز الكبير "وقال متوفيک مميتک. ومـع ذلک قـد ذهـب حـزب كثيـر من الأولين والآخرين إلى هذا المعنى، وقد اتـفـقوا على أن معنى التوفى فى هذه الآية هو الإماتة لا غير. ثـم الذين فى قلوبهم مرض لا يُبـالـون قـول الـلّٰـه ولا تـفسيـر رسـولـه ولا مـا فسـره صـحابته ولا أقوال التابعين والأئمة والمحدّثين. فـلا نـعـلم كيف نقبل معناهم الذى لا دليل عليه من بيان اللّٰه وتفسير رسوله، وأين نفرّ من الرشد الذى قد تبيّن؟ أنترک اللّٰه ورسوله لقول قوم ضالين؟ منه.

[1] المائدة:۷۶ [2] اٰل عمران:۱۴۵ [3] الاعراف:۲۶ [4] النساء:۱۵۸ [5] النساء:۱۵۹

فلن تجد فيها أثرًا من رفع المسيح بجسمه العنصرى، وتجد فى كل مقامٍ ذِكْرَ وفاته كما ذكرنا قليلا منها ولا حاجة إلى الإعادة. وما نجد فى حديثٍ معنى التوفى رَفْعُ رجلٍ إلى السماء مع جسمه، بل جاء فى البخارى عن ابن عباس فى تفسير آية يَا عِيسَى إِنِّى مُتَوَفِّيکَ' مُمِيْتُکَ، وما خالفه فى هذا التفسير أحد من أصحاب رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. فإذا تحقق

**بقية الحاشية** : فى الأرض خاصة ولا يصعدون إلى السماء بجسمهم العنصرى، لأن لفظ فِيهَا الذى هو مقدّم على لفظ تَحْيَوْنَ يوجب تخصيص الحياة بالأرض ويُقيّد بها، وفيه ردٌّ على الذين يقولون لِم لا يجوز أن يُرفَع أحد بجسمه العنصرى إلى السماء ويحيا فيها إلى مدة أرادها اللّٰه؟ والعجب منهم أنهم يفترون علينا ويحسبون كأنّا تركنا النصوص القرآنية فى رفع المسيح بجسمه العنصرى، فليتدبر العاقل هٰهنا. أنحن تركنا القرآن ونصوصه فى هذه العقيدة أم هم كانوا تاركين؟ وقالوا إن اللّٰه عزّوجل قال بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ، ويحتجّون بهذه الآية على رفع جسم المسيح، ولا يتدبرون أن الأمر لو كان كذالک لتعارضَ الآيتان.. أعنى آية بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ[1] وآية فِيْهَا تَحْيَوْنَ[2]. وأنت تعلم أن القرآن منزّه عن التعارض والتخالف، وقال اللّٰه تعالى وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا[3]، فأشار فى هذه الآية أن الاختلاف لا يوجد فى القرآن، وهو كتاب اللّٰه وشأنه أرفع من هذا، وإذا ثبت أن كتاب اللّٰه منزّه عن الاختلافات فوجب علينا أن لا نختار فى تفسيره طريقا يوجب التعارض والتناقض، وما كان لليهود غرض وبحث فى رفع جسمه أو عدم رفعه، فلا بد من أن نفسر الرفع فى آية بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ بالرفع الروحانى كما هو مفهوم آية اِرْجِعِىْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً[4]، فإن الرجوع إلى اللّٰه تعالى راضية مرضية والرفع إليه أمر واحد لا فرق بينهما معنىً.ثم انظرْ وتدبّرْ.. وهبک اللّٰه من عنده قوة الفيصلة.. إن النزاع كان فى الرفع الروحانى لا فى الرفع الجسمانى، فإن اليهود كانوا منكرين من رفع عيسٰىؑ إلى اللّٰه كما يُرفَعُ المطهَّرون المقرَّبون من النبيين، وكانوا يصرّون (لعنهم اللّٰه)على أن عيسٰى عليه السلام من الملعونين لا من المرفوعين، كما أنهم يقولون إلى هذه الأيام. وكانوا يستدلون (غضب اللّٰه عليهم)على ملعونيتهٖ عليه السلام من مصلوبيته، فإن المصلوب ملعون غير ﴿ب﴾

[1] النساء:۱۵۹ [2] الاعراف:۲۶ [3] النساء:۸۳ [4] الفجر:۲۹

أن معنى التوفّى الوفاةُ لا غيره فلا يُقال إن إماتة المسيح التى رُوِيَت عن ابن عباس وعدٌ غير واقع إلى هذا الوقت بل يقع فى آخر الزمان، لأن المواعيد التى ذُكرتْ فى هذه الآية بالترتيب قد وقعت وتمت كلها على ترتيبها الذى يوجد فى تلك الآية، ووعدُ التوفّى مقدَّم عليها فى الترتيب. وأنت تعلم أن وعد رَافِعُكَ إِلَيَّ قد وقع، وهكذا وعدُ:

**بقية الحاشية** : مرفوع فى دينهم كما جاء فى التوراة فى كتاب الاستثناء . فأراد اللّٰه تعالى أن يُبرّء نبيَّه عيسٰیؑ من هذا البهتان الذى بُنى على آية التوراة وواقعة الصلب، فإن التوراة يجعل المصلوب ملعونا غير مرفوع إذا كان يدّعى النبوة ثم مع ذلك كان قُتل وصُلب، فقال عزّ وجل لذبّ بهتانهم عن عيسٰى مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ...... بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ [1] يعنى الصلب الذى يستلزم الملعونيةَ وعَدَمَ الرفع من حكم التوراة ليس بصحيح، بل رفعَ اللّٰه عيسى إليه، يعنى إذا لم يثبت الصلب والقتل لم يثبت الملعونية وعدم الرفع، فثبت الرفع الروحانى كالأنبياء الصادقين وهو المطلوب. هذه حقيقة هذه القصة، وما كان هٰهنا جدال ونزاع فى الرفع الجسمانى، وما كان هذا الأمر تحت بحث اليهود أصلا، وما كان غرضهم متعلقا به، بل علماء اليهود كانوا يمكرون لتكذيب المسيح وتكفيره، ويُفتّشون لتكذيبه وتكفيره حيلةً شرعية، فبدا لهم أن يصلبوه ليُثبتوا ملعونيته وعدم رفعه الروحانى كالأنبياء الصادقين بنص التوراة لئلا يكون حجّة لأحد بعد كتاب اللّٰه، فصلبوه بزعمهم، وفرحوا بأنّهم أثبتوا ملعونيته وعدم رفعه بالتوراة، ولكن اللّٰه نجّاه من حيلهم وقتلهم، فأخبر عن هذه القصة فى كتابه الذى أنزل بعد الإنجيل حَكَمًا عَدْلًا ومُبيِّنًا لظلمِ كلِّ قوم وإيذائهم وكيدهم ومُكذِّبًا للكافرين. فكأنه يقول يا حزب الماكرين! يا أعداء الصدق والصادقين! لم تقولون إنّا قتلنا المسيح ابن مريم وصلبنا وأثبتنا أنه ملعون غير مرفوع؟ فأُخبرُكم أيها القوم الخبيثون، أنكم ما قتلتموه وما صلبتموه ولكن شُبّه لكم، وأنتم تعلمون فى أنفسكم أنكم ما قتلتموه يقينًا، بل نجّاه اللّٰه من مكركم ورزَقه الرفعَ الروحانى الذى كنتم لا تريدون له وتمكرون لئلا يحصل له ذلك المقام، فقد حصل له ورفعه اللّٰه وكان اللّٰه عزيزا حكيما. وهذا القول.. يعنى قوله تعالى عَزِيزًا حَكِيمًا.. إشارةٌ إلى أن اللّٰه يُعزّ من

[1] النساء:۱۵۸، ۱۵۹

مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا [۱] وقع وتم ببعث نبينا صلى اللّٰه عليه و سلم ، وقد شهد القرآن على أن المسيح وأمّه مبرَّء ان مما قالت اليهود، فقال مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ [۲]، وقال وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ [۳]، وكذا تم وعد وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا [۴]، وقد وقع كما وعد، وما نرى اليهود إلا مغلوبين ومقهورين.

وأنت تعلم أن في ترتيب هذه الآية كانت هذه المواعيد كلها

---

**بقية الحاشية** : يشاء ، ويحفظ عزة أصفيائه بحكمته الدقيقة البالغة اللطيفة، لا يضرها مكرُ ماكر كما ما أضرّ عزّةَ عيسى مكرُ اليهود، بل أعزّه ورفعه ودمّر الماكرين.

فاعلم أيها العزيز! هذا تفسير قوله تعالى بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ، ولكن لا يقبله قومنا ويُحرّفون كلام اللّٰه ولا يتدبرون فى شأن نزوله، ويمشون على الأرض مستكبرين. وإذا قيل لهم إن اللّٰه ورسوله قد شهدا على وفاة المسيح وكذلك شهدوا عليه أكابر المؤمنين من الصحابة والتابعين وأئمة المحدثين، فكان آخر جوابهم أن اللّٰه قادر على أن يحييه بعد وفاته مرة أخرى، ولا يتفكّرون أن قُدرة اللّٰه تعالى لا يتعلق بما يُخالف مواعيده الصادقة، وقد قال فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ [۵]، وقال وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ [۶]، وقال لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى [۷]، ولا شك أنه من مات من الصلحاء فإنه نال حظًا من الجنة وحُرّم عليه الموتة الثانية، فكيف يجوز أن يُرَدّ عيسى إلى الدنيا ويُخرَج من حظ الجنّة ونعيمها أو يُسَدّ عليه غرفتُها ثم يُتوَفّى مرة ثانية؟ مع أن الآية المتقدمة.. أعنى لا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلّا الْمَوْتَةَ الْأُولَى تدل على دوام الحياة وعدمِ ذوق الموت. وإلى هذا يُشير الاستثناء المنقطع، فإنه جرىٰ مجرى التأكيد والتنصيص على حفظ العموم وجعَل النفى الأول العام بمنزلة النص الذى لا يتطرق إليه استثناء البتة، إذ لو تطرّق إليه استثناء فردٍ من أفراد لكان أولى بذكره من العدول عنه إلى الاستثناء المنقطع، فاحفظْه فإنه من أسرار مفيدة للمحققين. منه

[۱] ال عمران:۵۶ [۲] المائدة:۷۶ [۳] ال عمران:۴۶ [۴] ال عمران: ۵۶ [۵] الزمر:۴۳ [۶] الحجر:۴۹ [۷] الدخان:۵۷

بعد وعد التوفى، وكان وعد التوفى مقدَّمًا على كلها، وقد اتفق القوم على أنها وقعت بترتيب يوجد فى الآية، فلو فرضنا أن لفظ التوفى مؤخر من لفظ الرفع، للزمنا أن نقر بأن عيسى عليه السلام قد توفى بعد الرفع وقبل وقوع المواعيد الباقية، وهذا مما لا يعتقد به أحد من المخالفين. ولو قلنا إن لفظ التوفى مؤخر من جملة وَمُطَهِّرُكَ مِنَ ﴿۵۷﴾
الَّذِينَ كَفَرُوا ومقدَّم من وعد وقع فى ترتيب الآية بعدها، للزمنا أن نقر بأن وفاة عيسى عليه السلام كان بعد نبينا صلى الله عليه و سلم من غير مكث قبل غلبة أتباعه على أعدائهم، وهذا باطل أيضا بزعم القوم، فإنهم قد اعتقدوا أن المسيح لا يموت إلا بعد هلاك الملل كلهافلو رجعنا من هذه الأقوال كلها وقلنا إن المسيح لا يموت إلا بعد تكميل وعد الغلبة الممتدة إلى يوم القيامة كما صرحت آية وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ [1] للزمنا أن نقر بأن المسيح لا يموت إلا بعد يوم القيامة، فإن الوعد قد امتدّ إلى يوم القيامة، ولا يمكن نزول المسيح إلا بعد وقوعه على الوجه الأتم والأكمل، فما نجد له موضعَ قدم فى كتاب اللّٰه إلا بعد يوم الحشر على طريق فرض المحال. وليت شعرى.. إن أعداءنا يقولون بأفواههم إن لفظ مُتَوَفِّيكَ فى آية يَا عِيسٰى إِنِّى مُتَوَفِّيكَ مؤخر فى الحقيقة، وليس هذا الموضع موضعه، ولكنهم لا يُنبئوننا بأن لو نرفع هذا اللفظ من هذا المقام فأين نضعه، أ نسقطه من كتاب اللّٰه كالمحرّفين

والذين يقولون إن لفظ التوفى مؤخر من لفظ الرفع ومقدم على مواعيد أخرى، فيضحك العاقل من قولهم، ويتعجب من حمقهم.

[1] آل عمران: ۵۶

ألا يعلمون أن هذا القول خلاف ما يعتقدون فى وقت وفاة المسيح بزعمهم؟ وإنّا ذكرنا آنفًا أنهم يعتقدون أن وعد التوفى لا يظهر ولا يقع إلا بعد هلاک أهل الملل كلها، فلزمهم أن يعتقدوا أن لفظ التوفى مؤخر من هذا الوعد الآخر لا من الرفع فقط، فإن التأخّر الوضعى يتبع التأخّر الطبعى، كما لا يخفٰى على المتفكرين. ثم ما كان لنا أن نؤخر من عند أنفسنا ما قدّم اللّٰه تعالى فى كتابه المحكم من غير سند من اللّٰه ورسوله، وما هذا إلا التحريف الذى لعن اللّٰه لأجله اليهود؛ فاتقوه ولا تقلِبوا آيات اللّٰه بعد ترتيبها إن كنتم خائفين. وقد علمتم أن آية فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنى شاهدة أخرى على وفاة عيسٰى عليه السلام، فإن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم استعمل لنفسه جملة فلما توفيتنى من غير تغيير وتبديل ومن غير تفسير يُخالف أصل التفسير، وكان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أعلَمَ الناس بمعانى القرآن ورموزه وأسراره. فلو كان معنى التوفى فى هذه الآية رَفْعَ الجسم حيًّا إلى السماء، لما جعل نفسه مصداقَ هذه الآية، ولكنه نسب هذه الآية إلى نفسه كما هى نُسبت إلى المسيح، فهذا أول دليل على أن لفظ تَوَفَّيْتَنى فى هذه الآية بمعنى أَمَتَّنى. فهذا هو السبب الذى استدل البخارى فى صحيحه على وفاة المسيح بهذه الآية، وأكّد هذا المعنى بقول ابن عباس متوفيک مميتک. فأى دليل أوضح من هذا على موت عيسى عليه السلام لقوم طالبين؟ وقد بيّن اللّٰه فى هذه الآية وقت وفاة المسيح فكأنه قال أيها الناس، إذا رأيتم أن النصارى اتخذوا عيسى إلهًا، وأفسدوا مذهبهم، فاعلموا أنّ عيسٰى قد مات. فانظر كيف

اتـضـح وانـكشف معنى التوفى بتفسير رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم بتفسير ابـن عبـاس، وانـظـر كيف ثبت وقوع موته من قبل فساد مذهب النصارى واتخاذهم عيسٰى إلهًا وأنـت تـعلم أنّا إذا فرضنا أن عيسٰى حيّ إلٰى هٰذا الوقت فلزمنا أن نقر بأن مـذهـب الـنـصـارىٰ صحيح خالص إلٰى هذا الزمان، ما اختلط به شيء من الشرك، فتفكرْ وسَلِ المتفكرين. ﴿۵۸﴾

قـال بـعـض المستعجلين إن لفظ "التوفى "قـد جـاء فـى القرآن بمعنى الإنامة أيـضًـا، كما قال الله تعالى اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِىْ لَمْ تَمُتْ فِىْ مَنَامِهَا [۱] وكـمـا قال الله تعالى وَهُوَ الَّذِىْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰى اَجَلٌ مُّسَمًّى [۲]. فـاعـلم أن الله تعالٰى ما أراد فى هذه الآيات من لفظ التوفى إلا الإمـاتة وقبض الروح، فلأجل ذلک أقام القرائن، وقال وَالَّتى لَمْ تَمُتْ فى مَنَامِهَا، يـعـنـى والتى لم تمت بموت حقيقى يتوفاه الله فى منامها بموتٍ مجازى. فانظر كيف أشـار فى هذه الآية إلٰى أن قبض الروح فى النوم موت مجازى. فذكَر لفظ التـوفى ههنا بإقامة قرينة المنام تنبيهًا على أن لفظ التوفى ههٰنا قد نُقل من المعنى الـحـقيـقـى إلـى الـمـعـنـى المجازى، وإشارةً إلٰى أن معنى لفظ التوفى حقيقةً هو الـموت لا غيره. وكـذلک أقـام قـريـنـةَ قـولِـه ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ وقـريـنـةَ الـليل فى آية أخرى.. أعنى آية هُوَ الَّذِىْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ.. الـخ، تـنبيهًـا على أن لفظ التوفى هـهـنا ليس بـمـعـنـى الإنـامة بل المقصود الإماتة، والبعث بعد الإماتة ليكون دليلًا على بعث يوم الدين.

فـلأجـل ذلک ذكـر بـعـث يـوم الـقيـامة بـعـد هـذه الآية وقـال ثُمَّ إِلَيْـهِ

[۱] الزمر:۴۳ [۲] الانعام:۶۱

مَرۡجِعكُم، ليجعل هذا الموت المجازى والبعث المجازى دليلا على الموت الحقيقى والبعث الحقيقى. فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين. ألا تنظر كيف ذكر لفظ البعث بعد ذكر التوفى وقال ثُمَّ يَبۡعَثُكُمۡ فِيهِ ومعلوم أن للنائمين يُستعمل لفظ **الإيقاظ لا لفظ البعث**، فلو كان مرادًا من لفظ التوفى هٰهنا **الإنامة** لقال هو الذى يتوفاكم بالليل ويعلم ما جرحتم بالنهار ثم **يوقظكم** فيه، ولكنه تعالٰى ما قال ثم يوقظكم فيه، بل قال ثُمَّ **يَبۡعَثُكُمۡ** فِيهِ. فأى دليل أوضح من هذا فإن البعث يتعلّق بالموتى لا بالنائمين.

ومثل هذه الاستعارة كثير **فى القرآن** كما قال عزّوجل اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ يُحۡيِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا [1]، فلا يُقال إن لفظ يُحۡيِى ههنا بمعنى يُنبت من حيث اللغة، بل هو استعارة، والمقصود منه تشبيه الإنبات بالإحياء، ليُستَدَلَّ به على بعث الموتى. وكما قال: فَاَصَمَّهُمۡ وَاَعۡمٰۤى اَبۡصَارَهُمۡ [2]، فلا يُقال إن لفظ أَصَمَّهُمۡ وَأَعۡمٰى بمعنى أضلهم من حيث اللغة، بل هى استعارة، والمقصود منها تشبيه الضالين المعرضين بالصم والعمى. فلا تطمَعُ ولا تُتعِبُ نفسك فى أن تجعل معنى التوفى الإنامةَ من حيث اللغة، فإنه إن كان ذلك هو الحق فلزمك أن تقرّ بأن لفظ يُحۡيِى فى آية يُحۡيِ الۡاَرۡضَ بمعنى يُنبت، ثم تثبتها من كتب اللغة، ﴿۵۹﴾
وكذلك إن أصررت على هذا فلزمك أن تقر بأن لفظ فَأَصَمَّهُمۡ ولفظ وَأَعۡمٰى أَبۡصَارَهُمۡ بمعنى أضلهم وأبعدهم عن الحق وأزاغ قلوبهم، ثم تُرِينا من كتب لغة العرب هذه المعنى، وأين لك هذا؟ فلا تتبع الفكرَ المشوب بالوهم، ولا بد أن تقبل ما ثبت وتلحق بقوم صادقين.

[1] الحديد:۱۸ [2] محمد:۲۴

واعلم أنک لن تجد أثرا من هذه المعانی التی تتخیل فی بادی النظر فی الآیات المتقدمة فی کتاب من کتب لسان العرب علی وجه الحقیقة، والقرآن مملوء من هذه النظائر إن کنت من الناظرین. وقد تقرر عند القوم أن المعنی الحقیقی هو الذی کثرت استعماله فی موضع من غیر أن یُقام القرینة علیه، فعلیک أن تنظر القرآن تدبّرًا لیتبین لک أن استعمال لفظ التوفی مطلقا من غیر إقامة قرینة.. ما جاء فی القرآن إلا فی معنی الإماتة، ولن تجد فی حدیث أو فی شعر شاعر.. إذا نُسب التوفی إلی اللّٰه تعالی وکان الإنسان مفعولا به.. معنی آخر من غیر الإماتة، فأخرِجْ لنا وخُذْ منّا ما وعدنا من الإنعام إن کنت من الصادقین.

والذین قالوا إن لفظ مُتَوَفِّیکَ فی آیة یَا عِیسَی إِنِّی مُتَوَفِّیکَ بمعنی إنی مُنیمک، ما کان خطؤهم خطأ واحدا، بل جمعوا أنواع العثرات فی قولهم وترکوا تفسیر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، وهو خیر البشر وکان تکلُّمُه بالروح الرحمانی، وکان قوله خیرا من أقوال کلها، وقد أحاطت کلماته طرق الذوق والوجدان والعلم والعرفان والنور الذی أُعطی له من الرحمن، وترکوا ما قال ابن عباس فی معنی مُتَوَفِّیکَ، وما نظروا إلی القرآن وطریق استعماله فی هذا اللفظ، و ورودِه فیه بمعنی الإماتة بالتواتر والتتابع، فضلوا وأضلوا وما کانوا من المهتدین.

ثم إذا فرضنا أن التوفی بمعنی الإنامة، فما نری أن ینفعهم هذا المعنی مثقال ذرّة، فإن النوم مراد مِن قبض الروح وتعطُّلِ حواس الجسم مع بقاء تعلُّقٍ بین الروح والجسد، فمن أین یثبت من هذا أن اللّٰه قبض جسم المسیح؟ ألا تنظر إلی سُنّة اللّٰه القدیمة.... فإنه یقبض

الأرواح فی حالة النوم ویترک الأجسام علی الأرض. فمن أین علمت أن لفظ مُتَوَفِّیکَ مُشْعِرٌ برفع الجسد؟ والخَلق ینامون کلهم ولکن لا یقبض اللّٰه جسم أحد منهم. فاترُک التحکّمَ والمکابرة، وانظر إیمانا ودیانة لینفخ اللّٰه فی روعک ویجعلک من العارفین.

وعلی تقدیر فرض هذا المعنی یلزم فساد آخر، وهو أن لفظ التوفی فی هذه الآیة وعدٌ مُحدَثٌ من اللّٰه تعالی کمواعید أخری التی ذکرها اللّٰه فیها، ولو کان هذا المعنی هو الحق فیلزم منه أن یکون نوم المسیح عند الرفع أول أمر ورد علیه فی عمره، ویلزمهم أن یعتقدوا أن عیسی علیه السلام کان لا ینام قبل الرفع قط، فإن الأمر الذی قد وقع علیه فی حیاته غیر مرة. کیف یمکن أن یذکره اللّٰه فی مواعید جدیدة محدثة فإن وعد الشیء یدل علی عدم وجود الشیء قبل الوعد، وإلا فیلزم ﴿۶۰﴾
تحصیل حاصل، وهو فعل لغو لا یلیق بشأن اللّٰه تعالی، ووجب أن یُنزَّه عنه وعدُ رب العالمین. ثم لو کان هذا المعنی هو الصحیح.. فما تقول فی آیة فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ[۱] أتظن أن النصاری اتخذوا المسیح إلها بعد نومه لا بعد وفاته وتظن أن المسیح ما نام قط فی عمره إلا فی وقت ضلالة النصاری.. ولم تذق عینه طعم النوم قط إلا عند الرفع وکان قبل الرفع مستیقظا دائما؟ فانظر منصِفًا.. أیستقیم هذا المعنی فی هذا الموضع ویحصل منه ثلج القلب وسکینة الروح واطمئنان الباطن؟ وأنت تعلم أنه مستبعَد جدا وفاسد بالبداهة، وما کان أن یُصلِحه تأویل المؤولین. فهذه غفلة شدیدة من العلماء المکفّرین حیث حکموا علی المعنی الفاسد بالصلاح، فاسمعوا إن کنتم سامعین.

[۱] المائدة: ۱۱۸

ثـم مـع ذلک قـد جاء فی البخاری عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنه فـی معنی التوفی شـرح واضـح فقال متوفیک ممیتک، وتبِعه سائر الصحابة والتابعین ومن تبعهم، ولم یشذّ أحد منهم بخلاف، فأی دلیل یکون أوضح من هذا إن کان رجل من الطالبین؟

وقـد ذکرت آنفا أنّا لو فرضنا علی سبیل التنـزل وقلنا إن التوفی ههنا. أعنی فی آیة یَا عِیسَی إِنِّی مُتَوَفِّیکَ بمعنی الإنامة. لکانت هذه الواقعة واقعة أخری، ولا ینفع الاستـدلال بهـا قـوما مخالفین. فـإن مـطـلـوب الـمخالفین من خبطهم أن یُثبتوا رفع الـمسیـح مـع جسـمه العنصری، ولکن لا یحصل هذا المطلوب من هذا المعنی، بل یـحـصـل مـا یُخالفه؛ فإن معنی الآیة فی هذه الصورة یکون هکذا یا عیسی إنی قابض روحک وتـارک جسـدک عـلـی الأرض مـع بقاء علاقة بین الجسد والروح، فإن الـنـوم عبـارة عن قبض الروح وترک الجسد مع بقاء علاقتهما علی وجهٍ تامٍ فانظر. أنّـی یـحـصـل مـطـلوب المخالفین من هذا المعنی؟ وأین یثبت منه رفع جسد عیسی علیه السلام إلـی السـمـاء، بل الأمر بقِی علی حاله مع حمل معنی التوفی علی غیر محله. ولا شک أن کـل مـنـصـف یـفهم قولنا هذا وینتفع به إلا الذی لم یبق إنصافه عـلـی صـرافتـه، واختـلـطـت بـه ظـلـمة التـعـصـب ودخان الحقد، فلا ینفع الدلائل والبراهین قوما مُتعصبین.

ثـم إن دقّـقـتَ الـنـظـر فـی هـذه الآیة، وتـحـملهـا علی أحسن وجوهها ومـعـانیهـا، فـلا یـخـفـی عـلیـک أن مـفهـومها وسیاق عبارتها یدل علی وفاة الـمسیـح کـمـا یـدل عـلیـه مـنطوقها، فإن اللّٰہ قد ذکر بعد قوله یَا عِیسَی إِنِّی مُتَـوَفِّـیکَ وَرَافِعُکَ إِلَیَّ کـلـمـاتٍ فیهـا تسـلیة للمسیح وتبشیر له وإخبار عن أیامٍ

فتحِ متّبعيه وغلبتِهم على أعدائهم بعد وفاته؛ وهذا دليل واضح على أن موت عيسى عليه السلام كان قبل نصر من الله وقبل غلبة كان ينتظرها ويسأل الله فتحه والأصل فى هذا الباب أن اللّٰه قد فطر أنبياء ه على أنهم يحبّون أن تُعلٰى كلمة الحق على أيديهم، ويُجمَع شمل أمتهم بهم أمام أعينهم، ويريدون أن تهلك الملل كلها إلا الحق، وكذلك جرت عادة اللّٰه تعالى بهم، فإنه قد يُريهم غلبتهم وفتحهم وذلة أعدائهم ولا يتوفاهم إلا بعد الفتح المبين. ونظير ذلك سوانح رسولنا صلى الله عليه وسلم، فإن اللّٰه لما رأى أن الكفار يكذّبون رسوله ويتلاعبون بوحى اللّٰه ويستهزء ون ويؤذون. فأيّد نبيّه ونصره وأخزى كل من عاداه وأهلكه حتى ماز الخبيثَ من الطيب، وأرى نبيَّه أن الناس يدخلون فى دين اللّٰه أفواجا، وأراه أن الحق قد حق وأن الباطل قد بطل، وتبين الرشد من الغى وظهرت ذلة المفسدين. ﴿۶۱﴾

وقد تقتضى حكمة اللّٰه تعالى ودقائق مصالحه أنه يتوفى نبيًا قبل مجىء أيام فتحه وإقباله، فلا يتوفاه حزينا يائسا، بل يبشّره بتبشيرات متوالية متتابعة بغلبة متّبعيه بعد وفاته، ليطمئن بها قلبه، ولكى لا يحزن ولكى لا يرجع إلى ربه بقلب أليم، بل ينتقل من هذا العالم بسكينة وسرور وحبور وقرة عين، ولا يبقى له همٌّ بعد تبشير اللّٰه ومواعيده الصادقة، ويذهب إلى ربه فرحان غير حزين. فكذلك كان أمر عيسى عليه السلام فإنه ما رأى غلبة فى زمن حياته، واقترب يوم وفاته فبشره اللّٰه تعالى بغلبة متّبِعيه بعد موته، وما بشره بغلبة فى أيام حياته، فارجِعْ إلى الآية المتقدمة ودقّق النظر فيها. هل ترى فى هذا المعنى من فتور؟ فكأنه قال فى

هـذه الآية يـا عيسـى إنى متوفيک قبل أن ترى ظفرک وفتحک وغلبتک، وإنى معطيک مقام العزة والرفع والقرب على خلاف زعم اليهود، فلا تبتئس بما تموت قبـل رؤية غـلبتک، ولا تـخـش عـلـى ضـعف متبـعيک وكثـرة أعدائک، فـإنى خليفتک بعدک، فأمزق أعداءک كل ممزق، وأستأصلهم للأبد، وأجعل الذين اتبـعوک وتصدوا لخلافتک فوق الذين كفروا إلى يوم القيامة، هذا تفسير ما قال أحسن القائلين.

ولـو كـان عيسٰـى نازلًا من السماء فى وقت من الأوقات لما قال كذلک، بل قـال يا عيسىٰ لا تخف ولا تحزن، فإنّا لا نميتک بل نرفعک حيا إلى السماء ، ثـم إنّـا نُـنـــزلک إلـى الأرض ونـردک إلـى أمتک، ونـجعلک غـالبًـا على أعـدائک، ثـم نـجـعـل متّبـعيک غـالبيـن عـليهـم إلى يوم القيامة، فلا تحسب نفسک من المغلوبين. ولـكـن الـلّٰه ما وعد له أن يُنـزله من السماء ، ثم يجعله غـالبًـا عـلـى أعـدائـه، بـل وعد له أن يجعل متبعيه غالبين على الكافرين إلى يوم الـقيامة، ففعل كما وعد ومضى عليه قرون كثيرة. وأما النـزول فشىء لا ترى أثـره إلـى هـذا الوقت، فتفكر. لِـم مـا نـزل مـع أن عـمـر الدنيا قد بلغ إلى آخر الـزمـان فالسر الكاشف لهذا الإشكال هو أن النـزول ما كان داخلا فى مواعيد اللّٰه بل كان من مفتريات الطبائع الزائغة والأفكار المخطئة، فما خرج من زاوية الـعـدم لأنـه مـا كان من اللّٰه تعالى، والمواعيد التى كانت من اللّٰه تعالى ظهرت كلها وتمت. ألا تـرى أن الـلّٰـه تعالى كيف بعث رسولا أُمّيًّا بعد عيسٰى ليُصدق وعده، أعـنـى قوله وَمُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ثم كيف جعل متّبعى عيسٰى عليه السلام غالبين عـلـى اليهـود ليـصـدق وعـده وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوکَ . الـخ. فـلـو كـان وعـد ﴿۶۲﴾

النـزول جزء ا من هذه المواعيد لظهر معها، فانظرُ أين غاب وانعدم وعدُ النـزول مع ظهور أجزاء أخرى. فوالذى نفسى بيده ان هذا الذى قلت هو الحق، وأما عقيدة النــزول فليس من أجزاء هذه المواعيد، وما ذُكِر معها فى القرآن، بل لا يوجد أثر منه فى كتاب الله وإن هو إلا وهم المتوهمين. فلما تبيّن الحق فلا تَرَ الحق بعين الاحتقار والازدراء ، واتق الله وكن من المتورعين. ولا تجدُ فى القرآن إشارة إلى حياته بل القرآن يخبر عن وفاته بعدما ترعرع وتكلّمَ كهلًا، وبُعث وبلّغ رسالات الله وأتم حجته على المنكرين.

فأيها الناس! لا تكتموا شهادات الحق فى وقت تبيينها، ولا تفسدوا فى الأرض، وتَوادّوا ولا تَباغضوا، وأْتَمِروا بينكم فى المعروف ولا تعاصوا، واتّبعوا الحق ولا تعتدوا، وفكّروا فى أنفسكم ولا تعجلوا، وإنى أذكّركم الله ربكم فاتقوه إن كنتم مؤمنين. واعلموا أن الله يعلم ما تكتمون وما تقولون، ولا يخفى عليه خافية، فالذى عتا عن أمر ربه وعصاه فسوف يُريه عذابا نُكرًا، ويحاسبه حسابًا شديدًا، و يذيقه و بال أمره، و يُدخله فى الهالكين.

لا يقال إن الجملة الآتية فى الآية المتقدمة. يعنى وَرَافِعُكَ إِلَيَّ يدل على رفع الجسد بعد الإنامة، فإنه لما ثبت وتحقّق أن معنى التوفى قبض الروح فقط لا قبض الجسم، ثبت من هٰهنا أن الرفع يتعلق بالروح لا بالجسم، فإن الله لا يرفع إلا الشىء الذى قبضه، ومعلوم أن الله لا يقبض الأجسام بل يقبض الأرواح فقط. وأنت تعلم أن القرآن يشهد على هذا فى كل مواضعه، ولن تجد فى القرآن لفظًا من ألفاظ التوفى الذى كان معناه رفع الجسم مع الروح، وكذلك جرت عادة الله تعالى من يومِ خلقِ آدم

إلى هذا اليوم، فإنه يقبض الأرواح ويترك الأجسام مطروحة على الأرض أو السرر أو الفُرش. فالشيء الذى ما قبضه الله تعالى. كيف يُرفع إليه؟ فإن القبض شرط ضرورى للرفع. ثم إذا تفحصنا عن ألفاظ التوفى فى القرآن فوجدناها فى خمسة وعشرين موضعا من مواضعه، ولكن الله لم يستعمله فى موضع إلا بمعنى قبض الروح. فانظر القرآن من أوله إلى آخره. هل تجد فيه معنى يُخالف هذا البيان؟ وانظر فى قوله تعالى رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّتَوَفَّنَا مُسۡلِمِيۡنَ [1]، وفى قوله تعالى تَوَفَّنِىۡ مُسۡلِمًا وَّاَلۡحِقۡنِىۡ بِالصّٰلِحِيۡنَ [2]، وفى قوله تعالى وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعۡضَ الَّذِىۡ نَعِدُهُمۡ اَوۡ نَتَوَفَّيَنَّكَ [3]، وفى قوله تعالى وَلٰكِنۡ اَعۡبُدُ اللّٰهَ الَّذِىۡ يَتَوَفّٰٮكُمۡ [4]، وفى قوله تعالى حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الۡمَوۡتُ [5]، وفى قوله تعالى اِذَا جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوۡنَهُمۡ [6]، وفى أقوال أخرى. وتأمّلْ فى هذه الألفاظ.. أعنى التوفى. هل تجد معناه الإماتة فى هذه الآيات أو معانى أخرى؟ وأما نظائره فى الصحاح الستّة وأحاديث أخرى وكلام الشعراء فلا تُحصى كثرةً، ففكّرْ ولا تكن من المستنكرين. وينبغى أن تحتاط فى فكرك ولا تجيب كالمستعجلين. واعلموا أن الذين خالفوا بياننا هذا وقالوا إن التوفى فى آية يٰعِيۡسٰۤى اِنِّىۡ مُتَوَفِّيۡكَ [7] وفى آية فَلَمَّا تَوَفَّيۡتَنِىۡ [8] إنما جاء بمعنى الرفع مع ﴿۶۳﴾ الجسد، فهو قول لا دليل عليه، وما نصّوا على ذلك، وما استدلوا بمحاورة كلام الله وتفسير رسوله أو أصحابه أو شهادة أحد من أهل اللسان، فلا شك أنه تحكّمٌ محضٌ كما هو عادة المتعصبين.

وإذا ثبت أن لفظ التوفى فى القرآن فى كل مواضعها ما جاء إلا للإماتة وقبض الروح، فما ظنك فى هذا اللفظ التوفى الذى جاء فى آية:

[1] الاعراف:۱۲۷ [2] یوسف:۱۰۲ [3] یونس:۴۷ [4] یونس:۱۰۵ [5] النساء:۱۶
[6] الاعراف:۳۸ [7] ال عمران:۵۶ [8] المائدة:۱۱۸

يَا عِيسَى إِنِّى مُتَوَفِّيكَ أهو عندك مثل هذه الألفاظ التى تجدها فى القرآن بمعنى الإماتة وقبض الروح بالتواتر والتتابع فى كل موضع من مواضعه؟ أم له معنى مخصوص الذى لا يوجد فى القرآن مثله ولا فى حديث ولا فى قول صحابى، ولا فى كلمات بلغاء العرب وشعرائهم من الأولين الى الآخرين؟ فإن كنت تظن أن لهذا المعنى الذى نحته العلماء فى لفظ مُتَوَفِّيكَ بالتكلفات الباردة الركيكة أمثالا أخرى فى لسان العرب والقرآن المجيد وأحاديث رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فأْتِ بها إن كنت من الصادقين. وإن لم تأتوا بها. ولن تأتوا بها. فاتقوا اللّٰه الذى إليه تُرجَعون ثم تُسألون عما تعلمون وتعملون، واللّٰه يعلم ما فى صدور العالمين.

وبوجه اللّٰه وعزّته. إنى قرأت كتاب اللّٰه آيةً آيةً وتدبرت فيه، ثم قرأت كتب الحديث بنظر عميق وتدبرت فيها، فما وجدت لفظ التوفى فى القرآن ولا فى الأحاديث (إذا كان اللّٰه فاعله وأحد من الناس مفعولا به) إلا بمعنى الإماتة وقبض الروح. ومن يُثبت خلاف تحقيقى هذا فله ألف من الدارهم المروَّجة إنعاما منى، كذلك وعدتُ فى كتبى التى طبعتها وأشعتها للمنكرين وللذين يظنون أن لفظ التوفى لا يختص بقبض الروح والإماتة عند استعمال اللّٰه لعبد من عباده بل جاء بمعنى عام فى الأحاديث وكتاب رب العالمين.

والحق أن لفظ التوفى إذا جاء فى كلام وكان فاعله اللّٰه، والمفعول به أحد من بنى آدم صريحًا أو إشارة، مثلا إذا كان الكلام هٰكذا توفى اللّٰه زيدا، أو توفى اللّٰه بكرا، أو تُوُفى خالد، فلا يكون معناه فى لسان العرب إلا الإماتة والإهلاك، ولن تجد ما يُخالفه فى كلام اللّٰه ولا فى كلام رسوله ولا فى كلام أحد

مـن شعراء العرب ونوابغهم. فـانـظرُ إلى كل جهة هل صدقنا فى قولنا هذا أم كنا من الكاذبين. وقد أطنبنا فى تقريرنا هذا ليتدبّر من كان من المتدبّرين.

والعجب من بعض الجهلاء أنهم إذا سمعوا منا هذه الحجة فما قبلوها كالمسترشدين، بل نهضوا معارضين، وقرأوا آية ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ ونحوها نقضًا منهم، ولم يعلموا مِن حمقهم وشدة جهلهم أن هذه الآيات التى يقرأون ردًّا علينا هى كلها من باب التفعيل لا من باب التفعل الذى هو محل النزاع. فانظر كيف يسعون هؤلاء إلى كل جهة ليطفئوا نور الحق، ثم انظر كيف ينقلبون خائبين. وكأيّن من آيةٍ ﴿۶۴﴾ فى القرآن يقرأونها ثم يمرّون عليها غافلين، وأبطرَهم كثرتُهم فيظلمون الضعفاء متكبّرين.

واعلم.. حماك اللّٰه وحفظك ورَحَضَ درن أوزارك.. أن للمخالفين اعتراضات أخرى قد نشأت من سوء فهمهم وقلة تدبرهم، فأردنا أن نكتبها فى كتابنا هذا مع جوابها لينتفع بها كل من كان رشيدا من الناس، مُصطفى مُبرًّأ من دنس التعصب وكان من الطالبين.

فمنها أنهم يقولون إن الملا ئكة ينزلون إلى الأرض كنزول الإنسان من جبل إلى حضيض، فيبعُدون عن مقرهم، ويتركون مقاماتهم خالية إلى أن يرجعوا إليها صاعدين. هذه عقيدتهم التى يبيّنون، وإنّا لا نقبلها ونقول إنهم ليسوا فيها على الحق فاشتد غيظهم وقالوا إن هؤلاء خرجوا من عقائد أهل السُنّة والجماعة، بل كفروا وارتدوا، فقاموا علينا معترضين.

وأما الجواب فاعلم أنهم قد أخطأوا إذ قاسوا الملا ئكة بالناس، ولا يخفى على الذى خُلق من طينة الحرية، وتفوّقَ دَرَّ الدراية اليقينية، أن الملائكة لا يشابهون الناس فى صفة من الصفات أصلا، ولم يقم

دليـل مـن الـكتـاب ولا السُـنّة ولا الإجماع على أنهم إذا نزلوا إلى الأرض فيتركون السماوات خالية كبلدة خرجت أهلها منها ويقصدون الناس بشقّ الأنفس، ويصلون الأرض بعد مكابدة الأسفار وآلامِ بُعدِ الشُقّة ومتاعبها وشدائدها، ومعاناةِ كل مشقةٍ وجهد، بل القرآن الكريم يبيّن أن الملائكة يشابهون بصفاتهم صفاتِ اللّٰه تعالى كما قال عزّ وجلّ وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا [1]، فانظر. رزقك اللّٰه دقائق المعرفة. أنـه تـعـالٰى كيف أشـار فـى هذه الآية إلى أن مجيئه ومجىء الملائكة ونزوله ونزول الـملا ئكة متحد فى الحقيقة والكيفية. ولا حـاجة إلى أن نذكّرک ما ثبت من نزول الـلّٰـه تـعـالـى مـن العرش فى الثلث الآخر من الليل فإنک تعرفه، ومع ذلک ما أظن أن تـحـمـل ذلک الـنـزول على الـنزول الجسمانى وتعتقد أن اللّٰه تعالٰى إذا ما نزل إلـى السـمـاء الدنيا فبقِى العرش خاليا من وجوده. فـاعـلم أن نزول الملائكة كمثل نـزول الـلّٰـه كـمـا تشيـر إليـه الآيـات الـمـتـقـدمة، والـلّٰـهُ أدخلَ وجود الملا ئكة فـى الإيـمـانيـات كما أدخل فيها نفسه وقال وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ [2]، وقـال وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ [3]. فبيّـن لـلـنـاس أن حقيقة الملا ئكة وحقيقة صفاتهم متعالية عن طور العقل، ولا يعلمها أحد إلا اللّٰه، فلا تضربوا لِلّٰهِ ولا لملا ئكته الأمثال وأْتوه مسلمين.

وأنت تعلم أن كل مسلمٍ مؤمنٍ يعتقد أن اللّٰه ينـزل إلى السماء الدنيا فى الثلث الآخر من الليل مع وجوده واستوائه على العرش، ولا يتوجّه إليه ﴿۶۵﴾ لَـوْمُ لائـم ولا طـعـنُ طـاعـن لأجـل هذه العقيدة، بل المسلمون قد اتفقوا عـليهـا ومـا حـاجّهـم أحـدٌ من المؤمنين. فـكـذلک الـمـلائكة ينـزلون

[1] الفجر:۲۳ [2] البقرة:۱۷۸ [3] المدثر:۳۲

إلى الأرض مع قرارهم وثباتهم فى مقامات معلومة، وهذا سرٌ من أسرار قدرته، ولولا الأسرار لما عُرف الرب القهّار. ومقامات الملائكة فى السماوات ثابتة لا ريب فيها كما قال عزّ وجلّ حكاية عنهم وَمَا مِنَّآ إِلَّا لَهُۥ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ[1]. وما نرى فى القرآن آية تشير إلى أنهم يتركون مقاماتهم فى وقت من الأوقات، بل القرآن يُشير إلٰى أنهم لا يتركون مقاماتهم التى ثبّتهم اللّٰه عليها، ومع ذلک ينزلون إلى الأرض ويُدركون أهلها بإذن اللّٰه تعالٰى، ويتبرزون فى برزاتٍ كثيرة، فتارة يتمثلون للأنبياء فى صور بنى آدم، ومرّة يتراء ون كالنور، وكرّةً يراهم أهل الكشف كالأطفال وأخرى كالأمارد، ويخلق لهم اللّٰه فى الأرض أجسادًا جديدة غير أجسادهم الأصلية بقدرته اللطيفة المحيطة، ومع ذلک تكون لهم أجساد فى السماء ، وهم لا يفارقون أجسادهم السماوية، ولا يبرحون مقاماتهم، ويجيئون الأنبياءَ وكل من أُرسِلوا إليه مع أنهم لا يتركون المقامات. وهذا سر من أسرار اللّٰه فلا تعجب منه، ألم تعلم أن اللّٰه على كل شيء قدير، فلا تكن من المكذبين.

وانظر إلى الملائكة. كيف جعلهم اللّٰه كجوارحه، وجعلهم وسائط قدره فى الأمور ولٰكنْ فَيَكُونِيَّتِهِ (وهذا لفظ مركب من كن فيكون۱۲) فى كل أمر، ينفخون فى الصور على مكانتهم، ويبلّغون صيحتهم إلٰى من يشاء ون، ولا يعجز أحد منهم عن أن يدرک كلَّ من فى المشارق والمغارب فى طرفة عين أو فى أقل منها، ولا يشغله شأن عن شأن. فانظروا مثلا إلٰى ملک الموت الذى وُكِّل بالناس. كيف يقبض كل نفس فى الوقت المقدر، وإن كان أحد من الذين يُتَوَفَّون فى آن واحد فى أقصى المشرق والآخر فى منتهى بلاد المغرب. فلو كانت سلسلة هذا النظام الإلهى موقوفة على نقل خطوات الملائكة

[1] الصّٰفّٰت:۱۶۵

من السماء إلى الأرض، ثم من بلدة إلى بلدةٍ، ومن مُلكٍ إلى مُلكٍ، لفسد هذا النظام الأمرىّ، ولتطرّقَ حرج عظيم فى أمور قضاء اللّٰه وقدره، ولَمَا كان لملَكٍ عند انتقاله من مكان إلى مكان أَن يأمن إضاعة الوقت وفوت الأمر المقصود، ولَوَرَدَ فى وقت من الأوقات مورد العتاب، ولأُرْهِقَ فى يوم من الأيام بعتبة رب الأرباب، لأجل ما فاته فعلُ الأمر على وقته، ولأُخِذَ بأنواع العقاب. وأنت تعلم أن شأن الملائكة منـزّهٌ عن هذا، وهم يفعلون من غير مُكْثٍ، وفعلُهم فعلُ اللّٰه من غير تفاوت، فتدبر ولا تكن من الغافلين☆.

ثم تدبر. نصرك اللّٰه ورزقك الإقبال على المعارف أن الملائكة

☆ ههنا سؤال ينشأ طبعًا فى كل فهم سليم، وهو أن الملائكة. هل يستطيعون أن يفعلوا ما أُمِروا فى مقدار وقت لا يكتَفى لانتقالهم من مكانٍ إلى مكانٍ، بل يمضى قبل أن يقوموا من مقامهم أو لا ؟ فإن قيل فى جوابه أنهم يستطيعون، فالنزول عبث وداخل فى تضييع الأوقات، بل هو من أمارة العجز، بل الحق إنه نوع من العصيان والغفلة، ومن غفل متعمدا فقد عصىٰ. فإن قيل أنهم لا يستطيعون. فهذا يوجب أن ينتظر اللّٰه تعالى مطلوبه إلىٰ مدةِ نزول الملائكة إلى الأرض، ولا يخفى فساد هذا القول على العقلاء، فإن نقص الانتظار على اللّٰه مُحال، ولا يصح عليه أن يتطرق فى إرادته حرجٌ وفى مشيئته توقُّفٌ، ويأتى عليه زمان كالمنتظرين. فإن الوقت مقدار غيرُ قارٍّ، فلا شك أن وقت النزول غير جزء الذى كان هو وقت المقام وسماع الكلام من اللّٰه العلام، وأنت تعلم أنما أمره إذا أراد شيئا فإنما يقول له كن فيكون. أتحسبون أن ملائكة اللّٰه كانوا أقل همة وقوة من صاحب سليمان الذى ما قام من مجلسه وما نُقل إلى مكان وأتى بعرش بلقيس قبل أن يرتد طرف سليمان؟ فتدبر، والإشارة مكتفية للعاقلين. منه

أعظم جسما من كل ما فى السماوات والأرض كما ثبت من النصوص القرآنية والحديثية، فلا شك أنه لو نزل أحد منهم إلى الأرض بجسمه العظيم القوى لغشى الأقاليم كلها، وأهلك أهلها، وما وسعته الأرض فالحق أنهم ينزلون كنزول تمثلى، ولا تنزل أجسامهم الأصلية منَ السماوات، ولكن الله يخلق لهم أجسادًا ﴿٢٦﴾
أخرى على الأرض بحيث تسعها الأرض، وتقتضيها المعدات الخارجية بقدرٍ تدركه أبصار المبصرين.

ففكر فى قولنا هذا كما هو شرط الفكر ولا تعجل، بل تكلَّفُ للفهمِ لُبُثَةً، وانظر كلامى هذا بنظر الإنصاف كرّةً، وتَفتّشُ حقيقةَ كلمتى مرّةً، واستمعُ عنى نفثتى تارةً، ثم لك الخيار من بعد، وبيدك القبول والرد وحاصل قولنا أن الملائكة قد خُلقوا حاملين للقدرة الأبدية الإلهية، منزّهين عن التعب واللغب والمشقة، ولا يجوز عليهم مشقة السفر وتعبُ طىّ المراحل، والوصول إلى المنازل والمقاصد بشق الأنفس وصرف الأوقات، فإنهم بمنزلة جوارح الله لإ تمام أغراضه بمجرد إرادته من غير مكث، فلو كان نزولهم وصعودهم على طرزِ صعود الإنسان ونزوله، لاختل نظام ملكوت السماوات وفسد كل ما فيهما، ولعادَ كل هذا النقص إلى الله الذى أقامهم مقامه فى المهمات الربوبية والخالقية وغيرهما، فإنهم مدبّرات أمره، والحافظون من لدنه على كل شىء، وإنما أمرهم إذا أرادوا شيئا فيكون الشىء المقصود من غير توقف. فأنّى ههنا السفر؟ وأين طىّ المراحل وترك المقامات والنزول إلى الأرض بصرف وقت؟ فلا تُمارِ فى هذا ولا تَسْتَفْتِ الذين اعتراهم جنون التعصب فكانوا بجنونهم محجوبين.

وقد ثبت من رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يؤيد قولنا هذا من

عـدم نـزول الـمـلا ئـكة، كـمـا جاء عن عائشة رضى اللّٰه عنها، قالت قال رسول اللّٰه صـلـى الـلّٰـه عـليـه وسـلـم مـا فى السماء موضع قدم إلا عليه ملَکٌ ساجد أو قائم، وذلک قول الملا ئكة وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ [1]

فـاعلم. رحـمـک اللّٰـه. أن هـذا دليـل قـطـعـى عـلـى أن الملا ئكة لا يتركون مـقـامـاتهـم، وإلا فـكيف يـصـح أن يُـقال إنه لا يوجد فى السماء موضع قدم إلا عليه مـلَکٌ وكيف تبـقٰـى هـذه الـصـورة عند نزول الملا ئكة إلى الأرض ألا تعتقدون أن لِجبْرَئِيل جسم يـمـلأ الـمشرق والمغرب فإذا نزل جبرائيل بذلک الجسم العظيم إلـى الأرض وبـقيـت السماء خالية منه، ففَكِّرْ فى مقدارٍ خالٍ وتذكَّرْ حديث ”موضع قدم“ ، وكن من المتندمين.

ثـم إذا فـكـرت فـى سورة ليلة القدر فيكون لک ندامة و حسرة أزيد من هذا، فـإن الـلّٰـه عـزّ وجـلّ يـقول فى هذه السورة أن الملا ئكة والروح تـنـزلون فى تلک الـليلة بإذن ربهم، ويمكثون فى الأرض إلى مطلع الفجر، فإذا نزلت الملا ئكة كلهم فى تلک الليلة إلى الأرض فلزم بناءً على اعتقادک أن تبقى السماء كلها خالية بعد نـزولهـم، وهـذا كـمـا تقدم فى حديثِ ”موضع قدم“، فلا تنقل قدمک إلى الضلالة البـديهة وأنت تعلم أن الرشد قد تبيّن من الغيّ، ولن تستطيع أن تُخرج لنا حديثًا دالاًّ عـلـى أن الـسـمـاء تبـقـى خالية بعد نزول الملا ئكة إلى الأرض، فلا تجترء على اللّٰه ورسوله، ولا تقفُ ما ليس لک به علم فتقعد ملومًا مخذولا، وتدخل فى الضالين.

إنّ الـذين يطلبون سبل اللّٰه لا يُصرّون على ما قالوا أو فعلوا، وإذا رأوا أنهـم قـد ضـلـوا فـرجـعـوا إلـى الـحـق مستـغـفرين، هنالـک ترىٰ أعينهم ﴿۲۷﴾

[1] الصّٰفّٰت:۱۶۵

تـفـيـض مـن الدمع ربنا اغفِرْ لنا إنّا كنا خاطئين، فيغفر لهم ربهم ويتوب عليهم رحمةً وفـضـلًا، والـلّـه يـحبّ التوّابين ويحب المتطهرين. واعلم أن اللّٰه ورسوله الذى أُوتىَ جـوامـعَ الـكَـلِـمِ، كثيرا ما يستعملان استعارات فى الكلام، فيغلط فيها رجل لا ينظر حـق الـنـظـر، والـذى يـفسّـرهـا قبـل وقتها ويعتقد أنها محمولة على الظاهر وما هى مـحـمـولة عليه، ولكنه يُخطى لدخله قبل وقت الدخل، فيصرّ على خطاءه أو تدركه عناية اللّٰه فيكون من المبصرين.

قد جرت عادة الـلّـه تـعـالـى أنه قد يكون فى أنبائه المستقبلة و معارفه الدقيقة الـلـطيـفة الـمـزيَّـنة بـالاستـعـارات أجـزاءٌ تُبلٰى بها الناس، فالذين يكون فى قلوبهم مـرض فـيـزيـدهـم الـلّـه مرضا بتلك الابتلاء ات، فيستعجلون ويكذّبون كلام اللّٰه. أو يـكذّبون الذى رزقه اللّٰه علمه ظـلـمًا وعُلُوًّا و لا يتدبرون خائفين. ثم إذا ظهرت بـراء تـه وأنـارت حـجـتـه، فيـرجـعـون إليـه متـنـدمين، أو يموتون فى هوّة التعصب، ويستـغـنـى الـلّـه والـلّٰه غنىّ عن العالمين. وأمـا مـن أوتـى فـراسة من عند اللّٰه ونُوِّرَ مـن لـدنـه، فيـمهـر فـى الـعلم الإلهى، ويعرف الحقيقة، وينظر بنور اللّٰه، ويرزقه اللّٰه إصابة المحفوظين.

ولـنـرجـعُ إلـى كـلامنا الأول فنقول إن اللّٰه تبارك وتعالى قال فى كتابه المحكم إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ [1]، فلما كانت الملا ئكة حافظين لنفوس الـنـجوم والشمس والقمر والأفلاك والعرش وكل ما فى الأرض، لزم أن لا يـفـارقوا ما يحفظونه طرفة عين، فانظر كيف ظهر من هذا الأمر الحق، وبطل مـا زعـم الـزاعـمون من نزولهم وصعودهم بأجسامهم الأصلية. فـلا مفرّ إلى سبيـل مـن قبـولِ دقيقةِ المعرفةِ التى كتبناها. أعـنـى أن الـملا ئكة لا ينـزلون بـنــزول حـقـيـقــى، ولا يــرون وعثــاء السـفـر، بل إذا أراد الـلّـه إراء تهم

[1] الطارق:۵

فـی الـنـاسـوت فیخلق لهم وجودا تمثليا فی الأرض، فتراهم العين التی تسرح فی روضات الكشف. ولـو لـم يكن كذلك للزم أن يرى الملا ئكةَ الناسُ كلهم عند نـزولهـم إلـى الأرض لـقبـضِ الأرواح وغيرها من المهمات، وللزم أن يرى مَلَكَ الـمـوت مثلًا كلٌّ من تُوُفِّیَ أحدٌ من أقاربه وممن يؤاخيه ومن عشيرته وعقبه وقومه وأصـدقـائـه أمـام عيـنـه، فإن جسم الملا ئكة جسم كأجسام أخرى، فلا وَجْهَ لعدم رؤيتهـم مـع نزولهم بأجسامهم الأصلية. وأنـت تـعـلـم أن خَلقًا كثيرا يموتون أمام أعيـنـنـا فـلا نـرى عند نزعهم وغمـرةِ موتهم الملا ئكةَ التی تَوفَّتْهم، وما نـسـمع ما يسألون الموتی وما يكلّمونهم. فـالحق أن هذا الأمر وأمثاله من عالم المثال الذی ما أراد اللّٰه كَشْفَ كُنهِه على العقول والأعين وأما نظائر عالـم المثال فكثيرة ومنها نـزول الـمـلا ئـكة، ومنها ما جاء فی الأحاديث أن قبر الـمؤمن روضة من روضات ﴿۶۸﴾
الجنة أو حفرة مـن حـفـر الـنـار، ومنها ما جاء فی بعض الأحاديث أن اللّٰه يكشف لـمؤمن غرفة إلى الجنة فی قبره، ويكشف لكافر غرفة إلى جهنم، ولكنا ربما نزور الـقبـور أو نحفر أرضها فلا نرى غرفة إلى الجنة أو إلى جهنم، ولا نرى فيها شجرة واحـدة فـضلًا عـن الروضات، ولا جـمرة مـن الـنـار فـضلًا عـن الـنيران الموقدة الـمـحـرقة، ولا نـرٰی هـنـاک ميتًـا قـاعدًا عائشًا بعد الموت، كما أخبر عن قعود الـمـوتٰـى وحيـاتهـم عـنـد السؤال والجواب، بل نریٰ ميتًا مُكفَّنًا قد أكلت الأرض لـحـمـه وكفنه. وقـد جـاء فـی الأحـاديـث أن الشـهـداء يُرزَقون من ثمرة الجنات وألبـانهـا وشـرابهـا الـطهـور، ولـكـنا لا نرى فی قبورهم. التـی هی روضة من روضات الجنة . مـن ثـمرة أو ريحان أو من قدح لبن أو كأس خمر. وربما لا نـدفـن الـموتى إلـى أيـام فـلا نـریٰ مـجـیء الـمـلا ئـكة عندهم ولا ذهـابهم وقد

أخبـر اللّٰـه تـعـالـى فى كتابه أن الملا ئكة يضربون وجوه الكفار، ولكنا لا نرٰى مِلكًا ضاربًا ولا أثر الضرب، ولا نسمع صراخ المضروبين.

وقـد جـاء فـى بـعـض الأحاديث أن الطفل الرضيع إذا مات قبل تكميل أيام الـرضـاعة فتتـم أيـامهـا فى القبر، ولكنا لا نرىٰ مُرضِعًا قاعدة فى القبر، ولا طفلًا يـمصّ لبنها وقـد جـاء فـى بـعـض الآثـار أن قبـر المؤمن يُوسَّع عليه بمقدار كذا وكـذا، ولـكنا لا نرىٰ أثرا من ذلك التوسيع، بل نراه كقبرِ كافر مِن غير تفاوُت سـعة وضيـق، فـكيف ندعى الحقيقة ولا نرىٰ آثارها؟ وكذلك قيل إن الشهداء أحيـاء يـأكـلـون ويشـربـون ولـكـنا لا نرى أنهم لاقوا الناس كالأحياء ووثبوا من قبـورهـم ورجعوا إلى دورهم. فـلـو كـانـت هـذه الأمـور.أعنى نزول الملائكة، وتـوسيـع قبـور الـمـؤمنين ووجود الجنات فيها، وقعود الموتى فى القبور أحياءً، وغيـرها التى يوجد ذكرها فى القرآن والأحاديث . من الأمور الحقيقية الحسّيّة التـى هـى من هذا العالم لا من عالم المثال . لـرأيـناه كما نرىٰ أشياءً أُخرى التى توجد فى هذه الدنيا. وأنت تعلم أن أحدا منّا لا يرى هذه الواقعات بعين يرى بها أشيـاء هـذا العالم، فإنّا نرى أشجار هذا العالم وبساتينها عن بعيد، ونرى ثمراتها مـعـلّقة بأغصانها، ولكنا إذا كشفنا قبر شهيد من الشهداء فلا نجد فيها أثرًا منها، وقـد آمنّا بأن قبـورهـم أُودِعَـت لفائف النعيم، وضُمِّخت بالطيّب العميم، وسيقَ إليهـا شربٌ من تسنيم، وأريج نسيم، وفيها روضة من روضات الجنة، وكأس من كـأس الـلبـن والـخـمر، ولكنّا ما شاهدنا شيئا منها بأعيننا، ولا تحسّسناه بحاسّةٍ أخـرىٰ، فـلـم نـجـد بُـدًّا مـن تـأويـل، فقلنـا إن هذه الأمور كلهـا . أعـنـى نزول

الملا ئكة ونزول الجنة وغيرها متشابهة يشابه بعضها بعضًا، ولا شك أن لها حقيقة واحدة من غير اختلاف وتفاوت، ولا شك أن هذه الواقعات كلها منسلكة فى سلك واحدٍ فتبصَّرْ تسترحْ من سهام المعترضين، ولا تركنْ إلى الذين ظلموا واكتسَوا ثوب الذل والخطاء بعدما تبين الرشد من الغيّ، واتبعْ قولًا قد انكشف كل الانكشاف ومزِّقْ رقعةَ تقليد الجهلاء شَذَرَ مَذَرَ، ولا تبالِ أعَذَلَ أحدٌ أو عَذَرَ، وكُنْ من الذين يقومون للّٰه قانتين. ﴿۶۹﴾

ولا بد لک أن تؤمن وتعتقد أن نزول الملا ئكة، وحياة الموتٰى فى قبورهم، وقعودهم فى أجداثهم، ووجود الجنة والسعير فيها، ليس من واقعات هذا العالم ولا من مدركات هذه الحواس، بل هى من عالم آخر، ولا ينبغى لأحد أن يحملها على واقعات هذا العالم، أو يقيس عليه حقائقَ تلک العالم، بل هى أمور متعالية عن طور هذا العالم و مُدرَكاته، و لا يعلم كُنْهَهَا إلا اللّٰه فلا تضربُ لها الأمثال و لا تكن من المعتدين.

وأنت تعلم أن اللّٰه تعالى ما قال فى كتابه إن الملا ئكة يشابهون الناس فى صعودهم ونزولهم، بل أشار فى كثير من مقامات كتابه المحكم إلى أن نزول الملائكة وصعودهم كنزوله تعالى وصعوده ولا يخفى عليک أن اللّٰه تعالى ينزل فى الثلث الأخير من الليل إلى السماء الدنيا، فلا يقال إن العرش يبقى خاليًا عند نزوله وكذلک أشار اللّٰه فى كتابه إلى نزوله فى ظُلل من الغمام مع الملا ئكة المقربين، فإذا حل اللّٰه الأرض مع جميع ملا ئكته. فإن كان هذا النزول كنزول الأجسام فلا بد لک أن تعتقد أن العرش والسماوات تبقى خالية يومئذٍ. ليس فيها

الرحمٰن ولا ملائكته فَاذَّكِرْ إن كنت من المدّكِرين، وأحسِنِ النظر إلٰى ما قلنا، واستعِدّ لقبول المعارف إن كنت من الطالبين.

أفتظن أن السماء لا تبقى على حالة واحدة. فقد تكون مملوّةً من الملا ئكة. مكتظّة بحفلهم، وقد تكون كمواضع خالية ليس أحد فيها؟ فإن كنت تصدّق هذه العقيدة الباطلة وتصرّ على نزول الملا ئكة بأجسامهم، فعليک أن تُثبِتها من النصوص القرآنية أو الحديثية كما ادعيتَها أو تتوب كرجال متقين.

وقد جاء فی بعض الأحاديث أن جبرائيل عليه السلام مكث على الأرض مع عيسٰى عليه السلام إلٰى ثلا ثين سنة ما فارقَه فی وقت، وجاء فی أحاديث أخرى أنه لا يَلقَی الوحیَ إلا حالَ كونه فی السماء ، ويَلقَی الوحی مِن لدن ربّه ثم يُطلِع عليه آخرين. فهذه مصيبة أخرىٰ عليک، ولن تقدر علٰى تطبيق هذه الأحاديث وتوفيقها.

وربما يختلج فی قلبک وهمٌ وتقول إنی لست قائلا بخلوّ السماوات بعد نزول الملا ئكة فيُقال لک إنک تنسی عقيدتک؛ ألستَ تعتقد أن الملا ئكة ينزلون بنزول حقيقی؟ فلزمک من هذا أن تقول إنهم ينزلون بأجسامهم الأصلية، وأنت تعلم أن نزولهم بأجسامهم الأصلية يستلزم خُلوَّ السماوات بعد النزول. وإن كنت تعتقد أن الملا ئكة لا ينزلون بأجسامهم الأصلية بل يخلق اللّٰه لهم فی الأرض أجساما أخرى التی لا تُدرَک ولا تُرى، فهذا هو مذهبنا. ولكنک إذا أصررت على نزولهم بأجسامهم الأصلية فهذا قول يُخالف القرآن العظيم، لأن القرآن يُدخِل ﴿۷۰﴾
وجودَ الملا ئكة فی الإيمانيات، ويجعل لهم مقامات معلومة فی السماء أعنی

المقامات التى أقامهم اللّٰه عليها، ولا يذكر أنهم يتركون مقاماتهم فى حين من الأحيان وأمّا ذكر نزولهم فهو كذكر نزول اللّٰه، لا تفاوُتَ بينهما، فمنهم الصافُّون، ومنهم المسبِّحون، ومنهم الراكِعون ومنهم الساجدون، ومنهم القائمون كما أشار إليه القرآن، وليس أحد منهم قاعدا كالفارغين.

فإذا نزل أحد منهم بجسمه العنصرى . فلزم أن يترك مقامه خاليًا ويخرُج مِن صفّه، ويبعد عن مقام تسبيحه أو ركوعه أو سجدته الذى أقامه اللّٰه عليه، وينزل إلى الأرض كالمسافرين، وما نرى فى القرآن أثرًا من هذا التعليم، بل جعل اللّٰه نزول الملائكة كنزول نفسه، وجعَل مجيئهم كمجيء ذاته. ألا تنظر إلى هذه الآية. أعنى قوله تعالى وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا [1] وقوله عزّ وجلّ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ [2]

وههنا نكتة أخرى. وهى أن اللّٰه إذا نزل إلى الأرض مع ملا ئكته فلا بد من أن ينزل الملائكة كلهم، فإن الملا ئكة جند اللّٰه فلا يجوز أن يتخلف أحد منهم عند نزول ربّ العرش إلى الأرض، فإذا تقرر هذا فيلزم منه أن تبقى كل سماءٍ من العرش إلى السماء الدنيا خالية عند نزول اللّٰه تعالىٰ على الأرض، ليس فيها رب رحيم رب العرش ولا ملَكٌ من الملا ئكة، واللازم باطل فالملزوم مثله كما لا يخفى على المتفكرين.

ثم إذا فرضنا أن فى الأرض مثلا مئة ألف من الأنبياء ، بعضهم فى المشرق وبعضهم فى المغرب، وبعضهم فى نواحى الجنوب وبعضهم فى أقصى بلاد الشمال، وأمَر اللّٰه تعالى لجبرائيل أن يُوحى إليهم كلهم فى آن واحد لا يتأخر منه أحد ولا يتقدم؛ أو إذا فرضنا أن اللّٰه أمَر مَلَكَ

[1] الفجر:۲۳ [2] البقرة:۲۱۱

الموت أن يتوفى مائة ألف من الرجال الذين بعضهم فى المشرق وبعضهم فى المغرب فى طرفة عين، لا يقدم ولا يؤخر، فما ظنك أن جبرائيل أو ملك الموت يعجز عن ذلك أو يقدر على إتمام أمر المغرب مع كونه فى المشرق، فإن كان قادرا، فكذلك يقدر أن لا ينزل من السماء ويفعل كل ما يشاء كالنازلين.

ومثل آخر نستفسرك جوابه. وهو أن ملك الموت حلَّ بلدةً عظيمة من البلاد المشرقية فى أيام الوباء ليقبضَ أرواح سكان تلك البلدة، فاشتدت الضرورة لقيامه فيها إلى الشهرين بما كثرت فيها واقعات الموت مسلسلة متواترة، وما فرغ مِن قبض نفس إلا وجاء وقت قبض نفس أخرى، فحبَسه هذه السلسلة المتواليه المتتابعة فيها، وما كان أن يتحاماها قبل أن يتوفى أهلَها، فمكث فيها إلى أن تمادى المُقام وامتدت الأيام إلى شهرين، فما بال قوم قد جاء أجلهم فى تلك الأيام فى البلاد المغربية، وما قدر ملَكُ الموت على أن يصلهم على وقتهم، أهُمْ يموتون مِن غير أن يحضرهم قابض الأرواح أَوْ تطيش سهام مناياهم بَيِّنوا إن كنتم صادقين. لا ﴿۱۷﴾ يُقال إن ملك الموت قادر على أن يقبض نفوس المغربيين مع كونه مقيما فى المشرق. لأنّا نقول إنه لو كان قادرًا علٰى مثل تلك الأفعال لما اضطر إلى النزول من السماء وما كان محتاجًا إلى سير الأرضين.

و إذا قبلتم وسلمتم أن ملكًا من الملا ئكة يتصرف على كل وجه الأرض مع كونه فى بلدة من البلاد، ولا يشغله شأن عن شأن، ويتوفى المشرقى فى المشرق مع كونه فى المغرب، فأىّ حرج فى ذلك أن تقول إن الملا ئكة مع كونهم فى السماء يتصرفون فى الأرض بإذن اللّٰه تعالٰى فأى ضرورة اشتدت لنزولهم مع كونهم قادرين على أن يتصرفوا فى سكان مكان

مع كونهم فى مكان آخر من الأرضين.

وإن كنت تطلب منّا من مثلٍ ينكشف به عليك مذهبنا فاعلم أنه أمرٌ أرفعُ وأبعدُ عن ضرب الأمثال، وقد يقال تقريبًا لا تحقيقا إن مَثل نزول الملا ئكة إلى الأرض كمثل نجوم السماء . تنطبع أشكالها فى البحار والأنهار والحياض والمرايا التى قابلتْها، والحق أن أمر النزول أمرٌ متعالٍ عن طور العقل وضرب الأمثال، وإن هو إلا خلق جديد من القادر الذى هو بكل خلقٍ عليمٌ، ولا تدرك الأبصار كُنْهَ حِكمه وكوائف أسراره فتشبيه نزول الملا ئكة بنزول الناس حمقٌ وضلالة، والإنكار منه إلحادٌ وزندقة، وقبول معنى يليق بشأن الملا ئكة الذين هم كجوارح اللّٰه معرفةٌ تامة وصراط مستقيم، رزَقها اللّٰهُ لنا ولجميع عباده الصالحين.

وهذا من أحسن العبارات عن معنى النزول الذى تشابهَ على أكثر الناس، فخُذْها منّى شاكرا، فإنها من علوم نفثها اللّٰه فى روعى وشرح بها صدرى، وإنها هى السكينة التى تنطق على لسان المحدَّثين حين يحتاج الخَلق إلى إزالة أوهامهم، فتفكَّرْ ولا تَجِدُ منه إن كنت تطلب سبل اليقين وقد جعلنى اللّٰه إمامًا لحل تلك الغوامض، وإن كانت طبيعتى تأبى الإمامةَ وتأنف منها، ولكنه فعَل كذلك فضلًا من لدنه ليُحسِن إلى مَن كُذِّبَ ولُعِنَ وكُفِّرَ، ويُحسِن إلى خَلقه، وليُرِى الأعداء أنهم كانوا كاذبين مخدوعين، وليرزقَ أبناءَ الزمان علوما اقتضت طبائعهم كَشْفَها، واللّٰه يفعل ما يشاء ، ما كان للناس أن يسألوه عما فعل وهم من المسؤولين.

ووالذى نفسى بيده . إنه نظَر إلىَّ فقبِلنى، وأحسن إلىَّ وربّانى،

وأعطانى من لدنه فهما سليما وعقلا مستقيما. وكم من نور قذف فى قلبى، فعرفتُ من القرآن ما لم يعرف غيرى، ودركت منه ما لا يُدرك مخالفى، ووصلتُ فى فهمه إلى مرتبة تتقاصر عنها أفهامُ أكثر الناس، وإنْ هذا إلا إحسانه وهو خير المحسنين.

ومن اعتراضاتهم أنهم إذا قرأوا كتابى "التوضيح"، ووجدوا فيه مكتوبًا أن للشمس والقمر والنجوم تأثيرات يُربّى اللّٰه بها كل ما يوجد فى الأرضين. ﴿۴۲﴾
فاعترضوا علىّ وقالوا إن هذه العقيدة عقيدة فاسدة تخالف ما جاء فى الأحاديث فيا حسرة عليهم! إنهم ما فهموا معنى الأحاديث، وما فهموا معنى قولى، وقاموا مستعجلين ظانّين ظن السوء، وما استفسروا معنى كلماتى منى كدأب أهل الصلاح، بل امتلأوا غضبًا وغيظًا، وردّوا علىّ وكفّرونى وأطالوا الألسنة، وقلّلوا الانظار و أرَوا خبثهم و هِتارهم، و ما هتكوا إلا أستارهم، و ما كانوا على جهلهم متنبهين.

فاعلموا يا أولى الأبصار الرامقة والبصائر الرائقة، أنّا ما كتبنا فى كتاب شيئا يُخالف النصوص القرآنية أو الحديثية، وما تفوَّهْنا به يومًا من الدهر، وقد أعاذنا اللّٰه من مثل ذلک، ولكنهم يعترضون قبل أن يفهموا، ويحسبوننا ضالين قبل أن يكونوا مهتدين. واللّٰهُ يعلم. ونُشهد الثَّقَلينِ أنّا لا نعتقد أن أحدًا من الشمس والقمر والنجوم فاعل مستقل فى فعله ومؤثر بذاته، أو له اختيار فى إفاضة التأثيرات أو له دخلٌ إرادىّ فى إيصال الأنوار وإنزال الأمطار وتربية الأبدان والأجسام والثمرات ولا نعتقد أن أحدًا من تلك الأجرام النورانية يستحق الحمدَ والشكر والعبادة على إفاضته،

أو له مِنّة و إحسان على أهل الأرض مثقال ذرّة، أو هو يسمع دعاء الناس ويرضى عن الحامدين. ومن عزا إلينا أمرًا من هذه الأمور فقد ظلَمَنا، والله يعلم أنه مفترٍ كذّاب، ومُجاهِرٌ بالقِحَة والفِرْية، ويتّبع سبل الخادعين.

بل نؤمن ونعتقد أنّ الله أحد صمد، لا شريک له فی ذاته ولا فی جميع صفاته، لا فی السماوات ولا فی الأرضين. ومن أشرک بالله شيئًا من أشياء السماء أو الأرض فهو كافر مرتد عندنا، ومُفارِقٌ لدين الإسلام، وداخل فی المشركين.

ومع ذلک إنّا نعتقد أن خواص الأشياء حق، وفيها تأثيرات بإذن العليم الحكيم الذی ما خلق شيئا باطلا، ونریٰ أن فی كل شیء خاصية وأثرًا أودعَه الله، حتى البعوضة والذباب والقمّل والدود وما دونها، فكيف نظن أن خلق الشمس والقمر والنجوم هی أدنى من هذه الأشياء وما فی طبائعها من خاصة ونفع للناس، وإنما هی باطلة الحقيقة، وخلَقها الله كأشياء عبثٍ و ردیٍّ ما أودعَها الله منفعةً عظيمة لعباده إلا القليل الذی يقوم مقامه كثير من الأشياء ، كما أنت تزعم فی خلق النجوم وتقول إنها علامات هادية للمسافرين. وأنت تعلم أن الناس قد صنعوا وعملوا لأنفسهم لأسفار برّهم وبحرهم طرقا أخرى أغنتُهم عن النجوم، بل ما بقی لهم حاجة إلى هذه العلامات أصلًا. ثم إذا أنصفتَ فوجب عليک أن تقول إن الناس لا يحتاجون إلى النجوم كلها ليتخذوها علامات عند أسفارهم إلا إلى كواكب معدودة، وأمّا النجوم التی كثرت عدّتها فی السماء حتى إنكم لا تستطيعون أن ﴿۴۳﴾
تعدّوها. فأیّ حاجة للمسافرين إليها بيِّنوا تُؤجَروا إن كنتم لدعواكم مبيّنين،

و إن لم تبيّنوا. ولن تبيّنوا. فاتقوا اللّٰه الذى لا يُحب المبطلين.

وكيف تظن أن اللّٰه خلق النجوم باطلة الحقيقة وما خلق فيها تأثيرات عجيبة وإنّا نرى خواصا وتأ ثيرات فى أدنى مخلوقاته. وكيف نعتقد أن اللّٰه الذى وشّح تلك الأجرام بالأنوار الظاهرة، وزيّنها بالصور المنيرة المشرقية☆ المعجبة، لم يلتفت إلى أن يُودع بواطنها أنوارا أخرى. أعنى تأثيرات مما ينفع الناس؟ وقد سخّر الشمس والقمر والنجوم للناس، وأشار إلى أن كل منها خُلق لمصالح العباد، وإلى أن وجود تلك الأجرام من أعظم إحساناته وتفضلاته. وإنه لم يذكر تأثيرات بعض الأشياء فى كتابه المحكم وأنها قد ثبت❁ عند أولى التجارب، فما لنا أن لا نقر بتأثيرات أشياء قد ذكرها اللّٰه تعالى فى القرآن العظيم، بل فضّلها على أكثر النعماء وحث عباده على أن يُفكّروا فى خلق السماوات والأرض وآياتها وقال إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ[1] والحق أن تأثيرات الشمس والقمر والنجوم شيء يراه الخَلق فى كل وقت وحين، ولا سبيل إلى إنكارها. مثلًا اختلاف الفصول وطبائعها، وخصوصية كل فصل بأمراض مخصوصة ونباتات معروفة وحشرات مشهورة. شيء تعرفه فلا حاجة إلٰى تفصيلها. وأنت تعلم أنه إذا طلعت الشمس وفاضت الأنوار فلا شك لهذا الوقت تأثير فى النباتات والجمادات والحيوانات، ثم إذا هرم النهار وكاد جُرُفُ اليوم ينهار، ففى ذلك الوقت تاثيرات أُخرٰى والحاصل أن لبعد الشمس وقربها أثرًا جليًا وتأ ثيرات قويّة فى الأشجار والأثمار والأحجار وأمزجة بنى آدم، ولا بد من أن نقرّ بها وإلا فأين نفرّ من

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے'' المشرقة ''ہونا چاہیے۔(ناشر) ❁ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے'' ثبتت ''ہونا چاہیے۔(ناشر)

[1] ال عمران:۱۹۱

علـومٍ حسّيّة بديهة ثابتة عند كل قوم وكـم مـن خـواص القمر يعلمها الدهاقين وأربـاب الـفلاحة، فيا حسرة عـلـى الـذيـن يـقـولون إنّا نحن العلماء ثم يتكلمون كأرذل الجاهلين.

وقـد اتفق الحكماء على أن أعدل أصناف الناس سكّان خط الاستواء ، وما هذا إلا لتـأثيـر خـاص يكون سببا لكمال صحتهم وزيادة فهمهم وحزمهم. ولا شک أن هـذا مـن الـعـلوم الحسّية البديهة المرئية، ولا يُعرِض عنه إلا الذى لا يحظى بسراج الـحجة ويزيغ عن المحجّة، فتعسًا للمعرضين. وقد تقرر فى ديننا أن بعض الأوقات مبـاركة تُـجاب فيها الدعوات، وتُسمع فيها التضرّعات. كـليلة القدر وثُلث الأخير مـن الليل. وقـال الـمـحـقـقـون إن فـى الأوقـات التى عُنيت للصلاة بركات مخفية فـلـذلک خـصّهـا اللّٰه للعبادات، فمن حافظ عليها وقضى كل صلاة بحضور القلب فـى وقتها فلا شک أنه يُعطى بركاتها ويُصيبه حظ منها، وينال سعادة مطلوبة ويُنجَّى مِنۡ بـئس القرين. فتـأمَّـلْ هـذا الـموضع حق التأمل فإنه موضع عظيم. ومَن جدّ فى ﴿۷۴﴾
الـطـلـب وجـاهـد فتـقـارنـه الـعـناية والتوفيق والاجتباء ، ويعصمه اللّٰه من الخذلان، ويجعله من الموفَّقين.

وإذا عرفتَ هذا.. فـإن كنت ذا قلب سليم فقد عرفتَ الحقيقة، وزالت عـنـک شكوک كثيرة وشبهات فى هذا الباب، وانجابت غشاوة الاسترابة، وبـانـت أمارة الـحـق، وكُشف عـنـک الـغـمّى، وهُديت إلٰى نور اليقين. وإن كـنـت لا يـكـفـيـک هـذا، وتـجـد فـى نـفسـک طـلـب الزيـادة فى الإيضـاح والإفـصـاح، فـاعـلـم أن الـقـرآن قـد صـرّح بهـذا فى غير موضع، كقوله عزّوجلّ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْكَرْهًا ۗ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ

فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا [1]، وكقوله يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ [2]، وكقوله يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ [3]، فهذه الآيات كلها تدل على أن اللّٰه الحكيم العليم الرحيم الكريم المتفضل خلَق السماوات والأرض كذَكرٍ وأنثى، واقتضت حكمته أن يجمعهما من حيث الفعل والانفعال، ويجعل بعضهما مؤثرًا فى بعض، وهذا معنى قوله فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا . ففكِّرْ فى هذه الآية حق الفكر، ولا تفرّطْ فى جنب اللّٰه، وقُمْ لكسب الحسنات وتلافى الهفوات قبل الوفاة، ولا تكن من الغافلين.

ثم انظر أنه تعالى قال فى مقام آخر قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا [4]، وقال وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ [5]، وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ [6]، ومعلوم أن هذه الأشياء لا تنزل من السماء فما عزاها اللّٰه إليها إلا إشارةً إلى أن العلّة الأولى من العلل التى قدّر اللّٰه تعالى لخلق تلك الأشياء وتولُّدها وتكوُّنها تأثيراتٌ فلكية وشمسية وقمرية ونجومية، وأشار عزّوجلّ فى هذه الآيات إلى أن الأرض كامرأة والسماء كبعلها، ولا تتمّ فعل إحداهما إلّا بالأخرى، فزوّجهما حكمةً من عنده وكان اللّٰه عليمًا حكيمًا.

فتدبَّرْ فى هذه الآيات بنظر عميق وكرِّرِ النظر فيها، واعلم أن هذا الموضع من أجلّ المواضع لمن حقّقه وفهمه ونظره بدقة النظر. ويؤيد هذه الآياتِ قولُه تعالى فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ . [7] وأنت تفهم أن فى هذا القول إشارة إلى أن للنجوم ومواقعها دخل لِتحسُّسِ زمان النبوة ونزول الوحى، ولأجل ذلك قيل إن بعض النجوم لا يطلع إلا فى وقت ظهور نبى من الأنبياء. فطوبٰى للذى يفهم إشارات اللّٰه ثم يقبلها كالتقاة، ولا يصول

[1] حمٓ السجدة: ۱۲، ۱۳ [2] الطلاق: ۱۳ [3] السجدة: ۶ [4] الاعراف: ۲۷ [5] الحديد: ۲۶ [6] الزمر: ۷
[7] الواقعة: ۷۶

كالذى هو خليع الرسن و مديد الوسن و من العصاة و من المتكبرين.

وإن كنت ما سمعت من قبل بيانا واضحا كمثل بياننا هذا. فلا تعجب من ذلك، فإن لكل موطن رجال، ولكل وقتٍ مقال، وإن اللّٰه لا يُنزل دقائق المعارف ولا يبسطها كل البسط إلا فى وقت ضرورتها. وكَم من لطائف ونِكات تخفى من ﴿۷۵﴾
أهل زمان ثم يأتى وقت إظهارها فى زمان آخر، فيبعث اللّٰه مجدّدًا فى ذلک الوقت، وينطق محدَّث الوقت بتلک النكات، فيفصّل مجملاتٍ اقتضتْ حالةُ الزمان تفصيلَها، وتُلقَى على لسانه معارفُ كتابِ اللّٰه التى قد جاء وقتُ تبيُّنها، فيُبيّنُها للناس على وجه البصيرة بجأشٍ متين. فيقبَله الذى رَكَنَ من الدنيا إلى اللّٰه، ويُعرِض عنه الجاهل لغباوته وغلبة شقاوته، فاتق اللّٰه وكُنْ من الصالحين.

واعلم أن كثيرا من العلماء الراسخين ذهبوا إلى ما ذهبنا فى تفسير هذه الآيات المتقدمة، وكانوا يعتقدون أن فى الشمس والقمر والنجوم تأثيرات خلقها اللّٰه لمصالح عباده، كما قال **الرازى** فى تفسيره الكبير وهو هذا : فإن الشمس سلطان النهار، والقمر سلطان الليل، ولولا الشمس لما حصلت الفصول الأربعة، ولولاها لاختلّت مصالح العالم بالكلّية. وقد ذكرنا منافع الشمس والقمر بالاستقصاء فى أوّل هذا الكتاب“.

**تمَّ كلامه**، فتفكَّرْ فيه ولا تمرّ بها كالنائمين.

وقال صاحب ” **حُجّة اللّٰه البالغة** “

” أما الأنواء والنجوم فلا يبعد أن يكون لهما حقيقة، فإن الشرع إنما أتى بالنهى عن الاشتغال به لا نفى الحقيقة البتّة. وإنما توارث من السلف الصالح ترک الاشتغال به وذمّ المشتغلين وعدمُ القبول بتلک التأثيرات لا القولُ بالعدم أصلا

وإن منها ما يلحق البديهاتِ الأوّليّة كاختلاف الفصول باختلاف أحوال الشمس والقمر ونحو ذٰلك، ومنها ما يدل عليه الحدس والتجربة والرصد. كمثل ما تدل هذه على حرارة الزنجبيل وبرودة الكافور. ولا يبعد أن يكون تأثيرها على وجهين. وجهٌ يُشبه الطبائع، فكما أن لكل نوعٍ طبائع مختصة به من الحر والبرد واليبوسة والرطوبة، بها يتمسك فى دفع الأمراض. فكذلك للأفلاك والكواكب طبائع وخواص كحر الشمس ورطوبة القمر، فإذا جاء ذٰلك الكوكب فى محله ظهرت قوّته فى الأرض. ألا تعلم أن المرارة إنما اختصّت بعادات النساء وأخلاقهن بشىء يرجع إلى طبيعتها. وإن خَفِىَ إدراكها، والرجل إنما اختص بالجرأة والجهورية ونحوهما لمعنى فى مزاجه، فلا تنكر أن يكون لحلول قوى الزهرة والمريخ بالأرض أثر كأثر هذه الطبائع الخفيّة. وثانيهما. وجهٌ يُشبه قوةً روحانية مشتركة مع الطبيعة، وذلك مثل قوة نفسانية فى الجنين من قِبَلِ أُمّه وأبيه. والمواليد بالنسبة إلى السماوات والأرضين كالجنين بالنسبة إلى أبيه وأمّه، فتلك القوة تُهيّء العالم لفيضانِ صورةٍ حيوانية ثم إنسانية. ولحلول تلك القوى بحسب الاتصالات الفلكية أنواع، ولكل نوع خواص، فأمعنَ قوم فى هذا العلم فحصل لهم علم النجوم. يتعرّفون به الوقائع الآتية. غير أن القضاء إذا انعقد علٰى خلافه جعَل قوة الكواكب ﴿٧٦﴾
متصورةً بصورة أخرى قريبة من تلك الصورة، وأتم اللّٰه قضاءه من غير أن ينخرم نظام الكواكب فى خواصها ".

**تمّ كلامه**، رحمه اللّٰه.

فانظر أيها العزيز. كان اللّٰه معك. إن هذا القائل بتأثير النجوم عالم ربّانى من علماء الهند، وكان هو مجدّد زمانه، وفضائله متبينة

فـی هذه الديار، وهو إمام فی أعين الكبار والصغار، ولا يختلف فی علو شأنه أحد من الـمـؤمـنـيـن. فـويـل للذين يطيلون لُسُنَهم لتكفير المسلمين كالوَقاح المتسلطة، ولا يتـفـكـرون فـی كـلـمـاتِ أئـمّتهم، ويريدون أن يزيدوا الكفار ويُقلّلوا أهل الإسلام، ويـريـدون أن يُـلْقُوا الأُمّةَ فی فتنة صمّاء يكفر بعضهم بعضا، ويبيعون الإيمان لفضالة الـمـأكـل وثـمـالة الـمـنهـل، ويسـقـطـون كالذباب على قَيح ومُخاط وبُراز الناس، ويتـركـون وَرْدًا وريـحانًا ومسكًا وعنبرا وأنهارَ ماءٍ مَعين. **ثم اعلم** أن الـفاضل الذی كتبـنـا قـليلًا من كلامه قال فی ”**فيـوض الحرمين**“ أزيـد مـن هذا، فلنذكُرْ قليلًا من عباراته التی فيها بيان تأثير النجوم والأفلاك، وهی هذه:

” ربـمـا لـم يـكـن الـرجـل شريفا فی الأصل، ولكنه وُلِد فی زمان تقضی الاتصالاتُ الـفـلـكية يـومـئذ نبـاهةَ نسبـه. وأرى أن ذلک بـنـوع امتـزاج زُحـل مـع الشمـس والـمشترى، بـحيـث يـكـون الـزحـل مـرآةً ونورُ الشمس والمشترى منعكسًا فيه، فحينئذ يكون. والله أعلم. براعة النسب والنباهة من أجله. ويكون ذلک الاتصال بـحيـث يـنـحـفظ فی صورته المُفاضة حُكْمُ هذا الاتصال كـمـا ينحفظ فی الأولاد أشكال الوالدين وتخاطيطهما، وهذا الرجل ليس له شرفٌ موروث.“

ثم قال فی مقام آخر من كتابه ” الفيوض“

”هــاكَ مــا فهَّـمنی ربی . أنــه يـجـیء مِن مـدد السـماء الأولى نُقولٌ وتـوسّـطاتٌ وزیٌّ، ومن السماء الثانية قواعدُ منضبطة، فتُكتَب وتُسطَر وتُعلَّم وتُـؤْثَـر كـابرًا عن كابر، وتُوقَر بها الصدور وتُـمَلأ بـه الصحف، ومن السماء الثـالثة لـون طبـعـی، فتـصيـر طبيعته وتميل إليه الطبائع وتهيج لها حميّة منهم فيـحـمـونهـا ويـنـصـرونهـا ويـنــاضـلون دونهـا، ويحبونهـا كحب الأموال

والأولاد والأنفس. ومن السماء الرابعة غلبة وقوة وتسخير، فيكون مسخَّرًا لها أكابرُ الناس وأصاغرهم، علماؤهم وأمراؤهم، ومن السماء الخامسة نِكايةٌ وشدة، فلن ترى منكرا لها إلا وقد امتُحن بالمحن، وابتُلى بالبلايا ولُعن وعوقب كان من الغيب ناصرا لها. ومن السماء السادسة هداية معظّمة، فيكون سببا لاهتدائهم ومثابةً للناس إلى كمالهم. ومن السابعة الشرفُ الدائم الذى كالندب فى الحجر لا يزال حتى تُمزَّع أوصاله وتُقطَع أجزاؤه. فهذه أركانٌ سبعة نلتم☆ فى الملأ الأعلى، فيكون جسدًا سوى فيهم، فيُنفَخ مِن التدلّى الأعظم جَذبٌ فيها بمنزلة الروح ﴿۷۷﴾ فى الجسد، فمن تلبّسَ بتلك الأذكار والأفكار، وتزيّنَ بذلك الزىّ شملتُه الرحمة الإلهية، وأتاه الجذب من فوقه ومن تحته ويمينه وشماله ومن حيث لايحتسب. ثم يربّى هذا الطفل ساداتُ الملأ الأعلى، ويخدمه الملأ السافل، فلا يزال يتقرر أمره ويزداد شأنه، حتى يأتى أمر اللّٰه على ذلك. فهذه هى الطريقة، وقِسْ عليه المذهب فى الفروع والأصول. فكل من ادّعى أن اللّٰه تعالٰى أعطا طريقة أو مذهبًا ولم يكن الذى أُعطى كما وصفْنا فقد عجز عن معرفة الأمر على ما هو عليه. ثم ليس كل أحد يُقضى له بالطريقة، وليس عند اللّٰه جزاف ولا تخمين فى شىء من الأشياء، بل إنما يعطى من جِبلّ مباركا زكيا فيه إمداد الأفلاك السبعة والملأ الأعلى والسافل، وله رحمة خاصة من التدلى الأعظم. وكم من عارف عظيم المعرفة أو فانٍ باقٍ شديد الفناء سابغ البقاء ليس بمبارك زكىّ فلا يُعطاها. وكذلك لا يتعاطى حفظها كل أحد، بل لكل أمر رجلٌ خُلق له ويُسِّرتْ جبلّةٌ لذلك. وأما صورةُ ظهورها فنشأة أخرى وراء النشأة المتعارفة

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے ’’ تلتئم ‘‘ ہونا چاہیے۔ (ناشر)

حقيقتها بركة فائضة فى الأعراض والأفعال.“

**تمّ كلامه رحمه اللّٰه.** فإن كفرتَ أحدًا بهذه العقائد فكفّرْه أوّلاً، فإن الفضل للمتقدمين.

ومن اعتراضاتهم أنهم قالوا إن هذا الرجل يحقّر معجزاتِ المسيح ويستهزء بها ويقول إنها ليست بشيء، ولو أردتُ لارى مثلَها بل أكبر منها، ولكنى أكره ولا أتوجّه إليها كالشائقين.

أما الجواب فاعلم أن المعجزة ليس من فعل العباد بل من أفعال اللّٰه تعالیٰ، فما كان لرجل أن يقول أن أفعل كذا و كذا باختيارى و إرادتى. و ما يفعل إنسان باختياره و إرادته و تدبيره فهو فعلٌ من أفعال الإنسان، ولا نسمّيه معجزة بل هو مكيدة أو سحر. فافْهَمْ يا أخى. زادك اللّٰه رشدا. أنى ما قلت كما فهِم المستعجلون، بل قلتُ متكلما بزىِّ رجلٍ محمّدىّ نظرًا على فضلٍ كان على **سيّدنا محمدن المصطفیٰ خاتم النبيين**.

وما ضحكتُ على المسيح وما استهزأت بمعجزاته، بل كان مرادى من كلماتى كلها أنّا أُوتينا دينًا كاملًا ونبيا كاملًا، ولا شك أنّا نحن خير أُمّة أُخرجتُ للناس فكم من كمال يوجد فى الأنبياء بالإصالة، ويحصُل لنا أفضلُ منه وأولیٰ منه بالطريق الظلّى، وهذا فضل اللّٰه يؤتيه من يشاء. ألا ترىٰ إلى **قول رسول** اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذ قال إن فى الجنة مكانا لا يناله إلا رجل واحد وأرجو أن أكون أنا هو، فبكٰى رجل من سماع هذا الكلام وقال **يا رسول** اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، لا أصبر على فراقك، ولا أستطيع أن تكون فى مكان وأنا فى مكان بعيد عنك محجوبا عن رؤية وجهك، فقال له رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أنت تكون معى ﴿۸۷﴾
وفى مكانى فانظرْ كيف فضّله على الأنبياء الذين لا يجدون ذٰلك المكان. ثم

انـظر إلى قوله تعالى ودعائه الذى علّمنا اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ [1]، فـإنّـا أُمِـرنـا أن نقتدى الأنبياء كلهم ونطلب من اللّٰه كمالاتهم، ولـما كانت كمالات الأنبياء كأجزاء متفرقة وأُمِرنا أن نطلبها كلها ونجمع مجموعة تـلـك الأجـزاء فى أنفسنا، فلزم أن يحصل لنا شيء بالظلية ومتابعةِ رسول اللّٰه صلى الـلّٰه عليه وسلم مـا لـم يحصل لفردٍ فردٍ من الأنبياء وقـد اتفق علماء الإسلام أنه قد يـوجد فضيلة جزئية فى غير نبى لا توجد فى نبى. ثم انظر إلى كلام **ابن سيرين** حين سُئل عن مرتبة المهدى.. وقيل أهو **كـأبى بكر** فـى فـضـائـله قال بل هو أفضل من بعض الأنبياء . ومـا اختلف اثنان من علماء هذه الأمة فى أن الفضائل الظلية التى توجد فى هـذه الأمة قـد تفوق بعض الفضائل التى توجد فى الأنبياء بالأصالة، ولذلك قيل إن الأنبياء السابقين كانوا ينظرون إلى هذه الأمة بعين الغبطة، وتمنى أكثرهم أن يكونوا منهم. فـلو لم يكن فى هذه الأمة شيء من أنواع الفضائل التى لم توجد فى أنبياء بنى إسرائيل. فـلِمَ سألوا ربهم أن يجعلهم من هذه الأمة وأمـا كراهتنا من بعض معجزات الـمسيـح فأمرٌ **حق**، وكيف لا نـكـرَه أمـورًا لا تـوجـد حِـلّتهـا فـى شريعتنا مثلا. قـد كُتب فـى إنـجـيـل يـوحـنـا الإصحاح الثانى أن عيسٰى دُعى مع أُمّه إلى العُرس وجـعَـل الـمـاء خـمـرًا مـن آنية ليشـرب الناس منها.فانظر كيف لا نكره مثل هذه الآيـات فـإنّـا لا نشـرب الـخـمـر، ولا نـحسبه شيئا طيّـبًا، فكيف نرضى بمثل هذه الآية ؟ وكـم مـن أمـور كـانـت مـن سـنـن الأنبيـاء ، ولـكنا نكرَهها ولا نرضى بها، فإن **آدم.صفىّ اللّٰه** . كـان يُـزوِّج بـنته ابنه ونحن لا نحسب هذا العمل حسنا طيّـبًا فى زماننا، بل كُنّا كارهين.

[1] الفاتحة: ٦،٧

فلكلّ وقت حكمٌ، ولكلّ أُمّة منهاجٌ، وكذٰلك نكره أن يكون لنا آيةُ خَلْق الطيور، فإن اللّٰه ما أعطىٰ رسولَنا هذا الإعجاز، وما خلَق نبيُّنا ذبابة فضلًا عن أن يخلق طيرًا عظيما. وكان السر فى ذٰلك إعلاء كلمة التوحيد وتنجية الناس من كل ما هو كان محل الخطر، بل قد يكون كبذر الشرك. هذا ما كان مرادنا فى كتابنا، وإنما **الأعمال بالنِّيّات**، فتدبَّرْ ساعةً، لعل اللّٰه يجعلك من المصدّقين.

ومن اعتراضاتهم أنهم قالوا إن هذا الرجل يحسب الملائكة أرواح الشمس والقمر والنجوم. أما الجواب فاعلم أنهم قد أخطأوا فى هذا، واللّٰه يعلم أنى لا أجعل أرواح النجوم ملائكة، بل أعلم من ربّى أن الملائكة مدبِّرات للشمس والقمر ﴿۷۹﴾
والنجوم وكلِّ ما فى السماء والأرض، وقد قال اللّٰه تعالىٰ إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ [1]، وقال فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا [2]. ومثل تلك الآيات كثير فى القرآن، فطوبىٰ للمتدبرين.

ومن اعتراضات المكفِّرين أنهم قالوا إن هذا الرجل ادّعى النبوة وقال إنّى من النبيّين. **أما الجواب** فاعلم يا أخى أنى ما ادّعيتُ النبوة وما قلت لهم إنى نبى، ولكن تعجَّلوا وأخطأوا فى فهم قولى، وما فكّروا حق الفكر بل اجترأوا على نحتِ بهتان مبين. وتراهم يسارعون إلى التكفير ويكفّرون بعض المؤمنين ويخادعون البعض، ولا يخفى على اللّٰه ما فى صدور الظالمين. ومنهم من يُعجِب الناسَ قولُه ويُقسِم باللّٰه أنه على الحق وهو أول المُبطِلين. يلبِس الحقَّ بالباطل ويغطّى الصدقَ على الكذب، ويسعى سَعْىَ العفاريت، وينجّس وجه الأرض بالتمويهات والتلبيسات، ويفُوق بمكره كل مكّار، ثم يسمّى الصادقين دجالين.

[1] الطارق:۵ [2] النازعات:٦

وما قلت للناس إلا ما كتبت فی كتبی من أننی محدَّث ويكلّمنی اللّٰه كما يكلّم المحدَّثين. واللّٰهُ يعلم أنه أعطانی هذه المرتبة، فكيف أردّ ما أعطانی اللّٰه ورزقنی من رزق.. أأعرضُ عن فيض ربّ العالمين وما كان لی أن **أدّعی النبوة** وأخرج من الإسلام وأَلحَق بقوم كافرين. وها إننی لا أصدّق إلهامًا من إلهاماتی إلا بعد أن أعرضه على كتاب اللّٰه، وأعلم أنه كل ما يخالف القرآن فهو كذب وإلحاد وزندقة، فكيف أدّعی النبوة وأنا من المسلمين؟ **وأحمد اللّٰه** على أنی ما وجدت إلهاما من إلهاماتی يخالف كتاب اللّٰه، بل وجدت كلها موافقا بكتاب رب العالمين.

ومن الناس من يقول إن باب الإلهام مسدودٌ على هذه الأمة، وما تدبَّرَ فی القرآن حق التدبر، وما لقی المُلهَمين. **فاعلم** أيها الرشيد أن هذا القول باطل بالبداهة، ويخالف الكتاب والسنة وشهادات الصالحين. أما كتاب اللّٰه.. فأنت تقرأ فی القرآن الكريم آياتٍ تؤيد قولنا هذا، وقد أخبر اللّٰه تعالیٰ فی كتابه المحكم عن بعض رجال ونساء **كلّمهم ربهم** وخاطبهم وأمرهم ونهاهم، وما كانوا من الأنبياء ولا رسل رب العالمين. **ألا تقرأ** فی القرآن لَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ [1].

فتدبَّرْ أيها المنصف العاقل كيف لا يجوز مكالماتُ اللّٰه ببعض رجال هذه الأمة التی هی خير الأمم وقد كلّم اللّٰهُ نساءَ قوم خلوا من قبلكم، وقد أتاكم مثل الأولين فإن كان بعض الناس فی شك مّن إلهامی، وكان لهم ﴿۸۰﴾
عجبٌ من أن يخاطب اللّٰه أحدا من هذه الأُمّة ويكلّمه من غير أن يكون نبيّا.. فلِمَ لا يحكّمون القرآنَ فيما شجر بينهم؟ ولِمَ لا يردّون الأمر إلى اللّٰه ورسوله إن كانوا مؤمنين وقد قال اللّٰه تعالیٰ: لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ

[1] القصص:٨

الدُّنْيَا[۱]، وقال إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ـ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ[۲]، وقال يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ[۳]، وقال يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا[۴]، وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ[۵]. فالنور. الذى هو الأمر الفارق بين خواص عباد اللّٰه وبين عباد آخرين. هو الإلهام والكشف والتحديث، وعلوم غامضة دقيقة تنزل على قلوب الخواص من عند اللّٰه. وكذلك قال عزّوجلّ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ـ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ[۶]. **وأنت تعلم** أن الذين يصِلون مقاماتِ الكمال من الاتقاء وخوفِ هجر الرب، لا يبقى لهم همٌّ واهتمام فى فكر الرّزق الّذى هو حظّ الجسم. أعنى الخُبز واللحم وأنواع الطعام والشراب والألبسة، بل ينهضون لاكتساب الأموال الروحانية، ويُجذَب قلبهم وروحهم وشوقهم إلى المولى، وإلى رزقٍ يزيد لهم يقينًا ومعرفةً ويُدخلهم فى الواصلين. ولا يريدون الدنيا وشهواتها ولذّاتها، وما كان أعظم مراداتهم الدنيا ولا أن يأكلوا ويشربوا ويُتلفوا أعمارهم فى الخَضْم والقَضْم، ويعيشوا كالمترَفين. فالرزق الذى هو مُرادُ رجالٍ أُولى التقوى إنما هو فيوض الغيب من الكشف والإلهام والمخاطبات، ليبلغوا مراتب اليقين كلها، ويدخلوا فى عباد اللّٰه العارفين. فقد وعد اللّٰه لهم وقال مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا. وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ، وأما الذين يظنون أن الرزق منحصر فى التنعمات الجسمانية، فقد أخطأوا خَطأً كبيرًا، وما تدبّروا فى القرآن حق التدبر، وكانوا من الغافلين.

۱ يونس:۶۵ ۲ حٰمٓ السجدة:۳۱،۳۲ ۳ المؤمن:۱۶ ۴ الانفال:۳۰ ۵ الحديد:۲۹
۶ الطلاق:۳،۴

وکذلک **قوله تعالی** اِذْ يُوْحِىْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّىْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا [1]، أی هاتوا قلوبَهم وألقُوا فيها كلماتِ التثبيت، يعنی قولوا لَا تَخَافُوا وَ لَا تَحْزَنُوا، وكمثله مِن كلمات تطمئن بها قلوبهم. فهذه الآيات كلها تدل على أن اللّٰه قد يكلّم أولياءه ويخاطبهم ليزداد يقينهم وبصيرتهم وليكونوا من المطمئنّين.

وكذلك علّم اللّٰه عباده دعاء اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ [2]، ومعلوم أن من أنواع الهداية كشفٌ وإلهام ورؤيا صالحة ومكالمات ومخاطبات وتحديث لينكشف بها غوامض القرآن ويزداد اليقين، بل لا معنى للإنعام من غير هٰذه الفيوض السماوية، ﴿۸۱﴾
فإنها أصل المقاصد للسالكين الذين يريدون أن تنكشف عليهم دقائق المعرفة، ويعرفوا ربهم فی هذه الدنيا، ويزدادوا حُبًّا وإيمانا، ويصِلوا محبوبهم متبتّلين. فلأجل ذٰلک.. حثَّ اللّٰه عبادَه على أن يطلبوا هذا الإنعام من حضرته، فإنه كان عليمًا بما فی قلوبهم من عطش الوصال واليقين والمعرفة، فرحِمهم وأمدّ كلَّ معرفة للطالبين، ثم أمرهم ليطلبوها فی الصباح والمساء والليل والنهار، وما أمرهم إلا بعدما رضی بإعطاء هذه النعماء، بل بعدما قدّر لهم أن يُرزَقوا منها، وبعدما جعلهم ورثاء الأنبياء الذين أُوتوا مِن قبلهم كلَّ نعمة الهداية على طريق الأصالة. فانظر كيف منَّ اللّٰه علينا.. وأمَرنا فی أمّ الكتاب لنطلب فيه هدايات الأنبياء كُلّها، ليكشف علينا كل ما كشف عليهم، ولكن بالاتّباع والظلّية، وعلى قدرِ ظروف الاستعدادات والهمم. فكيف نردّ نعمة اللّٰه التی أُعِدّت لنا إن كنّا طُلباء الهداية؟ وكيف نُنكرها بعدما أُخبرنا عن أصدق الصادقين.

[1] الانفال:۱۳ [2] الفاتحة:۶،۷

وأمّا ما ثبت من **سُنة رسول اللّٰه** وآثارہٖ فی ہذا الباب فاعلمْ أنه قال صلی الله علیه و سلم لقد کان فیمن کان قبلکم من بنی إسرائیل رجال یُکلَّمون مِن غیر أن یکونوا أنبیاء ، فإن یّکُ فی أمتی منهم أحدٌ **فعمرُ**. وقال قد کان فیما مضٰی قبلکم من الأُمم محدَّثون، وإنه إن کان فی أمتی ہذہ منهم فإنه **عمر بن الخطاب** . وجاء فی البخاری فی آیة وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى [۱] الآیة عن ابن عباس أنه کان یزید فیه ”**ولا محدَّثٍ**“ ، یعنی یقرأ وما أرسلنا من قبلک من رسول ولا نبیّ ولا محدَّث. وتجد ہذا الذکر مفصّلا فی ”فتح الباری“، فلا تُعرِضْ عن الحق بعدما جاءک، وتدبّر مع المُتدبّرین.

وإنی کتبت فی بعض کتبی أنّ **مقام التحدیث** أشدّ تشبُّهًا بمقام النبوّة، ولا فرق إلا فرق القوة والفعل. وما فهموا قولی وقالوا إنّ ہذا الرجل **یدّعی النبوة**، واللّٰه یعلم أن قولهم ہذا کذب بحت، لا یُمازجه شیء من الصدق، ولا أصل له أصلا، وما نحتوہ إلا لیهیّجوا الناس علی التکفیر والسب واللعن والطعن، وینهضوا هم للعناد والفساد، ویفرّقوا بین المؤمنین.

وإنی والله **أؤمن باللّٰه ورسوله، وأؤمن بأنه خاتم النبیین** . نعَمْ، قلت إن أجزاء النبوة توجد فی التحدیث کُلّها، ولکن بالقوة لا بالفعل، فالمحدَّث نبیٌّ بالقوة، ولو لم یکن سدُّ باب النبوة لکان نبیًا **بالفعل**، وجاز علی ہذا أن نقول **النّبیّ مُحدَّث** علی وجه الکمال، لأنه جامع لجمیع کمالاته علی الوجه الأتم الأبلغ ﴿۸۲﴾
بالفعل، وکذلک جاز أن نقول إن المحدَّث نبی بناءً علی استعداده الباطنی أعنی أن المحدَّث نبی **بالقوّة**، وکمالات النبوة جمیعها مخفیّة مضمَرة فی التحدیث، وما حبس

[۱] الحج:۵۳

ظهورها وخروجها إلى الفعل إلّا سدّ باب النبوة. وإلى ذٰلک أشار النبى صلى اللّٰه عليه وسلم فى قوله: ”**لو كان بَعْدِى نبيّ لكان عمر**“ وما قال هذا إلا بناءً على أن عمر كان **محدَّثا**، فأشار إلى أن مادة النبوة وبذرها يكون موجودًا فى التحديث، ولكن اللّٰه ما شاء أن يُخرجها مِن مَكْمَن القوة إلى حيّز الفعل، وإلٰى ذٰلک إشارة فى قراء ة ابن عباس وما أرسلنا من رسول ولا نبيّ ولا محدَّث، فانظرُ كيف أُدخل الرّسل والنبيّون والمحدَّثون فى هذه القراء ة فى شأن واحد، وبيّن اللّٰه أن كلّهم من المحفوظين ومن المرسلين.

ولا شکّ أن التحديث موهبة مجردة لا تُنال بكسبٍ البتّة.. كما هو شأن النبوة، ويُكلّم اللّٰه المحدَّثين كما يُكلّم النبيين، ويرسل المحدَّثين كما يرسل الرسل، ويشرب المحدَّث من عينٍ يشرب فيها النبيّ، فلا شک أنه نبيٌّ لولا سدّ الباب، وهذا هو السرّ فى أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إذا سمّى **الفاروق** محدَّثا فقفّى على أثره قوله لو كان بعدى نبى لكان عمر، وما كان هذا إلا إشارة إلى أن المحدث يجمع كمالاتِ النبوة فى نفسه، ولا فرق إلا فرق الظاهر والباطن، والقوة والفعل. فالنبوة شجرة موجودة فى الخارج مثمرة بالغة إلى حدّ ها، والتحديث كمثل بذر فيه يوجد فى القوة كلُّ ما يوجد فى الشجر بالفعل وفى الخارج. وهذا مثال واضح للذين يطلبون معارف الدّين، وإلى هذا أشار رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى حديث **علماء أُمتى كأنبياء بنى إسرائيل**، والمراد من العلماء المحدَّثون الذين يُؤتَون العلم من لدن ربهم ويكونون من المكلَّمين.

وقد استصعب الفرق بين التحديث والنبوة على بعض الناس، فالحق أن بينهما فرق القوة والفعل كما بينتُ آنفا فى مثال الشجرة وبذرها،

فخُذْها منی و لا تخفْ إلا اللّهَ، وادعُو اللّٰه أن تكون من العارفين. هذا ما قلنا فی بعض كتبنا استنباطًا من الأحاديث النبوية والقرآن الكريم، وما قال بعض السلف فهو أكبر من هذا، ألا ترى إلى قول ابن سيرين أنه ذُكر المهدی عنده وسئل عنه هل هو أفضل من أبی بكر فقال ما أبو بكر هو أفضلُ من بعض النبيّين!

هـذا مـا كتب صاحب ’’فتح البيان‘‘ **صدّيق حسن** فـی كتابه "الحُجَج"، ومثله أقـوال أخـرى ولـكـنـا نتـركها خوفا من الإطناب وعليک أن تدقّق النظر بالإنصاف الـكـامل ليتضح لک الحق الحقيق وتكون من الفائزين. وقد بيّنت لک كُلّ ما هو ﴿۸۳﴾
كـلـمة الـكفر فی أعين المستعجلين، فانظر. أيـن هـذا وأين ادعاء النبوة؟ فلا تظن يا أخی أنی قلت كلمة فيه رائحةُ ادّعاء النبوة كما فهِم المتهوّرون فی إيمانی وعِرضی، بـل كُـلّ مـا قُـلـت إنـمـا قلتها تَبْيِينًا لمعارف القرآن ودقائقه، وإنما الأعمال بالنّيّات ومـعـاذَ الـلّٰه أن أدّعی النبوة بعدما جعل اللّٰه نبيًّا وسيدنا محمدًا المصطفٰی صلی اللّٰه عليه وسلم خاتم النبيّين.

ومن اعتراضاتهم أنهم قالوا إن **المسيح الموعود لا** يأتی إلا عند قُرب القيامة وظهـور أمـاراتها الكبرىٰ. يـعـنـی ظهـور يأجوج ومأجوج، ودابّة الأرض، والدجّال الـذی تسيـر مـعـه الـجنة والنار، وطلوع الشمس من مغربها، وما ظهر شیء من هذه الـعلامات.. فـمـن أيـن جـاء المسيح الموعود مع عدم مجیء آيات أخرى؟ وكيف يطمئن القلب على هذا وكيف يحصل الثلج واليقين؟

**أمـا الجواب** فـاعـلـم أن هـذه الأنبـاء قـد تـمّـتْ كلها، ووقعت كما كان فی الآثار المنتقاة المدوّنة عن الثقات، ولكن الناس ما عرفوها وكانوا غافلين.

والـكـلام الـمفصّل فی ذلک أن أمارات القيامة علٰی قسمين : الأمارات الصغرىٰ،

والأمارات الكُبریٰ. أما الأمارات الصغریٰ فقد تبدو وتظهر علٰى صورتها الظاهرة، وقد تنكشف وجودها فی حُلل الاستعارات. ولكن الأمارات الكبری فلا تظهر علٰى صورتها الظاهرة أصلًا، ولا بد فيها أن تظهَر فی حُلل الاستعارات والمجازات. والسر فی هذا الأمر أن الساعة لا تأتی إلا بغتة كما قال اللّٰه تعالی يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ [۱]

وقال فی مقام آخر اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ـ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ [۲] ..

بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ [۳].

وقال كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ـ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ـ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ [۴].

وقال هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ [۵].

وقال وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ [۶].

فثبت من قوله عزّ و جل. أعنی وَلا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فی مِرْيَةٍ مِنْهُ أن العلامات القطعية المزيلة للمِرية، والأمارات الظاهرة الناطقة الدّالة علی قُرب القيامة. لا تظهر أبدا، وإنما تظهر آيات نظرية التی تحتاج إلی التأويلات، ولا تظهر إلا فی حُلل الاستعارات، وإلا فكيف يمكن أن تنفتح أبواب السماء وينزل منها عيسٰی أمام أعين الناس وفی يده حربة، وتنزل الملائكة معه، وتنشقّ الأرض وتخرج منها دآبّة عجيبة تكلّم الناسَ أن الدّين ﴿۸۴﴾

۱ الاعراف:۱۸۸ ۲ یوسف:۱۰۸،۱۰۹ ۳ الانبیاء:۴۱ ۴ الشعراء:۲۰۱تا۲۰۳ ۵ الزخرف:۶۷
۶ الحج:۵۶

عـنـد الـلّٰـه هو الإسلام، ويخرج يأجوج ومأجوج بصورهم الغريبة وآذانهم الطويلة، ويـخـرج حمار الدجّال ويرى الناس "بين أذنيه سبعون باعًا "، ويخرج الدجّال ويرى الـنـاس الـجـنـةَ والـنّار معه والخزائن التى تتبعه، وتطلُع الشمس من مغربها كما أخبر عـنهـا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، ويسمع الخَلق أصواتا متواترة عن السماء أن المهدى خليفة اللّٰه، ومع ذلك يبقى الشك والشبهة فى قلوب الكافرين.

ولأجل ذٰلک كتبتُ فى كتبى غير مرّة أن هذه كلها استعارات وما أراد اللّٰه بها إلّا ابتـلاء الناس ليعلم من يعرفها بنور القلب ومن يكون من الضالين. ولو فرضنا أنها تـظهـر بصورها الـظـاهرة فـلا شكّ أن مـن ثـمـراتهـا الضرورية أن يرتفع الشک والشبهة والـمِـرية مـن قـلـوب الـنـاس كـلهـم كـما يرتفع فى يوم القيامة، فإذا زالت الشـكـوک ورُفـعـت الـحـجـب فـأيُّ فرقٍ بقى بعد انكشاف هذه العلامات المهيبة الغريبة فى تلک الأيام وفى يوم القيامة؟

انـظر أيها العاقل أنه إذا رأى الناس رجلا نازلًا من السّماء وفى يده حربة ومعه ملائكة الذين كانوا غائبين من بدء الدنيا وكان الناس يشكّون فى وجودهم، فنـزلوا وشهـدوا أن الرسول حق، وكذلک سمع الناس صوت اللّٰه من السماء أن المهدى خـليفة اللّٰه، وقرأوا لفظ "الكافر "فـى جبهة الـدجّال، ورأوا أن الشمس قد طلعت مـن الـمـغـرب، وانشقّت الأرض وخرجت منها دآبة الأرض التى قدمه فى الأرض ورأسه تـمـسّ السـماء ، ووسَمت المؤمن والكافر، وكتبتْ ما بين عينهم مؤمن أو كـافـر، وشهـدت بـأعـلى صوتها بأن الإسلام حق، وحصحص الحق وبرق من كل جهة، وتبينـت أنـوار صـدق الإسـلام حتـى شهـد البهـائـم والسبـاع والعقـارب

علی صدقه، فكيف يمكن أن يبقى كافر على وجه الأرض بعد رؤية هذه الآيات العظيمة، أو يبقى شک فی اللّٰه وفی يوم الساعة؟ فإن العلوم الحسّية البديهة شیء يقبله كافر ومؤمن، ولا يختلف فيه أحد من الذين أُعطوا قوی الإنسانية؛ مثلًا إذا كان النهار موجودًا والشمس طالعة والناس مستيقظين فلا يُنكره أحد من الكافرين والمؤمنين. فكذلک إذا رُفعت الحجب كلها، وتواترت الشهادات، وتظاهرت الآيات، وظهرت المخفيّات، وتنزلت الملا ئكة، وسُمعتُ أصوات السماء ، فأی تفاوُت بقيت بين تلک الأيام وبين يوم القيامة، وأی مفرّ بقی للمنكرين؟ فلزم من ذلک أن يُسلِم الكفار كلهم فی تلک الأيام، ولا يبقی لهم شک فی الساعة؛ ولكن القرآن قد قال غير مرة إن الكفار يبقون على كفرهم إلى يوم القيامة، ويبقون فی مِريتهم وشكّهم فی الساعة حتی تأتيهم الساعة بغتة وهم لا يشعرون. ولفظ "البغتة" تدل بدلالة واضحة علیٰ أن العلامات القطعية التی لا تبقی شک بعده ، على وقوع القيامة لا تظهر أبدا، ولا تجليها اللّٰه بحيث تُرفع الحجب كلّها وتكون تلک ﴿۸۵﴾ الأمارات مرآة يقينية لرؤية القيامة، بل يبقی الأمر نظريا إلى يوم القيامة، والأمارات تظهر كلها ولكن لا كالأمر البديهی الذی لا مفر من قبوله، بل كأمور ينتفع منها العاقلون، ولا يمسّها الجاهلون المتعصبون، فتدبَّرُ فی هذا المقام فإنه تبصرة للمُتدبّرين.

وأنت تعلم أن هذه الأنباء كلها. كخروج دابّة الأرض ويأجوج ومأجوج وغيرها، قد اختلفت الآثار فی تبيينها، ولم تُبيَّن على نهج واحد، حتی إن بعض الصحابة زعموا أن دآبّة الأرض علیٌّ رضی اللّٰه عنه، فقيل له إن الناس يظنون

أنک أنت دآبّة الأرض، فقال ألا تعلمون أنه إنسان ومعه لوازم بعض الحيوانات، ولها وبر و ريش، وشىء فيه كالطير، وشىء فيه كالسباع، وشىء فيه كالبهائم، وهو يسعٰى كمثل فرس ضليع ثلاث مرة ولم يخرج إلا أقلّ من ثلثيه، وما أنا إلا إنسان بحتٌ ليس علٰى جلدى وبر ولا ريش. فكيف أكون دآبّة الأرض؟ وقال بعض الناس إن دآبة الأرض التى ذكره القرآن هو اسم الجنس لا اسم شخص معين، فإذا انشقت الأرض فيخرج منه ألوف من دوآبّ الأرض سُمى كل واحد منها دآبّة الأرض . لهم صور كصور الإنسان وأبدان كأبدان السباع والكلاب والبهائم. وقيل إنها حيوان لها عنق طويلة . يراها المغربى كما يراها المشرقى، ولها مناقير الطيور، وهى حيوان أصوف ذاتُ زَغَبٍ وذات وبر وريش، وفيها من كل لونٍ من ألوان الدواب، ولها أربع قوائم، وفيها من كل أُمّةٍ سِيْمَى، وسيماها من هذه الأمة أنها تكلّم الناسَ بلسان عربى مبين، تكلّمهم بكلامهم. هذا قول ابن عباس. وجاء من أبى هريرة أنها ذات عَصَبٍ وريش، وأن فيها من كل لونٍ، ما بين قرنيها فرسخ للراكب المُجِدِّ. وعن ابن عمر قال إنها زَغْباءُ ذات وبر وريش. وعن حذيفة قال إنها سَلَمَّعَةٌ ذات وبر وريش، لن يدركها طالب ولا يفوتها هارب. وعن عمرو بن العاص قال إنها حيوان طويل القامة، رأسه يبلغ السماء ويمسّها ولم يخرج رجلاه من الأرض، وإنها لتخرج كجرى الفرس ثلا ثة أيام لم يخرج ثلثا، و عن ابن زبير قال هى دآبة رأسها كرأس البقر، وعينها كعين الخنزير، وأذنها كأذن الفيل، وقرنها كقرن الأيّل، وعنقها كعنق النعامة، وصدرها كصدر الأسد، ولونها كلون النمر، وخاصرها كخاصر السنور، وذنبها

كـذنـب الـمـعـيـز، وأرجلها كقوائم الإبل، وما بين مفصليها اثنا عشر ذراعا. وعن عـاصـم بـن حبيـب بـن اصبهـان قـال رأيـت عليًّا يقول إن دآبة الأرض تأكل بفيها وتتكلم مِن إسُتها. وجـاء فى بعض الأحاديث أنها تخرج ويكون معها عصا موسى وخاتم سليمان بن داؤد، وينادى بأعلٰى صوت أن الناس كانوا بآياتنا غافلين، وتسِم المؤمن والكافر. أما المؤمن فيبرق وجهه بعد الوسم كـا لكوكب الدرّى، وتكتب ﴿۸۶﴾
الـدابة مـا بيـن عيـنيـه لـفـظ الـمؤمن، وأما الكافر فتكتب ما بين عينيه لفظ الكافر كنقطة سوداء. وجاء فى رواية أن لها صوتا عالٍ يسمعها كل من هو فى الخافقين، وهـى تقتل إبليس وتمزّقه. وفى مواضع خروجها وأزمنة ظهورها اختلافات عجيبة تـركنا ذكرها اجتنابا من طول الكلام. وقـالوا إنها تخرج فى زمان واحد من أمكنة متـعددة. تـخـرج مـن أرض مـكة، وتـخـرج من أرض المدينة، وتخرج من أرض اليـمـن، فيُـرى صورته فى الأمكنة المختلفة بطور خرق العادة فى الصور المثالية. فمن هٰهنا يثبت عالم المثال. وأعـجبنى أن علماء نا قد جوّزوا هذه الصور المثالية فـى خـروج دابّة الأرض، وقـالـوا إن لهـا تكون قـدرةٌ عـلـى كـونهـا موجودة فى الـمشـرق والـمـغرب فى آن واحد، وهم لا يجوّزون هذه القدرة لـلملا ئكة، ويـقولون إنهم إذا نزلوا من السماء فلا بد من أن تبقى السماوات خالية منهم، وإنْ هذا إلا حمق مبين.

هذا ما جاء فى حال دابة الأرض فى كتب الأحاديث مع اختلافات وتـناقضات حتى إن أكثر الصحابة ظنوا أنه إنسان فقط، ولأجل ذلك حسبـوا أن عـليًّـا هو دابة الأرض. ومـن أعـجـب الـعـجـائـب أن بعض الأحـاديـث تـدل عـلٰـى أن دابة الأرض مـؤمـنـة تؤيّد المؤمنين وتـخزى

الـكـافـريـن، وتشـهـد أن ديـن الإسـلام حـق، حتـى إنها تقتل إبليس وتمزّقه، وبعض الأحـاديـث يدل على أنها امرأة كافرة خادمة للشيطان وجسّاسة للدجّال وليس فيها خيـر؛ فـلا يـمكن التوفيق بينهما إلا أن نقول إن المراد من دابة الأرض علماء السوء الـذيـن يشهـدون بـأقـوالهـم أن الـرسـول حـق والـقـرآن حـق، ثـم يعملون الخبائث ويـخدمون الدجّال، كأن وجودهم من الجزئين.. جزء مع الإسلام وجزء مع الكفر، أقـوالهـم كأقوال المؤمنين، وأفعالهم كأفعال الكافرين. فـأخبر رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عـن أنهم يكثرون فى آخر الزمان، وسُمُّوا دابة الأرض لأنهم أخلدوا إلى الأرض، ومـا أرادوا أن يُـرفعوا إلى السماء ، واطمأنوا بالدنيا وشهواتها، وما بقى لهم قـلـب كـالإنـسـان، واجـتـمـعـت فيهـم عادات السباع والخنازير والكلاب. تراهم مسـتـكـبـريـن متبخترين كأنهم بلغوا السماء ومسّوها، ولم تخرج أرجلهم من الأرض من شدة انـتـكـاسهـم إلـى الـدنيا، فهم كالذى شُدِّدَ أَسْرُه وكالمسجونين. يـكلّمون الـنـاس مـن الإست لا من الأفواه، يعنى ولا تجد فى كلماتهم طهارة وبركة واستقامة ونورانية ككلمات الصالحين ☆ .

☆ قال قـائـل لو كان هذا هو الحق. أن دابّة الأرض هـى طـائـفة علماء هذا الزمان، فيـلزم أن يكون تكفيرهم حقًّا وصدقا، فإن من شأن دابة الأرض أنها تسِم المؤمن والكافر، فمن جعله الدابةُ كافرا (يُشير المعترض إلينا) فعليكم أن تقرّوا بكفره، فإن التكفير بـمـنـزلـة الوسم من دابّة الأرض. فيُـقـال فـى جواب هذا المعترض إن المراد من الوسم إظهارُ كفرِ كـافـر وإيـمـان مـؤمـن، فهـذا الإظهـار عـلى نوعين قد يكون بالأقوال وقد يكون بالأفعال ونتائجها. وقـد جـرت سُـنة اللّٰه أنه قد يجعل الكافرين والفاسقين علّةً موجبة لظهور أنوار إيـمـان أنبيـائـه وأوليـائـه، ألا تـرى إلـى سيـدنا ونبينا محمد المصطفى صلعم كيف كانت ﴿۸۶﴾

ومن اعتراضاتهم ما قيل إن بعض أجلّ مشائخهم قال إنى رأيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى المنام وسألته عن هذا الرجل (يعنى عن المؤلف) أهو كاذب أم صادق؟ فقال **صادق ومن عند اللّٰه**، ولكن اللّٰه يمازحه☆. **أما الجواب** فاعلم أن ذلك الشيخ قد أرسل إلىّ رسولين من عنده، كان اسم أحدهما الخليفة **عبد اللطيف**، واسم الثانى الخليفة **عبد اللّٰه** العرب، فجاءا ﴿۸۷﴾
إلىّ فى مقام فيروزفور وقالا قد أرسلَنا إليك شيخنا **صاحب العَلم** يقول إنى رأيت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم واستفسرته فى أمرك وقلت بيّنْ لى يا رسول اللّٰه أهو كاذب مفترى أم صادق؟ فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم **إنه صادق ومن عند اللّٰه. فعرفتُ أنك على حق مبين**. وبعد

☆اسم هذا الشيخ :پير صاحب العَلَم، ويسكن فى بعض بلاد السندهـ .وسمعت أنه من مشاهير مشائخ تلك البلاد وجماعةُ مبايعيه قريب من مئة ألف أو يزيدون .منه

بقیہ حاشیہ

عداوة أبى جهل وأمثاله موجبةً لإنارة صدقه وضياء إيمانه؟ ولو لم يكن أبو جهل وإخوانه من المعادين لبقى كثير من أنوار الصدق المحمّدى فى مكمن الاختفاء، فإذا أراد اللّٰه أن يُظهر صدق نبيه صلعم بين الناس فجعل له الحاسدين المعاندين المعادين فى الأرض كأبى جهل وشياطين آخرين، فمكروا كل المكر وآذوا كل الإيذاء، وسعوا لإطفاء أنوار نزلت من السماء، فعجزوا عن ذلك، وجاء الحق وزهق الباطل، وظهر أمر اللّٰه ولو كانوا كارهين فجاز أن يُقال إن أبا جهل وأمثاله كانوا سببا لظهور صدق المصطفٰى وإيمانه الطيب وأنواره العليا، فكذلك نقول إن دابّة الأرض التى هى خادمة الشيطان. أعنى التى تتكلم بالإست لا بالفم كالصالحين من نوع الإنسان. هى تسم المؤمن بمعنى أنها تُظهر أنوار إيمانه كما أظهر أبو جهل أنوار إيمان خاتم النبيّين. فتفكرْ ولا تكن كالمعتوه والمجانين. منه

ذلک لا نشک فی أمرک ولا نرتاب فی شأنک، ونعمل کما تأمر، فإن أمرتنا أن اذهبوا إلی بلاد **الأمریکه** فإنّا نذهب إلیها، وما تکون لنا خِیرةً فی أمرنا، وستجدنا إن شاء اللّٰہ من المطاوعین.

هذا ما قال رسولاه وکانا من شرفاء القوم، بل الذی کان اسمه عبد اللّٰہ العرب هو من مشاهیر التجار، ومنَّ اللّٰہ علیه بأموال کثیرة وباقیات صالحة، وأظن أنه رجل صالح لا یکذب، وقد أنفق مالا کثیرا فی سبیل اللّٰہ ومهمّات الدین، وله همٌّ کثیر لإعلاء کلمة الإسلام، وما جاء نی إلا علی قدم الصدق والإخلاص، وما جاء إلا بعدما أرسلهما شیخهما، ففکِّرْ دیانةً وإنصافًا.. أأرسلَهما شیخهما من دیار بعیدة علی تحمُّل مصارف السبیل وتکالیف السفر فی أیام الشتاء لیبلّغا منه کلمةَ المزاح، ویؤذیا.. علی خلاف السُنة. أهل الصلاح؟ وإنهما حیّانِ موجودان، والشیخ حیّ موجود، فاسألْهما وشیخهما إن کنت من المرتابین. ومع ذلک نسبة المزاح إلی اللّٰہ تعالی قول تری حقیقته، وأنت تعلم أن المزاح نوع من الکذب، ولا یصح علیه سبحانه الکذب، فإنه رجس ومن النقائص، والنقائص کلها تستحیل علیه تعالٰی ذاتًا. عقلًا وعُرفًا، وقد اتفق العلماء علی أن اللّٰہ تعالی لا یکذب ولا یُخلف المیعاد، والکذب علیه مُحال لما فیه من أمارة العجز أو الجهل أو العبث، ولما فیه زیادة ونقص، ویتعالی اللّٰہ عن النقائص کلها وکل أنواعها. وجواز الکذب فی أخباره تعالٰی ووحیه وإلهامه یُفضی إلی مفاسد لا تُحصٰی؛ قال فی شرح المواقف ویمتنع علیه الکذب اتفاقًا، ولو کان اللّٰہ کاذبا لکان کذبه قدیمًا إذ لا یقوم الحادث بذاته

تعالی، فکیف یکون الکذب من صفاته القدیمة وهو أصدق الصادقین.

ومن اعتراضاتهم أنهم قالوا قد ثبت من القرآن أن **عیسی** علیه السلام رُفع إلی السماء غیر مقتول ولا مصلوب، وجاء فی الأحادیث أنه سینزل☆ ویقتل الدجّال، ویتزوج ویولد له، ثم یموت فیُدفن فی قبر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم. وقد جاء فی بعض الأحادیث أنه لم یمت، وقد انعقد الإجماع علی مجیئه قبل موته فی زمان یبعث اللّٰہ المهدی فیه، ویدعو علیٰ یأجوج ومأجوج فیموتون بدعائه، فکیف یمکن الإنکار من هذه الأحادیث التی اتّفق علیها السلف والخلف ﴿۸۸﴾ والصحابة والتابعون والأئمة وأکابر المحدثین؟ **أمّا الجواب** فاعلم أن وفاة عیسٰی ثابت بالآیات التی هی قطعیة الدلالة، لأن القرآن ما استعمل لفظ التوفی إلا للإماتة والإهلاک، وصدّق ذلک المعنی رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وشهد علیه رجل من الصحابة الذی کان أعلم بلغات قومه، وکان استنبط علم التفسیر ووضعه، وکان له الید الطولیٰ والقدح الْمُعَلّٰی فی تحقیق لسان العرب وکان من العارفین. وأمّا شهادته. فکما جاء فی البخاری متوفیک ممیتک، وقال العینی شارح البخاری رواه ابن أبی حاتم عن أبیه، قال حدثنا أبو صالح حدثنا معاویة عن علیّ بن أبی طلحة عن ابن عباس قال متوفیک ممیتک. **ثم اعلم** أن ادعاء

---

☆ **الحاشیة:** ولو کان عیسٰی راجعا إلی الدنیا بعد الرفع لقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم واللّٰهِ لیوشکنّ أن یرجع، ولکنه قال واللّٰہ لیوشکن أن ینزل، فترکُ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لفظ الرجوع واختیارُه لفظ النزول دلیل قوی علی أنه أراد من عیسٰی رجلا آخر، لا عیسی الذی هو نبی اللّٰہ ابن مریم. منه

الإجماع فی عقیدة رفع عیسیٰ حیًا بجسمه العنصری باطل وکذب صریح قال ابن الأثیر فی کتابه "الکامل" إن أهل العلم قد اختلفوا فی عیسٰی هل رُفع قبل الموت أو بعده، فبعضهم ذهبوا إلی أنه رُفع قبل الموت، وبعضهم ذهبوا إلی أنه مات إلی ثلاث ساعات أو سبع ساعات، وذهب فریق من المعتزلة والجهمیة أنه ما رُفع بجسمه العنصری بل مات ورُفع بالرفع الروحانی، وما یکون نزوله إلا نزولًا روحانیا کما کان الرفع روحانیا. وقد أثبت البخاری موته فی صحیحه بکتاب اللّٰه وحدیث رسوله وقول بعض الصحابة. فأین ثبت الإجماع علی رفعه حیًا وعدم موته وکذلک ما اتفق المسلمون علی دفنه فی قبر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، وقال العینی فی شرح البخاری قیل یُدفن فی الأرض المقدسة وکذلک اختُلِفَ فی موضع نزوله، وفی حدیث ابن عباس قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول "ینزل أخی عیسی ابن مریم علی جبلِ أَفِیْقَ إمامًا هادیًا حَکَمًا عادلا، بیده حربةٌ لقتل الدجّال، وتضع الحرب أوزارها". وأخرج نعیم بن حماد من طریق جبیر بن نفیر وشریح وعمر بن الأسود وکثیر بن مرة قال قالوا إنما الدجّال شیطان لا غیره، یعنی یخرج فی آخر الزمان ویوسوس فی صدور الناس ویقتله المسیح بالحربة السماویة، یعنی بالنور والذین آمنوا من الصحابة بنزوله ما آمنوا إلا إجمالا، والذین صرّحوا فی هذا الباب بعد الصحابة فقد أخطأوا، ولا یجب علینا أن نتبع آراء هم هم رجال ونحن رجال، وقد منّ اللّٰه علینا وکشف علینا بإلهاماته ما لم یکشف علیهم، وهذا فضل اللّٰه یؤتیه من یشاء من عباده المؤمنین.

وقد أشار اللّٰه تعالى فى القرآن أن التوراة إمام.. يعنى فيه نظير كل واقعة يقع فى هذه الأمة، ولذلك قال فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ [١]، ولكنّا لا نجد فى التوراة نظير النزول الجسمانى، بل نجد نظيرا فيه للنزول الروحانى كما ذكرُنا قصة نزول إيلياء النبى، فتدبرُ بقلب سليم أمين۔ ثم مع ذلك. قد ثبت أن الواقعات الآتية التى أخبر عنها رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم أو غيرُه من الأنبياء ما وقعت كلها بصورتها الظاهرة المرجوّة ، بل وقع بعضها على الظاهرة ﴿۸۹﴾ وبعضها على وجه التأويل. فإذا كان سُنة اللّٰه كذلك فى ظهور الأنباء المستقبلة. فأىّ دليل على أن خبر نزول المسيح محمول على الظاهر؟ ولِمَ لا يجوز أن يكون محمولا على الباطن؟ بل إذا دقّقنا النظر فيأمر العقل أن الأخبار التى هى أمارات كبرىٰ للقيامة . لا بد لها أن لا يقع إلا فى حُلل الاستعارات، فإن القيامة لا تأتى إلا بغتة، ولا يزول ريب المرتابين أبدًا حتى تأتيهم كما ثبت من نصوص القرآن. وأمّا إذا جوّزنا ظهور الأمارات الكبرىٰ على صورها الظاهرة. فلا تبقى الساعة أمرًا ظنيا فى أعين المنكرين. فوجب أن نعتقد أن الأمارات الكُبرىٰ لا تقع على صورها الظاهرة، وكذلك النزول نزول روحانى بتوسط رجل يُشابه فى صفاته، كما فُسِّر معنى نزول إيلياء النبى من قبل فى صحف النبيين.

وأما قولهم ان الأحاديث تشهد على أن عيسى يقتل الدجّال بحربته، فنحن لا نُسلّم أن الأحاديث تدل عليها بالا تفاق، بل الحديث الذى جاء فى البخارى فى أمر عيسٰى يعنى قول رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يضع الحرب، يدل بدلالة صريحة على أن عيسٰى لا يقتل

[١] الانبياء : ۸

الـدجّال بآلةٍ من آلات الحرب، وكيف يأخذ حربته بيده مع أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عـليه وسلم قـال فـى حـقـه إنـه يـضع الحرب فلا شك أن حربة قتل الدجّال حربة روحـانية منـزَّلة من السماء كما يدل عليه حديث رُوى عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰـه صـلى اللّٰه عليه وسلم يـنـزل أخـى عيسَـى بن مريم على جبلِ أَفِيْقَ إمامًا هاديًا حَـكَـمـا عـادلا بيـده حـربة يـقتـل بـه الدجّال، فقد ظهر من هذا الحديث أن الحربة سماوية لا أرضية، فالقتل أمر روحانى لا جسمانى. ثم لما كان الدجّال شيطان آخر الـزمان يبسط ظل الضلالة على مظاهره. فـمـا معنى القتل الجسمانى؟ وما نقلوا أنه بـعـد قتلـه يُـدفَن أو يُحرق أو يُلقى فى البحر أو يُطرح فى الأرض حتى تأكله الطير. فهـذه كـلهـا دلائـل قـاطـعة على أن القتل أمر روحانى. واعلم أن حربة عيسَى الذى يـنـزل مـعـه مـن الـسـمـاء إنـمـا هو حربة نفسِه التى يهلك بها كل كافر، فما لكم لاتتـدبـرون كالعاقلين؟ وقد علمتم أن الدجّال شيطان كما جاء فى بعض الأحاديث، فحربة قتل إبليس لا تكون إلا حربة روحانية، فحديث وضع الحرب حديث صحيح يـوجـد فـى البـخـارى، وكـل مـا يـخالفه من الأحاديث فهو مدسوس عليه أو مؤوَّل، والـذى يُـجـادل فـى ذلک فـقـد نسى هذا الحديث الذى يوجد فى كتاب هو أصحّ الـكـتـب بـعـد كتـاب اللّٰه، و هذا هو الحق و لا يُنكره إلا قُباعٌ غافل، فتدبرُ و لا تكنُ من المستعجلين.

وأمـا أحـاديـث مـجـىء المهدى فـأنـت تـعـلـم أنهـا كـلها ضعيفة مـجـروحة ويُخالف بعضها بعضًا، حتى جاء حديث فى ابن ماجه وغيره مـن الـكتب أنـه لا مهدى إلا عيسٰـى ابـن مـريـم ؛ فـكيف يُتّكأُ علٰى مثل هذه

الأحاديث معَ شدة اختلافها وتناقضها وضعفها، والكلامُ فی رجالها كثير كما لا يخفى على المحدثين. ﴿۹۰﴾

فالحاصل أن هذه الأحاديث كُلّها لا تخلو عن المعارضات والتناقضات، فاعتزِلْ كلها، ورُدَّ التنازعات الحديثية إلى القرآن، واجعَلْه حَكَمًا عليها ليتبيّن لک الرشد وتكون من المسترشدين. فإن كنتَ تقبَل الأحاديث مع شدة اختلافها وتناقُضها وتنزُّلها عن مرتبة اليقين، فكم من حریّ أن تقبل القرآن اليقينی القطعی الذی لا يأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه، إن كنت تريد أن تتبع سبل اليقين.

ومن اعتراضاتهم أنهم قالوا إنّ هذا الرجل لا يؤمن بأن المسيح كان خالق الطيور وكان محيی الأموات وكان فی العصمة مخصوصًا متفردًا محفوظا من مسّ الشيطان لا يُشابهه فی هذه الصفة أحد من النبيين.

**أما الجواب** فاعلم أنّا نؤمن بإحياءٍ إعجازی وخلق إعجازی، ولا نؤمن بإحياء حقيقی وخلق حقيقی كإحياء اللّٰه وخلق اللّٰه، ولو كان كذلک لتشابهَ الخلق والإحياء، وقال اللّٰه سبحانه فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللّٰهِ[1]، وما قال فيكون حيًا بإذن اللّٰه، وما قال فيصير طيرا بإذن اللّٰه. وإن مثل طير عيسٰی كمثل عصا موسٰی، ظهرت كحية تسعى ولكن ما تركتْ للدوام سيرته الأولى. وكذلک قال المحقّقون إن طير عيسٰی كان يطير أمام أعين الناس وإذا غاب فكان يسقط ويرجع إلى سيرته الأولى. فأين حصل له الحياة الحقيقی؟ وكذٰلک كان حقيقةُ الإحياء. أعنی أنه ما ردّ إلى ميّت قط لوازمَ الحياة كلها، بل كان يُرى جلوةً من حياة الميّت بتأثير روحه الطيب، وكان الميّت حيًّا ما دام عيسٰی قائم عليه أو قاعدًا،

[1] ال عمران: ۵۰

فإذا ذهب فعاد الميّت إلى حاله الأول ومات. فكان هذا إحياء ً إعجازيًّا لا حقيقيًا، والله يعلم أن هذا هو الحقيقة الواقعة، ثم مازَجَها أغلاطُ بيان الناس، وزادوا فيها ما شاء وا كما لا يخفى على من له شَمّة من العلم والبصيرة، فدَقِّقِ النظر فى مطاوى الآيات ومعانيها ليُكشَف عنك الضلال والظلام وتكون من المتبصّرين.

ومن اعتراضاتهم أنّهم قالوا إن الله تعالى قد أخبر عن نزول المسيح عند قُرب القيامة كما قال : وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ.

**أمّا الجواب** فاعلم أنّه تعالىٰ قال: وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ [1]، وما قال إنه سيكون عِلْمًا للساعة، فالآية تدل على أنه علم للساعة من وجه كان حاصل له بالفعل، لا أن يكون مِن بعدُ فى وقت من الأوقات. والوجه الحاصل هو تولُّده من غير أب، والتفصيل فى ذلك أن فرقة من اليهود . أعنى الصدوقيّن. كانوا كافرين بوجود القيامة، فأخبرهم الله على لسان بعض أنبيائه أن ابنًا من قومهم يولد من غير أب، وهذا يكون آيةً لهم على وجود القيامة، فإلىٰ هٰذا أشار فى آية وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ، وكذلك فى آية وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ [2]، أى للصدوقين.

وقال بعض المفسرين إنه ضمير إنه لعلم للساعة يرجع إلى القرآن، فإن القرآن أحيا خَلقًا كثيرا وبعَثهم من القبور، فهذا البعث الروحانى دليل على البعث الجسمانى، يعنى على الساعة، كما فى معالم التنزيل وغيره. فالحاصل أن آية وإنه لعلم للساعة لا يدل علىٰ نزول المسيح قط، بل يفحم المنكرين بدليل موجود ثابت، فلهذا قال : فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا، ولا يُقال مثل هذا القول لآيةٍ ما ثبت وجودها بعد، وما رآها أحد من المخالفين. ﴿۹۱﴾

[1] الزخرف: ۶۲ [2] مريم : ۲۲

ومن اعتراضاتهم أنهم قالوا إن كان هذا هو المسيح الذى أُرسِل لكسر الصليب وقتل الخنازير فقد مضت عليه إحدىٰ عشر سنة من رأس القرن، فأى صليب كُسر، وأى خنزير قُتل، و أى جزية و ضع، و من ذا الذى دخل فى الإسلام وترك سُبل الكافرين.

**أما الجواب** فاعلم أن الحق لا يأتى دفعةً بل يأتى تدريجًا، وفى العينى عن ابن عباسؓ : يُقيم عيسىٰ تسع عشر سنة لا يكون أميرًا ولا شرطيًّا ولا ملِكًا. وقد مضت على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ثلاث عشر سنة فى مكة وما لحق به فى هذه المدة إلا فئة قليلة من المساكين. وكان من بعض علاماته المكتوبة فى التوراة فتح الروم والشام وبلاد فارس، فما عاينَها الناس فى وقت حياته، وما تبعه جموع كثيرة من كل قوم ومُلكٍ إلا بعد انتقاله إلى رفيقه الأعلٰى، بل ما رأى فى أوائل زمانه إلا مصيبة علٰى مصيبة، والذين آمنوا معه آذاهم القوم إيذاءً كثيرًا وعيّروهم وطردوهم وقالوا عليهم كل كلمة شريرة كاذبين. وهكذا طردوا الأنبياء كلهم، ومسّتهم البأساء والضرّاء فى أوائل زمانهم، فمضت على ذلك الابتلاء مدة طويلة حتى قالوا متى نصر اللّٰه، فهلك من كان من الهالكين، كما قال اللّٰه تعالى أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۖ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ [1]. فكذلك يريد أبناء هذا الزمان ليقتلونى أو يصلبونى أو يطرحونى فى غيابة جُبٍّ، ويدوسوا الصداقة بأرجلهم، ويحرقوا الأشجار الخضرة كما يُحرَق الحشائش اليابسة، فاللّٰه المستعان

[1] البقرة: ۲۱۵

علـى ما يكيدون وهو خير الناصرين وأما نـصـره الذى ينكرونه فشىء سترى ما لا تسمع، بل ظهرت علاماته فى أعين الناظرين.

أَلا تَـرىٰ أن الـزمان كيف انقلب إلى **التوحيد** . وكيف هبّتْ **رياح الإسلام** فى **بلاد** المشركين. وكيف يدخلون **فى دين الله أفواجا** فى كل مُلك؟ فما هذا إلا النور الـذى نـزل مـن السـمـاء مع الذى أُنزل لإصلاح الناس، فأىّ دليل واضح من هذا إن كنت من المنصفين؟ يا مسكين. **قُمْ** وافتح **العين** لتنظر كيف يُكسَر الصليب ويُقتَل ﴿۹۲﴾
الـخـنـزير بحربة السماء . وأما قتل الناس بآلات هذه الدنيا فليس بشىء عجيب. أليس الملوك يفعلون أيضا ذلك؟ فتحسَّسُ حربة الله، ولا تكن من المنكرين.

وقـد ذكرتُ آنفا أن الدجّال لا يكون إلا شيطانًا، فيوسوس فى صدور قوم تبعوه فيـكـونـون عَـمَـلةً لـه، ويـكون فعلهم فعله، فينـزل فى هذا الزمان المسيحُ الموعود بـالـحـربة الـملكية السماوية، فيقتل ذلك الشيطان ويقتل خنازيره؛ وإلى هذا أشار القرآن فى مقامات شتّى، وأشار إلى أنه يفتح فى آخر الزمان. فالذين يتنزل الشيطان عليهم يعثون فى الأرض مفسدين، وينسلون من كل حدب، ثم يجمع الله عباده على كلمة الحق بنفخ الصُوْر السماوىّ، وكان ذلك قدرًا مقدورًا من ربّ العالمين.

وهـذا سـرّ مـن أسـرار الـلّـه تـعالى، وسُنّةٌ من سُننه. أنـه إذا أراد إصلاح الـنـاس فـى وقـت تسلّط الشيطان على قلوبهم، فيُنـزل روحه على قلب عبد من عباده ومعه ملا ئكة، فيتنـزل الملا ئكة فى كل طرف، فيوحون إلى عباده أن قـومـوا واقبـلـوا الـحق، فيـأتـونهـم ويـعـطـونهم قوةً لقبول الحق وتحمُّل الـمـصـائب ومـا يـظهـر هـذه التـحـريـكـات إلا عـنـد ظهور رسول أو نبى

أو محدَّث، ولكن الجاهلون ما يعرفون هذا السر الذى تهبّ منه رياح الهداية، ويغلطون فيه ويسلكون مسلك الاتفاقات، ولا يتدبّرون فى أن الله قد جعل لكل شىء سببا، وما من متحرك فى الكون إلا وله مُحرّك، أولئك الذين ضلّ سعيهم فى الحياة الدنيا ورضوا بخيالات سطحية وما كانوا من المتدبرين.

والحق أن للملَك لمَّةً بقلب بنى آدم وللشياطين لمَّة، فإذا أراد الله أن يبعث مصلحا من رسول أو نبى أو محدَّث فيقوّى لمَّةَ الملَك ويجعل استعداداتِ الناس قريبةً لقبول الحق، ويعطيهم لهم عقلا وفهما وهمّة وقُوّة تحمُّلِ المصائب ونورَ فهمِ القرآن ما كانت لهم قبل ظهور ذلك المصلح، فتصفى الأذهان، وتتقوى العقول، وتعلو الهمم، ويجد كل أحد كأنه أُوقظَ من نومه، وكأن نورًا ينزل من غيب على قلبه، وكأن معلّمًا قام بباطنه، ويكون الناس كأن الله بدّل مزاجهم وطبيعتهم، وشحّذ أذهانهم وأفكارهم. فإذا ظهرت واجتمعت هذه العلامات كلها فتدل بدلالة قطعية على أن المجدد الأعظم قد ظهر، والنور النازل قد نزل، وإلى هذا أشار سبحانه فى سورة القدر وقال إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ـ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ـ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ـ تَنَزَّلُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ ـ سَلَٰمٌ هِىَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ ٱلْفَجْرِ[ل]. وأنت تعلم أن الملائكة والروح لا ينزلون إلا بالحق، وتعالى الله عن أن يُرسلهم عبثًا وباطلًا. فإرسال الروح ههنا إشارة إلى بعث نبى أو مرسَل أو محدَّث يُلقٰى ذلك الروح عليه، وإرسال الملائكة إشارة إلى نزول ملائكة يجذبون الناس إلى الحق والهداية والثبات والاستقامة،

ل القدر: ۲ تا ٦

﴿۹۳﴾ كمّا قال اللّه تعالى فى مقام آخر : اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا [1]، أى هاتوا قلوبَهم وحَبِّبوا إليهم الإيمانَ والثبات والاستقامة، فهذا فعل الملائكة إذا نزلوا. ففى سورة القدر إشارة إلى أن اللّٰه تعالى قد وعد لهذه الأمة أنه لا يضيّعهم أبدا، بل إذا ما ضلوا وسقطوا فى ظلمات يأتى عليهم ليلة القدر، وينزل الروح إلى الأرض، يعنى يلقيه اللّٰه على من يشاء من عباده ويبعثه مجدّدا، وينزل مع الروح ملائكةٌ يجذبون قلوب الناس إلى الحق والهداية، فلا تنقطع هذه السلسلة إلى يوم القيامة. فاطلبوا تجدوا، واقرَعوا يُفتَح لكم. وإن هذا الزمان زمان قد انفتحت فيه أبواب النعماء الجسمانية والترقيات الجديدة، وترون نعمًا جديدة فى ركوبكم ولباسكم وأنواع تمدُّنكم، وقد انكشف كثير من دقائق العلم الطبعى والرياضى وخواص النفس، ونجد أبناء الدنيا فى علومهم الجديدة كأنهم يصعدون إلى السماء، ويرون أشياء تتحير فيها العقول، ويتأخر منها المنقول، ونجد من كل طرف صنعة جديدة وفنونا جديدة وأعمالا معجبة دقيقة كسحر مبين.

ولا نجد من هذه الصنائع أثرا فى الأولين، كأن الأرض بُدّلت غير الأرض وإذا ثبت أن فى الأرض أمواجا من علوم جديدة ومعارف جديدة، وفَتَق اللّٰه حُجبَ العلوم الأرضية من قدرته، فلِم تعجبُ من فتق السّماء ؟ وألهمنى ربّى وقال ”إِنَّ السَّمَاوَاتِ والأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا“ فافهَمْ هذا السر ولا تيأس من رَوح رب العالمين.

وأنت ترى أن أدنى المساكين فى هذه الأيام تنعم بنعماء ما رآها أحد من آبائه بل من الملوك السابقين، ولا سليمان مع كل مجده

[1] الانفال:۱۳

فـإذا منّ اللّٰه علٰی عباده بنعمائه الجسمانية . فـكيف تظنون أنه تركهم محرومين من نعمائه الروحانية؟ فتدبّرْ فيما سردنا عليك واعتذِرْ إلى اللّٰه وإلى أهل الحق إن كنت من المتورعين. اصبروا أيها المستعجلون حتى يأتی اللّٰه بأمره. ما لكم لا ترون الفتن التی كثرت فيكم، وما كان اللّٰه ليذر المؤمنين على ما هم عليه حتى يميز الخبيث من الطيب، فلا تيأسوا من أيام اللّٰه وهو أرحم الراحمين.

ومن اعتراضاتهم أنهم قالوا إن الأولياء لا يدّعون ويقولون نحن كذا وكذا، بل أحوالهم ومسراهم تدل على كونهم أولياء ، فالذی ادّعی فهو ليس ولیّ اللّٰه، بل لا شك أنه من الكاذبين. **أمّا الجواب** فاعلم أن السلف والخلف قد جوّزوا إظهار الولاية تحديثًا لنعمة اللّٰه، وإنّ كُتُب الشيخ الجيلی والمجدد السرهندی مملوّة من ذلك، وقال تعالى : وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ [۱] وروى ابن جرير فی تفسيره عن أبی يسرة غفاری أن الصحابة كانوا لا يحسبون الشكر شكرًا إلا بشرط الإظهار، لأن اللّٰه تعالٰی قال لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ [۲]. وروى الديلمی فی "الفردوس" وأبو نعيم فی ’’الحلية‘‘ أن عمر بن الخطاب رقِی المنبر وقال الحمد للّٰه الذی صيّرنی كما ليس فوقی أحد. فسأله الناس عن ذلك القول، فقال ما قلتُ إلا شكرًا لنعمة اللّٰه تعالى. وأمّا ما قال اللّٰه تعالى : فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ [۳]، ففرِّقْ بين تزكية النفس وإظهار النعمة، وإن كانا مشابهين فی الصورة. فإنك إذا عزوت الكمال إلى نفسك ورأيتك كأنك شیء ، ونسيتَ الخالق الذی مَنَّ عليك فهذا تزكية النفس، ولكنك إذا عزوتَ كمالك إلى ربّك، ورأيت كل ﴿۹۴﴾

۱؎ الضّحٰی:۱۲ ۲؎ ابراهيم:۸ ۳؎ النجم:۳۳

نعمة منه، وما رأيت نفسک عند رؤية الكمال بل رأيت فی كل طرف حولَ اللّٰه وقوته ومنّه وفضله، ووجدتَ نفسک كميّتٍ فی يد الغسّال، وما أضفتَ إليها شيئا من الكمال، فهذا هو إظهار النعمة. فالذين فی قلوبهم مرض يسعون إلى الاعتراض مستعجلين، ولا يفرّقون بين الشاكرين المأمورين والمرائين البطّالين، ويلتبس عليهم الأمر من القرين. وهذا آخر كلامنا فی ردّ اعتراضاتهم، واللّٰه يحكم بيننا وبينهم، وهو خير الحاكمين .

واعلم أن لهم اعتراضات ركيكة غير ذلک، بل كل دقيقة المعرفة فی نظرهم محل اعتراض، وقد فرغنا من ردّ اعتراضاتهم الكبيرة، وأما الاعتراضات الصغيرة الواهية فالكتاب نُزِّهَ عنها، وجاء الكتاب بفضل اللّٰه كاملا شافيا كما ستراه إذا قرأته بتدقيق النظر. وقد سردنا فی هذا الكتاب أدلة قطعية يقينية صحيحة من كتاب اللّٰه وسُنة رسوله، وأتممنا الحجة على المخالفين. واللّٰه يعلم أنی ما انتصرتُ لنفسی فی استيصال اعتراضاتهم، ولست أن أعادی أحدا لِما عادانی، وليس لی عدو فی الأرض إلا الذی هو عدوّ اللّٰه ورسوله، وإنما انتصاری لهمافما أسبّ السابّين ولا ألعن اللاعنين، ولا أضيّع وقتی الذی هو أزكى وأنفسُ فی أمور لا طائل تحتها، وأفوّض أمری إلى اللّٰه ربّ العالمين.

فإن كان ربّی يخذلنی فمن ذا الذی يُعزّنی وإن كان يُعزّنی فمن ذا الذی يخذلنی فكل أمری فی يد ربّی. إن كان لی عنده قدر فيهَب سترًا يمتدّ، وإلا فيتركنی بوجهٍ يسودّ، فلا أعلم غيره أحدا الذی يُهلكنی أو كان من المُنجِين وأرجو فضله، وأنتظر نصرته، وهو ربّی منَّ علیّ وأتم علیّ نعمته، يعلم ما فی قلبی، وهو أرحم الراحمين. وإنی وضعتُ فی نفسی

أن أموت على بابه، ولا أبرحها فی كل حال من الفتح والهزيمة، حتى يأتينی نصر منه، ومن ينصرُ إلا اللّٰه، وهو نعم المولى ونعم النصير. وآذانی قومی ولعنونی وكفّرونی وقالوا كافر دجّال، وسمّونی بأسماء يكرهون أن يُسموا بها، ولقّبونی بألقاب لا يحبّون أن يلقَّبوا بها، وأكثروا القول فی إيمانی وكانوا معتدين. فأفوّض أمری إلى اللّٰه هو يعلم ما فی قلبی وما فی قلوبهم، ولا يخفى على اللّٰه خافية. أليس اللّٰه بأعلم بما فی صدور العالمين

ويا قوم.. أُذكّركم بآيات اللّٰه:

اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ [١] . اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ [٢]

وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ. [٣]

﴿٩٥﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ
مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ
بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ـ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا
اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ [٤].

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا [٥].

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ [٦].

وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۭ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ـ وَهُوَ الَّذِىْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ـ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِىْ خَبُثَ لَا

١ الحجرات:٧ ٢ الحجرات:١١ ٣ الحجرات: ١٠ ٤ الحجرات: ١٢،١٣ ٥ النساء: ٩٥
٦ البقرة:١٩٥

يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا[۱]۔

هُوَ الَّذِيْٓ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ[۲]۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ[۳]۔

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَمَكْرُ أُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ[۴]۔

إِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰهُمْ إِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ إِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۔ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ[۵]۔ فَفِرُّوْٓا إِلَى اللّٰهِ إِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ[۶]۔

وقد خصّنی اللّٰه تعالی بآیات من عنده، وبارک فی قولی ونُطقی، وجعل البرکة فی دُعائی، وأنزل الأنوار علی أنفاسی وعلی داری وجدران بیتی، وهو معی حیثما کنت، وأرسلنی لیعلم المخالفون المعادون أن تلک النعم ثابتة فی الإسلام، ولا حظ منها لغیرهم، ولیعلموا کیف مرتبة المسلمین عند اللّٰه. فواللّٰه إن هذا الأمر صحیح حق، ومن یقصدنی بقلب سلیم ونیة صحیحة، ویأتینی مستفیضا مستغیثا.. فبابتهالی وبرکةِ دُعائی یُدرِک ما طلبه، ویفوز فی کل أمر، إلا فی الذی جفّ القلم بکونه من قدر السوء. وقد شرحتُ لک یا أخی قصتی هذه علیٰ غایة الاقتصار، فانظر مکتوبی هذا بنظر الإمعان، واستعمل الإنصاف فیه، وإنی لک لمن الناصحین.

فخَفْ ممن هو أکبر من کل کبیر، وهو الملِک الحقیقی الذی أشرق بنور وجهه ما فی السماوات والأرض، ویرتعد الملائکة من سلطانه، ویهتز العرش من عظمته، وقد أعدَّ للمؤمنین الصالحین نعماء الأبد التی

۱ الاعراف:۵۷ تا ۵۹ ۲ الصّف:۱۰ ۳ البقرة:۲۵۲ ۴ فاطر:۱۱
۵ المؤمن:۵۷تا۵۹ ۶ الذاریات:۵۱

لا انقطاع لها، والحياةَ التى لا موت بعدها. وقد خصّكم الله يا جيران بيت الحرام بمزايا كثيرة، وأعطاكم قلبا متقلباً مع الحق رحمةً من عنده، فانظروا فى أمرى يامعشر الكرام. وليس هذا الأمر من الأمور التى يُغفَلُ عنها، ولا تدرى نفسٌ بأى وقت تُدعى إلى السماء. واعلموا أن هذه الأيام أيام الفتن، وزمانُ أمواج المفاسد، ﴿۹۶﴾
وقد زُلزلت الأرض زلزالا شديدا، وتكاثرت الآفات على الإسلام، فاذكروا عهد الله واتقوا أيام الطوفان والطغيان، واستمسِكوا بالعروة الوثقى التى لا انفصام لها، واطلبوا رضى الربّ الكريم، واجعلوا بعد خوفه كلَّ خوف تحت أقدامكم.

ونسأل الله أن يوفقكم، ويعطيكم من لدنه قوة، ويهبكم من عنده إلهامًا موقنًا، ويعصمكم من الخطأ فى النظر والاستعجال فى إقامة الرأى وسوء الظن، ونسأله أن يُدخلكم فى ملكوته مع الأنبياء والرسل والصدّيقين والشهداء والصالحين. ونحن ننتظر الجواب.

وآخر دعوانا أن الحمد لله ربّ العالمين.

الراقم المفتقر إلى الله الصمد

**غلام أحمد** عافاه الله وأيّد

وقد كُتب فى آخر الربيع الأول سنة ۱۳۱۱ هـ

من قاديان ضلع غورداسفور

من الهند، البنجاب

---

﴿۹۷﴾

# قصیدة لطیفة

## لمؤلّف هذه الرّسالة فی بیان مفاسد الزمان
## وضرورة رجل یهدی إلٰی طرق الرحمان
## ونعتِ سید الأنبیاء وفخر الإنس والجانّ
## صلّی اللّٰه علیه وسلم

دموعی تفیض بذکرِ فتنٍ أنظُرُ — وإنی أری فتنًا کقطرٍ یمطُرُ
تهبّ ریاح عاصفات مبیدةٌ — وقلَّ صلاحُ الناس والغیُّ یکثرُ
وقد زُلزلت أرضُ الهدی زلزالها — وقد کُدّرتْ عین التقی وتُکدَّرُ
وما کان صَرْخٌ یَصْعَدَنّ إلی العُلی — وما مِن دعاء یُسمَعنَّ ویُنصَرُ
فلما طغی الفسق المبید بِسَیْله — تمنّیتُ لو کان الوباءُ المُتَبِّرُ
فإن هلاک الناس عند أولی النهی — أحبُّ وأولی من ضلال یُخسِّرُ
﴿۹۸﴾ علٰی أجدُرِ الإسلام نزلت حوادثٌ — وذاک بسیّئات تُذاع وتُنشرُ
وفی کل طرف نارُ فتن تأجّجت — وفی کل ذنب قد تراءی التقعُّرُ
ومن کل جهة کلُّ ذئب ونمرةٍ — یعیث بوثب والعقارب تأبُرُ
وعینُ هدایات الکتاب تکدرتْ — بها العِیْنُ والآرام یمشی ویعبُرُ
تراء ت غوایاتٌ کریح عاصفٍ — وأرخی سدولَ الغیِّ لیلٌ مُکدِّرُ
وللدین أطلالٌ أراها کلاهف — ودمعی بذکر قصوره یتحدّرُ
أری العصر من نوم البطالة نائماً — وکل جَهول فی الهوی یتبخترُ

وليلا كعين الظبى غابت نجومه ... وداءً لَشِدَّتُه عن الموت تُخبِرُ
نسوا نَهُجَ دين اللّٰه خبثًا وغفلة ... وأفعالهم بغىٌ وفسق ومَيسِرُ
وما همُّهم إلا لحظٍّ نفوسهم ... وما جهدهم إلا لعيشٍ يوفَّرُ
وقد ضيّعوا بالجهل لبنًا سائغا ... ولم يبق فى الأقداح إلا ماضِرُ
وركب المنايا قد دناهم بسيفهم ... وهم خيلُ شحٍّ ما دناهم تحسّرُ
تَصيدُهم الدنيا بعظمة مكرها ... فيا عجبًا منها ومما تمكُرُ ﴿٩٩﴾
تذكّر إفلاسا وجوعا وفاقة ... فتدعو إلى الآثام مما تذكِّرُ
تريد لتُهلِك فى التغافل أهلها ... وقد عقرتُ همَمَ اللئام وتعقِرُ
وألهتُ عن الدين القويم قلوبَهم ... فمالوا إلى لمعاتها وتخيّروا
تقود إلى نار اللظى وجناتُها ... ولمعاتُها تُصبى القلوب وتختِرُ
وتدعو إليها كلَّ من كان هالكا ... فكلٌّ من الأحداث يدنو ويخطِرُ
تميس كبِكرٍ فى نقاب المكائدِ ... وتُبدى وميضًا كاذبا وتزوِّرُ
ودقّتُ مكائدها فلم يُدْرَ سرُّها ... لما نسجتُها من فنون تكوِّرُ
وتبدو كتُرْسٍ فى زمان بكيدها ... وفى ساعة أخرى حُسامٌ مشهَّرُ
وعين لها تصبى الورى فتّانة ... ولقتلِ أهل الفسق كَشُح مُخصَّرُ
عجبتُ لمنظرِ ذاتِ شيبٍ عجوزةٍ ... أنيقٍ لعين الناظرين وأزهَرُ
لزِمتُ اصطبارًا إذ رأيتُ جمالها ... فقلتُ إلهى أنت كهفى ومأْزَرُ
فصَيَّرَها ربى لنفسى سَرِيَّةً ... كجاريةٍ تُلقَى بطَوْعٍ وتُهجَرُ ﴿١٠٠﴾
وذلك فضلٌ من كريم ومحسن ... ويعطى المهيمن من يشاء ويحجُرُ
وقد ضاقت الدنيا على عشّاقها ... ويبغونها عشقًا وحبًّا فتُدْبِرُ
تزاحمت الطلاب حول لحومها ... كمثل كلاب والمنايا تسخرُ

وإنّ هواها رأسُ كلّ خطيئةٍ   فخَفْ حُبَّها يا أيها المتبصّرُ
وقد مضغتْ أنيابُها كلَّ طالبٍ   وأنت أَثارتُهم فسوف تُكسَّرُ
على كل قلب قد أحاط ظلامها   سوى قلب مسعودٍ حماه الميسِّرُ
إذا ما رأيتُ المسلمين كلابَها   ففاضتْ دموع العين والقلبُ يضجَرُ
على فسقِهم لما اطّلعتُ وكسلِهم   بكيتُ ولم أصبِرْ ولا أتصبّرُ
أكبّوا على الدنيا ومالوا إلى الهوى   وقد حلَّ بيتَ الدين ذئبٌ مدمِّرُ
أرى ظلماتٍ ليتَنى متُّ قبلها   وذقتُ كؤوس الموت لولا أُنوَّرُ
فساد كطوفان مبيد وإننى   أراه كموج البحر أو هو أكثَرُ
أرٰى كلَّ مفتون على الموت مُشرِفًا   وكل ضعيف لا محالة يعثُرُ ﴿۱۰۱﴾
فأنقضَ ظهرى ضعفُهم ووبالهم   ومِن دون ربى مَن يداوى وينصرُ؟
فيا ربِّ أَصلِحْ حالَ أُمّةَ سيدى   وعندک هَيِّنٌ عندنا متعسِّرُ
وليس بِراقٍ قبل أن تأخُذَنْ يدًا   وليس بساقٍ قبل كأسٍ تُقدِّرُ
وقد نُشِرتْ ذرّاتُنا من مصائبٍ   ومِتْنا فلا تذكُرْ ذُنوبًا تنظُرُ
ولا تُخرِجَنْ سيفًا طويلا لقتلِنا   وتُبْ وَاعْفُوَنْ يا ربِّ قوم صُغِّرُوا
وإنْ تُهلِكْنا يا ربَّنا بذنوبنا   فنفنى بموت الخزى والخصمُ يَبطَرُ
ولا أبرَحُ المضمارَ حتى تعيننى   ولا بُدَّ لى أن أُهلَكَنْ أو أُظفَّرُ
وإنى أرى أن الذنوب كبيرة   وأعرف معه أن فضلک أكبَرُ
إلهى أَغِثْنا واسْقِنا واحْمِ عِرْضَنا   بسلطانک الأجلى وإنک أقدَرُ
يئِسنا من المخلوق وانقطع الرجا   وجئناک يا مَن يعلَمَنْ ما يُضمَرُ
تعاليتَ يا مَن لا تُحاطُ كمالُهُ   لک الحمد حمدًا ليس يُحصى ويُحصَرُ
تَصدَّقْ بألطاف كما أنت أهلُها   وأَدرِکْ عبادًا لک كما أنت أقدَرُ ﴿۱۰۲﴾

فخُذْ بيدى يا ربِّ فى كل موطنٍ ... وأيِّدْ غريبًا يُلْعَنُ ويُكفَّرُ
أتيتُك مسكينًا وعونُك أعظَمُ ... وجئتُك عطشانًا وبحرُك أَزْخَرُ
قد اندرستْ آثارُ دينِ محمدٍ ... فأشكو إليك وأنتَ تبنى وتَعمُرُ
أرى كل يوم فتنةً قد مُدِّدتْ ... ومِتْنا وأمواتُ الأعادى بُعْثِروا
وقد أزمعوا أن يزعجوا سبلَ الهدى ... وكم من أراذلَ من شقاهم تَنَصَّرُوا
أرى كل محجوب لدنياه باكيا ... فمن ذا الذى يبكى لدينٍ يُحقَّرُ
فيا ناصِرَ الإسلام يا ربَّ أحمدا ... أَغِثْنى بتائيدٍ فإنى مُدْخَرُ
أيا ربِّ مَن أعطيتَه كل درجةٍ ... وشأنًا برؤيته الورى تتحيرُ
وما زلتَ ذا لطف وعطف ورحمةٍ ... وما كنتُ محروما وكنتُ أُوقَّرُ
فلا تجعَلَنِّى مضغةً لمحاربى ... وأنتَ وحيدى كلَّ خطأ تَغفِرُ
وأنت المهيمنُ مرجعُ الخَلق كلِّهم ... وأنتَ الحفيظ تعيننى وتُعزِّرُ
ومَا غيرُ بابِ الرّب إلا مذلّةٌ ... وما غيرُ نورِ الرب إلا تكدُّرُ ﴿١٠٣﴾
وعُلِّمتُ منك حقائق الدّين والهدى ... وتهدى بفضلك من ترى وتُنوِّرُ
إذا ما بدا لى أن علمى غامضٌ ... فأيقنتُ أنى عن قريب سأُكفَرُ
فسلَّمتُ بعد الاهتداء بفضله ... سلامَ الوداع على الذى يستنكِرُ
وإن الهداية يرجِعَنْ نحو طالبٍ ... ومَن غضَّ عينىْ رؤيةٍ أين يُبصِرُ؟
واللّٰه لا يشقى الذى هو يطلب ... ومَن جدَّ فى تحصيل هدىٍ سيُنصَرُ
ومن كان أكبر همّه جلب لذّةٍ ... وحظٍّ من الدنيا فكيف يُطهَّرُ
أَمُكفِرِ! مهلاً بعضَ هذا التحكم ... وخَفْ قَهْرَ ربٍّ قال لا تقفُ فاحذروا
وإن ضياء الدين قد حان وقته ... فتعرف شجرتنا بما هى تُثمرُ
ويا حسراتٍ موبقاتٍ على الذى ... يكذّبنى مِن غير علم ويُكفِرُ

وما جئتُ قومی من دیار بعیدة     وقد عرفونی قبله ثم أنكروا
وأعرضَ عنی كلُّ من كان صاحبی     وأُفرِدتُ إفرادَ الذی هو يُقبَرُ
تمنَّیتُ أن یخفی تطاوُل قولهم     وهل یختفی ما فی المجالس یُذكَرُ؟ ﴿۱۰۴﴾
ویعوی عدوی مثل ذئب مِن طوًی     ولیس له علم بما هو أذكرُ
وما رُزِقتُ عیناه مِن نیِّر العُلی     فأخلَدَ نحو الأرض جهلا ویُنكِرُ
أولئک قوم ضیّعوا أَمْرَ دینهم     وخانوا العهود وزیّنوا ما زوَّروا
ویعلم ربی سرَّ قلبی وسرَّهم     وكلّ خفیّ عنده متحضِّرُ
ولو كنتُ مردودَ الملیک لضَرَّنی     عداوةُ قومٍ كذّبونی وكفّروا
وهمّوا بتكفیری وقاموا للعنتی     ولم یعلموا أن المهیمن ینظُرُ
إذا قیل إنک مرسَلٌ خِلْتُ أننی     دُعِیتُ إلی أمر علی الخَلْق یَعسِرُ
وكنتُ علی نور فزاغوا من العَمی     وهل یستوی الأعمی ورجلٌ یَبصُرُ
وما دیننا إلا هدایةُ أحمدا     فیالیتَ شعری ما یظن المكفِّرُ
وقد كنتُ أنسی كلَّ جَوْرِ مُعیِّری     ولكنه جور كبیر مكوَّرُ
وكم من دلائلَ قد كتبتُ لطالبٍ     یفكّر فیها لَوْذَعِیٌّ مُدبِّرُ
ألا أیها المتكبر المتشدّدُ     ترید هوانی والكریمُ یُعزِّرُ ﴿۱۰۵﴾
وإذ قلتُ إنی مسلم قلتَ كافر     فأین التُّقی یا أیها المتهوِّرُ
وبعد بیانی أین تذهب منكرًا     أتعلم یا مسكین ما هو مُضْمَرُ
فلا تتجرعْ أیها الضال فی الهوی     بأیدیک كأس الموت ما لک تُخطِرُ
وان كنت لا تخشی فقل لست مؤمنا     ویأتی زمان تسئلن وتخبر
وكلُّ سعید یعرف الحقَّ قلبُهُ     وأما الشقیّ فیعلَمَنْ حین یخسَرُ
وإنی تركتُ النفس والخَلق والهوی     فلا السبُّ یؤذینی ولا المدحُ یُبطِرُ

وكم من عدوٍّ بعدما أكملَ الأذى — أتاني فلم أَصعَرْ وما كنتُ أصعَرُ
أحِنُّ إلى من لا يحِنُّ محبّةً — وأدعو لمن يدعو عليّ ويهذَرُ
خُذِ الرفقَ إن الرفق رأس المحاسنِ — ويكسِر ربي رأس من يتكبّرُ
عجبتُ لأعمى لا يداوي عيونَه — ومِن كل ذي الأبصار يلوي ويسخَرُ
أتنسى نجاساتٍ رضيتَ بأكلِها — وتذُمّ ما هو مستطاب وأطهَرُ
تُسَمِّينِ جهلًا يا ابنَ آوى ثعلبًا — وما أنا إلا الليث لو تتفكّرُ ﴿١٠٦﴾
تفيض عيون العارفين بقولنا — ولكن غبيٌّ يضحكَنْ ويحقِّرُ
تُعيِّرني ظلمًا وكبرًا ونخوةً — وهيهاتَ، أهلُ الحق كيف يُعيَّرُ
صبرنا على ظلم الخلائق كلها — وتُبْنا إلى الرب الذي هو أقدَرُ
تركْنا القِلى واللّٰهُ كافٍ لصادقٍ — وإن الصدوق بفضله يُتخيَّرُ
وليس الفتى من يقتل الناسَ سيفُه — ولكنه من يُظلَمَنّ ويصبِرُ
أرى الظلمَ يبقى في الخراطيم وَسْمُه — وأما علامات الأذى فتَغيَّرُ
أَتُكفِرُني يا أيها المستعجلُ — وأيّ علاماتٍ ترى إذ تُكفِّرُ
وإن إمامي سيد الرسل أحمدُ — رضيناه متبوعا وربّي ينظُرُ
ولا شك أن محمدا شمس الهدى — إليه رغِبْنا مؤمنين فنشكُرُ
له درجات فوق كل مدارجٍ — له لمعاتٌ لا يليها تصوُّرُ
أَبَعْدَ نبيِّ اللّٰه شيءٌ يرُوقني — أبعدَ رسول اللّٰه وجهٌ مُنوَّرُ
عليك سلامُ اللّٰه يا مَرْجَعَ الورى — لكل ظلامٍ نورُ وجهك نيِّرُ ﴿١٠٧﴾
ويحمدك اللّٰه الوحيد وجندُه — ويُثني عليك الصبحُ إذ هو يَجشُرُ
مدحتُ إمامَ الأنبياء وإنه — لأرفعُ مِن مدحي وأعلى وأكبرُ
دَعُوا كلَّ فخرٍ للنبي محمّدٍ — أمامَ جلالةِ شأنه الشمسُ أحقَرُ

وصلّوا عليه وسلّموا أيها الورى ‏ ‏ وذَرُوا له طُرقَ التشاجر تُؤجَروا
وواللّٰه إنى قد تبِعتُ محمّدًا ‏ ‏ وفى كل آن مِن سناه أُنوَّرُ
وفَوَّضَنى ربى إلى روضِ فيضه ‏ ‏ وإنى به أجنِى الجَنى و أُنَضَّرُ
ولِدِينه فى جَذْرِ قلبى لوعةٌ ‏ ‏ وإن بيانى عن جنانى يُخبِرُ
ورثتُ علوم المصطفى فأخذتُها ‏ ‏ وكيف أردّ عطاء ربّى و أفجُرُ
وكيف وللإسلام قمتُ صبابةً ‏ ‏ وأبكى له ليلا نهارا و أضجَرُ
وعندى دموع قد طلَعْنَ المآقِيا ‏ ‏ وعندى صراخٌ مثلُ نارٍ مُسَعَّرُ
تضوّعَ إيمانى كمسكٍ خالصٍ ‏ ‏ وقلبى من التوحيد بيتٌ مُعطَّرُ
وفى كل آن يأتينُ مِن خالقى ‏ ‏ غذائى نَميرُ الماء لا يتغيَّرُ ﴿۱۰۸﴾
تضىء الظلامَ معارفى عند منطقى ‏ ‏ وقولى بفضل اللّٰه دُرٌّ مُنوَّرُ
إلى منطقى يرنو الفهيم تعشقًا ‏ ‏ ويُزعِج نطقى كلَّ وهمٍ ويَجذُرُ
سنا برقِ إلهامى ينير لياليا ‏ ‏ وكشفى كصبح ليس فيه تكدُّرُ
وإن كلامى مثل سيف قاطع ‏ ‏ وإن بيانى فى الصخور يؤثِّرُ
حفرتُ جبال النفس من قوة العلى ‏ ‏ فصار فؤادى مثل نهر يُفجَّرُ
وأَدْعِيَتى عند الوَغى تقتُل العدا ‏ ‏ فطوبى لقلبٍ يتّقيها ويحذَرُ
وآذانى قومى بسبٍّ ولعنةٍ ‏ ‏ وكم من لسان لا يضاهيه خنجرُ
إذا ما تحامتْنى مشاهير ملّتى ‏ ‏ فقلتُ اخسَأوا إن الخفايا ستَظهَرُ
فريق من الإخوان لا ينكروننى ‏ ‏ وحزب يكذّب كل قولى ويزجُرُ
وقد زاحموا فى كل أمر أردْتُه ‏ ‏ وكلٌّ يخوِّفنى و ربى يُبشِّرُ
فأقسمتُ باللّٰه الذى جلَّ شأنهُ ‏ ‏ على أنه يُخزى عدوى ويَشزِرُ
وما أنا عن عون المُعين بمُبْعَدٍ ‏ ‏ إذا الليل وارانى فنُورٌ يُنوِّرُ ﴿۱۰۹﴾

وقد قادنی ربی إلی الرشد والهدیٰ ووقّرنی مَن عنده فأُوَقَّرُ

وإن کریمی یُطلِق الکفَّ بالندی ولی مِن عطاء الرب رزقٌ یُوفَّرُ

ولا زال ممدودا علیَّ ظلالُهُ ونعماؤه کثرتْ علیَّ وتکثُرُ

أکان لکم عجبًا ببعثِ مجدِّدٍ هلمَّ انْظُروا فتنَ الزمان وفکِّروا

أمامک یا مغرورُ فتنٌ محیطة وأنت تسبّ المؤمنین وتَهجُرُ

فهذا علی الإسلام یوم المصائبِ یُکفَّرُ مثلی والریاضُ حَبَوکَرُ

وللکفر آثار وللدین مثلها فقُوموا لتفتیش العلامات وانظروا

أتحسب أن اللّٰه یُخلف وَعْدَهُ أتنسی المواعید التی هی أظهَرُ

ویأتیک وعدُ اللّٰه من حیث لا تری فتعرفه عینٌ تَحِدُّ وتُبصِرُ

وقد علِم الأعداء أنی مؤیَّدٌ ولکنهم من حقدهم قد أنکروا

ألا أیها الإخوان بَشُّوا وأَبشِروا هنیًّا لکم عیدٌ جدید أکبرُ

ولیس لعَضْبِ الحق فی الدهر کاسرٌ وما یضعون من الحدید فیُکسَرُ ﴿۱۱۰﴾

وهل جائز سبُّ المؤیَّد بعدما أتتْ آیةُ المولی و ظهَر المُضمَرُ

وفی ید ربی کلُّ عزّ وسؤدَدٍ وعزیزه مِن کیدکم لا یُحَقَّرُ

فمن ذا یعادینی وربی یحبّنی ومن ذا یُرادینی وربی مُعزِّرُ

لنا کل یوم نصرةٌ بعد نصرة ویأتی الحبیب مقامَنا ویبشِّرُ

وما أنا ممن یمنع السیفُ قصدَه فکیف یخوِّفنی بشتمٍ مُکفِّرُ

یسبّ ویعلم أنه یترک التُّقی علی مثله الوُعَّاظ یبکی المنبرُ

وما إنْ رأینا وَعْظَه غیرَ فتنةٍ وما زالت الشحناء تنمو وتکثُرُ

وکفّرَنی حتی ظنَنَّا أنه سیصلَی بحبّ الکُفر نارًا یُسعِّرُ

عجبتُ له لا یترکنَّ شروره وذَکَّرَه مِن کل نصحٍ مُذکِّرُ

ومِن عــجبِ الأيامِ أنى كـافر  بـأعيــنِ رجلٍ حـاسدٍ بل أكفَرُ
وكيف أخاف الحاسدين وسبَّهم  ويرحــمنـى ربى ويؤوى وينصرُ
أُحِبُّ مـصائبَ سبلِ ربى وإنها  لأطيبُ لى مِن كل عيش وأطهَرُ ﴿١١١﴾
أيا أيها الألْوَى كسَبُعٍ تغيُّـظًا  فستعــلَمنُ فى أى شكل تُحشَرُ
فلا تقفُ ما لا تعلمَــنُ أسراره  وكم من علوم الحق تخفى وتستُرُ
وجهلُك أعجَبَنى وطولُ امتداده  وإن الفتى بعد الجهالة يشعُرُ
أتُقـبِرُ حيًّا مثلَ ميتٍ خيانةً  ويعلــم ربى كلَّ ما أنت تستُرُ
إلامَ فسادُ القلب يا تاركَ الهدى  إلامَ إلى سـبل الشقاوة تَسفُرُ
ووالله إنى مؤمن غيــر كـافر  وأين التُّقى لو كان مثلى يفجُرُ
فيا سالِكى سبل الشياطين اتقوا  قديرا عليما و احذَروا و تذكَّرُوا
وطوبى لإنسان تيقّظَ وانتــهى  وخاف يد المولى وسيفًا يُثَعْجِرُ
ووالله إنى جئت منه مـجدِّدًا  بوقتٍ أضلَّ الناسَ غُولٌ مُسخِّرُ
وعلّمــنى ربى علومَ كتـابه  وأُعطِيتُ مما كان يُخفى ويُستَرُ
وأسرار قــرآنٍ مـجيدٍ تبيّنتُ  علــىّ ويسّرَ لى عليمٌ مُيسِّرُ
كأن العـذارى بالوجوه المنيرةِ  خرجنَ من الكهف الذى هو مُقعَرُ ﴿١١٢﴾
ألا إن الأيام رجعتُ إلى الهدى  هنيًّا لكم بعثى فبَشُّوا وأَبْشِروا
وقد اصطــفانى خالقى وأعزَّنى  و أيَّدنى و اختارنى فتدبَّروا
ووالله ما أمرى علىّ بـغُـمّةٍ  وإنى لأعــرفُ نورَه لا أُنكِرُ
إذا قلَّ دينُ المرء قلَّ اتــقاؤُه  ويسعى إلى طرق الشقا و يزوِّرُ
ومَن ظنَّ ظنَّ السَّوء بُخلًا فقد هوى  وكلّ حَسود عــند ظنٍّ يُتبَّرُ
ولا يعلمَنُ أن المنايا قــريبةٌ  إذا ما تجىء الوقت فالموت يحضُرُ

وهل نافعٌ وِرْدُ التندُّمِ بعد ما دنا وقتُ قارعةٍ و جاء المقَدَّرُ
ألا أيها الناس اذكروا وقت موتكم فلا تُلْهِكم غُولٌ خبيث مخسِّرُ
وقد ذابت الصَفْواء مِن بيتِ عمرِكم وما بقِى إلا جمرةٌ أو أصغَرُ
ومِسْحُ الحِمام سيحمِلَنْک على المطا وأنت بأموال وخيل تفخَرُ
ألا ليس غير اللّٰه شيء مُدَوَّمٌ وكلُّ جليسٍ ما خلا اللّٰهَ يهجُرُ
تَذَكَّرْ دماءَ العارفين بسبلهِ ألم يأن أن تخشى، أأنت محرَّرُ؟
وإن المنايا سابحاتٌ قويّةٌ أثرنَ غبارًا عند حُكمٍ يصدرُ
وآخر دعوانا أن الحمد للذى
هدانا مناهجَ دينِ حزبٍ طُهِّروا

**قد تمّ بمنّه و كرمه**

# اعلان

## عندنا كتب قد الفناها فمن اراد أن يشتريها فليطلب مناوهی هٰذه

۱ ۔ تحفة بغداد

۲ ۔التبليغ

۳۔ آئینه کمالات اسلام (مرآة كمالات الاسلام)

۴۔ المجلد الرابع من البراهين الأحمدية

۵ ۔ كرامات الصادقين فی تفسير سورة الفاتحة

۶ ۔ هذا الكتاب (حمامة البشریٰ)

۷۔نورالحق (تحفة النصاریٰ)

راقم
**میرزا احمد**
من قاديان

# انڈیکس

روحانی خزائن جلد نمبر ۷

زیر نگرانی

سید عبد الحی


آیات قرانیہ ........................................ ۳

احادیث نبویہ ........................................ ۹

الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ........................ ۱۰

مضامین ........................................ ۱۱

اسماء ........................................ ۲۶

مقامات ........................................ ۳۷

کتابیات ........................................ ۳۸

# آیات قرآنیه

## الفاتحة


الحمد لله رب العالمین (۲) ۱۰۹، ۱۱۰

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم
غیر المغضوب علیھم ولا الضالین (۶، ۷) ۱۵، ۱۶،
۱۲۲، ۲۹۹


## البقرة


لا ریب فیه (۳) ۵۱

ضربت علیھم الذلة والمسکنة (۶۲) ۱۹۵ح

ان الذین کفروا و ماتوا و ھم کفار أولئک علیھم لعنة
اللّٰہ و الملٰئکة و الناس اجمعین (۱۶۲-۱۶۳) ۲۴۷

وقال الذین اتبعوا لو ان لنا کرة فنتبرأ منھم ...
من النار (۱۶۸) ۲۵۳

ولکن البر من اٰمن باللّٰہ والملئکة والکتاب
والنبیین (۱۷۸) ۲۷۲

ھدی للناس و بینات من الھدی والفرقان (۱۸۶) ۵۱

واتقوا اللّٰہ واعلموا ان اللّٰہ مع المتقین (۱۹۵) ۳۲۳

ھل ینظرون الا یأتیھم اللّٰہ فی ظلل من الغمام
والملٰئکة و قضی الامر (۲۱۱) ۲۸۲

ام حسبتم ان تدخلوا الجنة و لما یاتکم مثل الذین
خلوا من قبلکم ..... متٰی نصر اللّٰہ (۲۱۵) ۳۱۷

ولو لا دفع اللّٰہ الناس بعضھم ببعض .....
علی العالمین (۲۵۲) ۳۲۴


## اٰل عمران


وجیھافی الدنیا والاخرة و من المقربین (۴۶) ۲۵۸

یا عیسٰی انی متوفیک ورافعک الی....
الی یوم القیامة (۵۶) ۹، ۱۰، ۱۹۳، ۱۹۴،
۱۹۶، ۱۹۸ح، ۱۹۹، ۲۰۲، ۲۰۷ح، ۲۱۲، ۲۱۶، ۲۳۹،
۲۵۴ح، ۲۵۸، ۲۶۹

ومامحمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل (۱۴۵)
۹، ۲۰۷ح، ۲۱۶، ۲۴۵، ۲۵۵ح

وما کان اللّٰہ لیطلعکم علی الغیب (۱۸۰)
تحفہ بغداد ٹائیٹل پیج

انّ فی خلق السّمٰوٰت والارض واختلاف الیل
والنھار لأیات لاولی الالباب (۱۹۱) ۲۸۷


## النساء


ولو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیه
اختلافاً کثیرًا (۸۳) ۲۵۶

ولا تقولو لمن القٰی الیکم السلام لست
مومنا (۹۵) تحفہ بغداد ٹائیٹل پیج، ۳۲۳

وما قتلوہ وماصلبوہ ولکن شبه لھم (۱۵۸)
۲۲۲، ۲۵۵ح ح

بل رفعه اللّٰہ الیه (۱۵۹) ۲۵۵ح ح، ۲۵۶ح

ان من اھل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته (۱۶۰) ۲۳۶

یایھا الناس قد جاء کم برھان من ربکم (۱۷۵) ۵۱


## المائدة


الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم
نعمتی (۴) ۵۱، ۲۰۰

فاغرينا بينهم العداوة و البغضاء الى يوم

القيامة (۱۵) ۲۳۹

قد جاء كم من الله نور و كتاب مبين يهدى به

الله من اتبع رضوانه سبل السلام (۱۶،۱۷) ۵۱

يريدون ان يخرجوا من النار و ما هم بخارجين

منها (۳۸) ۲۵۳

و مهيمنا (۴۹) ۵۱

والقينا بينهم العداوة و البغضاء الى يوم القيامة (۶۵) ۲۳۹

فلما توفيتنى كنت انت الرقيب عليهم (۱۱۸) ۹،

۱۹۹،۲۰۲،۲۱۶،۲۰۷ح،۲۵۴ح،۲۶۴ح،۲۶۹


## الانعام


ما فرطنا فى الكتاب من شىء (۳۹) ۵۱،۲۰۷،۲۵۱

وهو الذى يتوفاكم باليل و يعلم ما جرحتم

بالنهار.....(۶۱) ۲۶۱


## الاعراف


فيها تحيون و فيها تموتون (۲۶) ۲۵۵ح،۲۵۶ح

انزلنا عليكم لباسًا (۲۷) ۱۹۶ح،۲۸۹

يجعل لكم فرقانا (۳۰) ۲۹۸

اذاجاء تهم رسلنا يتوفونهم (۳۸) ۲۶۹

ولا تفسدوا فى الارض بعد اصلاحها .......

الا نكدًا (۵۷تا۵۹) ۳۲۴

ربنا افرغ علينا صبرا و توفنا مسلمين (۱۲۷) ۲۶۹

رحمتى وسعت كل شىءٍ (۱۵۷) ۱۱۲

قل يايها الناس انى رسول الله اليكم جميعا (۱۵۹) ۶۱

يسئلونك عن الساعة ايان مرسها.....

لايعلمون (۱۸۸) ۳۰۳


## الانفال


اذيوحى ربك الى الملائكة انى معكم فثبتوا

الذين اٰمنوا (۱۳) ۲۹۹، ۳۲۰


## التوبة


حتى يعطوا الجزية عن يد وهم صاغرون (۲۹) ۲۰۰


## يونس


الٓر تلك آيات الكتاب الحكيم (۲) ۵۱

قل الله يهدى للحق (۳۶) ۵۱

واما نرينك بعض الذى نعدهم او نتوفينك (۴۷) ۲۶۹

يايها الناس قد جاء تكم موعظة من ربكم وشفاءٌ

لما فى الصدور (۵۸) ۵۲

لهم البشرٰى فى الحيوة الدنيا (۶۵) ۲۹۸


## يوسف


نحن نقص عليك احسن القصص (۴) ۲۱۲

توفنى مسلما و الحقنى بالصالحين (۱۰۲) ۲۶۹

افأمنوا ان تأتيهم غاشية من عذاب الله ....

ومن اتبعنى (۱۰۸،۱۰۹) ۳۰۳

تفصيل كل شىءٍ (۱۱۲) ۲۲۷،۲۵۱


## الرعد


انزل من السماء ماءً فسالت اودية بقدرها (۱۸) ۵۲


## ابراهيم


لئن شكرتم لازيدنكم ولئن كفرتم ان عذابى

لشديد (۸) ۳۲۱

اصلها ثابت و فرعها فى السماء (۲۵) ۵۱

## الحجر


انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون (۱۰) ۲۰۷، ۲۱۶

وان من شیء الا عندنا خزائنه و ما ننزله الا

بقدر معلوم (۲۲) ۱۹۶ح

ان عبادی لیس لک علیهم سلطان (۴۳) ۲۴۰

وما هم منها بمخرجین (۴۹) ۲۴۶، ۲۴۹، ۲۵۸ح


## النحل


فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون (۴۴) ۳۱۳

وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لهم الذی

اختلفوا فیه (۶۵) ۵۲

تبیانا لکل شیء (۹۰) ۵۲


## بنی اسراء یل


ان هذا القران یهدی للتی هی اقوم (۱۰) ۵۱

وکل شیء فصلناه تفصیلاً (۱۳) ۵۲

قل لئن اجتمعت الانس و الجن ...... ولو

کان بعضهم لبعض ظهیرًا (۸۹) ۵۲

قل سبحان ربی هل کنت الا بشرًا رسولاً (۹۳) ۲۱۹

وبالحق انزلناه و بالحق نزل (۱۰۶) ۵۲


## الکهف


کانوا من ایاتنا عجبا (۱۰) ۲۱۲

ما فعلته عن امری (۸۳) ۲۹ح

لا یبغون عنها حولًا (۱۰۹) ۲۵۳

قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی (۱۱۰) ۶۰


## مریم


سلام علیه یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیاً (۱۶)

۲۴۰، ۲۴۱

فارسلنا الیها روحنا فتمثل لها بشراً سویا (۱۸) ۲۹ح

ورفعناه مکانا علیا (۵۸) ۲۲۰

و تنذر به قوماً لداً (۹۸) ۵۲


## طٰهٰ


وفیها نعیدکم (۵۶) ۲۲۰


## الانبیاء


بل تأتیهم بغتة فتبهتهم فلا یستطیعون ردها ولا

هم ینظرون (۴۱) ۳۰۳

من یکلؤکم بالیل و النهار من الرحمٰن (۴۳) ۱۱۲

یا نار کونی بردا و سلٰماً علی ابراهیم (۷۰) ۱۲۵

و حرام علی قریة اهلکنٰها انهم لا یرجعون (۹۶)

۹، ۲۰۳، ۲۴۶

من کل حدب ینسلون (۹۷) ۲۱۲ح


## الحج


ولا یزال الذین کفروا فی مریة منه حتیٰ

تأ تیهم الساعة بغتة .....عقیم (۵۶) ۳۰۳


## النور


وعد اللّٰه الذین امنوا منکم و عملوا الصلحٰت

لیستخلفنهم فی الارض ... (۵۶) ۱۴۹، ۲۰۷


## الشعراء


وما نحن بمعذبین (۱۳۹) ۲۴۵

بلسان عربی مبین (۱۹۶) ۵۲

کذلک سلکناه فی قلوب المجرمین لا یومنون...

وهم لا یشعرون (۲۰۱ تا ۲۰۳) ۳۰۳

## القصص

لا تخافی ولا تحزنی انا رآدوه الیک
وجاعلوه من المرسلین (۸) ۲۱ح،۲۲،۲۹۷

## السجدة

یدبر الامر من السماء الی الارض (۶) ۲۸۹
فلا تکن فی مریة من لقائه (۲۴) ۲۲۱

## الاحزاب

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن
رسول اللّٰه و خاتم النبیین (۴۱) ۴۱،۲۰۰،۲۴۳

## الفاطر

الیه یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح
یرفعه...... ..........یبور (۱۱) ۳۲۴

## یٰسٓ

قیل ادخل الجنة (۲۷) ۲۴۹
یا حسرةً علی العباد ما یأتیهم من رسولٍ الا کانوا
به یستهزء ون (۳۱) ۲۳۷
فلا یستطیعون توصیة ولا الی اهلهم
یرجعون(۵۱) ۲۵۳

## الصّٰفّٰت

هل انتم مطلعون فاطلع فراه فی سواء الجحیم
...المحضرین (۵۵،۵۸) ۲۴۹
افما نحن بمیتین الا موتتنا الاولیٰ وما نحن
بمعذبین ٥ ان هذا لهو الفوز المبین (۵۹تا۶۱) ۲۴۲
وما منا الا له مقام معلوم (۱۶۵) ۲۷۳

## صٓ

کتاب انزلناه الیک مبارک لیدبروا ایا ته(۳۰) ۵۲

## الزمر

وانزل لکم من الانعام (۷) ۱۹۶،۲۸۹
اللّٰه نزل احسن الحدیث کتابا متشابها (۲۴) ۵۱
اللّٰه یتوفی الانفس حین موتها.... قضیٰ علیها
الموت (۴۳) ۹،۲۰۳،۲۴۶،۲۴۹،۲۵۸ح

## المؤمن

یلقی الروح من امره علی من یشاء من عباده
لینذر یوم التلاق (۱۶) ۲۹۸
ان الذین یجادلون فی اٰیات اللّٰه ....
والبصیر (۵۷) ۳۲۴

## حٰمٓ سجدة

فقال لها و للارض ائتیا طوعا او کرها ....
و اوحیٰ فی کل سماءٍ امرها (۱۲،۱۳) ۲۸۸،۲۸۹
ان الذین قالوا ربنا اللّٰه ثم استقاموا ....
ما توعدون (۳۱) ۲۹
وانه لکتاب عزیز لا یاتیه الباطل من بین یدیه
ولا من خلفهٖ (۴۲) ۵۲

## الشوریٰ

انزل الکتٰب بالحق و المیزان (۱۸) ۵۱
جعلناه نورًا نهدی به من نشاء (۵۳) ۵۲
روحاً من امرنا (۵۳) ۵۲

## الزخرف

وانه لعلم للساعة (۶۲) ۳۱۶
هل ینظرون الا الساعة ان تأتیهم بغتة وهم لا
یشعرون (۶۷) ۳۰۳

## الدخان

لا يـذوقـون فيها الموت الا الموتة الاولى(۵۷)   ۲۵۸ح

## الجاثيه

هذا بصائر للناس و هدى و رحمة لقوم يوقنون (۲۱)   ۵۱

## الاحقاف

يهدى الى الحق و الى طريق مستقيم (۳۱)   ۵۱

## محمد

فاصمهم و اعمى ابصارهم (۲۳)   ۲۶۲

## الحجرات

ان جاء كم فاسق بنبأٍ فتبينوا ...نادمين (۸)   ۳۲۳
انـمـا الـمـؤمنون اخوة فاصلحوا ...ترحمون (۱۱)   ۳۲۳
يايهاالذين امنوا لا يسخر قوم من قوم عسى ان
يـكونوا ....تواب الرحيم (۱۲،۱۳)   ۳۲۳

## الذريٰت

ففروا الى اللّٰه انى لكم منه نذير مبين (۵۱)   ۳۲۴

## النجم

فـلا تـزكوا انفسكم (۳۳)   ۳۲۱

## القمر

حكمة بالغة (۶)   ۵۱

## الرحمٰن

الـرحـمـن عـلـم القرآن (۲-۳)   ۱۱۲
كل من عليها فان (۲۷)   ۲۲۰

## الواقعة

ثـلـة مـن الاولين و ثلة من الاخرين (۴۰،۴۱)   ۱۵،
۱۷،۲۲ح، ۲۰۷
فلا اقسم بمواقع النجوم (۷۶)   ۵۱، ۲۸۹

## الحديد

هو الذى ينزل على عبده ايات بينات (۱۰)   ۵۲
واعـلـمـوا ان الـلّٰـه يحى الارض بعد موتها (۱۸)   ۲۶۲
و انزلنا الحديد (۲۶)   ۱۹۲ح، ۲۸۹
و يجعل لكم نورا تمشون به (۲۹)   ۲۹۸

## الصف

هو الذى ارسل رسوله بالهدى و دين الحق
ليظهره على الدين كله ... (۱۰)   ۵۱، ۲۳۹،۳۲۴

## الجمعة

و آخـريـن منهم لما يلحقوابهم (۴)   ۲۰۷،۲۲۴

## الطلاق

و من يتق اللّٰه يجعل له مخرجا و يرزقه من حيث
لا يحتسب (۳،۴)   ۲۹۸
يتـنـزل الامـر بينهن (۱۳)   ۲۹۸

## الملك

ما يمسكهن الاّ الرحمٰن (۲۰)   ۱۱۲

## الحاقة

ويـحمل عرش ربك فوقهم يومئذ ثمانية (۱۸)   ۱۲۹
و انه لتذكرة للمتقين و انه لحق اليقين (۴۹-۵۲)   ۵۱،۱۱۲

## نوح

مـما خطيئتهم اغرقوا فادخلوا نارًا (۲٦) ۲۴۹

## الجن

فـلا يـظهـر عـلى غيبه احدًا (۲۷) ۱۸۸ح

## المدثر

ومـا يـعلم جنود ربک الا هو (۳۲) ۲۷۲

## المرسلات

كلوا واشربوا هنيًا بما كنتم تعملون (۴۴) ۲۴۳

## التكوير

وما هو على الغيب بضنين (۲۵) ۵۱

ان هو الا ذكر للعالمين.لمن شاء ان يستقيم (۲۸،۲۹) ۵۱

## الطارق

ان كل نفس لما عليها حافظ (۵) ۲۷۷،۲۹٦

انه لقول فصل (۱۴) ۵۱

## الفجر

وجاء ربک و الملئكة صفا صفا (۲۳) ۲۷۲،۲۸۲

يايتهاالنفس المطمئنةارجعی الی ربک (۲۸،۲۹)

۲۲۱،۲۴۹، ۲۵٦ح

## الضحیٰ

امـا بـنـعمة ربک فحدث (۱۲) ۳۲۱

## القدر

انا انزلناه فی ليلة القدر ....حتٰى مطلع الفجر (۲تا٦)

۳۱۹

## البينة

فيها كتب قيمة (۴) ۵۲


☆☆☆

# احادیث نبویہ

*جو اس جلد میں مذکور ہیں*


الأیات بعد المأتین ۱۹۳

انا تارک فیکم الثقلین ..... ۲۵۲

ان اللّٰہ یبعث لهذه الامة على رأس كل مأئة سنة
من يجدد لها دينها ۱۴،۱۴۹

انما الدجال شيطان ۳۱۲

انه سيكون فى امته قوم يكلمون من غير ان
يكونوا انبياء ويسمون محدثين ۱۵۰

ان المسيح ينزل وبر احد وعيسىٰ ينزل عند
منارة البيضاء شرقي دمشق ۱۹۷ح

اِنَّ اِخْتِلَافَ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ ۳۶

ان الجنة تحت قبري ۲۴۹

ان قبر المؤمن روضة من روضات الجنة ۲۴۹،۲۵۱

ان اللّٰہ يكشف للمؤمن غرفة الى الجنة فى قبره

ان الشهداء يرزقون من ثمرة الجنات و البانها
و شرابها الطهور ۲۷۹

ان الطفل الرضيع اذا مات قبل تكميل ايام
الرضاعة فتتم ايامها فى القبر ۲۷۹

انّ فى الجنة مكانا لا يناله الا رجل واحد و ارجو
ان اكون انا هو ..... ۲۹۴

انه سينزل،يقتل الدجال،يتزوج و يولد له ...

انى لا اترک فى قبرى الا ثلاثة ايام او اربعين ۲۲۰

علماء امتى كانبياء بنى اسرائيل ۳۰۱

قام رسول اللّٰہ ﷺ يومًا......... وانا تارک
فيكم الثقلين ..... ۲۵۱،۲۵۲

لا نبى بعدى ۳۴،۲۰۰

لا المهدى الا عيسىٰ ۲۳۶

لقد كان فى من كان قبلكم من بنى اسرائيل
رجال يكلمون من غير ان يكونوا انبياء فان
يک فى امتى منهم احدًا فعمر ۳۰۰

لو كان بعدى نبى لكان عمر ۳۰۰

ليوشكن ان ينزل ۳۱۱ح

ما فى السماء موضع قدم الا عليه ملک ساجدًا
اوقائمًا ۲۷۶

مامن مولود يولد الا والشيطان يمسه
حين يولد فيستهل صارخاً ..... ۲۴۰

من مات فقد قامت قيامته ۲۵۳

متوفيک مميتک ۲۵۴

و يكشف للكافر غرفة الى جهنم ۲۷۸،۲۷۹

ينزل اخى عيسىٰ ابن مريم على جبل افيق اماما هاديا
حكما عدلا بيده حربة يقتل به الدجال ۳۱۲،۳۱۴

يضع الحرب ۳۱۴

يدفن فى الارض بعد السنة ۳۱۱


*نیز دیکھئے مضامین میں زیر عنوان ''حدیث''*

# الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام


انا جعلناک عیسیٰ ابن مریم ۱۸۴

انت منی بمنزلة لا یعلمها الخلق ۱۸۴

انت منی بمنزلة توحیدی و تفریدی ۱۸۴

انت علی بینة من ربک .رحمة من عنده وما
انت بفضله من مجانین ۱۸۳

انک الیوم مکین امین ۱۸۴

انّک من المنصورین ۱۸۳

انی مهین من اراد اهانتک ٦٧

قل ان افتریته فعلی اجرامی ۱۸۳

لا مبدل لکلمات اللّٰه وانّا کفیناک المستهزئین ۱۸۳

لتنذر قوما ما انذر اباؤهم ولتستبین سبیل
المجرمین ۱۸۳

مارمیت اذ رمیت ولکن اللّٰه رمی ۱۸۳

ویخوفونک من دونه ،انک باعیننا سمیتک
المتوکل ۱۸۳

ولن ترضی عنک الیهود ولاالنصارٰی ۱۸۳

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق
لیظهره علی دین کله ۱۸۳

یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی و مطهرک
من الذین کفروا ..... ۱۸۴

یمکرون و یمکر اللّٰه و اللّٰه خیر الماکرین ۱۸۳

یحمدک اللّٰه من عرشه ۱۸۳

یاا حمد بارک اللّٰه فیک ۱۸۳

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمانا کہ اللہ تعالیٰ نے
الہامات میں میرا نام عیسیٰ رکھا ہے ۱۸۴

وفات مسیح اور مثیل مسیح کے بارے میں مسلسل کئی سالوں سے
الہامات ہوتے رہے۔لیکن دس سال بعد ان کا ادراک ہوا ۱۹۱،۱۹۳


☆☆☆

# مضامین

## آ ۔ ا

### اللہ تعالیٰ جل جلالہ


اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں تکالیف اٹھانے والوں کو ضائع نہیں کرتا ۸

اللہ تعالیٰ کی توحید کا ذکر ۷۲، ۹۰

اللہ تعالیٰ وحید و فرید لاشریک لذاتہ اور قوی اور علیؔ اور اسی کے لئے ملک اور ملکوت اور مجد ہے ۹۰

جب کسی بندہ کو شریک بنایا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا مثیل اور اس کا نام دے کر کسی کو بھیجتا ہے تاکہ شرک کی بیخ کنی ہو ۱۳۲

الحمد للہ میں مسلمانوں کو تعلیم ہے کہ ان کا معبود ہر قسم کی حمد اور کمالات کا جامع ہے ۱۱۰

اللہ تعالیٰ جب بندے کے لئے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے نیکی اور امت کے احیاء کی فکر عطا کرتا ہے ۱۷۶


### عرش الٰہی


عرش الٰہی کی حقیقت، اللہ تعالیٰ کا اس پر قائم ہونا اور قیامت کے دن آٹھ فرشتوں کا عرش الٰہی اٹھانے کی حقیقت ۱۲۹، ۱۳۱


### صفات الٰہیہ


اللہ تعالیٰ کی صفات غیور، غفور، خالق ۷۲، ۸۰، ۹۰

صفت وحید، فرید، قادر، متکبر اور لاشریک ۷۷

صفت احد، صمد، وحید اور لاشریک ۱۳۱

صفت ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت ۱۲۸ تا ۱۳۰

رب العالمین، الرحمٰن، الرحیم اور مالک یوم الدین، اللہ تعالیٰ کے کامل فیوض کے چشمے ہیں ۱۱۰

**الحمد لله** میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کے بارہ میں غلطی سے بچانے والا قانون ہے ۱۰۹

اللہ تعالیٰ کی صفت رب العالمین تمام صفات سے زیادہ وسیع تر ہے ۱۱۰، ۱۱۱

اللہ تعالیٰ کی صفت الرحمٰن کا فیضان فیضان اعم ہے۔ اور اس سے صرف جاندار اشیاء ہی نفع حاصل کرتی ہیں ۱۱۱، ۱۱۲

اللہ تعالیٰ کی صفت الرحیم کا فیضان فیضان خاص ہے اور یہ صفت نیک لوگوں کے لئے ہے ۱۱۳، ۱۱۴

سورۃ الفاتحہ میں مذکور صفات باری تعالیٰ میں عیسائیت کا رد ہے ۱۱۴، ۱۱۵

**مالک یوم الدین** کا فیضان فیضان اخص ہے۔ یہ فیوض میں سب سے بڑا، سب سے بلند، سب سے جامع اور سب سے زیادہ مکمل اور تمام فیوض کا منتہیٰ ہے ۱۱۶

سورہ فاتحہ میں مذکور اللہ تعالیٰ کی صفات میں ایک ترتیب اور بلاغت پائی جاتی ہے ۱۱۷

صفات الٰہیہ میں پہلا سمندر اسم ذات اللہ کا سمندر ہے جس کے مقابل استفادہ کرنے والی آیت **ایاک نعبد** ہے ۱۱۷

صفات الٰہیہ میں سے دوسرا سمندر **رب العالمین** کا ہے جس سے استفادہ کرنے والی آیت **ایاک نستعین** ہے ۱۱۷، ۱۱۸

صفات الٰہیہ میں سے تیسرا سمندر **الرحمن** کا ہے جس سے آیت **اھدنا الصراط المستقیم** استفادہ کرتی ہے ۱۱۸

صفات باری تعالیٰ کا چوتھا سمندر صفت **الرحیم** ہے جس سے **صراط الذین انعمت علیھم** استفادہ کرتی ہے ۱۱۸

پانچواں سمندر **مالک یوم الدین**، اس سے **غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین** کی آیت مستفیض ہوتی ہے ۱۱۸، ۱۱۹

الحمد للہ کے الفاظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ اس کے مطابق اثر دکھاتی ہیں جتنا بندہ کو ان پر ایمان ہو ۱۲۶

اللہ تعالیٰ کی چار ذاتی اور اصولی صفات ہیں جو اس کی ذات کے تقاضے سے پیدا ہوتی ہیں، ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت، مالکیت ۱۲۸، ۱۲۹

**اجرامِ فلکی**

سورج و چاند کو خدا تعالیٰ نے عبث پیدا نہیں کیا ان کی تاثیرات روزمرہ کے تجارب میں نظر آتی ہیں ۲۸۶، ۲۸۷

چاند اور سورج کی تاثیرات کے بارہ میں آپؑ کے نظریہ پر اعتراض اور اس کا جواب ۲۸۵، ۲۸۶

قرآن کریم کی آیات سے استنباط کہ اجرام فلکی کی تاثیرات ہوتی ہیں ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰

آیت فلا اقسم بمواقع النجوم میں اشارہ ہے کہ نجوم کا تعلق زمانہ نبوت اور نزول وحی سے بھی ہے ۲۸۹

اجرام فلکی کی تاثیرات کے بارہ میں علامہ فخر الدین رازی، حجۃ اللہ البالغۃ اور فیوض الحرمین کی تحریر ۲۹۰ تا ۲۹۶

اس شبہ کا ازالہ فرمانا کہ آپؑ ملائکہ کو اجرام فلکی کی روح تسلیم کرتے ہیں ۲۹۶

**احمدیت**

حضرت مسیح موعود کا اپنے عقائد بیان فرمانا ۸، ۳۱، ۳۶، ۱۸۴، ۱۸۸

حضرت مسیح موعودؑ کا اپنی صداقت کے بارہ میں سید عبد الرزاق کو نوافل اور دعا کے ذریعہ راہنمائی حاصل کرنے کی تجویز ۱۳

حضرت مسیح موعود کا اپنی صداقت کے دلائل پیش فرمانا ۱۴

حجیت حدیث کے متعلق جماعت احمدیہ کا عقیدہ قرآن کریم کے منافی احادیث قابل قبول نہیں ہیں ۳۱، ۳۲

فرشتوں کے بارے میں جماعت احمدیہ کے عقائد ۳۴، ۳۵

وفات مسیح اور مثیل مسیح کے بارے میں مسلسل کئی سالوں سے الہامات ہوتے رہے۔ لیکن ان کی تفہیم دس سال بعد ہوئی ۱۹۱، ۱۹۳

وفات مسیح کے دلائل کا بیان اور مخالفین کے دلائل کی تردید ۱۹۴، ۱۹۷

وفات مسیح، نزول مسیح و مہدی کے بارہ میں مختلف احادیث اور ان کے بظاہر تناقض کا حل ۲۰۰ تا ۲۰۲ ح

حیات مسیح اور نزول مسیح کے متعلق غیر احمدی افراد کا عقیدہ اور اس کی بنیاد ۱۸۴ تا ۱۸۹ ح

نزول مسیح کے متعلق احادیث کا آپس میں تناقض ۲۰۶ ح

قرآن کریم سے ثابت ہے کہ رسول کریم اپنی روحانی توجہ سے امت میں آخرین کے گروہ کا تزکیہ فرمائیں گے ۲۴۴

**مخالفین احمدیت**

ہمارے مخالفین کے سلب ایمان کا روحانی سبب یہی ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے دشمن ہوئے اور انہوں نے امام الزمان کی مخالفت کی ۱۶۹، ۱۷۰

مخالفین کو نصیحت کہ وہ اولیاء اللہ اور خلیفۃ اللہ کی مخالفت نہ کریں ۱۷۰

**احیائے موتی**

احیاء موتی کا عقیدہ قرآن کریم کی آیات اور احادیث کے صریح خلاف ہے ۲۴۹ تا ۲۵۲

اگر احیائے موتی ہو تو کئی فتنے پیدا ہوں ۲۴۸

حقیقی مردوں کے بارے میں صرف ایک حشر اجساد قرآن میں بیان ہوا ہے ۲۴۸، ۲۴۹

**استعارہ**

قرآن کریم میں انبیاء و رسل کی وحی میں استعارات کے استعمال کی مثالیں ۲۶۲

انبیاء و رسل کی وحی میں مجاز اور استعارات پائے جاتے ہیں آنحضرت ﷺ کی وحی سے مثالیں ۱۹۰، ۱۹۱ ح

قیامت کی نشانیاں صغریٰ اور کبریٰ استعارات میں بیان کی گئی ہیں ۳۰۳، ۳۰۴

اگر یاجوج ماجوج، دجال اور عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ظاہری رنگ میں قیامت سے پہلے تسلیم کریں تو یہ خلاف قرآن ہے ۳۰۳ تا ۳۰۵

**اسلام**

آیت ثلة من الاولین و ثلة من الآخرین سے استدلال کہ امت محمدیہ مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہے ۲۱، ۳۰

امت مسلمہ میں آپس میں بہت اختلاف ہے ۳۶

قرآن کریم سے ثابت ہے کہ رسول کریم اپنی روحانی توجہ سے امت میں آخرین کے گروہ کا تزکیہ فرمائیں گے ۲۴۴

احادیث سے ثابت ہے کہ امت محمدیہ میں الہام جاری ہے ۳۰۰

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ۳۰۱

توراۃ امام ہے یعنی اس میں ہر اس واقعہ کی مثال موجود ہے جو امت مسلمہ میں ہوگا ۳۱۳

**الہام/کشف**

اللہ تعالیٰ اولیاء سے کلام کرتا ہے، رازوں سے پردہ اٹھاتا ہے انہیں انبیاء کے علم اور نور سے فیضیاب کرتا ہے ۱۶، ۲۲ ح، ۲۳

اللہ تعالیٰ انبیاء کے علاوہ بھی اپنے محبوب بندوں سے کلام کرتا ہے ۱۶، ۱۷، ۲۱ ح، ۲۲

آیت ثلة من الاولین و ثلة من الآخرین سے استدلال کہ امت محمدیہ مکالمہ الٰہیہ سے مشرف ہے ۲۱، ۳۰

امام شیخ احمد سرہندی کے مکتوبات میں وحی کی اقسام ۲۸ ح

قرآن کریم کا سچا پیرو بھی منجانب اللہ الہام پاکر امور غیبیہ کو پاسکتا ہے ۵۴، ۵۵

قرآن کریم سے اجرائے الہام کا ثبوت ۲۷۹، ۲۹۸

احادیث سے ثابت ہے کہ امت محمدیہ میں الہام جاری ہے ۳۰۰

انبیاء و رسل کی وحی میں مجاز اور استعارات پائے جاتے ہیں آنحضرت ﷺ کی وحی سے مثالیں ۱۹۰، ۱۹۱ ح

رؤیا الانبیاء وحی ۱۹۰ ح

**انجیل**

قرآن کریم اور تورات و انجیل کی تعلیم میں موازنہ ۵۷

اناجیل محرف و مبدل ہیں ۷۴، ۷۹

انجیل ''باپ'' کے نام سے خدا کو یاد کرتی ہے جس میں مخلوقیت اور شرک کا پہلو نظر آتا ہے ۱۴۰

تورات اور انجیل میں احکام قوانین قدرت، انسانی فطرت اور قویٰ کے لحاظ سے نہیں ہیں ۵۷، ۵۸

انجیل نے جو علامتیں ایمان والوں کی ٹھہرائیں وہ عیسائیوں میں نہیں پائی جاتیں ۵۴، ۵۵

قرآن کریم اور انجیل میں دعا سے قبل سکھائی گئی تمہید کا آپس میں موازنہ ۱۴۲، ۱۴۳

سورۃ فاتحہ میں سکھائی گئی دعا اور انجیل کی دعا کا موازنہ ۱۳۷، ۱۳۹، ۱۴۳، ۱۴۴

قرآن کریم اور انجیل کی دعا کا موازنہ ۱۴۳، ۱۴۴

**اوتاد الارض**

سید عبدالقادر جیلانیؒ نے فتوح الغیب میں امت محمدیہ کے کامل افراد کو اوتاد الارض قرار دیا ۲۶ ح

**اولیاء اللہ (دیکھیں ولی)**

**اہل حدیث**

مسلمان علماء کا گروہ جو قرآن کریم کو وحی اور امام صادق اور معیار کامل نہیں مانتا بلکہ قرآن کریم کی تحقیر کرتا ہے۔ اور اس کو احادیث کے احکامات کے ماتحت رکھتا ہے ۱۸۹، ۱۹۰

## ب۔پ۔ت

**بائبل** (دیکھیں انجیل اور تورات)

**بعث بعد الموت**

بعث بعد الموت اور حساب کی حقیقت ۲۵۰

**پیشگوئی/پیشگوئیاں**

محمدی بیگم کے متعلق پیشگوئیوں کا بیان ۱۶۲، ۱۶۳

کرامات الصادقین میں تفسیر سورۃ فاتحہ لکھنے کے مقابلہ کے بارہ میں
پیشگوئی کہ محمد حسین بٹالوی اس طریق کو بھی ہرگز قبول نہ کریں گے ۶۶، ۶۷

**تصوف**

حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ کا اہل اللہ کی پہچان کے بارہ
میں فرمان ۲۲

آپ نے امت کے کامل افراد کو اوتاد الارض قرار
دیا ہے ۲۶ح

سلوک کے مختلف مقامات کا بیان ۲۲ تا ۲۷ح

اھدنا الصراط المستقیم میں صحیح معرفت کے حصول
کی دعا کرنے کی ترغیب ہے ۱۲۳

**تفسیر/نیز دیکھیں آیات قرآنیہ و قرآن مجید**

یہ سچ ہے کہ جو کچھ نبی کریم ﷺ نے قرآن کریم کے معانی
بیان فرمائے وہ صحیح اور حق ہیں مگر یہ ہرگز سچ نہیں ہے کہ ان
سے زیادہ قرآن کریم میں کچھ بھی نہیں ۶۱

سورۃ الفاتحہ میں اللہ تعالیٰ کے اسم ذات کے بعد اس کی تفاصیل
کے لئے چار صفات کا اعلیٰ ترین ترتیب کے ساتھ بیان ۹۹

حمد کے گہرے معانی ۱۰۶، ۱۰۷

سورۃ فاتحہ کی یہ تفسیر ہر طالب حق کے لئے کافی ہوگی ۱۰۵، ۱۰۶

اس تفسیر کو لکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے وہ نکات الہاماً سکھائے
جو مجھ سے قبل کسی بھی عالم کو نہیں سکھلائے گئے ۱۰۶

الحمد للہ کے لفظ میں خدا تعالیٰ نے تمام مشرکین کی تردید
اور ان کی سرزنش فرمائی ہے ۱۰۷

لفظ الحمد میں بندے کو خدا کی صفات اور کمالات سے
شناخت کرنے کی طرف اشارہ ہے ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹

الحمد للہ میں اس قانون کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
کی معرفت کے بارہ میں غلطی سے بچنے کے لئے
اس کے کمالات پر پورا غور کرو ۱۰۹

الحمد للہ رب العالمین یہ آیت نصاریٰ اور
بت پرستوں کی تردید کرتی ہے ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۴، ۱۱۵

رب العالمین، الرحمن، الرحیم اور مالک یوم
الدین، اللہ تعالیٰ کے کامل فیوض کے چشمے ہیں ۱۱۰

صفت رب العالمین تمام صفات سے وسیع تر ہے اور
اس کے فیضان کا نام فیضان اعم ہے ۱۱۰، ۱۱۱

صفت الرحمن کا فیضان فیضان عام ہے۔ اور اس
سے صرف جاندار اشیاء ہی نفع حاصل کرتی ہیں ۱۱۱، ۱۱۲

صفت الرحیم کا فیضان فیضان خاص ہے اور یہ
صفت نیک لوگوں کے لئے ہے ۱۱۳، ۱۱۴

صفت مالک یوم الدین کا فیضان، فیضان اخص
ہے یہ سب سے زیادہ مکمل اور تمام فیوض کا منتہیٰ ہے ۱۱۶

سورہ فاتحہ میں مذکور اللہ تعالیٰ کی صفات میں ایک ترتیب
اور بلاغت پائی جاتی ہے ۱۱۷

صفات الٰہیہ میں پہلا سمندر اسم ذات اللہ کا سمندر ہے۔ جس
کے مقابل استفادہ کرنے والی آیت ایاک نعبد ہے ۱۱۷

صفات الٰہیہ میں سے دوسرا سمندر رب العالمین کا ہے
جس سے استفادہ کرنے والی آیت ایاک نستعین ہے ۱۱۷، ۱۱۸

صفات الٰہیہ میں سے تیسرا سمندر الرحمٰن کا ہے
جس سے آیت اھدنا الصراط المستقیم استفادہ کرتی ہے ۱۱۸

صفات باری تعالیٰ کا چوتھا سمندر صفت الرحیم ہے۔ جس
سے صراط الذین انعمت علیھم استفادہ کرتی ہے ۱۱۸

صفات باری تعالیٰ میں سے پانچواں سمندر مالک یوم الدین کی صفت ہے اوراس سے غیر المغضوب علیھم ولاالضآلین کی آیت مستفیض ہوتی ہے ۱۱۸، ۱۱۹

نعبد کونستعین سے پہلے رکھنے میں کئی نکات کا بیان ۱۲۰، ۱۲۱

اھدنا الصراط المستقیم ... ولا الضالین اس دعا میں ان خیالات کی تردید ہے کہ جو ہونا ہے وہ لکھا جاچکا اب دعا کا کوئی فائدہ نہیں ہے اوران علامتوں کی طرف اشارہ ہے جن سے اصطفاء کے طریق پر قبولیت دعا کی شناخت ہوتی ہے ۱۲۲

اس سورۃ کی پہلی آیت میں تخلیق کے آغاز کا ذکر ہے اور آخری آیت میں قیامت کا ذکر ہے اور سات آیات اشارہ کررہی ہیں کہ اس دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے ۱۲۲، ۱۲۳

اھدنا الصراط المستقیم میں صحیح معرفت کے حصول کی دعا کرنے کی ترغیب ہے ۱۲۳

المغضوب اور الضآلین کی تفسیر ۱۲۳

سورۃ الفاتحہ میں اشارہ ہے کہ ہدایت ایسی چیز ہے جو خدا کی طرف سے ملتی ہے اوراس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔اس کا حصول اوراس پر ثابت قدمی خدا تعالیٰ سے دعا کے بغیر ممکن نہیں ۱۲۴

سورۃ الفاتحہ میں مذکور صفات باری تعالیٰ میں عیسائیت کا ردّ ہے ۱۱۴، ۱۱۵

سورۃ الفاتحہ میں یہود ونصاریٰ کے انجام کا ذکر اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ مسلمانوں کا بھی آخری زمانہ میں ان جیسا معاملہ ہوجائے گا ۱۲۵، ۱۳۶

سورۃ الفاتحہ میں دعا کی برکتوں کی طرف اشارہ ہے ۱۲۵

الحمد للّٰہ کے الفاظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ اس کے مطابق اثر دکھاتی ہیں جتنا بندہ کوان پر ایمان ہو ۱۲۶

صراط الذین انعمت علیھم میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعد میں آنے والوں کو پہلے آنے والوں کے مشابہ پیدا کیا ہے ۱۲۶

الفاتحہ میں خوشخبری ہے کہ تم پہلے انعام یافتہ لوگوں کی طبیعتوں پر پیدا کئے گئے ہو پس کمالات کے حصول کے لئے مجاہدات کرو ۱۲۷

اھدنا الصراط المستقیم کی دعا انسان کو ہر قسم کی کجی سے نجات دیتی ہے ۱۲۷

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم میں نفوس کو شرک کی باریک راہوں سے پاک کرنے اوران راہوں کے اسباب کو مٹانے کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے ۱۳۱

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم میں نبیوں کے کمالات کے حصول کی دعا کی ترغیب ہے ۱۳۱

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ پہلے رسولوں اور صدیقوں کی وراثت ایک لازمی امر ہے ۱۳۱، ۱۳۲

اھدنا الصراط المستقیم ... اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے کو کمال عطا کرتا ہے اور جاہل لوگ اس کی عبادت کرنے لگتے ہیں تو خدا اس کا کوئی مثل پیدا کردیتا ہے اوراس کا وہی نام رکھ دیتا ہے ۱۳۲، ۱۳۳

اھدنا الصراط المستقیم سے حقیقی مراد ۱۳۳، ۱۳۴

غیر المغضوب علیھم میں خدا تعالیٰ سے ادب کا طریق اختیار کرنے کی طرف اشارہ ہے ۱۳۵

سورۃ فاتحہ میں سکھائی گئی دعا اور انجیل کی دعا کا موازنہ ۱۳۷، ۱۳۹

سورۃ الفاتحہ میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی صفات کی پیروی کرنے کی تاکید کی گئی ہے ۱۴۵

ایّاک نعبد و ایاک نستعین اس پر دلالت کرتا ہے کہ تمام تر سعادت خدا تعالیٰ کی صفات کی پیروی کرنے اور معبود کے رنگ میں رنگین ہوجانے میں ہے ۱۴۶

ایاک نعبد ریاء کو دور کرنے کے لئے ہے اور ایاک نستعین کبر کو دور کرنے کے لئے ہے ۱۴۶

ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ سلوک کی راہ کبھی ختم نہیں ہوگی اور نجات صرف کامل اخلاص اور کامل محنت اور کامل شفقت اور کامل فہم سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ ۱۴۶ تا ۱۴۸

امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے انی متوفیک کے معنی ممیتک نقل کئے ہیں ۱۰

متوفیک کے معنی منیمک حضرت ابن عباس کی تفسیر کے خلاف ہیں نیز نیند میں بھی روح ہی قبض کی جاتی ہے جسم نہیں ۲۶۲

اگر متوفیک سے نیند مراد لیں تو فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم سے مراد ہوگا کہ حضرت عیسیٰ کے سونے کے بعد نصاریٰ گمراہ ہوئے ۲۶۴

متوفیک کی درست تفسیر اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے کی تفصیل ۲۶۷

قرآن کریم میں ۲۵ مرتبہ توفی کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا معنی قبض روح آیا ہے جس میں قبض جسم شامل نہیں ۲۶۸، ۲۶۹

تفسیر آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم ۲۴۲، ۲۴۳

یا عیسیٰ انی متوفیک علماء کے اس قول کا جواب کہ اس میں تقدیم وتاخیر ہے ۱۹۸، ۱۹۹ح، ۲۵۷ تا ۲۶۱

یا عیسیٰ انی متوفیک سے یاجوج ماجوج کے متعلق عقیدہ کہ وہ مسیح موعود کی زندگی میں مرجائے گا غلط ثابت ہوتا ہے ۲۱۲

توفی کے معنی آنحضرت ﷺ نے اپنے حق میں یہ لفظ استعمال فرما کر متعین کر دیئے ۲۰۸، ۲۶۰ح

احادیث میں بھی توفی کے معنی وفات ہیں ۲۵۶

توفی کے معنی موت ابوبکر صدیقؓ، ابن عباسؓ، تابعین کی ایک جماعت، امام بخاریؒ، ابن القیم اور ولی اللہ دہلوی نے کئے ہیں ۲۵۴، ۲۵۵ح

الله یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت .. میں مجازی موت کے معنی قرینہ کی وجہ سے ہیں ۲۶۱، ۲۶۲

آیت وما قتلوہ وما صلبوہ کے ذکر کرنے کی وجوہات ۲۲۲، ۲۲۳

آیت بل رفعه الله کی تفسیر اور رفع سے مراد ۲۵۴ تا ۲۵۸

آیت وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ کی تفسیر ۲۳۸ تا ۲۴۱

آیت و اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم... کی تفسیر ۲۴۴

یجعل لکم فرقانا اور ویجعل لکم نورا تمشون بہ میں نور اور جوامر فارق ہے وہ کشف اور الہام اور تحدیث ہے ۲۹۸

من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا میں رزق سے مراد وہی ہے جو اہل تقویٰ کو مطلوب ہوتا ہے یعنی کشف والہام ومخاطبات الٰہیہ ۲۹۸

فثبتوا الذین اٰمنوا یعنی ان کے دل میں ایسے کلمات ڈالو جن سے ان کے دل مطمئن ہوجائیں ۲۹۹

تنزل الملٰئکة والروح فیھا باذن ربھم کی تفسیر ۳۱۹ تا ۳۲۰

فلا تزکوا انفسھم تزکیہ نفس سے مراد ۳۲۲

ثلة من الاولین وثلة من الآخرین سے استدلال کہ امت محمدیہ میں محدث ہونگے جن سے مکالمات الٰہیہ ہونگے ۲، ۱۵ح


## تفسیر نویسی کا چیلنج


حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مولوی محمد حسین بٹالوی کو عربی زبان میں تفسیر قرآن لکھنے اور کم از کم سو اشعار میں قصیدہ لکھنے کا چیلنج دینا اور مولوی صاحب کا حیلوں سے انکار کرنا ۴۶، ۴۷

اشاعة السنہ میں محمد حسین بٹالوی کا حضرت مسیح موعود کے عربی تفسیر نویسی کے چیلنج سے پہلوتہی کا طریق ۶۴، ۶۵

کرامات الصادقین کا جواب لکھنے کے لئے ایک ہزار روپے کا انعام نیز صرفی نحوی غلطی نکالنے والے کے لئے فی غلطی پانچ روپے انعام کا اعلان ۴۲، ۴۸تا۵۰
لفظ توفی کے متعلق چیلنج ۲۶۳، ۲۷۰، ۲۷۱
قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن کی تفسیر ۵۰، ۵۱
قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی کی تفسیر کہ جو چیز غیر محدود قدرت سے پیدا ہو اس کے خواص بھی غیر محدود ہوں گے ۶۰

**تورات**

قرآن کریم، تورات اور انجیل کی تعلیمات میں موازنہ ۵۷، ۵۸
قرآن کریم میں فرمایا کہ توراۃ امام ہے یعنی اس میں ہر اس واقعہ کی مثال موجود ہے جو امت مسلمہ میں ہوگا ۳۱۳

## ج۔چ۔ح۔خ

**جماعت احمدیہ** (دیکھیں احمدیت)

**جنت**

قرآن کریم کی آیات کی رو سے جنتی افراد کے جنت میں داخلہ کے بعد اس دنیا میں واپسی ممنوع ہے ۲۴۶، ۲۴۷
اگر روز قیامت حساب کتاب کے بعد جنت یا جہنم میں داخل کیا جائے گا تو پھر معراج کے دوران جنت و جہنم میں افراد کو دیکھنے سے کیا مراد ہے ۲۵۰

**جہاد**

ہند کے مسلمانوں کا حکومت برطانیہ کے خلاف تلوار سے جہاد کرنے کی شرعی حیثیت ۲۳۰
اس زمانہ کا مجدد غیر مسلموں سے جنگ نہیں کرے گا ۲۳۲، ۲۳۴

**چاند** (دیکھیں اجرام فلکی)

**حدیث**

انه سیکون فی امته قوم یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء و یسمون محدثین ۱۵
دجال سے متعلق احادیث کے صحیح معانی ۱۹۲، ۱۹۳ح
خروج دجال اور دجال کے گدھے کے متعلق حدیث نبوی ۱۸۷ح، ۱۸۸
جبکہ غیر احمدی مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جب دجال ظاہر ہوگا تو اس کا غلبہ ہوگا یہ اس آیت و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامة کے خلاف ہے ۱۹۴، ۱۹۵ح
دجال سے متعلق احادیث کے صحیح معانی ۱۹۲، ۱۹۳ح
دجال کے بارے میں بعض علماء کا خیال ہے کہ وہ یہود میں سے ہوگا غلط ہے ۱۹۵ح
فتنہ عیسائیت کے دنیا میں بڑھنے اور پھیلنے کو اگر ان احادیث سے ملایا جائے کہ مسیح نصاریٰ کے غلبہ کے وقت ظاہر ہوگا تو ہمیں نصاریٰ کے علماء کو ہی دجال تسلیم کرنا پڑے گا ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳ح
جن احادیث سے رسول کریم ﷺ کی حیات ثابت ہوسکتی ہے وہاں اس سے مراد صرف حیات روحانی ہے ۲۲۰، ۲۲۱
بعض احادیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ مسیح موعود اور دجال بلاد شرقیہ سے یعنی ملک ہند میں ظاہر ہونگے ۲۲۵
عیسائیت کو دجال سمجھنے کی وجوہات ۲۲۷، ۲۹۹
دجال کی حقیقت اور مسیح کے قتل دجال سے مراد ۲۲۷، ۲۲۹
اگر یاجوج ماجوج، دجال اور عیسیٰؑ کا ظہور ظاہری رنگ میں قیامت سے پہلے تسلیم کریں تو یہ خلاف قرآن ہے ۳۰۳تا۳۰۵
دجال کے بارہ میں ایک روایت کہ انما الدجال شیطان ۳۱۲
عیسیٰؑ کے قتل دجال سے مراد ۳۱۳تا۳۱۵

## احادیث بالمعنی / تشریح احادیث


احادیث کی قبولیت میں مسلمان فرقوں کا اختلاف ہے ۳۱، ۳۲

تمام احادیث احاد ہیں، نہ رسول اللہ ﷺ نے احادیث جمع کیں نہ صحابہ کرام نے۔ نہ ہی اس کی حفاظت کا وعدہ قرآن کریم کی حفاظت کی طرح ہے ۲۱۷

احادیث کو قبول کرنے یا نہ کرنے کے لئے اصولی قانون یہ ہے کہ اسے قرآن کریم کے سامنے پیش کیا جائے ۲۱۸، ۲۱۹

رسول کریم ﷺ کی وفات کے وقت زمین کا دعا کرنا اور خدا تعالیٰ کا وحی فرمانا کہ میں انبیاء جیسے لوگ پیدا کروں گا ۱۵

اللہ تعالیٰ کا ابن آدم کو فرمانا کہ میری اطاعت کر میں تجھے اس طرح کردوں گا کہ تو بھی کن کہے گا تو وہ کام ہونے لگے گا ۲۶ح

ایک موقع پر رسول اکرم ﷺ کا خواب میں اپنی تلوار ٹوٹتے دیکھنا اور اس سے مراد ۱۹۰ح

ہر نبی نے اپنے سے پہلے نبی سے کم از کم نصف عمر پائی اور حضرت عیسیٰؑ نے ایک سو بیس سال عمر پائی ۲۰۷ح

آج کے دن جو بھی جان زندہ ہے وہ سو سال کے اندر وفات پا جائے گی ۱۹۱، ۱۹۲ح

نزول مسیح سے متعلق احادیث میں تناقض ۲۰۵، ۲۰۶ح

مسلم کی دمشقی حدیث جس میں نزول مسیح کا ذکر ہے اس کی ظاہر تفسیر قرآن کریم کی آیات کے خلاف ہے ۳۲

دجال سے متعلق احادیث میں تناقض ۱۹۱ح

حدیث میں دجال کے مشرق کی طرف سے آنے اور مدینہ جانے اور پھر شام میں ہی ہلاک ہونے اور چالیس سال زمین میں رہنے کا ذکر ہے ۱۸۷ح

رسول اکرم ﷺ کی احادیث جن کی آنحضرت ﷺ نے تاویل کی ۱۹۰، ۱۹۱ح

وفات مسیح، نزول مسیح و مہدی کے بارہ میں مختلف احادیث اور ان کے بظاہر تناقض کا حل ۲۰۰ تا ۲۰۲ح

جن احادیث میں تذکرہ ہے کہ دجال علم الغیب جانتا ہے یہ احادیث رسول کریم ﷺ کی نہیں ہیں ۱۸۸ح

اگر احادیث کے ظاہری معنی لئے جائیں تو رسول اکرم ﷺ کی حدیث سے دجال کی موت ثابت ہو جاتی ہے ۱۹۱، ۱۹۲ح

احادیث میں بیان مسیح موعود کی تین علامات ۲۰۶، ۲۱۰

جب میرا رب مجھ سے میری امت کے بگاڑ کے بارے میں پوچھے گا تو میں وہی جواب دوں گا جو خدا کے نیک بندے نے مجھ سے قبل عرض کیا ۲۰۸، ۲۰۹ح

نسخہ بخاری میں درج الفاظ یضع الجزیۃ درست نہیں کیونکہ آنے والا مسیح یضع الحرب کرے گا ۲۱۰، ۲۱۱ح

بعض احادیث میں ذکر ہے کہ دجال نوع انسان میں سے نہ ہوگا بلکہ شیطان کے گروہ میں سے ہوگا ۲۲۴ح

مسیح مشرقی ملک ہند میں ظاہر ہوگا اور پھر مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی دمشق کا سفر کریں گے۔ اس سے مراد ۲۲۵

تفسیر مظہری کا مصنف لکھتا ہے کہ ابو ہریرہؓ نے آیت کریمہ وان من اھل الکتاب... کی تاویل میں غلطی کی ہے ۲۴۰

آیت کریمہ ان من اھل الکتاب کی قرأت ثانیہ قبل موتھم ہے۔ یہ تاویل قرآن کریم کے مطابق ہے ۲۴۱

آپ ﷺ کے فرمان: انی لا اُترک میتاً فی قبری .... بل اُحیی و اُرفع الی السماء سے حیات روحانی مراد لی جاتی ہے ۲۲۰، ۲۲۱

اسلام کے علاوہ دوسری ملتوں کے ہلاک ہونے سے
مراد ۲۳۹، ۲۴۰
قرآن اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل جنت کی طرح
اہل دوزخ بھی اس دنیا میں نہیں لوٹائے جائیں گے ۲۵۳، ۲۵۴
احادیث میں کہیں بھی مسیح علیہ السلام کے جسد عنصری سمیت اٹھائے
جانے کا ذکر نہیں ہے بلکہ وفات کا تذکرہ موجود ہے ۲۵۶، ۲۵۷
امام ابن قیم حدیث کی روشنی میں لکھتے ہیں کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ
زندہ ہوتے تو وہ ہمارے نبی کی پیروی کرتے ۲۵۴ح
حضرت ابن عباسؓ کی تعلیق متوفیک ممیتک ۲۶۵
بعض احادیث میں مذکور ہے کہ حضرت جبرائیل حضرت عیسیٰ
کے ساتھ تیس سال زمین پر موجود رہیں گے ۲۸۱
بعض احادیث میں ذکر ہے کہ ہر وحی کے نزول کے وقت
جبرائیل آسمان پر موجود ہوتے ہیں ۲۸۱
عیسیٰ کا دجال کو جنگ کے ذریعہ قتل کرنے کا عقیدہ درست
نہیں کیونکہ صحیح بخاری میں رسول کریم کا قول یضع
الحرب موجود ہے ۳۱۳، ۳۱۴

**مقام حدیث**

علماء جو قرآن کریم کو وحی اور امام صادق اور معیار کامل
نہیں مانتے اور قرآن کریم کو احادیث کے احکامات
کے ماتحت رکھتا ہے ۱۸۹، ۱۹۰
رسول کریم ﷺ کے صحابہ احادیث پر قرآن کریم کو مقدم
رکھتے تھے ۱۹۰

**حواری**

اللہ تعالیٰ نے حواریوں اور بنی اسرائیل کی عورتوں سے
بھی کلام کیا ۱۶، ۱۷، ۲۱، ۲۲ح

**حیات مسیح** (دیکھیں اسماء میں عیسیٰ علیہ السلام کے تحت)

**ختم نبوت** (دیکھیں اسماء میں محمد مصطفیٰ ﷺ کے تحت)

**ختم ولایت**

فتوح الغیب میں ہے کہ امت محمدیہ کے کامل افراد پر
ولایت ختم ہے ۲۴ح

## د۔ر۔ز

**دابۃ الارض**

دابۃ الارض کے بارہ میں روایات میں اختلافات کی
حقیقت اور دابۃ الارض سے اصل مراد ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷
دابۃ الارض سے مراد اس زمانہ کے علماء کا ایک گروہ ہے
۳۰۸، ۳۰۹ح

**دجال**

دجال سے متعلق احادیث کے صحیح معانی ۱۹۲، ۱۹۳ح
خروج دجال اور دجال کے گدھے کے متعلق حدیث نبوی ۱۸۷ح، ۱۸۸
جن احادیث میں تذکرہ ہے کہ دجال علم الغیب جانتا ہے۔ یہ
احادیث رسول کریم ﷺ کی نہیں ہیں ۸۸
رسول کریم کا رؤیا۔ جس میں آپ نے دجال مسیح کو دو اشخاص
کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کعبہ کا طواف کرتے دیکھا ۱۹۱ح
دجال سے متعلق احادیث میں تناقض ۱۹۱ح
تمیم داری کا بیان کہ انہوں نے دجال کو دیکھا ۱۹۱، ۱۹۳ح
اگر احادیث کے ظاہری معنی لئے جائیں تو اس حدیث سے
دجال کی موت ثابت ہو جاتی ہے۔ ۱۹۱، ۱۹۲ح
جبکہ غیر احمدی مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جب دجال ظاہر ہوگا
تو اس کا غلبہ ہوگا یہ اس آیت و جاعل الذین اتبعوک فوق
الذین کفروا الی یوم القیامۃ کے خلاف ہے ۱۹۴، ۱۹۵ح
دجال سے متعلق احادیث کے صحیح معانی ۱۹۲، ۱۹۳ح
دجال کے بارے میں بعض علماء کا خیال ہے کہ وہ یہود میں سے
ہوگا غلط ہے ۱۹۵ح

فتنہءعیسائیت کے دنیا میں بڑھنے اور پھیلنے کو اگران
احادیث سے ملایا جائے کہ مسیح نصاریٰ کے غلبہ کے
وقت ظاہر ہوگا تو ہمیں نصاریٰ کے علماء کو ہی دجال
تسلیم کرنا پڑے گا ۲۰۱،۲۰۲،۲۰۳ح
بعض احادیث میں ذکر ہے کہ دجال نوع انسان میں سے
نہ ہوگا بلکہ شیطان کے گروہ میں سے ہوگا ۲۲۴ح
بعض احادیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ مسیح موعود اور
دجال بلاد شرقیہ سے یعنی ملک ہند میں ظاہر ہونگے ۲۲۵
عیسائیت کو دجال سمجھنے کی وجوہات ۲۲۷،۲۲۹
اگر یاجوج ماجوج، دجال اور عیسیٰؑ کا ظہور ظاہری رنگ میں
قیامت سے پہلے تسلیم کریں تو یہ خلاف قرآن ہے ۳۰۳ تا ۳۰۵
عیسیٰؑ کا دجال کو جنگ کے ذریعہ قتل کرنے کا عقیدہ
درست نہیں کیونکہ صحیح بخاری میں رسول کریم کا قول
یضع الحرب موجود ہے ۳۱۳،۳۱۴
دجال کے بارہ میں ایک روایت کہ انما الدجال شیطان ۳۱۲
عیسیٰؑ کے قتل دجال سے مراد ۲۲۷،۳۱۳،۳۱۴،۳۱۵

## دعا

حضرت مسیح موعودؑ کا اپنی صداقت کے بارہ میں سید عبدالرزاق کو
نوافل اور دعا کے ذریعہ راہنمائی حاصل کرنے کی ہدایت ۱۳
اھدنا الصراط المستقیم ... ولا الضالین اس دعا
میں ان خیالات کی تردید ہے کہ جو ہونا ہے وہ لکھا جاچکا
اب دعا کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ۱۲۲
ہدایت ایسی چیز ہے جو خدا کی طرف سے ملتی ہے اور
اس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اس کا حصول اور اس پر
ثابت قدمی خدا تعالیٰ سے دعا کے بغیر ممکن نہیں ۱۲۴
سورۃ الفاتحہ میں دعا کی برکتوں کی طرف اشارہ ہے ۱۲۵
اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم
میں نبیوں کے کمالات کے حصول کی دعا کی ترغیب ہے ۱۳۱
غیر المغضوب علیھم میں خدا تعالیٰ سے ادب کا طریق اختیار
کرنے کی اشارہ ہے کیونکہ دعا کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں ۱۳۵
قرآن کریم اور انجیل کی دعا کا موازنہ ۱۴۳،۱۴۴

## دنیا

الفاتحہ کی پہلی آیت میں تخلیق کے آغاز اور آخری آیت میں
قیامت کا ذکر ہے۔ سات آیات اس طرف اشارہ کررہی
ہیں کہ اس دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے ۱۲۲،۱۲۳
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے وقت دنیا کی
حالت زار تھی اہل زمین فسق اور فجور میں مبتلا تھے ۱۷۶ تا ۱۷۸
قرآن اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل جنت کی طرح
اہل دوزخ بھی اس دنیا میں نہیں لوٹائے جائیں گے ۲۵۳،۲۵۴

## رفع / نیز دیکھیں اسماء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام

جن احادیث سے رسول کریم ﷺ کی حیات ثابت ہوسکتی ہے
وہاں اس سے مراد حیات روحانی لی جاتی ہے ۲۲۰،۲۲۱
آیت قرآنی ورفعناہ مکاناً علیاً میں حضرت ادریس کے
رفع سے مراد ۲۲۰
قرآن کریم کی آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی بھی شخص جسم
عنصری کے ساتھ آسمان پر نہیں چڑھ سکتا ۲۱۹
رفع صرف حضرت عیسیٰ سے مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام انبیاء
کا رفع ہوا اور وہ خدا تعالیٰ کے پاس مسند نشین ہیں۔ ۲۲۲

## رؤیا اور تعبیر الرؤیا

ایک موقع پر رسول اکرم ﷺ کا خواب میں اپنی تلوار
ٹوٹتے دیکھنا اور اس سے مراد ۱۹۰ح
رسول کریم کا رؤیا۔ دجال مسیح کو دو اشخاص کے کندھوں پر
ہاتھ رکھ کر کعبہ کا طواف کرتے دیکھا ۱۹۱ ح

# ش ۔ ص


**شرک**

**اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم** میں نفوس کو شرک کی باریک راہوں سے پاک کرنے کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے ۱۳۱

**شیطان**

اللہ تعالیٰ کا شیطان کے تسلط کے وقت لوگوں کی اصلاح کا طریق ۳۱۸، ۳۱۹

**صحابہ**

صحابہ اور تابعین کرام نزول مسیح پر اجمالاً ایمان لاتے تھے نہ کہ حقیقی طور پر نزول مسیح کے قائل تھے۔ قرآن کریم کی آیات سے ثبوت ۹

صحابہ رسولؐ قرآن کریم کو احادیث پر مقدم رکھتے تھے ۱۹۰

صحابہؓ وفات مسیح کے قائل تھے ۲۴۶

**صفات الٰہیہ** (دیکھیں اللہ جل جلالہ کے عنوان کے تحت)

## ع

**عذاب**

اللہ تعالیٰ کسی بھی قوم پر اتمام حجت کے بغیر عذاب نازل نہیں کرتا ۲۳۵، ۲۳۶

**عیسائیت** (نیز دیکھیں انجیل و عیسیٰ علیہ السلام)

حضرت عیسیٰ کا حواریوں سے کہنا کہ اگر رائی کے برابر بھی تم میں ایمان ہو تو جو کام میں کرتا ہوں تم کرو گے بلکہ مجھ سے زیادہ کرو گے ۵۵

مسلمانوں کو لازم ہے کہ بار بار عیسائیوں سے یہ مطالبہ کریں کہ انجیل کی رو سے اپنا ایماندار ہونا ثابت کریں ۵۶

عیسائیوں کے افحام کے لئے خدا تعالیٰ کا آپ کی تائید و نصرت فرمانا ۷۲

**الحمد للہ رب العالمین** یہ آیت نصاریٰ اور بت پرستوں کی تردید کرتی ہے ۱۰۹، ۱۱۰

عیسائیوں کا عقیدہ کفارہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحم اور عدل دونوں کے منافی ہے ۱۱۴، ۱۱۵

سورۃ الفاتحہ میں اللہ تعالیٰ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے انجام کا ذکر کرتا ہے ۱۲۵

سورۃ فاتحہ میں سکھائی گئی دعا اور انجیل کی دعا کا موازنہ ۱۳۷، ۱۳۹

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ رب استعمال کیا جبکہ انجیل ’’باپ‘‘ کے نام سے خدا کو یاد کرتی ہے اس کے نقصانات ۱۴۰

حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کے وقت عیسائی لوگ باطل عقائد کی طرف لوگوں کو کھینچ کر لا رہے تھے ۱۷۶ تا ۱۷۸

عیسائیت کے باطل عقائد کا تذکرہ۔ ۱۷۷، ۱۷۸

قرآن کریم میں مذکور ہے کہ آخری زمانہ میں عیسائیت زمین پر غالب ہوگی اور ہر روک کو پھلانگتے جائیں گے ۲۱۳

آیت **و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ** سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان اور نصاریٰ تا قیامت زمین کے وارث رہیں گے ۱۹۳ح، ۱۹۴

فتنہ عیسائیت کے دنیا میں بڑھنے اور پھیلنے کو اگر ان احادیث سے ملایا جائے کہ مسیحؑ نصاریٰ کے غلبہ کے وقت ظاہر ہوگا تو ہمیں نصاریٰ کے علماء کو ہی دجال تسلیم کرنا پڑے گا ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳ح

حضرت عیسیٰ کے حقیقی متبعین مسلمان ہیں۔ عیسائی اتباع کے صرف دعویدار ہیں ۲۱۲ح، ۲۱۳

مسیح موعود نصاریٰ کے غلبہ کے وقت مبعوث ہوگا اور نرمی سے اصلاح کرے گا تلوار نہیں اٹھائے گا ۲۱۴ح، ۲۱۵

حضرت عیسیٰ کے بارے میں عیسائیت کے باطل عقائد ۲۱۲ح

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کے حوالہ سے دمشق کا نام اس

لئے فرمایا کہ یہیں سے پولوس کے ذریعہ فساد شروع ہوا تھا ۲۲۶، ۲۲۷
عیسائیت کو دجال سمجھنے کی وجوہات ۲۲۷، ۲۹۹
عیسائی علماء رسول کریم ﷺ کی توہین کرتے ہیں اور
قرآن کریم کو رد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ۲۳۱
قرآن کریم کے مطابق یہود اور نصاریٰ تا قیامت رہیں گے
۲۳۹، ۲۴۰
عیسیٰؑ کے قتل دجال سے مراد ۳۱۳ تا ۳۱۵
اس اعتراض کا جواب کہ حضرت مسیح موعودؑ حضرت مسیحؑ کے
معجزات کو تسلیم نہیں کرتے ۳۱۵، ۳۱۶

## ف۔ق

**فرشتے** (دیکھئے ملائکہ)
**قرآن کریم** (نیز دیکھیں تفسیر قرآن)
قرآن کریم خدا کا کلام لفظاً لفظاً تواتر سے ثابت ہے۔ وحی متلو
قطعی اور یقینی ہے۔ اس کا مرتبہ ہر وحی سے بلند ہے۔ ۳۱
قرآن کریم کی ان صفات کاملہ کا ذکر جن کی رو سے
قرآن کریم بے نظیر کہلاتا ہے ۵۱ تا ۵۹
قرآن کریم میں مواقع النجوم کی قسم کھانے کی حکمت ۵۲
قرآن کریم کی وہ تعلیم جو مدار ایمان ہے وہ عام فہم ہے جس کو
ایک کافر بھی سمجھ سکتا ہے ۵۳
قرآن کریم کا سچا پیرو ہی منجانب اللہ الہام پا کر امور غیبیہ
کو پا سکتا ہے ۵۴، ۵۵
قرآن کریم اور تورات و انجیل کی تعلیم میں موازنہ ۵۷
قرآن کریم کی تعلیم قانون قدرت سے مطابق ہے ۵۷، ۵۸
قرآن کریم کے معارف و معانی کو ایک زمانہ میں محدود
قرار دینا میرے نزدیک قریب قریب کفر ہے ۶۱
قرآن کریم ہر ایک استعداد کی تکمیل کے لئے نازل ہوا ہے ۶۱
نبی کریم ﷺ نے قرآن کریم کے جو معانی بیان فرمائے وہ
حق ہیں مگر یہ ہرگز سچ نہیں ہے کہ ان سے زیادہ قرآن کریم
میں کچھ بھی نہیں ۶۱
اگر قرآن کریم میں ایسے عجائبات اور خواص
مخفیہ تھے تو پہلے لوگوں کا کیا قصور تھا کہ وہ ان سے
محروم رہے اس سوال کا جواب ۶۲
قرآن مجید کے حسن و جمال اور کمالات اور علوشان کا ذکر ۸۳، ۹۱
قرآن منبع ہدایت ہے ۹۸
قرآن مجید اور انجیل میں دعا سے قبل سکھائی گئی تمہید کا
آپس میں موازنہ ۱۴۲
قرآن کریم اور انجیل کی دعا کا موازنہ ۱۴۳
الحمد للہ سے مالک یوم الدین تک دھریوں اور
ملحدوں اور نیچریوں کے خیالات کی تردید ہے ۱۳۹
قرآن کریم وحی متلو ہے اس کے نقاط تک قطعی ہیں ۲۱۶
احادیث کو قبول کرنے یا نہ کرنے کے لئے اصولی قانون یہ
ہے کہ اسے قرآن کریم کے سامنے پیش کیا جائے ۲۱۸
قرآن کریم کی آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی بھی شخص جسم
عنصری کے ساتھ آسمان پر نہیں چڑھ سکتا ۲۱۹
احیاء موتی کا عقیدہ قرآن کریم کی آیات اور احادیث کے
صریح خلاف ہے ۲۴۹
معیار نجات قرآن کریم ہے اس کو مضبوطی سے تھام لو ۲۵۲
قرآن کریم میں استعارات کے استعمال کی مثالیں ۲۶۲
**قرآن مجید اور احادیث**
اگر بخاری کی حدیث یضع الجزیۃ کی طرح کی ہزار احادیث
بھی قرآن کریم سے معارض ہوں تو قابل قبول نہیں ۲۱۱ح
قرآن ایک زندہ کلام اور امام صادق ہے کوئی حدیث
اس کے معارض قابل قبول نہیں ۱۸۸، ۱۹۰

قرآن کریم کلام ربانی ہے۔ ہر آیت اس کی قطعی متواتر
ہے اور احادیث سوائے نادر کے احاد ہیں ۲۰۵
حفاظت قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے ۲۱۶
قرآن کریم میں استعارات کے استعمال کی مثالیں ۲۶۲

**قیامت**

قیامت کی نشانیاں صغریٰ اور کبریٰ بیان کی گئی ہیں ۳۰۳،۳۰۴
اگر یاجوج ماجوج، دجال اور عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور
ظاہری رنگ میں قیامت سے پہلے تسلیم کریں تو یہ
خلاف قرآن ہے ۳۰۳ تا ۳۰۵

**کشف**

حضرت عمرؓ کا ساریہ کو خطبہ جمعہ کے دوران پکارنا۔ جو ساریہؓ
کو ایک دور کی مسافت پر سنائی دی ۲۹ ح، ۳۰
حضرت اقدس مسیح موعود کو ایک صریح کشف کی رو سے متعصب
اور کج دل لوگوں کے ساتھ مباحثات کرنے سے روکا گیا ۴۸

## م - ن

**مجدد**

ظہور امام مہدی پر ضرورت زمانہ کی دلیل ۱۷
اس زمانہ کے فساد اور لوگوں کے مذہبی معاشرتی حالات ۲۳۲، ۲۳۴
آخری زمانہ کے مجدد کو مسیح کا نام دینے کی دو وجوہات ۱۲۴، ۲۱۳

**محدث / محدثیت**

امت محمدیہ میں سے محدثوں یعنی غیر نبی ملہم لوگوں کے آنے
کی پیشگوئی ۱۵
مجدد امام سرہندی علیہ الرحمہ کے نزدیک محدث کی تعریف ۲۸ ح
مقام نبوت اور محدثیت میں فرق۔ محدث بالقوہ
نبی ہوتا ہے ۳۰۰
مقام محدث کسب سے نہیں حاصل ہوتا ۳۰۱

**مسلمان نیز** (دیکھیں اسلام)

سید عبد القادر جیلانیؒ نے فتوح الغیب میں امت محمدیہ کے
کامل افراد کو اوتاد الارض قرار دیا ۲۶ ح
الفاتحہ میں خوشخبری ہے کہ تم پہلے انعام یافتہ لوگوں کی طبیعتوں پر
پیدا کئے گئے ہو پس کمالات کے حصول کے لئے مجاہدات کرو ۱۲۷
آیت و جاعل الذین اتبعوک سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان
اور نصاریٰ تا قیامت زمین کے وارث رہیں گے ۱۹۳، ۱۹۴ ح
احادیث میں آپس میں شدید تناقض ہے جس کی وجہ سے
امت مسلمہ فرقوں میں بٹی ہوئی ہے ۲۱۷، ۲۱۸
حضرت عیسیٰ کے حقیقی متبعین مسلمان ہیں عیسائی صرف
اتباع کے دعویدار ہیں ۲۱۲ ح، ۲۱۳
سورۃ الفاتحہ میں یہود و نصاریٰ کے انجام کا ذکر اس طرف اشارہ کرتا ہے
کہ مسلمانوں کا بھی آخری زمانہ میں ان جیسا معاملہ ہو جائے گا ۱۲۵

**مسلمان علماء**

امت مسلمہ کے بدحال علماء کا بیان ۱۸
علماء کا از روئے حسد آپ کی تکفیر کرنا ۳۶، ۲۱۱
مکفرین علماء کو ''کرامات الصادقین'' جیسا رسالہ لانے کا چیلنج ۴۲
مکفرین علماء باوجود میرے مسجد میں قسمیں کھانے کے کہ
میں مسلمان ہوں فتاویٰ کفر سے باز نہ آئے ۴۵
مکفرین علماء کا آپؑ کو سراسر جاہل اور علم عربی سے بکلی
بے خبر قرار دینا ۴۸
مکفرین علماء اور مشائخ پر اتمام حجت ۱۶۱
علماء ہند اب تک میری ہلاکت کے منتظر اور فتاوی کفر لکھتے ہیں ۱۸۳
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقیدہ پر علماء کے گیارہ
اعتراضات ۲۸۴، ۲۸۵

حضرت مولانا حکیم نورالدینؓ کا خط ۱۴۹تا۱۵۱
اللہ تعالیٰ نے علماء اسلام کے لئے لفظ یہود استعمال فرمایا ۱۸۳

**معراج** (نیز دیکھیں اسماء میں محمد رسول اللہ ﷺ)

رسول کریم ﷺ معراج کی رات اعجازی طور پر اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر تشریف لے گئے لیکن اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ کا جسم اطہر بستر پر بھی موجود رہا ۲۱۹، ۲۲۰
رسول کریم ﷺ کا معراج کی رات آدم، عیسیٰ، یحییٰ، موسیٰ علیھم السلام سے ملاقات فرمانا ۲۲۱

**ملائکہ**

فرشتوں کے بارے میں جماعت احمدیہ کے عقائد ۳۴، ۳۵
فرشتے قرآن کریم کے مطابق اس جگہ کو نہیں چھوڑتے جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو مقرر کر دیا ہے ۲۷۳
اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اپنے اعضاء کی طرح پیدا کیا ہے اور اپنی قدرت کے وسائل بنایا ہے ۲۷۳
ملائکہ کو اللہ تعالیٰ نے ابدی قدرت عطا کی ہے اور وہ تھکاوٹ اور مشقت سے پاک ہیں ۲۷۵
اللہ تعالیٰ نے نزول ملائکہ کو اپنی ذات کا نزول اور ان کی آمد کو اپنی آمد قرار دیا ہے ۲۸۲
اس بات کے عقلی ثبوت کہ ملائکہ اپنے جسم کے ساتھ اس طرح نازل نہیں ہوتے جس طرح انسان کسی بلندی سے اترتا ہے ۲۸۲، ۲۸۳
نزول ملائکہ ایسا مسئلہ ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھ پر منکشف کیا ہے اور ایسے مسائل کے حل کے لئے مجھے امام مقرر فرمایا ہے ۲۸۴، ۲۸۵
نزول ملائکہ کی تشبیہ کسی اور چیز سے دینا محال ہے ۲۸۴
اس شبہ کا ازالہ فرمانا کہ آپؑ ملائکہ کو اجرام فلکی کی روح تسلیم کرتے ہیں ۲۹۶
اللہ تعالیٰ جب لوگوں کی اصلاح کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے خاص بندے کے دل پر کلام نازل کرتا ہے اور اس کے ساتھ فرشتوں کو کر دیتا ہے ۳۱۸، ۳۱۹
سورۃ القدر میں اس طرف اشارہ ہے کہ انبیاء کے ظہور کے وقت ملائکہ روح حق کے ساتھ نازل ہوتے ہیں ۳۱۹، ۳۲۰

**مہدی**

مہدی کے بارہ میں آنے والی احادیث میں تناقض ہے اور یہ سب ضعیف اور مجروح ہیں ۳۱۴، ۳۱۵

**نبی/نبوت**

رسول کریم ﷺ کی وفات کے وقت زمین کا خدا کے حضور دعا کرنا کہ میں اب انبیاء سے قیامت تک محروم ہوگئی ہوں اور خدا تعالیٰ کا وحی فرمانا کہ میں انبیاء جیسے لوگ پیدا کروں گا جو محدث کہلائیں گے ۱۵
انبیاء اور ان کی وحی میں مجاز اور استعارات پائے جاتے ہیں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی سے مثالیں ۱۹۰، ۱۹۱ح
اھدنا الصراط المستقیم کی دعا میں سب مسلمان انعام کے طلبگار ہیں اور سب سے بڑا انعام تو نبوت ہے ۱۵، ۱۶
انبیاء اپنا مشن مکمل کر کے ہی اس دار فانی سے کوچ کرتے ہیں ۲۴۳
اللہ تعالیٰ بعض انبیاء کو ان کی فتح کے دن کی آمد سے قبل ہی وفات دیتا ہے لیکن اس کو اس کی فتح کی مسلسل خوشخبریاں دیتا ہے ۲۶۶، ۲۶۷
آیت فلا اقسم بمواقع النجوم میں اشارہ ہے کہ نجوم کا تعلق زمانہ نبوت اور نزول وحی سے بھی ہے ۲۸۹
اللہ تعالیٰ جب لوگوں کی اصلاح کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے خاص بندے کے دل پر کلام نازل کرتا ہے اور اس کے ساتھ فرشتوں کو کر دیتا ہے ۳۱۸، ۳۱۹

اللہ تعالیٰ کا نبی کو فتح عطا کرنے کی سنت و طریق ۲۶۶، ۲۶۷
سورۃ القدر میں اس طرف اشارہ ہے کہ انبیاء کے ظہور کے وقت
ملائکہ روح حق کے ساتھ نازل ہوتے ہیں ۳۱۹، ۳۲۰
مقام نبوت اور مقام محدثیت میں فرق ۳۰۰

**نجات**

معیار نجات قرآن کریم ہے پس اس کو مضبوطی سے
تھام لو ۲۵۲، ۲۵۳

**نزول مسیح** (نیز دیکھیں اسماء میں مسیح علیہ السلام)

احادیث میں موجود لفظ نزول پر سیر حاصل بحث ۱۹۶، ۱۹۷ح
نزول مسیح سے متعلق پیشگوئیوں میں اختلاف کی حکمت ۲۳۶، ۲۳۸

## و۔ی

**وحی**

بعض احادیث میں ذکر ہے کہ ہر وحی کے نزول کے وقت
جبرائیل آسمان پر موجود ہوتے ہیں ۲۸۱

**وفات مسیح** (نیز دیکھیں اسماء میں عیسیٰ علیہ السلام)

صحابہؓ وفات مسیح کے قائل تھے ۲۴۶

**ولایت**

اولیاء اللہ مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہوتے ہیں ۱۶
اولیاء اللہ خدا کے نور سے منور ہوتے ہیں ۲۱
اللہ تعالیٰ اولیاء سے کلام کرتا ہے، رازوں سے پردہ اٹھاتا ہے اور
انہیں انبیاء کے علم اور نور سے فیضیاب کرتا ہے ۱۶، ۲۲ح، ۲۳
اللہ تعالیٰ انبیاء کے علاوہ بھی اپنے محبوب بندوں سے کلام
کرتا ہے ۱۶، ۱۷، ۲۱ح، ۲۲
اہل اللہ کی پہچان خوارق، کشوف، مکالمات الٰہیہ
اور خشیت الٰہی سے ہوتی ہے ۲۲ تا ۲۷ح
اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ایمان سلب کر لیتا ہے جو اولیاء اللہ
سے عداوت رکھتے ہیں ۱۶۷، ۱۶۸
اولیاء اللہ کی نشانیاں اور ان پر خدا کے ہونے والے
فضلوں کا تذکرہ ۱۶۸، ۱۶۹
اولیاء اللہ کے فضائل کا بیان ۱۷۱

**یاجوج ماجوج** ۱۸۵ح

یاجوج ماجوج کا خروج ۲۰۹ تا ۲۱۲ح
یاجوج ماجوج کے متعلق مسیح موعود کی بیان فرمودہ تفسیر
اجماع امت کے خلاف نہیں ہے ۲۱۰ح
اگر یاجوج ماجوج، دجال اور عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ظاہری رنگ میں
قیامت سے پہلے تسلیم کریں تو یہ خلاف قرآن ہے ۳۰۳ تا ۳۰۵

**یہودیت**

سورۃ الفاتحہ میں یہود و نصاریٰ کے انجام کا ذکر اس طرف اشارہ کرتا ہے
کہ مسلمانوں کا بھی آخری زمانہ میں ان جیسا معاملہ ہو جائے گا ۱۲۵
دجال کے بارے میں بعض علماء کا خیال کہ وہ یہود
میں سے ہوگا درست نہیں ۱۹۵ح
قرآن کریم کے مطابق یہود اور نصاریٰ تا قیامت رہیں گے
۲۳۹، ۲۴۰

☆☆☆

# اسماء


**آ۔ا**

**آدمؑ۔حضرت** ۲۲۱، ۲۹۵

**ابوبکر صدیقؓ حضرت** ۲۴۴، ۲۵۴ ح ح

حضرت رسول کریم ﷺ کی وفات پر حضرت ابوبکر صدیقؓ
کا وفات مسیحؑ پر استدلال فرمانا ۹

فما نحن بمیتین الا موتتنا الاولیٰ سے حضرت ابوبکر صدیق
نے رسول کریم ﷺ کی وفات کا استدلال کیا ۲۴۴ تا ۲۴۶

**ابوالمنصور الدھلوی۔امام** ۱۵۶

**ابن عباسؓ۔حضرت**

آپ نے توفی کے معنی وفات کے کئے ہیں ۲۵۴، ۲۶۵ ح ح

**ابن القیمؒ۔حضرت**

آپ نے توفی کے معنی وفات کے کئے ہیں ۲۵۴ ح ح

**ابوھریرہؓ۔حضرت**

تفسیر مظہری کا مصنف لکھتا ہے کہ ابوہریرہ نے آیت کریمہ
وان من اھل الکتاب ....کی تاویل میں غلطی کی ہے ۲۴۰
حضرت ابوہریرہؓ نے بعض اجتہاد کرنے میں غلطی کی ہے مثلاً
حدیث ما من مولود یولد .....کی تاویل میں غلطی کی ۲۴۰

**اُبی بن کعبؓ۔حضرت**

ان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ کی قرأت
ثانیہ قبل موتھم ہے ۲۴۱

**احمد بیگ۔ مرزا** ۱۶۳ح

**احمد سرہندی۔امام**

آپ کا اپنے مرید کو خط میں فرمانا کہ
غیر نبی کو بھی الہام ہوسکتا ہے ۲۸، ۲۹ح

**احمد بیگ ہوشیارپوری۔مرزا** ۶۵

**ادریس علیہ السلام۔حضرت**

آیت قرآنی ورفعناہ مکاناً علیاً میں حضرت ادریس
کے رفع سے مراد ۲۲۰

**انانیا**

پولوس انانیا سے دمشق میں ملا اور اپنا کشف سنایا کہ اس
کے ذریعہ میں نے مسیح کو پہچان لیا ہے۔ ۲۲۶، ۲۲۷

**ایلیا**

تورات میں بھی حیات مسیح کی طرح کا عقیدہ ایلیا نبی کے
متعلق سمجھا جاتا تھا جو ظاہری طور پر پورا نہ ہوا ۳۱۳

**ب۔پ**

**بلقیس (ملکہ سبا)** ۲۷۴ح

**تمیم داریؓ۔حضرت**

تمیم داری کا بیان کہ انہوں نے دجال کو دیکھا ۱۹۱، ۱۹۳ح

**پولوس**

وہ پہلا شخص جس نے عیسائیت کو بگاڑا ۲۲۵، ۲۲۶

پولوس انانیا سے دمشق میں ملا اور اپنا کشف سنایا کہ اس کے
ذریعہ میں نے مسیح کو پہچان لیا ہے۔ ۲۲۶، ۲۲۷

رسول کریم ﷺ نے آنے والے مسیح کے حوالہ سے
دمشق کا نام اس لئے فرمایا کہ یہیں سے پولوس کے
ذریعہ فساد شروع ہوا تھا ۲۲۶، ۲۲۷

**پیر صاحب العلم** ۳۰۹

## ج۔ح

**جبرائیل**
بعض احادیث میں ذکر ہے کہ ہر وحی کے نزول کے وقت
جبرائیل آسمان پر موجود ہوتے ہیں ۲۸۱

**جوھری۔امام** ۱۶۰

**حسام الدین۔حضرت حکیم** ۱۷۴

**حسین۔الشیخ السید المہاجر** ۱۵۰

## ذ۔ر۔ز

**ذوالقرنین**
اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی والدہ، ذوالقرنین اور
حواریوں سے کلام کیا حتیٰ کہ بنی اسرائیل کی عورتوں
سے بھی کلام کیا ۱۶، ۱۷، ۲۱، ۲۲ح

**رازی۔فخر الدین امام**
فخر الدین رازی کا تفسیر کبیر میں تحریر کرنا کہ اجرام فلکی
کی تاثیرات ہوتی ہیں ۲۹۰

**الزمخشری جار اللہ** ۲۴۰، ۲۴۱

## س

**ساریہ رضی اللہ عنہ** ۲۹، ۳۰ ح

**سلطان احمد ابن احمد بیگ** ۱۶۳ح

**سلیمان علیہ السلام** ۲۷۴ح

## ص

**صدیق حسن خان۔نواب** ۳۰۲

## ع۔غ

**عائشہ رضی اللہ عنہا۔** ۱۹۰، ۲۴۴
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قرآن مجید سے موافقت کرنے
کے لئے احادیث کی تاویل کیا کرتی تھیں ۲۰۵

**عبدالحق غزنوی**
عبدالحق غزنوی سے مباہلہ کا ذکر ۸۸

**عبدالرزاق قادری البغدادی سید**
انہوں نے حضرت مسیح موعود کی تکفیر میں اشتہار دیا اور حضورؑ
نے اس کے جواب میں ’’تحفہ بغداد‘‘ تصنیف فرمائی ۳
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عبدالرزاق بغدادی کے لکھے
گئے خط کا متن ۶
سید عبدالرزاق قادری کے خط اور اشتہار کو حضرت مسیح موعود
علیہ السلام نے نیک نیتی پر محمول کرتے ہوئے ان کی دینی
غیرت کی تعریف فرمائی ۷
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ان کے حق میں
دعا کرنا ۱۱، ۱۲
حضرت مسیح موعودؑ کا اپنی صداقت کے بارہ میں آپ کو
نوافل اور دعا کے ذریعہ راہنمائی حاصل کرنے کی ہدایت ۱۳
حضرت مسیح موعود کا انہیں تحریر فرمانا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے دلوں
کے شبہات دور کرنے اور اتمام حجت کی قوت دی ہے ۱۸، ۱۹

**عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ** ۲۹، ۳۰ح

**عبداللہ صاحب (مرید پیر صاحب العلم)** ۳۰۹

**عبداللہ آتھم**
آتھم سے مباحثہ کا ذکر اور اس میں کامیابی کے متعلق
اللہ تعالیٰ کی بشارات ۷۲
آتھم کے متعلق رویا اور یہ کہ وہ پندرہ ماہ میں مرنے والا ہے ۸۱
آتھم سے متعلق اس بشارت کا ذکر جو مباحثہ (جنگ مقدس)
کے اختتام پر سنائی گئی ۶۳

**عبداللہ العرب (پیر صاحب العلم خلیفہ)** ۳۱۰

**عبداللہ بن عباسؓ** ۳۰۰
آپ کو عربی زبان پر دسترس حاصل تھی اور علم تفسیر کے بہت
بڑے عالم تھے ۳۱۱

صحیح بخاری میں آپ کی آیت انی متوفیک
و رافعک الی کی تفسیر وفات مسیح کی دلیل ہے ۱۰

**عبدالغنی المجددی۔ الشیخ** ۱۵۰

**عبداللطیف۔ (پیر صاحب العلم کے خلیفہ)** ۳۰۹

**عبدالقادر جیلانیؒ سید**

آپ کا اپنی کتاب فتوح الغیب میں
ذکر فرمانا کہ اللہ تعالیٰ اولیاء سے کلام کرتا ہے ۱۶، ۲۲، ۲۳ ح

**علی طالع** (شعب عامر کے رہنے والے ایک عرب) ۱۷۳

**عبدالکریم۔ مولانا، سیالکوٹی** ۱۷۴

**عمرؓ بن الخطاب** ۲۴۴، ۳۰۰

آپ کا ساریہ کو خطبہ جمعہ کے دوران پکارنا اور ساریہ کا
کو ایک دور کی مسافت پر اسے سن لینا ۲۹، ۳۰ ح
بعض احکام قرآن سے آپؓ کی رائے موافق ہوئی ۲۴۶
لو کان بعدی نبی لکان عمر ۳۰۰

**عیسیٰ علیہ السلام** ۱۸، ۱۸۴، ۲۱۵، ۲۲۱، ۲۹۵

حیاۃ مسیح پر قرآن کریم اور احادیث النبویہ ﷺ سے کوئی
دلیل نہیں ملتی ۱۰
.ہر نبی نے اپنے سے پہلے نبی سے کم از کم نصف عمر پائی اور
حضرت عیسیٰؑ نے ایک سو بیس سال عمر پائی ۲۰۷ ح
حضرت عیسیٰ کے حقیقی متبعین مسلمان ہیں عیسائی اتباع کے
صرف دعویدار ہیں ۲۱۲، ۲۱۳ ح
حضرت عیسیٰ کے بارے میں عیسائیوں کے باطل عقائد ۲۱۲ ح
قرآن کریم میں رفع مسیح اور عدم صلیب مسیحؑ کا ذکر آنے
کی حکمت ۲۲۲، ۲۲۳
نزول مسیح کے متعلق احادیث کا آپس میں تناقض ۲۰۶ ح
جب میرا رب مجھ سے میری امت کے بگاڑ کے بارے میں
پوچھے گا تو میں وہی جواب دوں گا جو خدا کے نیک بندے
نے مجھ سے قبل عرض کیا (حدیث) ۲۰۸، ۲۰۹ ح

اس اعتراض کا جواب کہ آپؑ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰؑ
کی تحقیر کرتے ہیں ۲۹۴، ۲۹۵
حضرت مسیح علیہ السلام کے بعض معجزات ہم
شریعت اسلامیہ کی رو سے پسند نہیں کر سکتے ۲۹۵، ۲۹۶
کیا حضرت عیسیٰ کی عدم مصلوبیت، حیات مسیح اور آمد
ثانی کی تصدیق قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کرتی ہیں ۳۱۱، ۳۱۲
عیسیٰؑ کا دجال کو جنگ کے ذریعہ قتل کرنے کا عقیدہ درست نہیں
کیونکہ صحیح بخاری میں رسول کریم کا قول یضع الحرب
موجود ہے ۳۱۳، ۳۱۴

**نزول عیسیٰؑ**

صحابہ اور تابعین کرام نزول مسیح پر اجمالاً ایمان لاتے تھے نہ کہ حقیقی
طور پر نزول مسیح کے قائل تھے۔ قرآن کریم کی آیات سے ثبوت ۹
نزول مسیح نزول ایلیا سے مشابہ ہے ۱۹، ۲۰
لفظ نزول کی قرآن کریم اور حدیث کی رو سے بحث ۳۳
مسیح کے سفید منارہ کے پاس نزول کی حدیث کی شرح ۳۳
جو شخص رسول کریم ﷺ کے بعد نزول عیسیٰ مسیح پر ایمان لایا اس
نے گویا کہ رسول کریم ﷺ کی ختم نبوت سے اعراض کیا ۳۴
کسی نبی کے متعلق نزول کے لفظ استعمال کرنے سے مراد ۱۲۷، ۱۲۸
قرآن کریم نے کیونکر نزول مسیح کا ذکر نہ کیا۔ اگر جسمانی طور پر
نزول مسیح حق ہوتا تو قرآن کریم ضرور اس کا ذکر فرماتا ۲۱۱، ۲۱۲
احادیث میں نزول مسیح سے مراد یہ ہے کہ ایک عظیم الشان
مجدد حضرت مسیح کے مثیل کے طور پر ظاہر ہو گا جس پر
مسیح کا نام اطلاق پائے گا ۲۱۲
خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود کو عیسیٰ علیہ السلام کے
مثیل کے طور پر بھیجنے کی حکمت ۲۳۴، ۲۳۵

صحیح مسلم میں اور دوسری کتب کی احادیث جن کی رو
سے غیر از جماعت حیات مسیح اور نزول مسیح کا عقیدہ
رکھتے ہیں ۱۸۴ح، ۱۸۵، ۱۸۶
احادیث میں لفظ نزول کا ذکر اور اسکی حقیقت ۱۹۶ح، ۱۹۷
نزول مسیح کے متعلق احادیث کا آپس میں تناقض ۲۰۶ح
وفات مسیح، نزول مسیح و مہدی کے بارہ میں مختلف احادیث
اور ان کے بظاہر تناقض کا حل ۲۰۰ تا ۲۰۲ح
حیات مسیح اور نزول مسیح کے متعلق غیر احمدی افراد کا عقیدہ
اور اس کی بنیاد ۱۸۴ تا ۱۸۹ح
فتنہء عیسائیت کے دنیا میں بڑھنے اور پھیلنے کو اگر ان احادیث
سے ملایا جائے کہ مسیح نصاریٰ کے غلبہ کے وقت ظاہر ہوگا تو ہمیں
نصاریٰ کے علماء کو ہی دجال تسلیم کرنا پڑے گا ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳ح
مسیح موعودؑ نصاریٰ کے غلبہ کے وقت مبعوث ہوگا اور نرمی
سے اصلاح کرے گا ۲۱۴، ۲۱۵ح
نزول عیسیٰ کے معانی، عقیدہ نزول عیسیٰ کو بعینہٖ مان لینے
سے پیدا ہونے والی قباحتیں ۲۰۰، ۲۰۴
مسیح کا آسمان سے نازل ہونے کا عقیدہ قرآن کریم کی آیات کے
خلاف ہے اور اس سے توحید باری تعالیٰ کو نقصان پہنچتا ہے ۲۲۰
مسیح مشرقی ملک ہند میں ظاہر ہوگا اور پھر وہ یا اس کے
خلفاء میں سے کوئی دمشق کا سفر کریں گے ۲۲۵
رسول کریم کا مسیح کی آمد ثانی کے لئے نزول کا لفظ استعمال
کرنے کی حکمت ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵ح
رسول کریمؐ نے آنے والے مسیح کے حوالہ سے دمشق کا نام اس لئے
فرمایا کہ یہیں سے پولوس کے ذریعہ فساد شروع ہوا تھا ۲۲۶، ۲۲۷
اس شبہ کا جواب کہ مسیح عیسائیوں سے جنگ کریں گے اور یا
صرف جنگ ہوگی یا نصاریٰ اسلام قبول کرلیں گے ۲۲۹، ۲۳۰
نزول مسیح سے متعلق پیشگوئیوں میں اختلاف کی حکمت ۲۳۶، ۲۳۸
اگر یاجوج ماجوج، دجال اور عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور ظاہری رنگ میں
قیامت سے پہلے تسلیم کریں تو یہ خلاف قرآن ہے ۳۰۳ تا ۳۰۵
حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے بارہ میں احادیث ۳۱۱
نبی اکرمؐ کے فرمان لیوشکن ان ینزل کی حکمت ۳۱۱ح
اس اعتراض کا جواب کہ قرآن کریم کی آیت کریمہ و انه لعلم
للساعة کے مطابق قیامت کے قریب نزول مسیح ہوگا ۳۱۶، ۳۱۷
اس اعتراض کا جواب کہ اگر آپؑ ہی آنے والے مسیح ہیں
تو آپ نے کون سی صلیب توڑی اور کون سا خنزیر قتل کیا ۳۱۷


## وفات مسیح


رسول کریم ﷺ کا فرمانا کہ ہر نبی نے اپنے سے پہلے نبی
سے کم از کم نصف عمر پائی حضرت عیسیٰؑ نے ایک سو بیس
سال عمر پائی ۲۰۷ح
حضرت عیسیٰؑ اگر زندہ آسمان پر موجود ہیں تو اس وقت انہیں نازل
ہو جانا چاہیے کیونکہ امت مسلمہ انتہائی فساد کو پہنچ گئی ہے ۲۱۰
آیت فلا تکن فی مریة من لقائه موسیٰ کی حیات
ثابت کرتی ہے ۲۲۱، ۲۲۲
قرآن کریم میں رفع مسیح اور عدم صلیب مسیحؑ کا ذکر
آنے کی حکمت ۲۲۲، ۲۲۳
آیت ان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به
قبل موته سے حیات مسیح کے حق میں پیش کئے
جانے والے دلائل کی تردید ۲۳۸
اگر احیائے موتیٰ ظاہری ہو تو کئی فتنے پیدا ہوں ۲۴۸
قرآن اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل جنت کی طرح
اہل دوزخ بھی اس دنیا میں نہیں لوٹائے جائیں گے ۲۵۳، ۲۵۴
اس امر کا جواب کہ کیا حضرت عیسیٰ کی عدم مصلوبیت، حیات مسیح
اور آمد ثانی کی تصدیق قرآن کریم اور احادیث کرتی ہیں ۳۱۱، ۳۱۲

توراۃ میں بھی حیات مسیح کی طرح کا عقیدہ ایلیا نبی کے متعلق سمجھا جاتا تھا جو ظاہری طور ر پورا نہ ہوا ۳۱۳

حضرت رسول کریمؐ کی وفات پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کا وفات مسیح پر استدلال فرمانا ۹

صحابہ اور تابعین کرام نزول مسیح پر اجمالاً ایمان لاتے تھے نہ کہ حقیقی طور پر نزول مسیح کے قائل تھے ۹

حضرت مسیح موعودؑ نے عقیدہ وفات مسیح قرآنی دلائل، الہامی شہادت اور احادیث رسول کریمؐ پر غور کے بعد اختیار کیا ۱۰

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا آیت انی متوفیک و رافعک الی کی تفسیر وفات مسیح کی دلیل ہے ۱۰

وفات مسیح پر قرآن کریم اور سنت اللہ سے دلائل ۲۰

حضرت اقدس علیہ السلام کا وفات مسیح کے دلائل بیان فرمانا اور مخالفین کے دلائل کی تردید فرمانا ۱۹۴، ۱۹۷

مفسرین مسئلہ حیاۃ مسیح میں مختلف آراء رکھتے ہیں اور ان میں اختلاف ہے ۲۱۵، ۲۱۶

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج کے دن جو بھی جان زندہ ہے وہ سو سال کے اندر وفات پا جائے گی۔ اگر مسیح اس وقت زندہ تھے تو سو سال بعد وہ بھی وفات پا جاتے ۱۹۱ح، ۱۹۲

وفات مسیح، نزول مسیح و مہدی کے بارہ میں مختلف احادیث اور ان کے بظاہر تناقض کا حل ۲۰۰ تا ۲۰۲ح

حیات مسیح اور نزول مسیح کے متعلق غیر احمدی افراد کا عقیدہ اور اس کی بنیاد ۱۸۴ تا ۱۸۹ح

مسیح کی آمد ثانی اور مہدی کے متعلق احادیث میں آپس میں تناقض اور اس کی وجہ ۲۰۳، ۲۰۴ح، ۲۰۶ح

رسول کریمؐ کا فرمانا کہ جب میرا رب مجھ سے میری امت کے بگاڑ کے بارے میں پوچھے گا تو میں وہی جواب دوں گا جو خدا کے نیک بندے نے مجھ سے قبل عرض کیا کہ جب تو نے مجھے وفات دیدی تو تو ہی ان پر نگران تھا ۲۰۸، ۲۰۹ح

اللہ تعالیٰ کے پاک انبیاء اپنا مشن مکمل کر کے ہی اس دار فانی سے کوچ کرتے ہیں ۲۴۳

قرآن کریم کی رو سے جنتی افراد کے جنت میں داخلہ کے بعد اس دنیا میں واپسی ممنوع ہے اور ایک شبہ کا ازالہ ۲۴۶ تا ۲۴۸

آیت قرآنیہ انی متوفیک و رافعک الی میں وفات کا وعدہ پہلے مذکور ہے اور ایک بڑا گروہ اس بات پر متفق ہے کہ یہ تمام وعدے ترتیب سے پورے ہوئے ۲۵۸، ۲۵۹

اس امر کی تردید کہ آیت 'انی متوفیک و رافعک الی میں فقرہ رافعک دراصل مقدم ہے ۱۹۸، ۱۹۹ح

لفظ توفی کے معنی ۲۴۲

و مانحن بمیتین الا موتتنا الاولیٰ سے حضرت ابوبکر صدیق نے رسول کریمؐ کی وفات کا استدلال کیا ۲۴۴ تا ۲۴۶

لفظ توفی کی تفسیر قرآن کریم، رسول کریم ﷺ، ابوبکر صدیقؓ ابن عباسؓ، تابعین، امام بخاری، امام ابن قیمؒ، اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے وفات کے معنوں میں کی ہے ۲۵۴، ۲۵۵ح ح

قرآن کریم میں وفات مسیح کی ذکر کی حکمت ۲۵۵ ح ح

لفظ توفی کو رسول کریمؐ نے اپنی وفات کے بارے میں استعمال فرمایا ۲۶۰، ۲۶۱

اس شبہ کا ازالہ کہ قرآن کریم میں توفی کا لفظ نیند کے معنی میں آیا ہے ۲۶۱، ۲۶۲

اگر قرآن کریم، حدیث یا شاعر کی کتاب میں توفی کے لفظ کا فاعل خدا تعالیٰ ہو اور انسان اس کا مفعول بہ ہو اور کوئی دوسرا قرینہ استعمال نہ ہوا ہو تو اس کا معنی موت ہوگا۔

انعامی چیلنج ۲۶۳، ۲۷۰

اگر توفی کے معنی نیند کے کئے جائیں تو کئی خلاف عقل امور ماننے پڑیں گے ۲۶۳ تا ۲۶۵

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ تیری امت تا قیامت دشمنوں پر غالب رہے گی نہ یہ کہ تجھے زندہ اٹھا لیا جائے گا ۲۶۷

قرآن کریم میں ۲۵ مرتبہ توفی کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا معنی قبض روح آیا ہے ۲۶۸، ۲۶۹

آیت کریمہ انی متوفیک کے سیاق وسباق سے بھی وفات مسیح ہی ثابت ہوتی ہے ۲۶۵، ۲۶۶

**حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (مسیح موعود علیہ السلام)**

عبدالرزاق قادری بغدادی نے حضرت مسیح موعودؑ کی تکفیر میں اشتہار دیا اور حضورؑ نے اس کے جواب میں ''تحفہ بغداد'' تصنیف فرمائی ۳

عبدالرزاق بغدادی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھے گئے خط کا متن ۶

حضرت مسیح موعودؑ کا سید عبدالرزاق قادری کے خط اور اشتہار کو نیک نیتی پر محمول کرتے ہوئے ان کی دینی غیرت کی تعریف فرمانا ۷

سید عبدالرزاق قادری بغدادی کے حق میں دعا کرنا ۱۱، ۱۲

سید عبدالرزاق قادری بغدادی کو دعوت کہ وہ آپؑ کے پاس دو ماہ ٹھہریں تو اللہ ان پر حقیقت ظاہر فرما دے گا ۱۲، ۳۵

اگر سید عبدالرزاق میرے پاس نہ آسکیں تو ایک ہفتہ استخارہ کریں ۱۳

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے عقائد بیان فرمانا ۸، ۱۷۱

اللہ تعالیٰ کی راہ میں تکالیف اٹھانے کا ذکر ۸

آپ کا فرمانا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے دلوں کے شبہات دور کرنے اور اتمام حجت کی قوت دی ہے ۱۸، ۱۹

آخری زمانہ کے مجدد کو مسیح کا نام دینے کی دو وجوہات ۱۲۴، ۲۱۳

قرآن کریم کی آیات کے حوالہ سے التماس کہ میرے دعویٰ کی تحقیق کریں۔ ۳۲۴، ۳۲۵

خدا تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود کو عیسیٰ علیہ السلام کے مثیل کے طور پر بھیجنے کی حکمت ۲۳۴، ۲۳۵

**بعثت کی غرض**

مجھے لوگوں کی اصلاح اور نصرت دین کے لئے نازل کیا گیا ۶۸

آپؑ کا مقصود قتل خنازیر اور کسر صلیب ہے ۷۵، ۷۹

مجھے عیسائیوں کی ہدایت کے لئے اور خلاف اسلام شکوک کے دفعیہ کے لئے بھیجا گیا ہے ۸۱، ۱۷۸

پیدا شدہ فتنوں کو مٹانے کے لئے اور اس کام کے لئے ضروری علوم اور وسائل دیئے جانا ۴۵

**عقائد/دعویٰ/دلائل صداقت/نشانات صداقت**

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے عقائد بیان فرمانا ۸، ۳۱، ۳۶، ۱۷۱، ۱۸۴، ۲۸۴

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عقیدہ دربارہ ہستی باری تعالیٰ وحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ۶۷

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عقیدہ وفات مسیح قرآنی دلائل، الہامی شہادت اور احادیث رسول کریم ﷺ پر غور کے بعد اختیار کیا ۱۰

اپنی صداقت کے دلائل پیش فرمانا ۱۴

میرا خدا اور رسول پر وہ یقین ہے کہ اگر اس زمانہ کے تمام
ایمانوں کو ترازو کے ایک پلہ میں رکھا جائے اور میرا ایمان
دوسرے پلہ میں، بفضلہٖ تعالیٰ یہی پلہ بھاری ہوگا۔ ۶۷
لیکھرام پشاوری کے قتل کا نشان بیان فرمانا۔ ۱۶۲
وفات مسیح اور عدم نزول اور حضرت مسیح علیہ السلام
کے مثیل ہونے کا دعویٰ اللہ تعالیٰ کے متواتر اور
پے در پے الہامات کے بعد کیا ۱۹۱
خدا کی قسم کھا کر بیان فرمانا کہ میں سچا ہوں اور
دنیا کا طلبگار نہیں ۱۹
اپنی صداقت کے لئے فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ
کی دلیل پیش کرنا ۱۹۴،۱۹۳
۱۸۸۳ء میں آپؑ کا عقیدہ ۲۹۶
اپنے پر خدا تعالیٰ کے فضل بیان فرمانا
اور مخالفین کو غور کرنے کی تلقین ۳۲۴
اس اعتراض کا جواب کہ حضرت مسیح موعودؑ نعوذ باللہ
حضرت عیسیٰؑ کی تحقیر کرتے ہیں ۲۹۵،۲۹۴
مجھے جو ملا ہے وہ کامل دین اور کامل نبی حضرت محمد ﷺ سے ملا
ہے اسی لئے وہ سب کچھ عیسیٰؑ سے افضل ہے ۲۹۵،۲۹۴

## علامات مسیح موعود

احادیث میں مسیح موعود کی تین علامات ۲۰۶، ۲۱۰
رسول کریم ﷺ نے آنے والے مسیح کے حوالہ سے دمشق
کا نام اس لئے فرمایا کہ یہیں سے پولوس کے ذریعہ عیسائیت
کا بگاڑ شروع ہوا تھا ۲۲۶، ۲۲۷

## تائید الٰہی، قبولیت دعا، پیشگوئیاں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا اپنے اوپر اللہ تعالیٰ
کے احسانوں اور فضلوں کا تذکرہ ۳۵، ۳۶، ۶۸، ۱۶۲، ۳۲۴
الہامات کے ذریعہ خوشخبریوں کا تذکرہ ۱۶۳،۱۶۲
نصاریٰ کے افحام کے لئے خدا تعالیٰ کا آپ کی نصرت و تائید کرنا ۴۲
محمدی بیگم کے متعلق پیشگوئیوں کا بیان ۱۶۳،۱۶۲
اللہ تعالیٰ نے آپ کو نشانات عطا فرمائے اور دشمنوں کے
مقابل اتمام حجت عطا فرمائی ۱۷۹
نزول ملائکہ ایسا مسئلہ ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھ پر منکشف کیا ہے
اور ایسے مسائل کے حل کے لئے مجھے امام مقرر فرمایا ہے ۲۸۴، ۲۸۵
سندھ کے پیر صاحب العلم کا خواب میں رسول کریمؐ کا دیدار کرنا
اور آپ کا حضرت مسیح موعود کی علیہ السلام کی تصدیق کرنا ۳۰۹، ۳۱۰
الہام انی مھین من اراد اھانتک ۶۷
وو اللّٰہ یأتی وقت تصدیق کلمتی
ویبدی لک الرحمن ماکنت تضمر ۷۴
میرا خدائے مہیمن مجھے ضائع نہیں کرے گا اور میری
نصرت فرمائے گا ۸۲
امام الانام محمد مصطفیٰ ﷺ کی شہروں میں تعریف پھیلے گی ۸۶
خدا تعالیٰ کاذب تارک ہدایت کو ذلیل کرے گا ۸۶
جو شخص تکفیر میں زیادتی کرے گا اس کی تکفیر کی جائے گی
چنانچہ بٹالوی کی تکفیر ہوئی ۸۷
لیکھرام پشاوری کے خلاف دعا اور بشارت کہ چھ سال کے
عرصہ میں ہلاک ہو جائیگا ۱۶۲
آتھم سے متعلق اس بشارت کا ذکر جو مباحثہ (جنگ مقدس)
کے اختتام پر سنائی گئی ۱۶۳

## آنحضرت ﷺ سے محبت و عشق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرتؐ کی مدح فرمانا ۷
آپ ﷺ کے مولد اور زمین سے محبت اور
آپ ﷺ پر اپنی روح فدا کرنے کا اظہار ۹۳
اپنے عشق و محبت کی وجہ سے میں اپنے محبوب آنحضرتؐ
کے روضہ قبر میں داخل ہو جاؤں گا ۹۵

اے رسول ﷺ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم شعر بھی نہ کہتے ۹۵
واثرت حبک بعد حب مهیمنی ۱۰۴

**مباہلہ**

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محمد حسین بٹالوی کو مباہلہ کے لئے بلایا لیکن اس نے راہ فرار اختیار کی ۶۸

**مخالفوں کو چیلنج**

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مولوی محمد حسین بٹالوی کو عربی زبان میں تفسیر قرآن لکھنے اور کم از کم سو اشعار میں قصیدہ لکھنے کا چیلنج دینا اور مولوی صاحب کا حیلوں انکار کرنا ۴۶، ۴۷
شاعۃ السنہ میں محمد حسین بٹالوی کا حضرت مسیح موعود کے عربی تفسیر نویسی کے چیلنج سے پہلو تہی کا طریق ۶۴، ۶۵
حضرت مسیح موعود کا اپنے مخالفین پر اتمام حجت کرنا ۱۶۱، ۱۶۳
کرامات الصادقین کا جواب لکھنے کے لئے اور مخالفین کی علمی حالت ظاہر کرنے کے لئے ایک ہزار روپے کا انعام (۲) صرفی نحوی غلطی نکالنے والے کے لئے فی غلطی پانچ روپے انعام کا اعلان ۴۲، ۴۸ تا ۵۰
(۳) اگر قرآن کریم، حدیث یا شاعر کی کتاب میں توفی کے لفظ کا فاعل خدا تعالیٰ ہو اور انسان اس کا مفعول بہ ہو اور کوئی دوسرا قرینہ استعمال نہ ہوا ہو تو اس کا معنی موت ہوگا۔ اگر کوئی ان کے علاوہ کسی اور معنی میں یہ لفظ دکھائے تو اس کو ایک ہزار روپے انعام دیا جائے گا ۲۷۰، ۲۷۱
حضرت مسیح موعود کا حکومت برطانیہ کی طرف سے قیام امن اور مذہبی آزادی کی تعریف فرمانا ۲۲۹، ۲۳۰

**مخالفت و اعتراضات اور ان کے جوابات**

مولوی محمد حسین بٹالوی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب کرنا، حضور علیہ السلام سے ظاہر ہونے والے نشانات کو استدراج یا نجوم کہا ۴۵، ۴۶
ہمارے مخالفین کے سلب ایمان کا روحانی سبب یہی ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے دشمن ہوئے ایسے مخالفین کو نصیحت ۱۶۹، ۱۷۰
حضرت مسیح موعودؑ کی قوم نے آپؑ کی تکذیب کی اور دشنام دہی کی ۱۷۸، ۱۷۹
مخالف علماء کی ریشہ دوانیوں اور فتاویٰ تکفیر پر حضرت مسیح موعود کی اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ۱۸۳
حضرت مسیح موعود نے رسالہ کرامات الصادقین اپنے اور مخالفین کے معاملہ میں فیصلہ کے لئے تصنیف فرمائی ۴۲
کرامات الصادقین میں قصائد اور تفسیر اس لئے لکھی گئی کہ منصف لوگوں پر محمد حسین بٹالوی کا افترا ظاہر ہو ۶۲، ۶۳
اس اعتراض کا جواب کہ آپؑ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰؑ کی تحقیر کرتے ہیں ۲۹۴، ۲۹۵
اس اعتراض کا جواب کہ عیسیٰ نے قیامت کے قریب یاجوج ماجوج اور دجال کے ظہور کے بعد نازل ہونا ہے ۳۰۲، ۳۰۳
آپؑ پر اعتراض کہ اولیاء تو اپنے بارے میں دعویٰ کرتے ہیں اور آپ نے اپنے متعلق دعویٰ نہیں کیا ۳۲۱، ۳۲۲
اس اعتراض کا جواب کہ حضرت مسیح موعود حضرت عیسیٰؑ کے معجزات کو تسلیم نہیں کرتے ۳۱۵، ۳۱۶
اس اعتراض کا جواب کہ قرآن کریم کی آیت کریمہ وانه لعلم للساعة کے مطابق قیامت کے قریب نزول مسیح ہوگا ۳۱۶، ۳۱۷
اس اعتراض کا جواب کہ اگر آپؑ ہی آنے والے مسیح ہیں تو آپ نے کون سی صلیب توڑی اور کون سا خنزیر قتل کیا ۳۱۷

**عربی منظوم کلام**

الا ایها الواشی الام تکذب ۹۶
ایامحسنی اثنی علیک واشکر ۷۱
بک الحول یا قیوم یا منبع الهدیٰ ۸۹

تذکر یا اخی یو م التناد ۱۳
حمامتنا تطیر بریش شوق ۱۶۵
دموعی تفیض بذکر فتن انظر ۳۲۶ تا ۳۳۵
فان کنت ذی علم فآت نظیرھا ۱۰۵
فلا تعذلونی بعد ما قلت سرہ ۱۲۸
ھداک اللہ ھل قتلی یباح ۳۷
یا قلبی اذکر احمد ۷۰
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ کے مفاسد کے بارہ میں دردمندانہ قصیدہ ۳۲۶ تا ۳۳۵

**متفرق**

مکہ مکرمہ سے کچھ افراد کا حضرت مسیح موعود کو خط لکھنا اور آپ کے حالات کے بارے میں استفسار کرنا ۱۷۲ تا ۱۷۴
حضرت مولانا حکیم نور الدین ؓ کا خط حضور کے نام ۱۴۹ تا ۱۵۱
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب کو اپنے تمام ساتھیوں کا اعلیٰ بصیرت و علم اور دیگر صفات سے متصف بیان فرمانا اور آپ کی رفاقت پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا ۱۸۰، ۱۸۱
حضرت مسیح موعود کا مولوی محمد احسن ؓ کا ذکر فرمانا ۱۸۱

**ف**

**فضل الدین** ۱۷۴

**ل-م-ن**

**لبیب-ایک عرب شاعر** ۱۵۶

**لیکھرام پشاوری**

لیکھرام پشاوری کے خلاف دعا اور بشارت کہ چھ سال بعد ہلاک ہوگا ۱۶۲

**حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم** ۱۸، ۲۱۶، ۲۱۷

**قوت قدسیہ**

آپ ﷺ کی آمد سے لوگوں میں وقوع پذیر ہونے والی نیک تبدیلیوں کا ذکر ۴۳، ۴۴
جن احادیث سے رسول کریم ﷺ کی حیات ثابت ہوسکتی ہے وہاں اس سے مراد حیات روحانی لی جاتی ہے ۲۲۰، ۲۲۱
آیت کریمہ و اخرین منھم لما یلحقوا بھم سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم اپنی روحانی توجہ سے امت میں آخرین کے گروہ کا تزکیہ فرمائیں گے ۲۴۴

**خاتم النبیین**

آنحضور ﷺ کو خاتم النبیین ماننے پر حضرت مسیح موعودؑ کا حلفیہ بیان ۶۷
آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور کسی کے لئے جائز نہیں کہ قرآن کو منسوخ کردے ۱۹۹ح
مسیح ناصری کا نزول ماننا ختم نبوت کے منافی ہے ۳۴، ۲۰۰، ۲۰۱
خاتم النبیین کے بعد ہمیں کسی نبی کی حاجت نہیں کیونکہ آپ ﷺ کی برکات تمام زمانوں پر محیط ہیں ۲۴۴

**معراج**

رسول کریم ﷺ معراج کی رات اعجازی طور پر اپنے جسم کے ساتھ آسمان پر تشریف لے گئے لیکن اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ کا جسم اطہر بستر پر بھی موجود رہا ۲۱۹، ۲۲۰

**رفع**

آپ ﷺ نے فرمایا: انی لا اترک میتا فی قبری الیٰ ثلثة ایام او اربعین بل احیٰ و ارفع الی السماء لیکن اس سے حیات روحانی مراد لی جاتی ہے ۲۲۰، ۲۲۱

## متفرق

ایک موقع پر رسول اکرم ﷺ کا خواب میں اپنی تلوار
ٹوٹتے دیکھنا اور اس سے مراد ۱۹۰ ح
وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل سے
حضرت ابوبکر صدیق نے رسول کریم ﷺ کی وفات کا
استدلال کیا ۹، ۲۴۵، ۲۴۶
رسول اکرم ﷺ کی مدح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے عربی قصائد ۱۰۵
۲. یا قلبی اذکر احمد عین الھدی مفنی العدا ۷۰
۳. ایا محسنی اثنی علیک و اشکر
فدی لک روحی انت ترسی و مازر ۷۱
۴. بک الحول یا قیوم یا منبع الھدیٰ
فوفق لی ان اثنی علیک و احمدا ۸۹

## محمد احمد مکی

ایک احمدی جن کا خط حمامۃ البشریٰ کی وجہ تصنیف بنا ۱۷۲
آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے ان کے
خط کا جواب ۱۷۵، ۳۳۵

## محمد بیگ ابن نظام الدین ۱۶۳ ح

## محمد حسین بٹالوی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب کرنا ۴۵، ۴۶
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مولوی اسے عربی زبان
میں تفسیر قرآن لکھنے اور کم از کم سو اشعار میں قصیدہ
لکھنے کا چیلنج دینا ۴۶، ۴۷
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے مباہلہ کے لئے
بلایا لیکن اس نے راہ فرار اختیار کی ۶۸
اشاعۃ السنہ میں محمد حسین بٹالوی کا حضرت مسیح موعود کے
عربی تفسیر نویسی کے چیلنج سے پہلو تہی کا طریق ۶۴، ۶۵
محمد حسین بٹالوی کا علم تفسیر اور عربی زبان سے
بے بہرہ ہونا ۶۳، ۶۴
کرامات الصادقین میں قصائد اور تفسیر اس لئے لکھی گئی کہ لوگوں پر
ظاہر ہو کہ محمد حسین بٹالوی اپنے اس دعویٰ میں کہ یہ عاجز مفتری اور
دجال ہے اور عربی زبان سے ناواقف ہے، جھوٹا ہے ۶۲، ۶۳
محمد حسین بٹالوی کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی بددعا کہ
اے خدا! تو ایسے مکذب کو پکڑ ۹۴
ان کو چیلنج کہ اگر ذی علم ہو تو تفسیر سورۃ فاتحہ کی نظیر بنا کر لاؤ ۱۰۵
جو شخص تکفیر میں زیادتی کرے گا ایک دن اس کی بھی تکفیر
کی جائے گی۔ چنانچہ بٹالوی کی تکفیر ہوئی ۸۷

## محمد احسن صاحب

حضرت مسیح موعود کا مولوی محمد احسنؓ کا ذکر فرمانا ۱۸۱

## محمد الخزرجی الانصاری۔ الشیخ ۱۵۰

## محمد بن احمد ۱۷۴

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام آپ کے خط کے
جواب میں حمامۃ البشریٰ اس حسن ظن میں تصنیف
فرمائی کہ یہ درست نیت اور صالح طبیعت کے ہیں
جو ملامتوں سے نہیں ڈرتے۔ ۱۷۵

## محمد بن اسماعیل۔ بخاری امام

آپ نے صحیح احادیث کے لئے بہت کوشش کی لیکن پھر بھی
ان میں تناقض ختم نہ کرسکے ۲۱۷ ح

## محمد سعید الشامی الطرابلسی ۱۵۸ تا ۱۶۰

حضرت مسیح موعودؑ کی مدح اور عیسائیوں کی ہجو میں
ان کے اشعار ۱۵۳، ۱۵۶
حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں آپ کی ایک رؤیا ۱۶۰

آپ کا رسالہ ایقاظ الناس جو انہوں نے حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کی تائید اور صداقت میں تحریر فرمایا ۱۸۲
**خضعت لرفعه مجدك العظماء**
محمد سعید شامی کے اشعار ۱۵۳ تا ۱۵۵
**حمد غزير صادق الاذغان**
محمد سعید شامی کے حضرت مسیح موعود کی شان میں اشعار ۱۵۵ تا ۱۵۷
**الا لا اری من احب بعینی** ۱۵۶
**کتاب حکی زهر الربیع نضارةً**
کرامات الصادقین کے بارے میں السید محمد سعید الشامی
کے اشعار ۱۵۷
**محمد علی کانپوری۔السید** ۱۵۶
**محمدی بیگم**
محمدی بیگم کے متعلق پیشگوئی کا بیان ۱۶۲، ۱۶۳
**محمود بیگ** ۱۶۳ح
**محی الدین۔میاں** ۶۳
**معاذ بن جبلؓ حضرت** ۱۹۰
**مریم علیہا السلام**
غیر نبی کو بھی الہام ہو سکتا ہے جس طرح صاحب خضر اور
حضرت مریمؑ کو الہام ہوا ۲۸، ۲۹ح
**مسیح موعود علیہ السلام**
دیکھئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام

**موسیٰ علیہ السلام۔حضرت** ۲۱۰، ۲۲۱
اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی والدہ، ذوالقرنین،
اور حواریوں سے کلام کیا ۱۶، ۱۷، ۲۱، ۲۲ح
آیت فلا تکن فی مریة من لقائہٖ موسیٰ کی
حیات ثابت کرتی ہے۔ ۲۲۱، ۲۲۲
**نورالدین۔حضرت حافظ الحاج حکیم** ۱۷۴
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق آپ کی ایک تحریر اور آپ کی
مدح میں ایک عربی قصیدہ ۱۴۹ تا ۱۵۱
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آپؓ کو اپنے تمام ساتھیوں
سے اعلیٰ بصیرت و علم اور دیگر صفات سے متصف بیان فرمانا
اور آپ کی رفاقت پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا ۱۸۰، ۱۸۱

## و۔ی

**وزیر خان۔ڈاکٹر** ۱۵۶
**ولی اللہ شاہ دھلوی۔حضرت** ۲۵۴ ح ح
**یحییٰ علیہ السلام** ۲۲۱
علماء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے خالہ زاد بھائی حضرت یحییٰ
کے ساتھ دوسرے آسمان پر موجود سمجھتے ہیں۔ ۲۱۵
**یوحنا** ۲۹۵
**یوسف علیہ السلام** ۲۱۱

☆☆☆

# مقامات

## ا۔ب

امرتسر ۴۲، ۱۶۰
امریکہ ۳۱۰
باب لدّ ۱۸۵ح
برطانیہ ۲۱۰ح، ۲۳۰
بیت المقدس ۱۸۶ح
بحیرۃ طبریہ ۱۸۵، ۱۸۹ح
بحر الشام ۱۸۹ح
بحر الیمن ۱۸۹ح

## ج۔د۔ر

جبل القمر ۱۸۶ح
دمشق ۱۸۵ح، ۱۹۷، ۲۲۵
رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح کے حوالے سے دمشق کا نام اس لئے فرمایا کہ یہیں سے پولوس کے ذریعہ فساد شروع ہوا ۲۲۶، ۲۲۷
الدیر ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۹۳
روس ۲۱۰ح
روم ۳۱۲

## س۔ش

سندھ ۳۰۹
شام ۱۶۰، ۱۸۴تا۱۸۶، ۱۹۷
شعب عامر ۱۷۴

## ط۔ع۔ف۔ق

طوُر۔صحرائے سینا فلسطین ۱۸۵ح، ۲۱۰
عراق ۱۸۵ح
فارس ۳۱۲
فیروز پور ۳۰۹
قادیان ۱۵۹

## ل۔م۔ہ

لاہور ۶۳، ۱۶۳
مکہ مکرّمہ ۱۸۹ح، ۲۰۴ح، ۳۱۲
بعض اہل مکہ کا حضرت اقدس علیہ السلام کو خط لکھنا ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴
مدینہ منورہ (یثرب، طیبہ)
۸۶ح، ۱۸۹ح، ۲۰۴ح
ہندوستان ۱۵۹، ۱۷۳، ۲۲۵

☆☆☆

# کتابیات


## آ۔ا

آئینہ کمالات اسلام (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۱۶۱

ابن ماجہ ۔الصحیح ۲۳۵

اشاعۃ السنہ ۶۳،۶۴

ازالہ اوہام (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۱۶۱ ، ۲۰۰ ح

اناجیل ۲۲۵

ایقاظ الناس (محمد سعید طرابلسی)

محمد سعید الطرابلسی کا رسالہ جوانہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید اور صداقت میں تحریر فرمایا ۱۸۲

## ب۔پ۔ت

بخاری۔الجامع الصحیح

۱۹۹ح،۲۰۰،۲۱۴،۲۲۰،۲۲۹،

۲۵۳،۲۵۴ح ح ۲۶۸،۳۰۰،۳۱۱

صحیح بخاری میں وفات مسیح کے متعلق احادیث موجود ہیں ۹

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی آیت انی و متوفیک رافعک الی کی تفسیر وفات مسیح کی دلیل ہے ۱۰

صحیح بخاری کی رو سے وفات مسیح کا بیان

۲۵۴،۲۵۵ح ح

امام بخاریؒ نے صحیح احادیث کے لئے بہت کوشش کی لیکن پھر بھی ان میں تناقض ختم نہ کر سکے ۲۱۷ح

اگر بخاری کی اس حدیث یضع الجزیة کی طرح کی ہزار احادیث بھی قرآن کریم سے معارض ہوں تو قابل قبول نہیں ۲۱۱ح

براہین احمدیہ (تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

۱۹۱،۱۹۳

تفسیر کبیر مصنفہ امام رازی (اجرام فلکی کی تاثیرات) ۲۹۰

تفسیر مظہری

تفسیر مظہری کا مصنف لکھتا ہے کہ ابوہریرہؓ نے آیت کریمہ وان من اهل الكتاب......کی تاویل میں غلطی کی ہے ۲۴۰

تنزیہ القرآن مصنفہ السید لبیب ۱۵۰،۱۵۱

توضیح مرام (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۶۴،۱۶۱،

۲۸۵

## ج

حجۃ اللہ البالغۃ (ولی اللہ شاہ محدث دہلوی)

اجرام فلکی کی تاثیرات ہوتی ہیں۔ ۲۹۰

الحجج الکرامۃ (نواب صدیق حسن خان) ۳۰۲

## ڈ۔ط۔ع

دافع الوساوس ۶۴

الطبرانی ۲۰۰ح ۲۰۷

العینی شرح بخاری ۳۱۲

## ف۔ک

فتح اسلام (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ) ۶۴،۱۶۱

فتح الباری (شرح بخاری) ۳۰۰

فتح البیان (تفسیر) ۳۰۲

فتوح الغیب (سید عبدالقادر جیلانی) ۱۶

الفوز الکبیر ۳۵۵ح ح

فیوض الحرمین (ولی اللہ شاہ محدث دہلوی)

اجرام فلکی کی تاثیرات ۲۹۲،۲۹۳

**کرامات الصادقین (تصنیف حضرت مسیح موعودؑ)**

حضرت مسیح موعود نے رسالہ کرامات الصادقین اپنے اور مخالفین کے معاملہ میں فیصلہ کے لئے تصنیف فرمائی ۴۲

کرامات الصادقین میں شامل قصائد امرتسر میں فی البدیہہ کہے گئے۔ ۴۲

رسالہ (کرامات الصادقین) میں یہ قصائد اور تفسیر اس لئے لکھی گئی کہ منصف لوگوں پر محمد حسین بٹالوی کا افترا ظاہر ہو۔ ۶۲،۶۳

کرامات الصادقین کے بارے میں محمد الطرابلسی الشامی کے تعریفی کلمات ۵۹

**الکامل** لابن اثیر ۳۱۲


## ل۔م


**لسان العرب** ۲۶۳،۳۱۱

**مسلم۔الجامع الصحیح** ۱۸ح، ۲۱۴، ۲۵۱، ۲۵۳

**المستدرک** ۲۰۷، ۲۴۰ح

**مدارج السالکین** از امام ابن قیم ۲۵۴ ح ح


☆☆☆